تورات و انجیل اور دیگر صحف انبیاء علیہم السلام میں موجود
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام بشارات

وما جعله الله الا

بشریٰ

لكم ولتطمئن قلوبكم به

مولانا عنایت رسول عباسی چریاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

اب سے کتاب بشریٰ کی تصنیف کو تقریباً انچاس سال گزرے۔ اس طویل مدت میں اس کتاب نے موجودہ حالت طبع تک کتنی کروٹیں بدلیں۔ سب سے پہلے خود مصنف علامؒ نے اپنی زیر نگرانی طبع کا مصمم عزم کیا تھا اور اس کے لئے اکثر اعزہ نے چندے دیئے جس سے چڑیا کوٹ میں ایک مطبع قائم کیا گیا اور پریس خریدا گیا۔ خیال یہ تھا کہ بشریٰ کے طبع کے سلسلہ میں آپ کی دیگر تصانیف بھی چھپ جائیں گی۔ کسی دوسرے مطبع میں اس کتاب کے چھاپے جانے میں عبرانی عبارات کی وجہ سے تصحیح نیز کتابت میں سخت دشواریوں کا سامنا تھا۔ عبرانی ٹائپ منگانے میں بھی بڑی دشواری تھی۔ اول تو خرچ بہت زیادہ تھا جس کو علامہ موصوف خود برداشت نہیں کر سکتے تھے، دوسرے کمپوزیٹر کی بھی دشواری تھی کہ کسی ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار تھا جو عبرانی الفاظ کے کمپوز کرنے کی

خدمت انجام دے سکتا۔ ان تمام دقتوں پر نظر کرکے یہی صورت آسان نظر آئی کہ خود حیدرآباد ہی میں پریس رکھا جائے اور علامۂ موصوف کتابت کا کام اپنے ذمہ لے کر خود کتابت فرمائیں اور پروف کی تصحیح کریں۔ لیکن افسوس ہو کہ مشین آنے کے بعد آپ بیمار پڑ گئے اور اس علالت سے جاں بر نہ ہو سکے اور یہ کام انجام نہ پا سکا۔

اس کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی معصوم عباسی مرحوم نے اس کی طبع کی ہمت کی۔ اس زمانہ میں نواب الحاج محمد اسحاق خاں صاحب اعظم گڑھ میں عہدۂ ججی پر تشریف لائے اور میرے والد مرحوم سے اس کتاب کے چھاپے جانے کی متعلق گفتگو کی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کے طبع کا شرف میں حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کی طبع کے تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ لیکن مولوی معصوم مرحوم کا یہ خیال تھا کہ وہ خود اپنے اہتمام سے اس کتاب کو چھپوائیں گے۔ مگر یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ اس کے بعد پھر ایک نیک دل صاحب ثروت نے اس کی طبع کے لئے مولوی صاحب مرحوم سے سلسلہ جنبانی کی لیکن یہ سعی بھی ناشکور رہی۔ پھر ڈاکٹر انصاری مرحوم (جو مولوی معصوم مرحوم کے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے) اس کتاب کے چھپوانے کے لئے مستعد ہوئے۔ لیکن ان کو اپنے مشاغل اور قومی خدمات سے کب فرصت تھی کہ اس اہم علمی کام کی جانب متوجہ ہوتے اور یہ کام ان کے قابو سے باہر بھی تھا۔ چنانچہ اس کے اخراجات اور زحمتوں کو خیال کر کے اس کے چھپوانے میں ہاتھ نہ ڈالا۔ اور کتاب پھر ایک عرصہ دراز تک پڑی رہی۔ خود مولوی معصوم صاحب مرحوم کو اپنی زمینداری کے جھگڑوں سے کب فرصت کہ اس کے لئے دوا دوش کرتے۔ پھر لاہور سے ایک صاحب نے ایک بیش قرار رقم پیش کی اس شرط پر کہ یہ کتاب ان کے حوالہ کی جائے اور وہ خود اس کے مصارف برداشت کریں اور اپنے اہتمام سے چھپوائیں اور حقوق طبع ان کے حق میں محفوظ ہوں۔ اس کو مولوی صاحب مرحوم نے منظور نہیں کیا۔ اس کے متعلق گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ان پر فالج گرا اور ان کا

انتقال ہو گیا۔ ان کے اولاد نرینہ نہ تھی۔

بعد ازاں میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد لٰسین مرحوم نے اس کے چھپانے کی طرف توجہ کی اور غازی پور میں ایک مطبع "اتحاد و اسلام" کے نام سے قائم کیا اور ارادہ ہوا کہ اس کتاب کو اس مطبع میں طبع کرائیں۔ لیکن اب بھی اس کتاب کی قسمت میں طبع ہونا مقدر نہ تھا۔ ان کی جوانی وفات کی اور مرض طاعون میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور کچھ زمانہ تک یہ کتاب گوشۂ خمول میں پڑی رہی۔

انتظار تھا کہ ؎

"مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

کہ اس کتاب کی قسمت نے ایک اور پلٹا کھایا اور یہ کتاب اس فخر روزگار و زمان، مائیہ دانش و سرتاج دانشوراں، صاحب فضل و عرفاں ڈاکٹر سر سلیمان سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ کے دست کرم تک پہنچی اور آپ نے اس کتاب کی وہی قدر کی جس کی یہ مستحق تھی اور نواب بہادر ڈاکٹر ملک سر مزمل اللہ خاں صاحب رئیس اعظم بھیکم پور ضلع علی گڑھ سے اس کے متعلق گفتگو فرمائی۔ آپ کی ذات تو ہمیشہ سے مرکز جود و سخا رہی آپ نے ابتدا سے علم کی قدر کی ہے۔ سر سید علیہ الرحمہ سے آپ کو جس قدر لگاؤ تھا وہ اس سے ظاہر ہے کہ علی گڑھ کالج کی آپ نے ہمیشہ مدد فرمائی اور درام لے اور کالج ہمیشہ آپ کا ممنون کرم رہا اور برابر مختلف اوقات میں آپ آنریری سکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔ آپ نے اس کتاب کی اہمیت پر خاص توجہ فرمائی اور آپ نے اس کی طباعت کے مصارف کو برداشت فرما کر بہت بڑی قومی خدمت کا ثبوت پیش کیا۔ جناب نواب سر مزمل اللہ خاں صاحب رئیس اعظم کا یہ ایثار حقیقتاً اسلام کی اتنی بڑی خدمت ہے جس پر مسلمانان دنیا بالخصوص مسلمانان ہند ہمیشہ فخر کریں گے۔

مصنف علام نے اس کتاب کی تصنیف سے اہم موضوع کا اسلامی علوم میں اضافہ کیا جس سے علم کلام اب تک تشنہ تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے علم کلام

کی بنیاد ڈالی تھی اور ان کے بعد ان کے متبعین نے اس کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ لیکن متقدمین نے عقلی دلائل سے تمام عقائد اسلامیہ کا ثبوت دیا اور یونانیوں کے مسلمات کو جن کا عقائد اسلامیہ پر برا اثر پڑتا تھا وہم باطل اور دھوکے کی ٹٹی ثابت کیا اور بنیادی مسائل فلسفیہ کہ جن پر ان کی ساری عمارت کھڑی تھی متزلزل ہو گئے۔ اسی ضمن میں سب سے اہم اور معرکۃ الآرا مسئلہ ہمارے رسول مقبول روحی فداہ کی رسالت کا ثبوت یہود اور نصاریٰ کے مقابلہ میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا ثبوت دلائل عقلیہ سے اتنا مفید نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ ان کے مسلمات سے کارآمد ہو سکتا ہے۔ ان کے مسلمات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ مسائل جن کا ماخذ فلسفۂ یونان تھا یا دوسرے اقوام کی معیت میں ان کے جلاوطنی کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے یا دوسری قوموں کے خیالات ان کے اذہان میں امتداد زمانہ کی وجہ سے جاگزیں تھے ان کا استیصال تو علم کلام نے پورا کیا اور اس میں مسلمان کامیاب رہے لیکن دوسرا پہلو جو ان سب سے زیادہ موثر تھا ان کے وہ مسلمات تھے جن کی بنیاد ان کی مسلمہ آسمانی کتابیں یعنی توریت، زبور، انجیل اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے صحف سماویہ پر تھی اس میں مسلمانوں نے صرف اتنی کوشش کی کہ ان کو محرف ثابت کیا اور ان کی آیات میں تناقض دکھایا جس کا منشاء یہ تھا کہ جن آیات سے حضرت کی رسالت اور پیشینگوئی ثابت ہوتی ہے ان میں تحریف ہوئی اور موجودہ توریت اور انجیل و دیگر کتب سماویہ اصل حالت میں نہ رہیں، جو کچھ ہیں وہ محرف ہیں بوجہ ان کے آیات کے متناقض ہونے کے اور جس کلام میں باخود تناقض ہو وہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتا ہے لہذا یہ کلام الٰہی نہیں ہے اس سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ بوجہ تحریف کے موجودہ توریت اور انجیل اور دیگر صحف سماویہ قابل اعتبار نہیں لیکن یہود و نصاریٰ اس کو محرف تسلیم نہیں کرتے اور وہ اس امر سے منکر ہیں کہ ان کتب سماویہ میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشینگوئی موجود ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں اگر کوئی استدلال ہو سکتا ہے تو صرف یہی

صورت میں کہ موجودہ توریت وانجیل میں اعم اس سے کہ وہ محرف ہوں یا نہ ہوں آپ کی بعثت کی پیشین گوئی موجود ہو جس سے ان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ثابت کیا گیا کہ موجودہ توریت وانجیل ناقابل اعتبار ہیں جس کو یہود ونصاریٰ تسلیم نہیں کرتے تو اس سے آں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جو شخص مدعی بشارت ہو اس کو ضروری ہو کہ وہ توریت وانجیل سے بشارت کو ثابت کرے جس میں ان کو کلام کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔

ابن حزم ظاہری اندلسی نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں یہود ونصاریٰ کی کتابوں سے بحث کی ہو لیکن پیشینگوئیوں سے اس میں کوئی بحث نہیں ہو۔ ان کی تمام تر دلیلیں موجودہ توریت اور انجیل کے غلط ثابت کرنے پر مبذول ہیں اور یہود ونصاریٰ پر تعریض کی ہو اور توریت وانجیل میں باخود باہم تناقض ثابت کرکے ان کو غلط ثابت کیا ہے۔ لیکن اس ثبوت سے کہ موجودہ توریت وانجیل محرف ہیں نفس اثبات پیشین گوئی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ علامہ شہرستانی جو علامہ ابن حزم ظاہری اندلسی کے ایک صدی بعد ہوا ہے اس نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں توریت کی ایک آیت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو ثابت کیا ہو جس کا ذکر من جملہ اور پیشین گوئیوں کے علامہ عنایت رسول عباسی چریاکوٹی مصنف کتاب بشریٰ نے بھی کیا ہو۔ علامہ شہرستانی نے توریت وانجیل کے محرف ہونے کے ثبوت سے کوئی بحث نہیں کی ہو، لیکن ان کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان عبرانی سے واقف نہ تھے، ورنہ جس اصول کو پیش نظر رکھکر علامہ مصنف نے پیشین گوئیوں کو ثابت کیا ہو ان کے پیش نظر بھی یہی اصول تھا۔

علامہ ابن حزم اندلسی نے توریت کی ایک آیت کو نقل کیا ہو اور اس کو اپنے دعوے تحریف کے ثبوت میں پیش کیا ہو جس کو میں یہاں نقل کرتا ہوں اور علامہ عنایت رسول عباسی مرحوم نے اسی آیت سے پیشین گوئی کو اس طرح ثابت کیا ہو جس سے یہود کو جواب ان

عبرانی پر کافی عبور رکھتے ہیں ہرگز انکار نہیں ہو سکتا اور اس سے دونوں کے تراجم کا فرق بین نظر آئے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ علامہ موصوف نے اپنے ذاتی اجتہاد کو کتنا دخل دیا ہے اور زبان عبرانی میں ان کو کس قدر مہارت اور قدرت تھی۔

سفر توریہ مثنیٰ باب ۳۲ آیہ ۱ :-

سنو اے آسمانو! میری بات اور سنے زمین میرا کلام اور زیادہ ہوگا مثل بارش کے اور بلکہ شبنم کے میرا کلام اور ہوگا بارش کی طرح گھاس پر اور مثل شبنم کے پودوں پر کیونکہ میں پکاروں گا خدا کے نام کو تو تعظیم کرے گا تو اس کی۔ خدا ہمارا اللہ ہے جو منصف ہے قائم رہنے والا ہے جو کہ مکمل ہوئی اس کی خلقت اور اس کے احکام معتدل با انصاف اللہ جو کہ ظلم نہیں کرتا عادل ہے قائم رہنے والا ہے بہت گئی نافرمان امت اور ٹیڑھی رب کا۔ اے قوم جاہل قیمت کی کیا نہیں ہے وہ تمھارا باپ جس نے پیدا کیا تم کو اور تمھارا مالک۔ قدیم زمانہ کو یاد کرو اور سوچو اجناس میں اور اپنے باپ دادوں سے پوچھو تو تم کو بتلائیں گے اور اپنے بڑوں سے تو تم کو بتلائیں گے۔ جب کہ وہ تقسیم کرے گا بڑے اجناس کو اور تفریق کرے گا بنی آدم میں۔ اس نے تقسیم کیا اجناس کو بنی اسرائیل کے حساب سے۔ رب نے سمجھا اپنی امت کو اور یعقوب نے اپنے حصہ کو اس نے پایا اس کو ویران زمین میں اور ایسے بیابان میں جس میں کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کو آزاد کیا اور اس پر متوجہ ہوا اور اس کی حفاظت کی جس طرح پلک آنکھ کی حفاظت کرتی ہے اور سارا پایا ان کو جیسا گدھ اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس پر گشت کرتا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے اپنے پر پھیلاتا ہے پس وہ متوجہ ہوا ان کی طرف اور ان کو اپنے پر پر اٹھا لیا تو رب تنہا ان کا سردار تھا اور اس کے ساتھ اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہ تھا تو اس نے ان کو اپنی بہترین زمین میں جگہ دی تاکہ وہ لوگ کھیتی کی روٹی کھائیں اور ان کو اس نے پتھر کی شہد سے اور اس کے چٹانوں کا زیتون اور اس کے

موٹے بیلوں کا گھی اور اس کی بکریوں کا دودھ اور بکری کے بچوں کی چربی اور بکروں کے گوشت اور گیہوں کے میدے اور انگور کے خون۔ ان لوگوں نے نافرمانی کی موٹے ہو گئے اور لات ماری ان پر اور چربی میں پوشیدہ ہو گئے پھر اپنے خالق خدا کو چھوڑ دیا اور ان کے خدا کے ساتھ کفر کیا تو ان کو بتوں کو پوجنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خالق نے ان پر عذاب نازل کیا اور یہ وجہ ان کے شیطان کو سجدہ کرنے کے نہ خدا کو اور یہ وجہ ان کے اجناس کے الٰہ کو سجدہ کرنے کے کہ جن کو وہ نہیں جانتے تھے اور نہ ان سے پہلے ان کے آباء نے ایسا کیا تو ان لوگوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا جس نے ان کو جنا۔ پھر وہ لوگ اپنے خدا کو بھول گئے تو رب نے اس کو دیکھا اور اس پر غضبناک ہوا اس وجہ سے کہ اس کے لڑکے اور لڑکیوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ میں اپنا منہ ان سے چھپا لوں گا تاکہ میں جانوں کہ ان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ پس وہ ایک قوم کافر نافرمان ہیں اور مجھ کو غضبناک کر دیا اس کی عبادت سے جو خدا نہیں ہے اور اپنے فواحش سے مجھ کو غضبناک کر دیا اور میں ان کی حالت کو ایک ضعیف قوم کے ذریعہ سے بدل دوں گا اور ان کو ایک جاہل قوم کے ذریعہ سے ذلیل کر دوں گا۔ میرے غضب سے ایک آگ بھڑکی ہے جو جلا دے گی ہواؤں تک۔ پس وہ پہنچے گی اسفل السافلین تک اور دے جائے گی پہاڑوں کی جڑوں تک تو جمع کروں گا میں اپنے عذاب کو اور چھیدوں گا ان کو اپنے تیروں سے اور ان کو ہلاک کروں گا بھوک سے اور ان کو چڑیوں کی غذا بناؤں گا اور ان پر درندوں کے دانتوں کو مسلط کروں گا اور زندگی کو ان پر دشوار کر دوں گا اور اگر میدان میں نکلے تو ان کو ہلاک کر دوں گا تیروں سے اور اگر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے تو میں ان میں سے نوجوان کو اور دوشیزہ کو اور لڑکے کو اور بڈھے کو رعب سے یہاں تک کہ کہوں گا وہ لوگ کہاں ہیں کہ ان کی یادگار کو زمین سے منقطع کر دوں گا۔"

ابن حزم اندلسی ان آیتوں کو لکھکر بیان کرتے ہیں کہ :

" اس سورہ میں ایسے فضائح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جا سکتی جیسے اس آیت میں ہے کہ " اللہ تعالیٰ ان کا وہ باپ ہے جس نے ان کو جنا اور وہ لوگ اس کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں " حاشا للہ ایسی باتوں سے۔ اور نصاریٰ نے خدا کا بیٹا ٹھیرایا وہ صرف انہیں ملعون جھوٹی تبدیل شدہ کتابوں سے جو یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیں اور اس سے بڑھکر اور کون سے تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیا ہے اور جو لوگ اس قوم کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ گندی قوم، سب سے زیادہ بدصورت اور سب سے زیادہ بُرے کلام والی اور خبیث ترین اقوام اور سب سے زیادہ جھوٹی، ذلیل ترین اقوام، سب سے زیادہ پست ہمت اور سب سے زیادہ بزدل بلکہ حاشا للہ اس اختیار فاسد سے "

ظاہر ہے کہ اس طنز و تعریض سے اثبات نبوت و رسالت آپ اور ان کتب سماویہ سے اثبات پیشین گوئی سے کیا تعلق۔

اسی بیان کی تفسیر کو ملاحظہ کرنا چاہیے جو علامہ عنایت رسول مرحوم نے صفحہ ۸ میں توریت سے نقل کر کے ترجمہ کیا ہے اور اس کی ایسی جامع اور فاضلانہ تحقیق کی ہے اور انھیں آیتوں کو آں حضرتؐ کی بشارت کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور ایسا مدلل ثبوت دیا ہے جس کے بعد عبرانی زبان کے واقف کو پھر کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔

علامہ شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل میں لکھا ہے کہ :-

" تمام تر توریت ان دلائل اور آیات پر مشتمل ہے جن سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حق ہونا اور صاحب شریعت کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے، علاوہ ان آیات کے جن میں ان لوگوں نے تحریف کی یا تبدیل کیا یا اس میں کچھ گھٹایا یا بڑھایا اور تحریف کی دو شکلیں ہیں ایک تو کتابت اور صورت میں دوسری تفسیر آیات میں اور آیات

کی تاویل میں چنانچہ سب سے مشہور واقعہ حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کا ہے کہ آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا کہ میں نے اسمٰعیل کو اور ان کی اولاد کو برکت دی اور تمام نیکیاں ان پر رکھ دیں اور میں ان کو تمام قوموں پر ظاہر کروں گا اور ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجوں گا کہ جو میری آیتوں کو پڑھ کر ان کو سنائے گا۔ یہود اس واقعہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد حکومت ہے نہ کہ رسالت اور نبوت۔ ان کو یہ الزامی جواب دیا گیا کہ اگر اس سے مراد ملک ہے جیسا کہ تم تسلیم کرتے ہو تو یہ حکومت حق اور عدل وانصاف کی ہوگی یا نہیں اگر عدل و انصاف کی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر ایسے ملک کا کیونکر احسان رکھا جو ظلم اور غیر حق ہو اور اگر عدل وصدق سے ہو تو بادشاہ کو اپنے قول اور دعوے میں سچا ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانے والا صاحب عدل و حق نہیں ہو سکتا کیونکہ جھوٹ لگانے سے زیادہ کوئی ظلم ہو سکتا ہے (ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا) لہٰذا تکذیب باری تعالیٰ میں تجویز ظلم لازم آتی ہے اور اس سے رفع منت نعمت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہاں ملک مراد نہیں ہو سکتا بلکہ رسالت و نبوت۔"

پھر علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ:-

"اللہ تعالیٰ طور سینا سے آیا اور ساعیر سے ظاہر ہوا اور شدت سے فاران پر متجلی ہوا۔ ساعیر بیت المقدس کا پہاڑ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مظہر تھا اور فاران مکہ کا پہاڑ جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہے اور چونکہ اسرار الٰہیہ اور انوار ربانیہ وحی اور تنزیل ومناجات اور تاویل تین مراتب پر ہیں ایک مبدأ اور وسط اور کمال لہٰذا آنا مبدأ کے مشابہ ہے اور ظہور وسط کے اور تجلی

کمال کے۔ توریت نے تعبیر کیا طلوع صبح شریعت اور تنزیل کو آنے سے طور سینا پر اور طلوع شمس کو ساعیر پر ظاہر ہونے سے اور درجہ کمال پر پہنچنے اور استواء کو فاران پر تجلی ہونے سے۔ اس کلام میں حضرت عیسیٰ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کی پیشینگوئی ہے اور اس کا اثبات ہے۔"

اب یہاں علامہ شہرستانی کی تحقیق متعلقہ اُس دعا کے جو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ میں کی تھی اس کو علامہ عنایت رسول مرحوم کی تحقیق سے مقابلہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ علامہ شہرستانی نے سوائے الزامی جواب کے کوئی تحقیق پیش نہیں کی اور الزامی جواب سے کسی دعوے کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ مدعی کی دلیل کو مجروح کرنا اہم اس سے کہ فریق مخالف اس کے مقابلہ میں اپنے مدعا کو ثابت کرسکے یا نہ کرسکے اور یہ طریق اثبات مدعا کے لئے مفید نہیں ہوا کرتا۔

علامہ عنایت رسول مرحوم نے جو ترجمہ اور اس کی تحقیق پیش کی ہے اس کو مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کو کتب مقدسہ پر کس قدر عبور تھا اور آپ کا استدلال کتنا محقق ہے چنانچہ سر سید مرحوم اپنی کتاب الخطبات الاحمدیہ صفحہ ۲۰۰ میں لکھتے ہیں کہ:

"میں نے اس بحث کو جناب مولانا و بالفضل اولٰنا جناب مولوی عنایت رسول صاحب چڑیاکوٹی کے سامنے پیش کیا جو عبرانی زبان اور توریت مقدس کے بہت بڑے عالم ہیں اور ہم مسلمانوں میں غالباً آج تک عبرانی اور کالدی زبان و توریت و زبور و صحف انبیاء کا کوئی ایسا عالم نہیں گزرا۔ جناب ممدوح نے فرمایا کہ ترجموں کی طرف ہم کو التجا لے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور جب کہ یونانی ترجمہ توریت کا حضرت عیسیٰ سے پیشتر ہو چکا تھا تو حواریوں نے بھی غالباً اسی ترجمہ سے نقل کیا ہوگا تو بیشک گویا دلیل صرف ایک یونانی ترجمہ پر جو دکر لی ہے اور ہم اس کو پسند نہیں کرتے کہ ترجمے کے تشبہ سے اصل متن پر کچھ الزام لگائیں مگر جن لفظوں پر بحث ہے وہ ہمارے مطلب کے بہت

زیادہ مفید ہیں گے

سرسید مرحوم نے جس بحث میں یہ لکھا ہے وہ بھی بشارت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ بحث بھتا مہ حضرت علامہ کے ہی قلم کے رشحات ہیں لیکن چونکہ وہ خود حضرت علامہ کے زبان عبرانی میں شاگرد تھے اس لئے انھوں نے اس بحث کو اُن کی طرف منسوب نہیں کیا۔

حضرت علامہ فرماتے ہیں: (عبارت عبرانی بخط عربی)

" ول یشمعیل شمعتیا ہنہ بارختی اوتو وھفرتیتی اوتو بماود مسئود شنیم عاشار نسیئیم یولید انتیو لگوی گادول "

(ترجمہ) اسمٰعیل کے بارہ میں تیری دعا قبول کی اس کو ہم نے خلافت دی اور ہم نے اس کو عظمت اور جبروت دی۔ زیادہ سے زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہونگے۔ اس کو بڑی قوم کروں گا۔

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی شریعت کے ہمیشہ جاری رہنے کی وہ قبول ہوئی لیکن حضرت اسمٰعیل کو کوئی شریعت نہیں ملی البتہ یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی "

اب یہاں دو لفظوں پر بحث ہے ایک ھفریتی یہ لفظ اسی مادہ فرو سے نکلا ہے چونکہ الف غیر ملفوظ تھا اس لئے گر گیا پس ھفریتی کے معنی " میں اس کو فرید ادام کروں گا " جیسا کہ ہاجر کو خواب ہوا تھا۔ دوسرا لفظ (بماود ماؤد) اس کے معنی تو کثیرا کثیرا ہیں لیکن یہ اشارہ ہے ہمارے پیغمبر کے نام کی طرف۔ اس طرح کہ محمد بحساب جمل ۹۲ ہے اور بماؤد ماؤد کے عدد بھی ۹۲ ہیں۔ بارہ امام اس سے نکلیں گے مطلب یہ ہے کہ بماود ماود یعنی محمد سے بارہ امام پیدا ہونگے۔ یہاں بھی حدیث اثناعشر خلیفہ کی مشہور ہے یہ سب باتیں ہمارے پیغمبر

وجود باجود سے پوری ہوئیں؛

اس آیت میں جو (انشیتو لگوی گادول) واقع ہوا اس فقرہ کے ایک معنی اور بھی وہ یہ ہیں کہ ہم نے اس کو یعنی اسمٰعیل کو بڑی قوم یعنی محمد دیا کیونکہ لگوی گادول کے عدد اور محمد کے عدد ایک ہے (ل - گ - و - ی - گ - د - و - ل) ۹۲ نمبر اس آیت کے ہیں -

گادول عبرانی میں بمعنی اعظم ہوتا ہے - اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیئے کہ "ہم نے خلافت اس کو دی اور عظمت اور جبروت بہت زیادہ بماد ماد[۱۲] اس سے پیدا ہونگے یعنی ہم نے اس کو محمد دیا"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل تیرہ برس کے تھے اس وقت حضرت ابراہیم کو ختنہ کا حکم ہوا اور یہ بشارت ہوئی کہ سارہ کے لڑکا ہوگا جس کی نسل سے سلاطین پیدا ہونگے اس وقت حضرت ابراہیم سربسجود ہوئے اور دعا کی حضرت اسمٰعیل کی رسالت کے لئے کہ اس کی شریعت ہمیشہ قائم رہے وہاں سے حکم ہوا کہ رسالت تو اسحٰق کو ملے گی یعنی وہی صاحب کتاب و شریعت ہوگا لیکن محمد جو اس کی نسل سے ہوگا صاحب شریعت ہوگا - تیری دعا میں نے قبول کی اسمٰعیل کے حق میں - چنانچہ اس دعا کا ذکر سورۂ بقرہ میں اس طرح سے ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

(ترجمہ) اے ہمارے مالک قائم کر ان میں (قوم میں) رسول ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری نشانیاں (یعنی ثابت کرے کہ ایک ہستی پاک واجب الوجود لائق پرستش ہے اور اس کی تصدیق کرائے) اور سکھائے ان کو کتاب (یعنی اوامر و نواہی یعنی حکمت عملی) اور حکمت (یعنی حکمت نظری) اور ان کو پاکیزہ کرے

(یعنی باز الہ رذائل و اقامہ فضائل ان کو مہذب کرے یعنی بہ تہذیب قوتِ نظری عملی ان کو کامل کرے سعود ابدی کو پہونچائے)۔

علامہ شہرستانی نے یہودیوں کی اس تاویل کا کہ حضرت اسمٰعیل نے جو دعا کی تھی اس سے مراد حکومت اور سرداری ہے نہ نبوت اور رسالت جیسا کہ ان کے بارہ بیٹے سردار ہوئے جو جواب دیا ہے اس کے مقابلہ میں علامہ عنایت رسول مرحوم کی تحقیقات کو دیکھئے سے واضح ہوگا کہ ان کو توریت اور صحف انبیا پر کس قدر عبور اور زبان عبرانی میں کس پایہ کا تبحر تھا اور بلحاظ قوت استدلال آپ کے جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ نے جو الزامی جواب دیا ہے وہ بھی تحقیق کا پہلو لئے ہوئے ہے پہلے نفس مسئلہ کی تحقیق کی ہے اس کے بعد جو جواب دیا ہے وہ محض مسکت ہی نہیں ہے بلکہ اثبات دعوے کو بھی شامل ہے تاکہ نفس مسئلہ تشنۂ تحقیق نہ رہ جائے۔ چنانچہ علامہ تحریر فرماتے ہیں (خطبات احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے)۔

"ہر ایک منصف مزاج ان آیتوں کو پڑھکر سمجھ سکتا ہے کہ ان آیتوں میں جُداجُدا تین لفظ استعمال ہوئے ہیں اوّل یہ کہ "میں نے اس کو برکت دی" دوم یہ کہ "اسے بہت فضیلت دی" سوم یہ کہ "اس کو بڑی قوم کروں گا" پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ ان تینوں جُداجُدا لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اولاد کا زیادہ ہونا؟

جب کہ حضرت اسحاق بیرشبع میں پہونچے تو خدا تعالیٰ نے خواب میں ان سے وعدہ کیا تھا کہ: میں تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہوں تو مت ڈر میں تیرے ساتھ ہوں اور تجھکو برکت دوں گا اور اپنے بندہ ابراہیم کے سبب تیری نسل کو بہت کروں گا۔"

(توریت کتاب اوّل باب ۲۶ - ۲۴)

جس مضمون کا وعدہ کہ حضرت اسمٰعیل سے کیا گیا اور جو لفظ برکت کا اسمٰعیل کے وعدہ میں

استعمال ہوا اسی مضمون کا وعدہ اسحاق سے کیا گیا اور وہی لفظ برکت کا اسحاق کے وعدہ میں بھی بولا گیا۔ پس یہ کہنا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسمٰعیل سے جو وعدہ تھا وہ دنیاوی تھا اور اسحاق سے جو وعدہ تھا وہ روحانی تھا۔"

اس کو علامہ شہرستانی کے جواب الزامی سے مقابلہ کر کے دیکھئے تو دونوں میں فرق بیّن نظر آئے گا۔ اسی طرح وہ بشارت جس کو علامہ شہرستانی نے لکھا ہے اس کو علامہ عنایت رسول مرحوم نے بھی توریت سے نقل کر کے لکھا ہے۔

"موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۳ باب کی ۲ آیت (عربی حرفوں میں)

ویومر یہوا مسینای باونزارح مسعیر لا مو ہوفیع مہر پاران

واتا مربوت قودش میمینو ایش دات لامو۔

(ترجمہ) کہا (یعنی موسیٰ نے) اللہ سینا سے آیا اور چمکے گا سعیر سے اور بہت شدت سے متجلی ہوگا کوہ فاران سے اور آئے گا باگ لڑائی سے اس کے داہنے ہاتھ میں آگ ہوگی اور اس کے پاس شریعت (یا یہ کہ اس کے ہاتھ میں شریعت کی آگ ہوگی)۔

اس کے بعد فاران کی تحقیق کی ہے جو محیر العقول ہے اور ثابت کیا ہے خود توریت ہی کی عبارتوں سے کہ فاران ملک عرب ہی کو کہتے ہیں جس کے بعد اس پیشینگوئی میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

علاوہ پیشینگوئیوں اور بشارتوں کے جہاں توریت اور قرآن پاک کی مطابقت کی ہے اس کے دیکھنے سے توریت کا منزل من اللہ ہونا اور اسی کے ساتھ قرآن پاک پر ایمان میں تقویت ہو جاتی ہے اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک اور توریت ایک ہی سرچشمۂ فیضان سے نازل ہوئے ہیں۔

مسلمانوں نے علم کلام کی ترتیب اور ایک مستقل فن بنا دینے سے جو خدمت اسلام

کی ہے اور اس سے فلسفہ یونان کی بنیاد کو کھوکھلا کر دی بہت بڑا احسان تھا لیکن علم کلام حقیقتاً ناتمکمل تھا جس کی طرف علمائے متقدمین نے توجہ نہیں کی تھی بجز امام فخرالدین رازی کے لیکن ان کی حیات نے وفا نہیں کی اور یہ امر اہم رہ گیا تھا جس کی طرف صدیوں کے بعد علامہ عنایت رسول نے توجہ کی اور حقیقتاً علم کلام میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کر کے اسلام پر بہت بڑا احسان کیا۔

جس طرح اس کتاب کی تصنیف سے مصنف مرحوم نے علم کلام کی کمی کو پورا کیا اور مسلمانوں پر بلکہ اسلام پر احسان کیا اسی طرح سر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے اس کو نواب سر مزمل اللہ خاں صاحب مدت فیوضہم کی سرپرستی میں دے کر اس کی طباعت کا انتظام کیا۔ نواب صاحب بہادر کا احسان مسلمانوں پر اس کتاب کی طباعت سے ہمیشہ قائم رہے گا جب تک اس کتاب سے دنیا کو نفع پہنچتا رہے گا۔

اس کتاب کے طبع میں وہی مسئلہ کتابت عبارات عبرانی اور پروف کی تصحیح کا پیش آیا ظاہر ہو کہ یہ سوال اتنا اہم تھا کہ اب تک اس کتاب کے چھپنے میں یہی سوال لاینحل اور بہت بڑا سدباب تھا۔

عبرانی عبارات کی طباعت کے متعلق پیشتر یہ خیال تھا کہ اس کا فوٹو لے کر عبرانی عبارت چھاپی جائے لیکن اوّل تو اس میں خرچ بہت زیادہ تھا۔ دوسرے زحمت بھی بہت تھی۔ اسی کے ساتھ کاتب صاحب نے اس امر کا یقین دلایا کہ وہ ہو بہو عبرانی عبارت کی نقل کر دیں گے۔ اس لئے یہ امر آسان سمجھا گیا کہ اس کی نقل کی جائے اور فوٹو کی زحمت اور خرچ سے سبکدوشی ہو۔ اگرچہ نقل ویسی ہی نہ ہو سکی تاہم صورت موجودہ قابل اطمینان کہی جا سکتی ہے۔

مولوی حاجی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی نے اپنی انتہائی کوشش اس امر میں صرف کی کہ کتابت عبارت عبرانی بالکل اصل کی نقل ہو۔ ظاہر ہو کہ ایک ناواقف زبان

کے لئے یہ چیز کس قدر دشوار اور دقت طلب تھی۔ لیکن مولانا محمد منتظر علی خاں صاحب اور کاتب صاحب کے مساعی قابل صد تشکر ہیں کہ ان دونوں حضرات نے نہایت جاں فشانی سے اس مشکل کو حل کیا، اگرچہ اس میں وقت زیادہ صرف ہوا جو موجودہ حالات پر نظر کرکے ناگزیر تھا۔

پروف کی تصحیح کا کام میں نے خود انجام دیا میرے لئے تو یہ اپنا فرض تھا لیکن اس پر بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کہاں تک اس میں کامیاب رہا۔ بہرحال اس کی موجودہ صورت ایک گونہ قابل اطمینان ہے۔

حضرت علامہ مولانا عنایت رسول علیہ الرحمۃ مجھ سے فرماتے تھے کہ "یہ کتاب قیامت میں میری بخشائش کے لئے کافی ہے" میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ کتاب جیسا کہ علامہ موصوف فرماتے تھے ان کی بخشائش کے لئے کافی ہے اور ضرور ہے اس سے امید کی جاسکتی ہے اس لئے کہ اس سے بڑھکر اسلام کی خدمت اور کیا ہوسکتی ہے تو وہ ذات ستودہ صفات بھی اسی طرح اس اجر بخشائش کی بدرجہ اولیٰ مستحق ہے جس نے اپنے مصارف سے اس کو چھپوا کر دنیائے اسلام کو اس کا فیض پہنچایا اور اس کی اشاعت کا سبب ہوا۔ علی اللہ اجر العاملین۔

۲۶ دسمبر ۱۹۳۰ء

محمد امین عباسی چریاکوٹی
پروفیسر عربی انٹرمیڈیٹ کالج
ڈھاکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمۂ مصنّف

مصنّف علام کے حالات لکھنے میں جس استیعاب کا ارادہ تھا افسوس ہے کہ اس کا سامان مہیا نہ ہو سکا جس کا سب سے بڑا سبب ملازمت کی پابندیاں اور بنگال کا قیام ہے جس قدر اس کے متعلق مواد مہیا ہو سکتا تھا اس کے لئے نہ تو میں کافی وقت بچا سکا اور نہ ان جزئیات کو یکجا کرنے کا موقع مل سکا۔ اس لئے کہ جن مقامات سے وہ حاصل کئے جا سکتے تھے وہ مجھ سے بہت دور تھے اور ملازمت کی پابندیاں ایسی نہ تھیں کہ میں آسانی سے اس خدمت کے انجام کے لئے مختلف مقامات کا سفر کرتا۔ مجبوراً جو کچھ مجھکو خود اور میرے عزیز محترم مولانا احمد کرم صاحب کو (جو علامہ مرحوم کے علاوہ شاگرد رشید ہونے کے ایک مدت تک حضرت علامہ مرحوم کی صحبت سے فیض یاب رہے) یاد تھے لکھ سکا۔

آپ کے حالات لکھنے میں جس استیعاب کی ضرورت ہو اس کو لکھنے کے لئے

ایک علیحدہ رسالہ کی حاجت ہے۔ اگر حیات مستعار نے وفا کی تو آئندہ اس کو پورا کیا جائے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

آپ کا نسب نامہ

علامہ عنایت رسول ابن قاضی علی اکبر ابن قاضی غلام مخدوم ابن قاضی عبدالصمد ابن مولانا ابوالحسن ابن محمد ماہ ابن منصور ابن علا جلال ابن جلال الدین ابن قاضی محمد فضل ابن قاضی محی الدین نور ابن مخدوم ابوالجلال اسمٰعیل فاتح چریا کوٹ ابن ابوالعلا اعزالدین ابن ابوالجلال فخرالدین ابن شیخ محمد فصیح ابن احمد ملیح ابن صالح ابن شریف ابن زید ابن عمر ابن قاسم ابن نظام الدین ابن زین العابدین ابن ہاشم امیرالامراء ابن مظفر ابن جعفر ابن عبدالصمد ابن اسمٰعیل ابن منصور ابن عبدالملک ابن ابوالعباس عبداللہ عرف سفاح خلیفہ عباسی ابن محمدؒ ابن علیؒ ابن عبداللہ (رض) ابن العباسؓ ابن عبدالمطلب جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ عبدالمطلب سے عدنان تک کتابوں میں مذکور ہے۔

تبحر

نہایت فصیح البیان اور بہت بڑے خوش تقریر تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل فلسفیہ اور ریاضیہ کو نہایت اچھے طریق سے حل فرماتے تھے کسی مباحثہ میں کبھی بھی آپ کو گھبراتے نہیں دیکھا۔ میں نے خود دیکھا کہ مباحثہ میں چاہے کتنا ہی مشکل مسئلہ کیوں نہ ہو فریق کے ہر ایراد اور اعتراض پر بہت ہنستے اور نہایت سلجھا ہوا جواب دیتے۔ اثناء بحث میں اگر آپ کو خود کسی مسئلہ میں اشتباہ واقع ہوتا تو آپ فرماتے کہ ابھی ٹھہر جاؤ میں اس پر غور کر لوں تو اس کا جواب دوں گا۔ اس کے بعد اس کو حل فرماتے۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ آپ نے کبھی کسی کو الزامی جواب سے خاموش کیا ہو، بلکہ ہمیشہ تحقیقی پہلو اختیار فرماتے اور فرماتے کہ الزامی جواب عدم تحقیق کی دلیل ہے۔

خدا نے خلق و مروت، حسن سیرت اور زیبائی صورت دونوں بوجہ اتم آپ کو بخشی تھیں۔ کتاب بشریٰ آپ کے تبحر و ندرت تحقیق کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ یوں تو عبرانی زبان جاننے والے اب اکثر افراد نظر آتے ہیں لیکن یہ مرتبہ تحقیق کسی کو بھی

معجزہ ہوا اور نہ ہے۔ آپ مجھ سے اکثر فرماتے کہ: "مسلمانوں کی سرد مہری کا یہ عالم ہے کہ مجھ سے اس فن کو سیکھتے نہیں میرے بعد اس فن کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

آپ کی طبیعت نہایت جدت پسند واقع ہوئی تھی۔ آپ اکثر پیچیدہ مسائل میں ایسی بات پیدا کرتے تھے جو نہایت خوش آئند ہوتی۔ اسی کے ساتھ کبھی کبھی اعتراضات کے جواب میں ظرافت سے بھی کام لیا کرتے تھے۔

آپ زبان عبرانی کے بہت بڑے ماہر اور جلیل القدر فاضل تھے، اور زبان کلدی و فارسی کی قدیم زبان جس میں ژند اور استا کی قدیم کتابیں ہیں اس سے بھی باخبر تھے اور اس کے قدیم حروف ہجا کو بھی اپنی کتاب قواعد فارسی میں ذکر کیا ہے۔

انگریزی اور سنسکرت زبانوں سے بھی بقدر ضرورت واقف تھے چنانچہ میں نے خود دیکھا کہ آپ سے چریا کوٹ کے ایک فاضل سنسکرت سے اکثر مباحثے ہوا کرتے تھے۔

ولادت اور ابتدائی زمانہ آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ نہیں معلوم۔ مگر ۱۲۴۶ھ میں قصبہ چریا کوٹ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ علامہ عنایت رسول جیسا آفتاب علم و فضل اس کی آغوش سے پیدا ہوا۔ صغر سنی ہی میں صرف و نحو کے ابتدائی رسائل اپنے والد بزرگوار قاضی علی اکبر المتوفی ۱۲۵۸ھ سے پڑھے۔ جب کافیہ ابن حاجب تک پہنچے تو اپنے پھوپھا حضرت مولانا احمد علی ابن مولوی غلام حسین عباسی چریا کوٹی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر ان کے دامن استفادہ سے لپٹ گئے۔

مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ نے بسبب قرابت قریبہ اور ہونہار شاگرد کی جودت و ذکاوت دیکھ کر ان کو شفقت کی نگاہ سے دیکھا اور آخر ان کے شوق سے تمام تر توجہ بحیثیت ایک شفیق کے ان کی طرف متوجہ کر دیا۔ مولانا موصوف آپ کی تعلیم میں بجان و دل کوشش فرماتے اور ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جب علوم ہندسہ، حساب، منطق، فلسفہ، مناظرہ، ہیئات، کلام، علم الکرہ، فقہ، علوم ریاضیہ وغیرہ کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو

علم حدیث کا شوق ہوا اور ریاست محمد آباد ٹونک پہنچکر مولانا حیدر علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
مولوی احمد کرم عباسی ابن مولانا ابو الجلال محمد اعظم عباسی مرحوم ابن مولانا نجم الدین عباسی چریاکوٹی مرحوم جو حضرت مولانا مرحوم کے شاگرد اور فیض صحبت سے مستفیض تھے لکھتے ہیں کہ "حضرت استاذی علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ بسبیل تذکرہ مجھ سے فرمایا تھا کہ "علم الاشتقاق یا حکمت کی کوئی شاخ (مجھکو خوب یاد نہیں) مولانا فضل رسول بدایونی کی خدمت مبارک میں حاصل کی تھی۔ مولانا ممدوح کی سوانح عمری (ترجمہ) میں ایک مطبوع کتاب میں نے کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں دیکھی تھی۔ اس میں تو اس امر کی صراحت ہے اور حضرت استاذیؒ اور دوسرے علمائے چریاکوٹ کی بڑی تعریف اور توصیف لکھی ہے۔"
مولانا حیدر علیؒ نے حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے حاصل کی تھی اور ریاست ٹونک میں مطب کرتے تھے اور درس بھی دیتے۔ اس طرح علامہ عنایت رسول چریاکوٹی کو بیک واسطہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ تک حدیث کی سند کا سلسلہ پہنچتا ہے۔
آپ نے ایک زمانہ تک تحصیل فن حدیث میں اشتغال رکھا۔ اس فن کی تکمیل کے بعد وطن میں مراجعت فرمائی اور مسائل علم حدیث اور اصول حدیث و اسماء رجال کی تحقیق میں مشغول رہے۔ اس کے بعد آپ کو زبان عبرانی کی تحصیل کا ذوق پیدا ہوا۔ اس شوق کی سرگرمی میں پھر اپنے وطن کو دوبارہ خیرباد کہنے کی ٹھان لی اور کلکتہ کا سفر اختیار کیا۔ اب تک ریل جاری نہیں ہوئی تھی کلکتہ کا سفر نہایت دشوار تھا لیکن ان مصائب نے آپ کے پائے طلب میں لغزش پیدا نہ کی اور کلکتہ روانہ ہو گئے۔
میرے والد ماجد مرحوم فرماتے تھے کہ آپ کے والد قاضی علی اکبرؒ اس زمانہ میں غازی پور میں وکالت کا شغل رکھتے اور اپنے معاصرین وکلا میں سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے اور آپ کی آمدنی بہت وافر تھی۔ حکام وقت بھی آپ کی بہت عزت

کرتے تھے۔ قاضی علی اکبر مرحوم نے آپ کے سفر کا سامان درست کیا اور ایک کشتی کلکتہ تک کے لئے کرایہ کی گئی اور براہ دریائے گنگ کلکتہ ۱۲۹۰ھ میں پہونچے۔ فوجداری بالا خانہ کے قریب قیام فرمایا۔ وہاں یہ دقت پیش آئی کہ کوئی یہودی زبان عبرانی آپ کو سکھانے کے لئے مستعد نہیں ہوتا تھا۔ مجبوراً آپ نے ایک نصرانی کی طرف رجوع کیا۔ اُس نے عذر کیا کہ میں زبان اردو سے پوری طرح واقف نہیں ہوں، اس لئے آپ اتنی انگریزی سیکھ لیجئے کہ میں اس کی وساطت سے آپ کو عبرانی کی تعلیم دے سکوں چنانچہ آپ کے شوق نے اس منزل کو بھی طے کیا اور آپ نے تھوڑے ہی دنوں میں اتنی انگریزی سیکھ لی کہ جو معلم اور متعلم کے درمیان مشترک ہو سکے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے زبان یونانی بھی سیکھی، اس وجہ سے کہ انجیل مقدس یونانی زبان میں ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو ابھی اس منزل تک پہونچنے میں کچھ اور مصائب بھی جھیلنے باقی تھے نصرانی نے خلاف معاہدگی کی اور آپ کو زبان عبرانی سکھانے سے انکار کر دیا۔ اس وقت سخت مصائب کا مقابلہ ہوا اور مختلف یہودیوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑے۔ آخر میں ایک حاخام مستعد ہوا اور اس نے آپ کو عبرانی کی تعلیم دی اور انگریزی کی تحصیل کے بعد تین سال تک زبان عبرانی کا درس جاری رکھا اور اسی اثنا میں آپ نے زبان کلاری کی بھی تکمیل کی اور غالباً ۱۲۹۳ھ میں وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہود بڑے متعصب ہوتے ہیں، غیر یہود کو زبان عبرانی سکھانا معصیت جانتے ہیں اس لئے کچھ دنوں تک یہودیوں کی وضع اختیار کرنی پڑی۔ غازی پور میں ایک یہودی خاندان آباد تھا، اس نے بھی بہت مدد کی اور ان لوگوں نے کلکتہ میں اپنے عزیزوں کو سفارشی خطوط لکھے جس سے یہ مشکل آسان ہوئی۔ آپ نے واپسی میں بذریعہ ریل سفر کیا۔ اُس وقت ایسٹ انڈیا ریلوے جاری ہو چکی تھی۔ آپ براہ راست کلکتہ سے غازی پور تشریف لائے۔

ظاہر ہے قدرت نے اس شرف کو آپ کی ذات سے مخصوص کر رکھا تھا اور اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے اور جس تحقیق اور موشگافیوں سے کام لیا گیا ہے اس کا نظیر اب تک نظر نہیں آیا۔ یوں تو بعض علماء متقدمین نے زبان عبرانی میں کمال حاصل کیا تھا جیسے علامہ ابن رشد اندلسی نے بھی زبان عبرانی میں مہارت حاصل کی اور ان کی ایک تصنیف میں نے دیکھی ہے جو زبان عبرانی میں ہے۔ لیکن اس موضوع پر نہیں ہے اور نہ کتب سماویہ سابقہ سے اس میں کوئی بحث ہے بلکہ فلسفہ میں وہ تصنیف ہے۔

جس زمانہ میں حضرت مولانا مرحوم کا قیام غازی پور میں اپنے والد ماجد قاضی علی اکبر مرحوم کے پاس تھا اس زمانہ میں نجم الہند سر سید احمد خاں مرحوم صدر الصدور تھے اور قاضی علی اکبر مرحوم سرسید مرحوم کی اجلاس میں وکالت کرتے تھے۔ آپ کے فضل و کمال کا شہرہ سرسید کے کانوں تک پہنچا تو آپ کی ملاقات کے بے حد مشتاق ہوئے۔ چونکہ سرسید مرحوم کو بھی زبان عبرانی سے بہت ذوق تھا اور علمی اور فنی تحقیقات کے دلدادہ تھے اس لئے آپ سے ملنے کی خاص کشش دل میں پیدا ہوئی اور جب تک سرسید کا قیام غازی پور میں رہا مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم سے برابر عبرانی اور دیگر فنون میں استفادہ کرتے رہے۔

استاذی والدی مرحوم مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک بار اسی زمانہ میں ایک یورپین جج غازی پور میں آیا تھا جو زبان عبرانی سے واقف تھا اور اس زبان سے اس کو بہت شوق تھا۔ حضرت مولانا کی عبرانی دانی اور یہاں کے کمال کو سن کر آپ سے ملنے کا بہت مشتاق ہوا اور بار بار اس نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ اس سے نہ ملے، جس کا اس کو بہت رنج ہوا اور آپ کا سخت مخالف ہو گیا جس سے آپ کو کچھ دنوں کے لئے غازی پور چھوڑنا پڑا۔

مولانا علیہ الرحمۃ نے زمانہ طالب العلمی ختم ہونے کے بعد پھر کبھی سفر نہیں کیا بجز

ایک بار کے جس کا ذکر ہو چکا اور تمام عمر اپنے وطن یعنی چریا کوٹ میں ہی رہ کر تصنیف و تالیف میں زندگی بسر کر دی۔ آپ نے اپنی صاحبزادی مرحومہ کو اکثر علوم عربیہ کی تعلیم دی تھی۔ ان کے ساتھ آپ کو اتنی محبت تھی کہ ان کے انتقال کے بعد شدت الم و حزن سے آپ سنہ ۱۳۱۹ ہجری میں مبتلائے اسہال کبدی ہوئے بالآخر غرۂ شوال سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں شب جمعہ کو بوقت عشا انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

دوسرے روز بعد نماز جمعہ کثیر التعداد مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور سپرد خاک کیے گئے۔

وضع، اخلاق، عادات مولانا علیہ الرحمۃ کی عام روش حکیمانہ تھی۔ آپ بہت سادہ وضع میں رہتے۔ سادے کپڑے پہنتے۔ ململ کی بڑی آستینوں کا ڈھیلا اور لمبا کرتہ جس کا چاک بصورت لا سامنے ہوتا ہے

بفکر نیستی ہرگز نمی افتند مغروراں
اگرچہ صورت انقراض لا دارد گریبانہا

بڑی مہری کا پاجامہ، سر پر کنٹوپ اور پاؤں میں چوڑے پنجے کا دہلی وال جوتا، جاڑوں میں کنٹوپ روئی دار ہوتا اور کرتے کے اوپر روئی دار انگرکھے کا اضافہ ہو جاتا، چلتے وقت ہمیشہ عصا ہاتھ میں ہوتا تھا۔

آپ جب زبان عبرانی سے فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس تشریف لائے اس وقت ندویوں کے وضع کی ترکی ٹوپی پہنتے تھے۔ آپ نے مجھ سے بسلسلہ تذکرہ فرمایا کہ جب میں غازی پور میں سر سید سے ملا تو سر سید نے ترکی ٹوپی بہت پسند کی اور خود بھی اس کا استعمال شروع کیا اور آخر میں مدرستہ العلوم کے طلبہ کی یہی وضع قرار پائی تو ترکی ٹوپی ہو گئی تو میں نے ترکی ٹوپی کا استعمال چھوڑ دیا اور کنٹوپ اختیار کیا۔

قد متوسط اور تیر کی طرح سیدھا، گندمی رنگ، چہرہ روشن اور کسی قدر لمبائی

لئے ہوئے گول، پیشانی بلند، آنکھیں بڑی اور کشادہ، ناک اونچی اور جڑ کی طرف ذرا جھکی ہوئی، لب پتلے اور سرخ، رخسارے پرگوشت، ڈاڑھی لمبی۔ چالیس برس کی عمر سے دانت گرنے لگے اور بیشتر گر گئے اور بال قطعاً سپید ہو چکے تھے۔ سر کے بال بڑے بڑے جو عموماً کان کی لو تک پہنچتے تھے۔

مذہب و عقائد مولانا اعتقاداً اشعریہ کے پیرو تھے۔ فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مداح اور معتقد تھے۔

تلامذہ مولانا علیہ الرحمۃ فطرۃً نحیف الجثہ اور نازک طبع واقع ہوئے تھے، اس لئے طلبہ کے ہجوم کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ بہت کم ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جتنے شاگرد آپ کے تھے ان میں سے ہر ایک فرد اپنے فن میں ماہر تھا، مثلاً استاذ الوقت مولانا محمد فاروق عباسی چریا کوٹی مرحوم کو (جو مولانا علیہ الرحمۃ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے) پیش کیا جا سکتا ہے۔

طرزِ تعلیم آپ کا طریقہ تعلیم موجودہ زمانہ کے طریق تعلیم سے بالکل جداگانہ تھا۔ آپ تعلیم میں حکما کے طریق کے متبع تھے۔ پہلے آپ سبق زیر درس کو خود تیار کرتے اور اس کے متعلق جتنے امور ضروری ہوتے ان کو ذہن میں محفوظ کرتے۔ درس میں ان سب کو متعلم کو سمجھاتے اور لکھا دیتے۔ چنانچہ اس طرح کسی فن کی ایک کتاب ختم ہونے کے بعد طالب العلم کو اس فن پر کافی عبور ہو جاتا۔ یہی سبب تھا کہ آپ ایک سبق سے زیادہ کے متحمل نہیں ہوتے تھے۔ یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی سبق میں ایک سے زیادہ طلبہ شریک ہوں۔ اس صورت میں روزانہ اسباق بالالتزام نہیں ہوتے تھے۔ آپ طالب العلم کو ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ جو مضامین لکھائے گئے ہیں ان کو اس فن کی کتاب میں مطالعہ کرو اور ان کو ذہن میں محفوظ کر لو۔ آپ سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے شائق اور جفاکش ہونا ضروری تھا۔

حضرت علامہ مرحوم معمولاً سبق شروع ہونے سے پیشتر نہایت دل خوش کن باتیں کرتے اور سبق کے متعلق کچھ گفتگو فرماتے اس لئے کہ طالب علم کی توجہ دوسری طرف سے ہٹ کر یکسو ہو جائے اور قبول و اخذ کے لئے مستعد ہو جائے۔

آج کل موجودہ زمانہ میں انگریزی اسکولوں میں اس امر پر بہت زور دیا جا رہا ہے کہ تعلیم لڑکوں کو بار نہ ہو اور ان کا خیال سبق کی طرف متوجہ ہو جائے جس پر علامہ مرحوم بہت پہلے اس حکیمانہ اصول کے کاربند تھے۔ اکثر اثنائے سبق میں ظرافت کی باتیں بھی فرماتے اس لئے کہ تسلسل کار سے دماغ کو تفریح ہو جائے اور ذہن کند نہ ہو لیکن میرے والد ماجد اوقات فراغ میں مثلاً شب کو سوتے وقت طالب العلم کو نکات و رموز فن کی تعلیم دیتے۔

تصانیف (۱) بشریٰ یہ کتاب آپ کی اخیر تصنیف ہے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے کہ میری بخشش کے لئے یہ کتاب کافی ہے (۲) مقولات معضدیہ۔ اقلیدس میں دو جلدوں میں اور ہر جلد میں چھ مقالے۔ یہ التزام آپ نے اس کتاب میں فرمایا ہے کہ ہر شکل اقلیدس کے علاوہ حکیم اقلیدس کے ثبوت کے دو تین ثبوت اور بھی اس نے مختلف دیئے ہیں اور ہر مقالہ کی ابتدا میں اس کے متعلق تحقیق پیش کی ہے (غیر مطبوع)
(۳) کتاب الصلوٰۃ۔ اس کتاب میں یہ تحقیق کی گئی ہے کہ نماز پہلے کب فرض ہوئی اور اس کی کیا صورتیں مختلف ادوار میں رہیں اور اس کی مکمل تاریخ (غیر مطبوع تشنۂ طبع)
(۴) اعجاز القرآن۔ قرآن پاک کا دیگر کتب سماویہ سے مقابلہ اور اس کے اعجاز کے وجوہ اور مخالفین کا جواب اور حقیقت اعجاز پر ایک مبسوط تقریر جس کا کچھ حصہ اخبار الوقت گورکھپور میں چھپا تھا۔ (غیر مطبوع تشنۂ طبع) (۵) کتاب الرضاعت۔ اس کتاب میں رضاعت کے متعلق بحث ہے (غیر مطبوع) (۶) رسالہ نیچریہ۔ اس رسالہ میں نیچر کی تحقیق اور بحث ہے۔ (غیر مطبوع) (۷) الملاہی۔ اس کتاب میں باجے کے حلت و حرمت کی تحقیق و بحث ہے (غیر مطبوع) (۸) شہادت نامہ حضرت امام حسینؓ۔ اس کتاب میں شہادت

کی عقلی بحث اور تحقیق ہے اور خوارج کے ان اعتراضات کا جواب ہے جو وہ گروہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ اسی ذیل میں کوفہ کی تاریخ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کوفہ ہمیشہ فسادات کا مرکز رہا ہے اور یہاں کے لوگ قدیم الایام سے بے وفا اور ناقابلِ اعتبار رہے۔ اس ذکر میں ابن سبا یہودی کی سوانح عمری تواریخ یہود سے اس کا ثبوت۔ یہ کتاب اپنے موضوع میں تمام شہادت ناموں سے جو مختلف ادوار میں لکھے گئے نادر ہے (غیر مطبوعہ تشنۂ طبع) (۹) کتاب الحساب۔ علم ارثماطیقی (ارتھمیٹک) پر لکھی گئی ہے جس میں ہر اعمال حسابیہ کا ثبوت اقلیدس کے ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں مقالہ سے دیا گیا ہے (غیر مطبوعہ) (۱۰) جبر و مقابلہ۔ اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے آٹھ مساوات کا اضافہ کر کے چودہ مساوات کئے ہیں (غیر مطبوعہ تشنۂ طبع) (۱۱) نور الانظار فی علم الابصار علم مناظر میں لکھا گیا جس میں اس علم کے اشکال سے بحث اور اس کی تحقیق ہے (غیر مطبوعہ تشنۂ طبع)

(۱۲) فصول عضدیہ۔ فن صرف میں اور اسی کے ساتھ علم قراۃ میں رسالہ ہے (غیر مطبوعہ) (۱۳) میزان الکافی۔ علم الصرف میں مختصر رسالہ (غیر مطبوعہ) (۱۴) بدایۃ العرف۔ قواعد فارسی میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے اس میں فارسی کا قدیم رسم خط جو بائیں طرف سے لکھا جاتا ہے جس زبان میں ژند اور اوستا کی قدیم کتابیں ہیں جو اب بالکل مفقود ہے وہ بھی مذکور ہے اور اس کے کچھ قواعد بھی ہیں اور اس کے حروف ہجا بھی لکھے گئے ہیں اور کلدی حروف تہجی کی بھی تعلیم ہے جو اس وقت یورپ کے سوا اور کہیں بھی اس کا وجود نہیں (غیر مطبوعہ) (۱۵) زبان عبرانی کے قواعد۔ جس میں زبان عبرانی کی صرف و نحو لکھی گئی ہے۔ یہ سب کتابیں زبان اردو ہی میں ہیں (غیر مطبوعہ تشنۂ طبع)۔

مضامین متفرقہ حضرت علامہؒ کے ملفوظات بہت ہیں جن میں سے بیشتر تہذیب الاخلاق میں چھپ چکے ہیں اس کے علاوہ اخبار الوقت جو ایک زمانہ میں گورکھپور سے شائع ہوتا تھا اور اخبار لبرل جو اعظم گڑھ سے شائع ہوتا تھا اور رسالہ زمانہ

ہیں جو کان پورسے اب بھی شائع ہوتا ہے اور بعض دوسرے اخبارات ورسائل میں شائع ہوچکے ہیں۔ جہاں تک یادداشت کے اندر محفوظ تھے ان کو لکھا جاتا ہے :-

(۱) الیوم فی التورات۔ توریت میں لفظ یوم کس معنی میں آیا ہے (۲) معاد۔ توریت کے نقطۂ نظر سے (۳) قوم نوحؑ۔ (۴) طوفان نوحؑ کے قصہ پر جو نظم کالڈیا کی انیوٹرکے کتبہ پر ہے مورخانہ ریمارک۔ یہ مضمون تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے۔ (۵) جدول سنین طوفانی۔ از کتاب مقدس ملاخیم یعنی سلاطین (تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے) (۶) نقشۂ سنین ہیولیٰ بمطابقت سنین طوفانی (العلم میں چھپ چکا ہے)، (۷) حضرت ابراہیمؑ اور ان کا آگ میں ڈالا جانا (تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے) :

(۸) دابۃ الارض۔ سرسید کو اس سے انکار تھا۔ ان کا جواب بھی اسی مضمون میں دیا گیا ہے (اخبار لبرل اعظم گڑھ میں چھپ گیا ہے) (۹) النور۔ علم مناظر کے متعلق ایک مبسوط مضمون ہے جو زمانہ کان پور میں چھپ چکا ہے۔ (۱۰) پردۂ نسواں پر ایک مضمون معلم نسواں حیدر آباد میں اور اس کے بعد (۱۱) مولوی محب حسین کے جواب میں ایک نہایت بسیط مضمون زمانہ کان پور میں شائع ہوا۔ (۱۲) تعریب۔ جزیہ پر ایک مضمون (غیر مطبوعہ) (۱۳) ایک رسالہ اس مضمون پر کہ مفقود الخبر کی بی بی کا نکاح جائز نہیں (غیر مطبوعہ) (۱۴) مولوی عبداللہ خاں مرحوم ساکن حیدر آباد نے مولوی شبلی صاحب مرحوم اور بعض دوسرے علماء سے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت موسیٰ کو ان کی ماں نے جب صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالا تو آل فرعون نے اس صندوق کو کہاں پایا؟ آپ نے اس کا تفصیلی جواب لکھ دیا کہ وہ مقام عین الشمس کے قریب ہے۔ اس میں زیادہ تر توریت سے حوالے دیئے گئے ہیں اور اسی سے بحث ہے۔ (غیر مطبوعہ) (۱۵) قوم عرق کی تاریخ ایک ممتاز عرقی نے یہ رسالہ حضرت مولانا سے لکھوایا تھا (غیر مطبوعہ) (۱۶) التقدیر اس مسئلہ مختلف فیہا پر محققانہ بحث (غیر مطبوعہ) (۱۷) جواب ابن رشد۔ علامہ قاضی

ابن رشدؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتی اس کا مدلل جواب اور معجزہ اور نبوت کی تحقیق۔ اس مضمون کا ایک حصہ رسالہ العلم میں چھپ چکا ہے اگرچہ نامکمل چھپا ہے۔ (۸) مولانا نجم الدین عباسی چریاکوٹیؒ جو حضرت علامہ کے حقیقی پھوپھی زاد بڑے بھائی اور ہم سبق تھے شہر بنارس میں مقیم تھے۔ اس زمانہ میں ایک فاضل بشپ آ گیا تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ توریت وانجیل میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی خبر یا پیشنگوئی نہیں ہے اس مسئلہ پر بشپ اور مولانا نجم الدین مرحوم کے درمیان دلچسپ مناظرہ ہوا۔ اگرچہ بشپ مذکور کو سپر ڈال دینی پڑی لیکن مولانا ممدوح کو بوجہ زبان عبرانی سے ناواقفیت کے اپنے جواب پر خود اطمینان نہ تھا۔ بنارس سے ہی علامہ ممدوح کو اس مناظرہ سے مطلع کیا اور پوچھا کہ یہ پیشین گوئی کس طرح ہے جو کچھ مواد جس طرح ثابت ہوتا ہو مضمون کی صورت میں لکھنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ ممدوح نے ایک طویل و مبسوط مضمون تحریر فرمایا اور اسی زمانہ میں یہ سوال و جواب تہذیب الاخلاق میں چھپ گیا ہے

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

محمد امین عباسی چریاکوٹی (مولوی فاضل)

پروفیسر عربی ڈھاکہ

۴ر دسمبر ۱۹۳۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ

تبشیر

مبشرا بکتاب بأی مصر من بعدی اسمہ بشریٰ

بشارات اور ذات ہمایونی | کتب سماویہ اور صحف انبیا علیہم السلام کے اندر
فخر موجودات صلعم | حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات

اس کثرت اور تفصیل کے ساتھ ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ذاتِ مبارک کے تعین کامل معین و مشخص کرنے میں از روئے عقل و انصاف کسی قسم کا ادنیٰ شک و شبہ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب ابا عن جد اور نسلاً بعد نسلٍ آپ کے عالم شہود اور منصہ وجود میں آنے کے بے تابی کے ساتھ منتظر رہتے تھے بلکہ آپ کے واسطے سے بمقابلہ کفار کشور کار کی دعائیں کرتے تھے وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور جب آپ تشریف لے آئے

تو وہ لوگ جو ازل سے سعید تھے آپ پر جوق جوق ایمان لانے لگے۔ اور جو ایمان نہ لائے دل ان کے بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے۔ اسی واقعہ کے متعلق کلامِ پاک میں ارشاد ہے کہ "یَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ" (انہیں یعنی نبی آخر الزماں کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں یا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں) اور یہی وجہ تھی کہ ان کے بچے تک آپ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پہچانتے تھے۔

میرے اس دعوے کا ثبوت دلائل النبوۃ (علامہ بیہقی) کی یہ روایت ہے کہ بقول حضرت انسؓ ایک یہودی لڑکا ("غُلَامًا يَهُوْدِيًّا") نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا توریت پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اے یہودی! میں تجھے اس خدا کی قسم دلاتا ہوں جس نے توریت موسیٰ پر نازل کی کہ کیا تو توریت کے اندر میری تعریف اور میرا حال اور میرا مخرج پاتا ہے"؟ (یہودی نے) کہا "نہیں"۔ (اس پر) لڑکے نے کہا: "ہاں قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ ہم توریت میں آپ کی تعریف اور آپ کے مخرج کا حال پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں"۔ اس پر آپ نے (اصحابِ حاضر الوقت سے) فرمایا کہ "اس (یہودی) کو اس (لڑکے) کے سرہانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی (اس لڑکے) کی خبر گیری کرو"۔

کلامِ عرب میں "غلام" کا لفظ جوانی بلکہ نوجوانی سے پہلے کی عمر والے کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ توریت کی بشارات کا علم کس قدر عام تھا اور انجیل کی بشارتیں تو توریت سے بھی زیادہ واضح ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد سے (جو قرآن کریم میں نقل ہے) ثابت ہے کہ "مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ" (میں اس رسول کی خوش خبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے)۔ قرآن میں جا بجا صحفِ سابقہ کے عام مضامین کے بھی حوالے ہیں مثلاً وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ (بے شک لکھ دیا ہم نے زبور میں) إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ (بے شبہ یہ موجود ہے اگلے صحیفوں میں) یہی نہیں بلکہ آپ کے اصحاب اور اہل بیت کے بھی علامات و نشانات بتائے گئے ہیں "ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ" (یہ کہاوت یعنی نشانی ہے ان کی توریت میں اور کہاوت ہے ان کی انجیل میں)۔

ان وجوہ سے اس امتنا کی بنا پر جو مسلمانوں نے بتوفیقِ الٰہی قرآن کی فہم و تفہیم کے متعلق کیا یہ ممکن نہ تھا کہ علمائے اسلام ان بشارات سے کما حقہٗ آگاہی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے جو ان صحیفوں میں پائی جاتی ہیں چنانچہ کتب تفاسیر و مناظرہ اس دعوے کی بین دلیل ہیں۔

انجیلِ برنابا

اس سلسلہ میں یہ واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے کہ ہمارے علمائے ربانیین کی دور رس نظر سے انجیلِ برنابا (یا برنباس)

بھی نہ بچی، جس کا علم عام دنیا کو صرف حال ہی میں ہوا ہے۔ کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ اس کا صرف ایک نسخہ اطالی زبان میں وائنا (پایہ تخت آسٹریا) کے شاہی کتب خانہ میں تھا۔ لیکن مسلمانوں کے یہاں اس کے حوالے سالہا سال دراز سے آرہے تھے اور اس کی نسبت ہمارے علما نے طے کر دیا تھا کہ "ھی اقرب الاناجیل من القرآن" (یہ انجیل ساری انجیلوں سے زیادہ قرآن سے قریب ہے)۔

غالباً فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اگر ایک موقع (ولادت مسیح علیہ السلام) کا ترجمہ دونوں کتابوں کا بالمقابل دکھایا جائے:

ولادتِ حضرت مسیح

برنابا

اللہ نے ان پچھلے زمانہ میں جبریل فرشتہ کو ایک کنواری کے پاس بھیجا جو مریم کہلاتی تھی اور داؤد کی نسل سے تھی جو یہودا کے سبط کا تھا۔ جس وقت میں یہ کنواری پوری پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی بغیر کسی زنا سے بھی گناہ کے۔ وہ ملامت کی بات سے پاک تھی۔ روزہ کے ساتھ نماز پڑھ کر رہتی۔ ایک دن اکیلی تھی کہ ناگاہ جبریل فرشتہ اس کی

قرآن

اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب کنارہ ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ۔ پھر بھیجا ہم نے اس پاس اپنا فرشتہ۔ پھر بن آیا اس کے آگے آدمی پورا۔ بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر تو ڈر رکھتا ہے۔ بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا۔ بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور

برنابا

جواب کو وہیں ظاہر ہوا اور اسے یہ کہتے ہوئے سلام کیا کہ اے مریم خدا تیرے ساتھ رہے۔ کنواری فرشتے کے ظاہر ہونے سے ڈر گئی۔ لیکن فرشتے نے اسے یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ مریم تو ڈر نہیں کیوں کہ تجھے خدا کے یہاں سے ایک نعمت ملی ہے۔ وہ اللہ کہ اس نے تجھے ایک نبی کی ماں ہونے کے لیے پسند کیا ہے۔ خدا اس کو قوم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کرے گا۔ تا کہ وہ اس خدا کی راہوں میں اخلاص کے ساتھ چلیں۔ پس کنواری نے جواب دیا اور کہا میں کیوں کر پیدا کروں گی لڑکا کہ میں مرد کو جانتی ہی نہیں۔ تب فرشتے نے جواب دیا۔ اے مریم بے شک وہ اللہ جس نے انسان کو بغیر کسی اور انسان کے بنایا۔ البتہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ تجھ میں ایک انسان بغیر کسی اور انسان کے پیدا کر دے۔ کیوں کہ یہ بات کچھ اس کے نزدیک محال نہیں۔ پھر مریم نے کہا ہاں بے شک میں جانتی ہوں کہ اللہ قدرت والا ہے۔ پس جو اس کی مرضی ہو وہ ہو۔ تب فرشتے نے کہا کہ تو اس نبی کے ساتھ حاملہ ہو جا جس کو آئندہ یسوع کے نام سے پکارے گی۔ پھر اس کو شراب نشہ لانے والی چیز اور ہر ایک ناپاک گوشت سے پرہیز کرا۔ کیوں کہ بچہ اللہ کا قدوس ہے۔

قرآن

چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔ بولا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کے لیے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام ٹھہر چکا۔ پھر پیٹ میں لیا اس کو۔ پھر کنارہ ہوئی اس کو لے کر ایک پرے مکان میں۔ پھر لے آیا اس کو جننے کا درد کھجور کی جڑ میں۔ بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری۔ پھر آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غم نہ کھا۔ کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ۔ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں۔ اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سو کبھی دیکھے تو کوئی آدمی سو کہیو میں نے مانا ہے رحمان کا ایک روزہ۔ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے۔ پھر لائی اس کو اپنے لوگوں پاس گود میں۔ بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان۔ اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔ پھر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو۔ بولے ہم کیوں کر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا۔ وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا۔ مجھ کو اس نے کتاب دی اور مجھ کو

برنابا

تب مریم یہ کہتی ہوئی جھک گئی کہ دیکھ میں اللہ کی باندی ہوں۔ پس تیرے کہنے کے موافق ہو۔ پھر فرشتہ واپس چلا گیا۔ لیکن یہ کنواری یہ کہہ کر اللہ کی بزرگی بیان کرنے لگی (فصل اول آیت ۱۲)

مریم کے دن پورے ہوئے تاکہ وہ بچہ جنے۔ پس یہ کنواری کو ایک نہایت چمکنے والے نور نے گھیر لیا اور وہ اپنا بیٹا بغیر کسی تکلیف کے جنی اور اس کو اپنے دونوں بازوؤں پر لے لیا۔ اور اس کے بعد اس بچہ کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر اسے کھرلی[1] میں رکھ دیا۔ (فصل ۳ آیت نصف آخر ۸ / ۱۲)

قرآن

اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں جی کر۔

(پارہ ۱۶ - سورہ مریم -
رکوع ۲)

(ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ حبشہ کی دوسری ہجرت کے موقع پر نجاشی (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب سے سورۂ مریم کی آیات ہی سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ پس کیا عجب ہے کہ وہ یہی آیات ہوں اور حضرت جعفرؓ نے انہیں اسی بنا پر انتخاب فرمایا ہو کہ وہ خود ایک انجیل کے بیان سے اس قدر قریب ہیں۔

تشکری

مع ہذا یہ بھی واقعہ ہے کہ ہماری تفاسیر و مناظرہ کی کتابوں میں یہ تمام حوالے نہ بالاستیعاب تھے اور نہ بالترتیب۔ خدا جزائے خیر دے مولانا عنایت رسول صاحب چریا کوٹی مرحوم کو

---

[1] کھرلی مویشیوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔

کہ انھوں نے یہ کتاب "بشریٰ" خاص اسی بحث پر ایسی ہمہ گیری کے ساتھ تالیف فرمائی۔ فجزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین الی یوم الدین۔

تالیف کتاب پر کاوش

خاص اسی مقصد کے لیے مولانا نے عبرانی وغیرہ السنۂ قدیمہ جس کد و کاوش کے ساتھ حاصل کیں اس کا حال مقدمہ نوشتۂ شمس العلما، مولوی محمد امین صاحب چریاکوٹی (برادر زادہ حضرت مؤلف مرحوم صفحہ ۱۲ ترجمہ) اور خود مؤلف کے دیباچہ (صفحہ اول) سے معلوم ہوگا۔ اس کے بعد اگست ۱۸۸۲ء سے اگست ۱۸۹۲ء تک پورے ۱۰ سال کے عرصہ میں) جس جاں کاہی کے ساتھ یہ کتاب مرتب ہوئی اُس کا حال مولانا شبلی مرحوم کی زبانی نواب صدر یار جنگ بہادر مدظلہٗ کے قلم سے سنیے:

> "مولانا شبلی صاحب مرحوم نے مجھ سے بشریٰ کی تالیف کے سلسلے میں ایک بار فرمایا تھا کہ مولوی عنایت رسول صاحب کے مکان کے صحن میں ایک پلنگ بچھا ہوا تھا اُس پر بیٹھ کر مطالعۂ کتب میں اس شان سے مصروف ہوتے تھے کہ دنیا و ما فیہا کی خبر نہ رہتی دونوں کہنیاں پلنگ کی پٹی پر ٹیک کر اور سر ہاتھوں کے درمیان میں رکھ کر مطالعے میں غرق ہو جاتے۔ کثرتِ نشست کی وجہ سے پلنگ کے پائے دبتے دبتے زمین سے جا لگے تھے۔ تاہم مولوی صاحب اسی پر بیٹھے ہوئے مصروف رہتے۔"

اس ضمن میں دوسری خصوصیات پر غور کیجیے جو کتاب کے بین السطور سے ثابت ہیں۔ "فراغِ تحصیل علوم" کے بعد بھی علم کی تلاش جاری ہے اور گویا

بحث تک جاری رہتی ہے۔ "مسیحی علما کا مناظرہ" محض لفاظی اور زبان آوری کے ذریعہ سے نہیں ہے بلکہ "صحف انبیا علیہم السلام کے اسرار کی دریافت" کے بعد ہے۔ اور اسی کے لیے وہ تمام "مشقت" اور "تلاش" ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔

"بعد ازیں والد بزرگوار کی اطاعت" جو اسلام کا فریضہ اور مشرق کا زیور تھی اور جس کی نگہداشت شاید اب مفقود ہے۔ الا ماشاء اللہ (صفحۂ اول مؤلف) "خانہ نشین" ہونے اور دیگر مشاغل کے باوجود "یہ فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی ہے کہ کان کنی سے جواہر نفیسہ نکال کے قدر شناسوں کے سامنے رکھوں"۔

یہ سب اُس زمانہ اور اُس نسل کی خصوصیات تھیں جن کا اب عام فقدان ہے۔ دونوں کے نتائج اور ان کا فرق برائے العین نمایاں ہے۔ "تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْكُمْ مَا اكْتَسَبْتُمْ" ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تحریک تالیف وطبع غرض ان حالات میں اور ان خیالات کے ساتھ مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم نے "بشریٰ" تالیف فرمائی اور یہ نہایت عجیب اتفاق ہے کہ اس کی تالیف کی تحریک سنہ ۱۸۸۰ء میں ایک وکیل عدالت دیوانی ضلع اعظم گڑھ منشی محمد اکرام صاحب مرحوم کی جانب سے ہوئی

(صفحہ مقدمہ مؤلف) اور اس کے طبع کی تحریک بھی تقریباً ۱۸ سال بعد (۱۹۲۳ء) میں، ہندوستان کے بہت بڑے علم دوست و معارف پرور، بین قومی شہرت کے متقن دانزیبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان باقابہ چسال جج فیڈرل کورٹ انڈیا) نے فرمائی "الدال علی الخیر کفاعلہ"۔

"رئیس کا سہارا" "مگر اس مطلب کے اتمام کے لیے کسی رئیس کا سہارا درکار تھا" (صفحہ ۲ مقدمہ مؤلف) اور اس سلسلہ میں کتاب کی طباعت واشاعت کی جو جو کوششیں ہوئیں اور جن جن اہل دل نے اس خدمت کے لیے اپنی آمادگی ظاہر کی وہ شمس العلما مولوی محمد امین صاحب مقدمۂ کتاب (صفحات ۱/ب) میں مذکور ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان تمام اصحاب کو ان کی نیت خیر کا اجر خیر عطا فرمائے۔ "انما الاعمال بالنیات"۔

لیکن نیت کے بار ور ہونے کی سعادت قسام حقیقی نے نواب بہادر عزل اللہ خان صاحب مرحوم رئیس بھیکم پور کی قسمت میں رکھی تھی۔ "ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"۔

ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب باقابہ کی رجو اس وقت الٰہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے) پہلی ہی تحریک پر بخوشی تمام اس کی چھپائی کے مصارف ادا فرمانے منظور کیے۔ اور نہایت ذوق وشوق کے ساتھ مجھے اس کے مسلم یونیورسٹی پریس میں چھاپنے کا حکم دیا جس کا میں اس زمانہ میں مینیجر تھا۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح کی ابتدائی تحریک اور نواب صاحب مرحوم کی فوری منظوری کے بعد گو مؤلف مرحوم کے خاندان سے مسودہ حاصل ہونے میں خاصہ وقفہ ہوا، لیکن مسودہ کے آتے ہی نواب صاحب مرحوم نے نہایت تاکید کے ساتھ اسے میرے سپرد فرمایا۔ اور متن (خصوصاً عبری عبارتوں) کی کتابت کا نمونہ طلب کیا جس کی میں نے تعمیل کی۔ جس جلسہ میں پیش ہوا حسن اتفاق سے اس میں خود نواب مرحوم کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ممدوح، نواب صدر یار جنگ بہادر اور بعض دوسرے اہلِ نظر و بصیرت اصحاب تشریف فرما تھے۔ سب نے بالاتفاق پسندیدگی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور کام کی عام نگرانی نواب صدر یار جنگ بہادر کے حوالہ ہوئی۔

مسودہ کی مسلم یونیورسٹی پریس کو حوالگی

کتاب کی بابرکت ندرت، اس کے مؤلف کی مسلمہ قابلیت اور شہرت، ڈاکٹر سر سلیمان کی تحریک اور علم دوستی، نواب صاحب مرحوم کی فیاضی اور ذاتی دلچسپی، نواب صدر یار جنگ بہادر کی معارف پسندی، ۱۹۳۴ء کے مسلم یونیورسٹی پریس میں بفضل خدا ہر قسم کے کام کی آسانی۔ حتیٰ کہ عبری عبارتیں (جو کتاب میں نہایت کثرت سے ہیں) اُن کی نقل کا سنگلاخ مرحلہ بھی بحمداللہ سنگِ راہ نہ تھا، گو دشوار گزار ضرور تھا۔ کیونکہ اس کے متعلق اُس وقت کے مسلم یونیورسٹی پریس کے آرٹسٹ نے اپنے اشہب قلم کی

ظرف سے بالکل مطمئن کر دیا تھا ۔

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

ان تمام بظاہر موافق حالات کے اندر کتاب کے جلد سے جلد چھپ جانے میں بظاہر کوئی امر مانع نہ تھا۔ مگر ۔

زمانہ دگرگونہ آئیں نہاد
شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان یونیورسٹی کے وائس چانسلر نہ رہے، نواب صاحب مرحوم کے وہ اثرات نہ رہے، نواب صدر یار جنگ بہادر گو اس زمانہ میں ایک معتدبہ مدت تک پریس کے باضابطہ نگراں رہے تاہم مہماتِ امور میں ممدوح کو کوئی دخل نہ تھا ۔

از صحنِ خانہ تا لبِ بام زانِ من
وز سقفِ خانہ تا بہ ثریا ازانِ تو

مضمون تھا۔ خلاصۂ نتیجہ یہ ہوا کہ تبشری کا کام الیٰ لا نہایت معرضِ التوا میں پڑ گیا حتیٰ کہ یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کو مسلم یونیورسٹی پریس بند ہو گیا ۔

ما کل ما یتمنی المرء یدرکہ
تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

شروانی پریس کا شرف

بعینہٖ اسی تاریخ (یکم ستمبر ۱۹۳۷ء) کو میں نے شروانی پرنٹنگ پریس کا ڈکلریشن دیا اور سب سے پہلا کام جو میں نے بحمد اللہ عقیدۃً ہاتھ میں لیا وہ "بُشریٰ" کا تھا جس کا مسودہ میں نواب صاحب مرحوم کی منشا اور نواب صدر یار جنگ بہادر کے حکم سے اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ اور بفضلِ خدا تقریباً سال بھر کی کان کنی کی جاں کنی کے بعد یہ "جواہرِ نفیسہ" پوری آب و تاب کے ساتھ صاحب بصیرت و بصارت جوہر شناس جوہریوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان، نواب صدر یار جنگ بہادر اور خود نواب صاحب مرحوم مطبوعہ متن کتاب کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اظہار پسندیدگی فرمایا۔ عبری عبارتیں (جو پورے متن میں خون کی رگوں کی طرح دوڑی ہوئی ہیں) ان کی خوش سوادی اور صحت کی تصدیق شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب (صفحہ ۱۵، ۱۶ مقدمۂ اول) اور ان کے برادر خرد مولوی محمد مبین صاحب کیفیؔ چریا کوٹی نے بھی کی۔ مولوی محمد امین صاحب کا مقدمہ اور ترجمۂ مصنف بھی چھپ گیا اور اب بظاہر کتاب کی اشاعت میں کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہ تھی۔

لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

بریں ہم مشیتِ الٰہی دگرگوں تھی۔ دنیا جانتی ہے کہ نواب صاحب مرحوم مضامین وغیرہ کے طور پر کبھی کچھ نہیں لکھتے تھے۔ وہ تقریباً نصف صدی تک مختلف نہایت

اہم حیثیتوں سے منظر عام پر رہے۔ ایم اے او کالج کے جوائنٹ سکرٹری اور سکرٹری اور پریزیڈنٹ رہے۔ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور رکٹر رہے۔ مسلم لیگ کے چوٹی کے رکن رہے۔ اور کیا رہے' اور کیا رہے۔ خلاصہ یہ کہ "من صنف فقد استهدف" کی صف بلکہ زد میں رہے۔ ان پر بار ہا (خوں خوار نہ سہی) جگر خوار حملے ہوئے۔ تاہم وہ اپنی شخصی اور عام زندگی کے عین شباب کے عہد میں بھی ان معاملات میں غم خوار ہی رہے لیکن "بشریٰ" کے ساتھ مرحوم کو جو شغف تھا اس کے لحاظ سے وہ تمہید یا "پیش لفظ" کے طور پر اپنی کوئی تحریر بھی شامل کرنا چاہتے تھے جس میں خدا کا شکر ادا کرتے کہ ایسی متبرک و نادر الوجود کتاب کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا اور ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب کا شکریہ کہ ان کے وسیلے سے ہوا۔ اور مؤلف مرحوم کے بعض ان خیالات کی نسبت اپنا خیال ظاہر فرماتے جو جمہور علمائے اسلام کے مسلمات کے خلاف ہیں۔ مگر اوّل علالت اور پھر ضعف اور آخر میں موت نے مہلت نہ دی۔ نتیجہ یہ کہ اس حیص بیص میں ایک سال اور گزر گیا۔ یہاں تک کہ ستمبر ۱۹۳۸ء میں نواب صاحب مرحوم کو واصل بحق ہونے کی بشارت مل گئی۔ "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"۔

اس سلسلہ میں خاص میرے لیے یہ قدغن تھا کہ میں تاخیر اشاعت کے

وجوہ قلم بند کر کے شامل کتاب کروں۔ چنانچہ معزز ناظرین مطبوعہ فہرست مضامین میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس کا نشانِ شمار تین کے عدد سے شروع ہوتا ہے، گویا اوپر کے دو نمبروں کی جگہ سادہ ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ پہلے نمبر پر مرحوم کی تحریر ہوتی اور دوسرے پر میری اور یہ دونوں نمبر تیسرے پر سے اُس وقت حذف کیے گئے کہ سوائے قدرتِ خدا کے مرحوم میں کچھ باقی نہ رہا تھا۔ لیکن اب نواب صدر یار جنگ بہادر کے ارشاد کے بموجب بقدرِ استطاعت میں ہی مرحوم کی خواہش کو پورا کرتا ہوں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو جگہ انھوں نے خالی چھوڑی ہے وہ پُر ہونی ممکن نہیں ہے۔ شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب کے مقدمہ (صفحہ ۱/۳) سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اہتمامِ طبع کے لحاظ سے قبل ازیں کیا کیا کوششیں ہوئیں۔ اور خداوند کارساز کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمتِ کاملہ سے اس شرف کو ناچیز شروانی پریس کے لیے خاص فرمایا۔ "وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ" اور اب کتاب تحریکِ تالیف (۱۸۸۱ء) سے پینسٹھ سال اور تکمیل (۱۹۰۱ء) سے پینتالیس سال بعد شروانی پریس سے شائع ہوتی ہے۔ "لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ" ؎

شکر کہ جنازہ بمنزل رسید زورقِ اُمید بساحل رسید

فہرست مضامین کتاب کی اشاعت کی مرحوم کو اس قدر عجلت تھی کہ انہوں نے حوالۂ کاتب کرنے سے قبل مسودہ پر سرسری نظر ڈالنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اور دست بدست کاتب کے سپرد کر دیا گیا۔ ورنہ میں کتاب کی تبویب و تفصیل کر دیتا جس سے مضامین کو ایک دوسرے سے جدا کرنے اور فہم مطالب میں سہولت ہوتی۔ تاہم میں نے طبع متن کے بعد یہ خدمت انجام دی۔ اور میری درخواست پر شمس العلماء مولانا محمد امین صاحب نے بھی ایک فہرست بنائی۔ اور ان دونوں کو ملا کر میں نے بقید صفحہ و سطر ایک مختصری فہرست مرتب کر دی ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ تلاش مضامین میں بہت کچھ معین ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ کتاب کے نام کے لیے قرآن مجید سے بھی نہایت موزوں نکل آیا اور عام طور پر پسند کیا گیا۔ یعنی "وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ"

تصحیح کاپی اور پروف کی تصحیح (خصوصاً عبرانی عبارتوں کے سبب) نہایت اہم مسئلہ تھی۔ مگر اللہ کا احسان ہے کہ اس سے بوجہ احسن عہدہ برآئی ہوئی۔ عبرانی کی کلیۃً تصحیح خود شمس العلماء صاحب موصوف نے کی ہے اور مکمل مطبوعہ نسخہ کے ملاحظہ کے بعد وہ اس جانب سے بفضلہ تعالیٰ بالکل مطمئن ہیں۔ (صفحہ ۱۵، ۱۶ مقدمہ)۔ کاپیوں پروفوں پر سائیں بھی بھیجی گئی ہیں۔ اور شمس العلماء صاحب کی خدمت میں ڈھاکہ (مشرقی بنگال)

کے اسباب وذرائع کے دوران میں بھی وہ دست مال اور پھیکی ہو گئی تھیں۔ اور راقم کے تنگی کاغذوں پر اکثر کے پورے پورے عکس آ گئے تھے۔ اصلاح سنگی میں یہ نقص رفع کرنے کی امکانی کوشش کی گئی۔ بریں ہمہ

تو نیز ار بدی بینی اندر سخن
بخلق جہاں آفریں کار کن

کتاب کی زبان اور املا

مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم اور ان کی مصنفات اس زمانہ کی ہیں کہ ہندوستان (خصوصاً مسلمانوں) کی تحریری زبان عموماً فارسی اور علما کی عربی یا فارسی تھی۔ اور اردو (خصوصاً سلیس اردو) کا اتنا رواج نہ ہوا تھا جتنا کہ اب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تبحر اور ادائے مطالب پر پوری قدرت کے جا بجا نامانوس طرز ادا موجود ہے اور بعض دوسرے مواقع پر (خصوصاً عبرانی اعلام میں) املا کا بھی اختلاف ہے۔ لیکن میں نے بلحاظ احترام اور بلحاظ باقیات صالحات کہیں کچھ دست اندازی نہیں کی۔ اگرچہ مولانا محمد حسین صاحب کیفی نے میرے پاس کے نسخہ کے حواشی پر میری یادداشت دیکھ کر فرمایا کہ اگر میرے ذریعہ سے مسودہ آتا تو میں ضرور اصلاح کر دیتا۔

مؤلف کا جوشِ عقیدت

مولانا مرحوم نے بتوفیق ایزدی اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں جس جوش و خلوص کا ثبوت دیا ہے وہ متعدد واقعوں سے

ثابت ہے انھوں نے اپنی زندگی کے تقریباً بیس سال نہایت دل سوزی اور جاں کاہی کے ساتھ اس کی تالیف پر صرف کیے۔ انھوں نے ہر جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور کاملین اُمّت رضی اللہ عنہم اور ان کے خوارقِ عادات کا ذکر احترام اور قوّت ایمانی کے ساتھ کیا ہے وہ شغفِ حُب میں قصیدۂ بردہ شریف کا یہ شعر کثرت سے نقل کرتے ہیں ؎

یا ربّ صلّ وسلّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

کہیں لکھا ہے ؎

علیک سلام اللہ یا اکرم الوریٰ
ومن ھو فی الآرض الخلق شافع

کہیں ؎

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم

زبور کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں کہ "تمام ملک حاکم کے واسطے وجد کرو" لکھتے ہیں: "یہ کسی حکمراں کی خبر ہے۔ آں حضرت کے حکمراں ہونے میں شبہ نہیں۔ زندگی میں ہزار ہا آدمی آپ کے جمال و کمال و کلام کے عاشقِ زار تھے۔ اب بھی عشاق قبر پر وجد کرتے ہیں" (صفحہ ۲۲۱)۔ خاتمہ میں (صفحہ ۲۲۴) لکھتے ہیں کہ "یہ رسالہ باختصار

تمام رقم ہوا۔ تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں عظمت و محبت آں عالی جناب کی متمکن ہو اور بروز جزا میری نجات کی سند ہو" فجزاہ اللہ و یغفرلہ۔

معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء رضی اللہ عنہم کے آپ اسی طور پر قائل اور معترف ہیں جیسے جملہ جمہور اسلام۔ چنانچہ اس بشارت کے ذیل میں کہ "موسیٰ کا سا نبی بھیجوں گا" آپ نے حضرت موسیٰ کے عصا کے سانپ بننے اور آں حضرت کی مشت مبارک میں سنگریزوں کی تسبیح، حضرت موسیٰ کے فرق نیل اور آں حضرت کے شق قمر، حضرت موسیٰ کا پتھر سے چشمے نکالنے اور آں حضرت کی انگشتہائے مبارک سے پانی جاری ہونے، حضرت موسیٰ کے قارون اور آں حضرت کے سراقہ کے خسف (یعنی زمین میں دھنسنے) کے واقعات کا مقابلہ کیا ہے (صفحہ ۵۲)۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کے خوارق عادات کو ذکر کیا ہے مثلاً: ایوان کسریٰ کا زلزلہ، فارس کی آگ کا سرد ہونا، مکہ کے بتوں کا سرنگوں ہونا (صفحہ ۴۳)، بحیرۂ ساوہ کا خشک ہونا (صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۴)، خانہ کعبہ پر ملائکہ کا احاطہ (صفحہ ۴۳)، شہب کا بکثرت فضائے آسمان سے قریب زمین کے چھوٹنا (صفحہ ۱۴۶ تا ۲۰۰)، بعض غزوات میں جبرئیل اور ملائکہ علیہم السلام کا آپ کی امداد کرنا (صفحہ ۴۶ نوٹ)، مشت خاک سے کفار کا اندھا ہو جانا (صفحہ ۱۴۷)، شب معراج میں مسجد حرام (مکہ) سے

مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) تک طرفۃ العین میں پہنچنا (صفحہ ۱۰۴)، نارِ نمرود میں حضرت ابراہیمؑ کی سلامتی (صفحہ ۱۵۸)، افواجِ کثیرہ پر غلبہ آپ کا اور آپ کے اصحاب کا (صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۴)، حضرت عامر بن فہیرہ کی لاش کو ملائکہ کا اٹھا لے جانا (صفحہ ۱۳۷)، قصۂ سریۃ الرجیع (صفحہ ۱۳۸)، حضرت مسیحؑ کی ولادت خلافِ طبعِ عادت (صفحہ ۱۹)، تجلیِ طور (صفحہ ۹۵)، شقِ قمر و ردِّ شمس (صفحہ ۸۸ و ۲۳۲)، ایک کاتبِ وحی کا مرتد ہو جانا اور پھر بعد مرنے کے زمین کا اسے قبول نہ کرنا (صفحہ ۲۳۰)، آپ کی دعا سے بادل کا آنا اور برسنا اور آپ کی دعا ہی سے کھلنا (صفحہ ۲۳۰)، جنگل کے دو درختوں کا آپ کے حکم سے ملنا اور پھر متفرق ہونا اور درخت کا آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا (صفحہ ۲۳۱)۔

ایک موقع پر سحر اور معجزات اور کرامات و خوارقِ عادات اور ان کے امکانات پر عقلاً و نقلاً بحث کی ہے جس کو پڑھنے کے بعد اس مغالطہ کی پورے طور پر تردید ہوتی ہے جو علی گڑھ کے حلقہ میں عامۃ الورود ہے کہ ان امور میں آپ سرسید کے یا سرسید آپ کے ہم عقیدہ ہیں۔ وشتان بینھما (صفحہ ۲۴۰ تا ۲۵۵)۔

یا للعجب! یہ بات نہایت عجیب ہے (شاید میری فہم کا قصور ہو) کہ آپ نجوم و کواکب کی تاثیرات کے اس طور پر قائل معلوم ہوتے ہیں جو عقائدِ اسلام کے خلاف ہے۔ مثلاً عہدِ عباسیہ کے مشہور حکیم

ثابت بن قُرّہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ "زحل کو اس سے بڑی مناسبت دخلت تھی۔ اکثر مصائب میں اس کا معین رہتا تھا" (صفحہ ۲۲۴)۔

"ایک مرتبہ خلیفۂ بغداد نے اس کی گرفتاری کے لیے فوج متعین کی۔ قبل پہنچنے لشکر کے زحل نے اُسے آگاہ کر دیا اور کہا کہ فرار کرو۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا اور خلیفۂ وقت سے جان بچائی" (صفحہ ۲۸۱ سطر ۱۶/۱۸)۔

اور لیجیے: "واضح ہو کہ ہر دین کے ساتھ کوئی نہ کوئی کوکب متعلق ہوتا ہے کہ وہ اس کا حامی ہوتا ہے۔ بُت پرستی کے ساتھ تعلق قمر کو ہے۔ اور یہود کے دین کا تعلق زحل سے ہے۔ ملت نصاریٰ متعلق بشمس ہے۔ اور دین اسلام کو تعلق زہرہ سے ہے" (صفحہ ۲۸۱ سطر ۱۱/۸)

چاندی کا زینہ | توریت کی اس بشارت کے سلسلہ میں کہ "اے مسکینہ شکستہ، نامرحومہ ہاں میں تیرے پتھروں کو نگین کی جگہ بٹھلاؤں گا اور جواہر سے تیری بنا ڈالوں گا" (خطاب بمکۂ مکرمہ) لکھتے ہیں کہ:

"اب اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی مٹی لوگ مثل نگینوں کے لے جاتے ہیں، پتھر کو کرن کے۔ سونے چاندی، جواہر کی کچھ وقعت نہیں۔ ابھی ہمارے زمانہ میں ایک نواب ہند نے ایک زینہ بان چاندی کا وہاں بھیجا تھا بڑی بڑی منت و چاپلوسی سے اس نواب کی قبول کیا لیکن اُس طرف لگا جس طرف عورتوں کا مقام ہے"

حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے کہ یہ زینہ کعبہ شریف کی داخلی کے لیے نواب کلب علی خاں بہادر مرحوم والی رام پور نے اپنی حاضری مکہ مکرمہ کے موقع پر نذر کیا تھا۔ چوں کہ اس مقدار کی چاندی کا استعمال مردوں کے لیے شرعاً ناجائز ہے، اس لیے علما کے فتوے کی رو سے اسے عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اور وہ حرم محترم مکہ مکرمہ میں ایک جانب رکھا رہتا ہے۔

بعض عقائد مختلف فیہ آخر میں فاضل مؤلف مرحوم کے بعض اُن عقائد کو بیان کرتا ہوں جو مسلمات جمہور علما کے خلاف ہیں اور جن سے نواب صاحب مجمع ناظرین "بشریٰ" کو خاص طور پر آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ میرا یہ منصب نہیں کہ ان پر مفصل بحث کروں اور نہ یقیناً اس کی حاجت ہے۔ کیوں کہ مقصود اصلی بشارات ہیں اور امید ہے کہ ناظرین کی توجہات اُنھی پر مرکوز رہیں گی۔ خذ ما صفا ودع ما کدر

آپ مکہ میں زمزم کے مقام پر حضرت اسمٰعیل کی بزمانہ شیرخوارگی پیاس کی تکلیف کو اور اس حالت میں حضرت ہاجرہ کے بین الصفا والمروہ دوڑنے کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ مکہ میں اپنی والدہ کے ہمراہ آنے کے وقت حضرت اسمٰعیل کی عمر ۲۴، ۲۵ سال کی قرار دیتے ہیں (صفحہ ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ و ۲۲۴)۔ البتہ حضرت ہاجرہ کے مکہ پہنچائے جانے کے واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں مگر اسے "بے رحمی" قرار دیتے ہیں (صفحہ ۲۲۹ سطر ۲۱)۔ قربانی یا ذبح کے واقعہ کو حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق دونوں سے منسوب کرتے ہیں (صفحہ ۲۴۴)۔

جنّت کو ولایت روم یا ایشیائی ترکی میں اُتار لائے ہیں اور یہیں حضرت آدم کو پیدا کیا ہے (صفحہ ۶۹)۔

آپ کے نزدیک "ارواح بحصولِ کمال زمرۂ ملائکہ میں داخل ہو جاتی ہیں کہ یہی جنت ہے" (صفحہ ۴۴ سطر ۲۰) اور "روح القدس سے مراد وہ حالت ہے جو انبیا پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے" (صفحہ ۱۰۷ سطر ۳) "وہ درحقیقت ملک ہے ہاں اپنے اشکال میں محتاج بدن ہے بخلاف ملک کے خدا بھی اُسے ملک کے ساتھ ملا دیتا ہے" (صفحہ ۴۴۸ سطر ۴)۔

سب سے پہلی وحی ("اقرأ") کے فترۃ یعنی انقطاع کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ "فترۃ" کے معنی "حَمِیَ وَتَتَابَعَ (یعنی گرم ہوئی اور پیاپے آنے لگی) کے لیتے ہیں اور سنداً "فترالسحاب" کو پیش کرتے ہیں جس کے معنی مینھ کی جھڑی لگنے کے ہیں (صفحہ ۲۰۱ سطر ۳)۔ واقعۂ اسراء پر بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جو تقریباً اٹھائیس صفحوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ خلاصہ آپ کی رائے کا یہ ہے کہ معراج یا اسراء دو مرتبہ ہوا۔ اسراء بیت المقدس جو نبوت سے پندرہ ماہ بعد ہوا۔ دوسرا اسراء سمٰوات جو نبوت سے پانچ برس بعد ہوا (صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۶) "لیکن علماے حدیث نے ان دونوں کو ایک میں ملا دیا ہے (سطر ۱۰) اور "اسراء سمٰوات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آدنیٰ کمالات سے"

بیان کرا سے حالت "بین النوم والیقظہ" (یعنی نیم بیداری) میں مانا ہے اور مقصود معراج انبیاء سے انتہائی کمال انسانی لیا ہے۔

قیامت کا بیان بھی بہت مفصّل و مطوّل ہے۔ اور اس ضمن میں کئی اہم مباحث ہیں۔ مثلاً حشرِ اجساد، عذابِ قبر، صراط، محشر، مقدارِ یوم قیامت وغیرہ وغیرہ۔ اور ان سب کا فیصلہ مولانا مرحوم نے اپنی ذاتی تحقیق کے مطابق فرمایا ہے۔ حشرِ اجساد کے متعلق خیال ہے کہ "یہ گفتگو نسبت ارواح کے ہے۔ کیوں کہ اجساد تو قبل فناء ارض فاسد ہی ہو جائیں گے" (صفحہ ۳۴۲ سطر ۱۷)۔

"اجسام کل فنا ہو جائیں گے۔ جان اپنے اعمال کو تکیں گے" (صفحہ ۳۶۶/۱۳)۔

"فناء اجسام وحی و عقل دونوں سے ثابت ہے" (صفحہ ۳۶۹/۷)۔

"یہ حالت جو روح کو بعد مفارقت بدن حاصل ہوتی ہے تا قیامِ قیامت قبر ہے۔ اس حالت میں جو الم ہوتا ہے وہی عذاب قبر ہے" (صفحہ ۳۵۰ سطر ۱۴)۔

صراط سے "خلا" مراد لیتے ہیں (صفحہ ۳۶۳/۱)۔ "محشر کی" "زمین" سے مقصود مکان ہے۔ یعنی خلا خواہ بُعد مقطور اور خدا کے نور سے مراد ارواح اور ملائکہ" (صفحہ ۳۶۶/۱۳)۔

"مقدار یوم قیامت" کی مدت پچاس ہزار برس ہے یعنی مدت قیام عالم اجسام پچاس ہزار برس ہے" (صفحہ ۳۶۵/۴)۔

علیٰ ہذا "خدا" کے نور سے مراد ارواح و ملائکہ" (صفحہ ۳۶۶/۱۶)۔

"کتاب سے مقصود نفوس منطبعہ ہیں جو حامل ہیں صور حوادث کے" (صفحہ ۳۶۶/۱۲)۔

کل شئی ھالک الا وجھہ میں "وجہ" کے معنی سردار کے بھی ہیں۔ "سردار اس کو کہتے ہیں جو صاحب رائے اور مدبر ہو۔ یہ شان ملائکہ اور ارواح کی ہے۔ پس مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ اشیا فانی ہیں سوا ارواح اور ملائکہ کے" (صفحہ ۳۰۴/۱)۔

قصۂ اصحاب فیل کے ذیل میں "طیراً ابابیل" کو ملائکہ یا سحاب پر اور "حجارۃ من سجیل" کو ژالہ قرار دیا ہے (۲۰۴/۱۲)۔

"نظر دقیق و فکر سلیم کے نزدیک شق صدر سے مقصود شرح صدر ہے" (صفحہ ۳۹۷/۲۰)۔

یہ وہ خیالات ہیں (اور شاید کچھ اور بھی ہوں) میں نے ان کا استیعاب نہیں کیا ہے، جو جمہور علمائے محققین کے مختار کے خلاف ہیں لیکن ان سے کتاب کے نفس مضمون پر (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات ہیں) کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ فاضل مؤلف مرحوم کی اس کاہش و کاوش کی قدردانی و شکرگزاری میں سرمو فرق آتا ہے جو انھوں نے اس کتاب کی تدوین میں اپنی عمر کے آخری دور کے مسلسل بیس سال میں کی۔ بلکہ اس کتاب سے وہ مغالطہ عامۃ الورود نہایت صفائی کے ساتھ رفع ہوتا ہے جو مولانا کے عقاید کے متعلق سرسید مرحوم اور تہذیب الاخلاق کے زمانے سے جاری و ساری چلا آرہا تھا۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔

دوسرے کتاب کا اصل مبحث یعنی بشارات اتنا واضح ہے کہ اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ کثرت سے پڑھنے والے مستفید ہوں گے۔ اور جو چند مباحث مختلف فیہ ہیں اُن کے عمق تک جانا ضروری نہ سمجھیں گے اور جو جائیں گے خود اُن کے سامنے دوسرے نظریے بھی ہوں گے۔

اس قدر مختصر گزارش کے بعد اب آخر میں ناظرین کرام سے اُمید ہے کہ وہ کتاب کے نفس مضمون کو یکسوئی و یک جہتی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اُس وقت اس عقیدہ میں راسخ ہوں گے کہ جملہ انبیاء و رسل برحق ہیں، تمام صحف و کتب آسمانی ہیں، ساری بشارتیں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے ہزاروں سال اوپر تک جاتی ہیں) الفاظ ربانی ہیں اور بلا شائبہ شک آں حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اُن کے حقیقی مصداق ہیں۔ غزل نعتیہ (از راقم آثم) ہے

در جاناں پہ جا کے جان نکلی | زندگی مرگ ناگہاں نکلی
جب چھڑا اُن کے عشق کا قصہ | داستاں ہی یہ داستاں نکلی
وصف میں اُن کے حسن و خوبی کے | بے زبانی بھی تر زباں نکلی
حال میرا زبانِ حال پہ تھا | بے زبانی ہی ترجماں نکلی
عشوہ کیا غمزہ و کرشمہ کیا | جو ادا نکلی دل ستاں نکلی
جگر و قلب سے رگِ جاں تک | نوکِ مژگاں کہاں کہاں نکلی

دل میں تیغِ نظر ہوئی پیوست
اور جب نکلی خوں چکاں نکلی

طلبِ مرگ نزع کی پرسش پر
ان کے کشتوں کے منھ سے ہاں نکلی

شبِ دیجور رہ گئی کافور
جب وہ مہپارۂ بدر ساں نکلی

ان کے کوچہ کی خاک صندل ہی
سرمۂ چشمِ انس و جاں نکلی

ان کے قدموں پہ اس کی قربانی
سوزشِ نیش نوشِ جاں نکلی

سجدۂ بندگی سے پیشانی
بے نشاں کے لیے نشاں نکلی

سگِ ناپاک آستانِ حضور
میری کیا پاک داستاں نکلی

شد الحمد نام پر ان کے
رہبرِ خستہ جاں کی جاں نکلی

غفر اشتغالی بها وستر زلاته الى اواخرها من اوائلها واحسن اليها لي من تحية
واحسن ما اليه وصلى وسلم على جميع الانبياء المرسلين الملهمين المبشرين
باوضح البشارات وافصحها واجلى الاشارات وابلغها بمن هو خاتم النبيين
وخصص ما شرفنا الوسيلة لاتمام النعمة واكمال الدين وعلى آله وصحبه
الطيبين الطاهرين الى يوم اليقين، آمين يا رب العلمين۔

عفی عنہ الجانی
محمد مقتدی خاں شروانی

شروانی پریس،
علی گڑھ:
۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۵۸ھ
(۳ نومبر ۱۹۳۹ء)

فہرست مضامین

(البشریٰ)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱	مقدمہ نوشتہ شمس العلما مولانا محمد امین صاحب عباسی چریاکوٹی (مرحوم) پروفیسر عربی ڈھاکہ یونیورسٹی	۱	
	ترجمہ مصنف کتاب علامہ مولانا عنایت رسول صاحب عباسی مرحوم	۱۷	
	تمہید مصنف	۱	
	بحث مسٹر گاڈفری ہگنس لفظ فارقلیط کی تحقیق میں	۲	۱۱
	مقدمہ مصنف تاریخ بائیبل کا		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
	ادوار اسفار کا	۷	
۸	علم ہیئات و نجوم کی بنا حضرت آدم نے ڈالی	۸	۵
۹	حاشیہ تحقیق قدم (لفظ عبرانی)	۸	
۱۰	اولاد سام بن نوح	۹	
۱۱	قصہ ہابیل و قابیل توریت سے (حاشیہ)	۹	۶
۱۲	ممالک کی قدیم حد بندی (مطابق تاریخ یہود)	۱۰	
۱۳	سفر ہیاشار قدیم تاریخ یہود میں بائیبل نے قابیل کا واقعہ (حاشیہ)	۱۱	۱۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۴	حضرت ابراہیم کا پناہ لینا	۱۲	۱۴
۱۵	لفظ کاہن کی تحقیق (حاشیہ)	۱۲	
۱۶	حضرت اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ و ہاجرہ کا نزاع	۱۳	۹
۱۷	حضرت سارہ پر جادو کرنے کا الزام اور اس کا جواب	۱۴	۱۰
۱۸	حضرت ابراہیم کا ہاجرہؑ و اسمٰعیل کے ساتھ سختی کو سلانہ ہونا	۱۵	
۱۹	حضرت ابن عباس کی حدیث کی تحقیق	۱۶	۵
۲۰	خانہ کعبہ کی چوتھی بنا	۱۷	
۲۱	حضرت یعقوبؑ اور ان کی اولاد کی جائے قیام اور بذریعہ وحی ان کو بیت المقدس جانے کی ہدایت اور اس کا واقعہ (حاشیہ)		
۲۲	باب اول بیان میں اس خبر کے جو متعلق بانجیل ہے	۱۸	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۲۳	تحقیق لفظ فارقلیط	۱۹	
۲۴	شہر بابل (حاشیہ)	۱۹	
۲۵	لفظ فرہ کی تحقیق	۲۰	۱
۲۶	لفظ مقلاطا کی تحقیق	۲۱	۱۴
۲۷	فارقلیط اور ابوالقاسم ابن عبداللہ کے ایک اعداد ہیں	۲۵	۸
۲۸	باب دوم متعلق بکتب عہد عتیق	۲۶	
۲۹	حضرت ہاجرہ کا خواب	۲۷	۱۲
۳۰	برتی سلیمان یرجی کی تفسیر کی تردید	۳۰	۱۲
۳۱	حضرت ابراہیم کی دعا	۳۱	
۳۲	حضرت اسحاق کی دعا	۳۲	
۳۳	شیلو سے کون مراد ہے	۳۵	
۳۴	حضرت موسیٰ سے اہل مدین کی جنگ اور یثرب کی تحقیق	۴۱	۸
۳۵	زبور ۸۴ آیت سے بشارت کا ثبوت	۴۴	

مضمون	صفحہ	سطر	نمبرشمار	مضمون	صفحہ	سطر
پیلوس کے کچھ نشانات جو حضرت یعقوب نے بیان فرمائے	۴۷	۵		جغرافیہ توریت سے	۶۶	۷
ایوب کے ۱۱ باب ۱۳ آیۃ کی بشارت	۴۸	۱۲	۴۶	حدیث سیحون و جیحون و فرات و نیل کی تحقیق (حاشیہ)	۷۰	
موسیٰ کی کتاب ۱۸ باب ۱۵ آیۃ اور اس کی تفسیر	۴۹	۴	۴۷	حضرت موسیٰ کا خطبہ جلسہ بنی اسرائیل کے سامنے ارض مواب میں	۷۸	۱۳
حضرت موسیٰ پر کلمات عشر کا نزول اور اس کا واقعہ	۵۰	۳	۴۸	بنی اسرائیل کا ملک شام میں جہاد سے انکار کرنا اور خدا کا غضب	۸۰	
عزرا نبی کے پیشین گوئی کی تحقیق	۵۲	۱۵				
حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ کے معجزات کا مقابلہ	۵۳	۱۲	۴۹	حضرت داؤد نے آپ کے ایل کے نام سے بیان کیا ۵۰ زبور	۸۵	۴
حضرت موسیٰ کی حبران کی فتوحات سے پہلے	۵۴	۱۵	۵۰	سورۂ نصر سے وحی حضرت داؤد کی مطابقت	۸۶	۳
بیر سبع کی تحقیق	۵۶	۱۲	۵۱	مبادی عالیہ آپ کی گواہی دیں گے	۸۸	۴
فاران کے محل وقوع کی تحقیق	۵۸	۵	۵۲	حضرت موسیٰ نے طلسان وحی آپ کو قوی کہا (حاشیہ)	۸۸	
و حضرت موسیٰ کا سفر بنی اسرائیل کا میدان سینا کو کوچ کرنا اور ان کی منازل کا						

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۵۳	ورقی سلیمان پرچی کی تفسیر	۸۹	
۵۴	آرون، کوشش اور مدیان کی تحقیق	۹۵	۶
۵۵	یوشیع نبی کی پیشگوئی	۹۷	
۵۶	انسانی قربانی اور اس کا ہنود میں قدیم رواج	۹۸	۲
۵۷	آپ کے زمانے میں بت پرستی نیست و نابود ہوئی	۹۹	۳
۵۸	چہرہ مبارک محمدؐ	۱۰۲	
۵۹	یہود بنی قریظہ و بنی نضیر و یہود خیبر کا ذکر	۱۱۰	۷
۶۰	حضرت موسیٰ کی بشارت اپنی وفات سے پہلے	۱۱۲	۱۷
	اور ورقی سلیمان پرچی کی تفسیر		
۶۱	مدت قیام شریعت موسویہ بحساب جمل (حاشیہ)	۱۱۳	
۶۲	قبل طوفان نوح ایک اور طوفان عظیم آیا تھا	۱۲۷	
۶۳	بشارت رسول اکرم صلعم بحساب جمل	۱۲۸	۱۸
۶۴	واقعہ سریہ رجیع	۱۳۶	۱۷
۶۵	حضرت داؤد کے لفظ بیاہ اور احمد کے عدد بحساب تفسیر ایک ہیں	۱۴۲	
۶۶	سپارٹا کا دول اور سپار قاطان کا بیان	۱۴۳	
۶۷	حضرت داؤد کی بشارت	۱۴۵	۳
۶۸	بقیہ سلسلہ بشارت موسیٰ	۱۵۰	
۶۹	زمانہ بخت نصر	۱۵۸	۵
۷۰	غزوۂ بدر	۱۶۳	
۷۱	حضرت عائشہؓ کی حدیث نزول وحی	۱۶۷	۲
۷۲	فتور وحی کی تحقیق اور قسطلانی سے اختلاف	۱۷۲	۳
۷۳	زبور سے اشارہ قرآن پاک کی طرف	۱۷۵	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۷۴	حضرت موسیٰ کے زمانہ میں صلوٰۃ ذات الرکوع والسجود نہ تھی	۱۷۹	
۷۵	حضرت داؤد کا ذکر بیت	۱۸۰	
۷۶	شکستہ بیل سے مقصود		
	بیت المقدس اور وحشۃ علی نبی سے مراد توریت	۱۸۵	۴
[illegible]	قصہ فتح مکہ	۱۹۴	
[illegible]	حضرت اشعیا کا باب ۴۲	۲۰۸	۷
[illegible]	تفسیر اشعیا باب ۴۲	۲۱۲	۲
[illegible]	میثاق انبیا کا ذکر توریت قرآن میں	۲۱۴	
[illegible]	واقعہ پیشین گوئی	۲۱۹	۳
[illegible]	مذہب صابی وثابت بن قرہ	۲۲۲	۷
[illegible]	بنی اسرائیل میں سحر و کہانت کی خبر توریت سے	۲۲۵	
[illegible]	معجزہ حقیقتاً خدا کا فعل ہے	۲۲۹	۱۰
[illegible]	تصرفات مرکبات عنصریہ	۲۳۱	۷
[illegible]	ذکر معجزات رسول اکرم صلعم		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۸۶	یوئیل باب ۲ آیت ۳ شق قمر کی خبر	۲۲۳	۱۲
۸۷	معجزہ شق القمر پر اعتراض اور اس کا جواب	۲۲۳	۱۳
۸۸	معجزہ شق القمر پر استدلال	۲۳۵	۵
۸۹	احادیث متعلق شق القمر	۲۳۶	۷
۹۰	تحقیق معجزہ شق قمر اور سورج کا لوٹنا (حاشیہ)	۲۳۸	
۹۱	مقام گیبون میں حضرت یوشع کے کہنے سے سورج ٹھیر گیا	۲۳۹	۱۴
۹۲	بیان معجزہ وسحر	۲۴۰	۱۸
۹۳	مردہ کا زندہ ہونا (حاشیہ)	۲۴۱	
۹۴	خرق عادت کی بحث	۲۴۲	۳
۹۵	حضرت موسیٰ وفرعون کا قصہ	۲۴۵	۱۰
۹۶	فرق درمیان معجزہ وسحر	۲۴۷	۱۴
۹۷	روح کے خواص	۲۴۷	۲۰
۹۸	امام الحرمین اور ابو سعید متولی کی رائے	۲۵۰	۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۹۹	حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں سحر شروع ہوا	۲۵۰	۱۳
۱۰۰	ہاروت و ماروت کا قصہ	۲۵۱	
۱۰۱	امام فخرالدین رازی کی رائے سحر کے متعلق	۲۵۲	۱۵
۱۰۲	معجزہ و کرامت کے متعلق حکما کی رائے (حاشیہ)	۲۵۳	
۱۰۳	بنی اسرائیل کے دو بادشاہوں کا قصہ	۲۵۴	۱۸
۱۰۴	راکھو پنڈت کا واقعہ	۲۵۵	۷
۱۰۵	مسخ توریت کی خبر	۲۵۸	
۱۰۶	عدی بن حاتم کی روایت	۲۵۹	۱۰
۱۰۷	بیت المقدس ہمیشہ اسلام کے قبضہ میں رہیگا	۲۶۰	
۱۰۸	سلطنت بنی عباس	۲۶۳	
۱۰۹	حضرت مسیح اور ہمارے پیغمبر کی خبر ایک ساتھ	۲۶۵	۴
۱۱۰	حضرت اشعیا کی خبر اور اس سے زمانہ آغاز		
	زمانہ نبوت رسول اکرم صلعم کا حساب	۲۶۶	۱۱
۱۱۱	زحل و مریخ کی حفاظت	۲۶۸	۱۱
۱۱۲	آپ پر ایک یہودی کا سحر	۲۶۹	
۱۱۳	صیفنا نبی کی بشارت	۲۷۱	۱۶
	باب ۳		
۱۱۴	یہود کی تعریف	۲۷۳	۳
۱۱۵	یہود کے اجتہادات واہیہ	۲۷۹	۹
۱۱۶	ہیرودین کا تعلق ایک کوکب سے ہے	۲۸۱	۷
۱۱۷	بیت المقدس میں نامختون اور نجس نہ آئے گا	۲۸۲	۸
۱۱۸	واقعہ معراج حضرت الیاس کا واقعہ	۲۸۷	۴
۱۱۹	راجہ داہر کا مارا جانا	۲۸۸	۳
۱۲۰	واقعہ معراج کا نقلی ثبوت	۲۹۰	۱
۱۲۱	واقعہ اسرا اور معراج دونوں ثابت	۲۹۱	۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۲۲	سدیانی کی تحقیق	۲۹۲	۱۸
۱۲۳	واقعہ معراج کے متعلق احادیث پر نظر	۲۹۴	۳
۱۲۴	حضرت جبرئیل کی تعلیم	۲۹۸	۱۰
۱۲۵	معراج کے متعلق مذاہب	۳۰۱	۸
۱۲۶	حضرت ادریس کے آسمان پر جانے کا واقعہ	۳۰۲	۴
۱۲۷	جسم خاکی کے آسمان پر جانے کی بحث	۳۰۶	۱
۱۲۸	امام غزالیؒ کی تقریر ماشیہ	۳۰۹	۱۹
۱۲۹	قطورہ کے نام کی تحقیق	۳۱۲	۱۵
۱۳۰	اشعیا کے باب ۱۱ و ۱۲ بشارت کی تحقیق	۳۱۴	۱
۱۳۱	قلبہ کا واقعہ	۳۱۵	۱۱
۱۳۲	حضرت اشعیا کی بشارت آیت ۱۵-۱۹	۳۱۸	۲۰
۱۳۳	حضرت داؤد آپ کو الوہم سے تعبیر کرتے ہیں	۳۲۱	۴
۱۳۴	حضرت اشعیا کی کتاب باب ۵۴ کی تفسیر	۳۲۳	۷
۱۳۵	حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر اور خانہ کعبہ کی پیشین گوئی کی	۳۳۵	۱۸
۱۳۶	اشعیا باب ۲۱ آیت ۶	۳۳۹	۶
۱۳۷	گدھے کے سوار سے حضرت عیسیٰ اور اونٹ کے سوار سے ہمارے پیغمبر صلعم مراد ہیں	۳۴۰	۲۱
۱۳۸	اشعیا باب ۲۱ آیت ۱۳ عرب کے متعلق پیشین گوئی پوری ہو گئی	۳۴۱	۵
۱۳۹	کسریٰ کے دو سرداروں کا واقعہ	۳۴۲	۷
۱۴۰	نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس نامہ مبارک	۳۴۳	۵
۱۴۱	ولادت باسعادت کی پیشین گوئی بجانب جبل	۳۴۴	۱۴
۱۴۲	سنین شمسی و سکندری قبطی و رومی و ہجری کی تحقیق	۳۴۵	۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۴۳	زبولون ونفتالی اور حضرت اشعیا کی پیشین گوئی	۳۴۲	۶
۱۴۴	خاندان شیبی و مفتاح کعبہ	۳۴۷	۲
۱۴۵	صفنیا باب اول پیشین گوئی	۳۵۱	۲۰
۱۴۶	صفات واجب الوجود عین ذات ہیں اس کے متعلق ہنود کا عقیدہ	۳۵۳	۱۸
۱۴۷	ذکر قیامت ترکیب اجسام اجزاء لا تتجزی سے	۳۵۴	۱۶
۱۴۸	روح کی تحقیق	۳۵۸	۲
۱۴۹	قیامت پر استدلال عقلی ونقلی	۳۵۹	۲
۱۵۰	قانون قدرت کے خلاف ہونا عقلاً محال نہیں	۳۶۵	۸
۱۵۱	دنیا کی عمر	۳۶۸	۶
۱۵۲	تناسخ کا ذکر	۳۷۰	۲
۱۵۳	حدوث عالم کی تحقیق	۳۷۲	۸
۱۵۴	حشر	۳۷۳	۵
۱۵۵	توریت پیدائش باب ۲ آیت ۱ کی تفسیر	۳۷۴	۵
۱۵۶	دانیال باب ۲ کی تائید	۳۷۸	۸
۱۵۷	یہود میں جھوٹے نبی	۳۸۳	۹
۱۵۸	حضرت دانیال کا خواب اور اس کی تعبیر	۳۸۴	۷
۱۵۹	ختم نبوت کا ثبوت توریت سے	۳۸۵	۱۱
۱۶۰	آپ رحمۃ للعالمین ہیں	۳۸۶	۳
۱۶۱	غزوۂ بدر	۳۸۸	۱۹
۱۶۲	حضرت دانیال کا دوسرا خواب	۳۹۳	۲
۱۶۳	تفسیر خواب حضرت دانیال	۳۹۴	۱۷
۱۶۴	تفسیر اس مدت کی جو ۱۲ آیت میں مذکور ہے	۳۹۶	۱۲
۱۶۵	نسطورا راہب کی پیشین گوئی	۳۹۷	۱۰
۱۶۶	شق صدر کی حقیقت	۳۹۸	۵
۱۶۷	حال ولادت	۳۹۹	۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۶۸	قصہ اصحاب فیل	۴۰۱	۵
۱۶۹	تفسیر سورۂ فیل در مفسرین سے اختلاف	۴۰۳	۱
۱۷۰	۱۹ زبور میں آپ کو بلفظ یتیم بیان کیا ہے	۴۰۵	۵
۱۷۱	ابواب ۲۲ میں بھی آپ کو بلفظ یتیم ذکر کیا ہے اور اس کی تفسیر	۴۱۰	۱۴
۱۷۲	اوّل زبور آپ کی شان میں ہے	۴۱۵	۱۹
۱۷۳	تفسیر	۴۱۶	
۱۷۴	قریش کا کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنا اور آپ کی شرکت	۴۱۷	۱۸
۱۷۵	کوہ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو پکارنا		
۱۷۶	آپ کے قتل کا عہدنامہ اور آپ کی مخالفت	۴۱۹	۴
۱۷۷	حضرت داؤد نے ۲ زبور میں پیشین گوئی کی	۴۱۹	۱۹
۱۷۸	حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہو سکتے	۴۲۱	۹
۱۷۹	زبور آیت ۹ سے حضرت عیسیٰ مراد نہیں	۴۲۲	۱۴
۱۸۰	خاتمہ	۴۲۳	۱
۱۸۱	حضرت ابراہیم کا ختنہ	۴۲۴	۱۰
۱۸۲	حضرت ابراہیم کا خواب	۴۲۵	۱
۱۸۳	کتاب پیدائش ۲۱ باب ۱۵ آیت	۴۲۵	۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۸۴	خانہ کعبہ حضرت آدم کی مسجد تھی و حدیث صحیح بخاری سے ثبوت	۴۲۳	۳
۱۸۵	حضرت ابراہیم کا ہاجرہ و اسمٰعیل کو مکہ لے جانا	۴۲۳	۱۷
۱۸۶	حضرت اسمٰعیل کی قربانی ہوئی یا حضرت اسحٰق کی؟ تحقیق مسئلہ	۴۳۳	۳
۱۸۷	تفسیر توریت باب ۱۵ آیت ۵	۴۳۴	۶
۱۸۸	حضرت ارمیا کے باب ۱۲ کی چند آیات کی تفسیر فتنہ بخت نصر	۴۳۸	۲۰
۱۸۹	حضرت ارمیا کے باب ۲ کی ۱۶ و ۱۷ آیت کی تفسیر	۴۴۳	۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا وَّ اٰتَاہُ بِالتَّنْزِیْلِ نَھَارًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَجَدْتَہٗ مَکْتُوْبًا فِی التَّوْرٰتِ وَمَذْکُوْرًا فِی الْاِنْجِیْلِ سِرًّا وَّجِھَارًا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ جَعَلُوْا کَیْدَ الْکَفَرَۃِ وَالشَّیَاطِیْنِ فِیْ تَضْلِیْلٍ وَّصَارُوْا بِاقْتِدَائِہٖ لِاَمْطَارِ الْھُدٰی وَتَبْیِیْنِ الْحَقِّ مِنْ سَحَابًا مُّمْطِرًا لِّکُلِّ سَمَآءٍ مِّدْرَارًا۔

بعد اس کے بندہ عنایت رسول چریاکوٹی عباسی کہتا ہے کہ بعد فراغ تحصیل علوم جس قدر مقدور و مقدر تھا علمائے مسیحی کے مناظرہ میں صحف انبیا علیہم السلام کے اسرار کی دریافت کا شوق پیدا ہوا اس لئے علمائے یہود کی خدمت میں زبان عبرانی سیکھ کے اُن کے دفاتر کو جہاں تک ممکن تھا بمشقت تمام جانچا اور ایک عالم مسیحی باشندہ یونان چلا تو اُس سے زبان یونانی کی تلمذ کا اتفاق ہوا۔ بعد ازیں والد بزرگوار کی اطاعت

خانہ نشین ہوا اور نظم ونسق جاگیرات میں جو سرکار انگلشیہ سے عطا ہوئی ہیں مصروف رہا۔ لیکن یہ فکر ہمیشہ رہی کہ اُس کان کَنے سے جواہر نفیسہ نکال کے قدر شناسوں کے سامنے رکھدوں مگر اس مطلب کے اتمام کے لیے کسی رئیس کا سہارا درکار تھا وہ اب تک میسر نہ ہوا اس لیے وہ بات دل ہی میں رہ گئی لیکن جب اگست سنہ ۱۸۸۰ء میں منشی محمد اکرام صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع اعظم گڑھ کے پاس ملنے گیا تو وہاں حمایت الاسلام جسے مسٹر گاڈفری ہگنس صاحب نے بنایا ہے اور ہمارے مہربان سید احمد خاں صاحب نے انگریزی زبان سے ترجمہ کرا کر چھپایا ہے رکھی ہوئی تھی منشی صاحب نے فرمایا کہ اس کا وہ مقام جہاں فارقلیطا کی تحقیق کی گئی ہے خوب سمجھ میں نہیں آتا تم اُس کو صاف خلاصہ کر کے لکھدو۔ لہذا میں اس لفظ و اس پیشین گوئی میں بحث کرتا ہوں۔ اولاً مجھکو کلام مسٹر گاڈفری ہگنس صاحب کا لکھنا ضرور ہے۔ لہذا میں شروع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

وہ یہ ہے کہ ایک روایت مشہور ہے اور انجیلی تواریخوں میں مکتوب اور مذکور کہ عیسیٰ نے اپنی رفع سے پیشتر اپنے مریدوں سے فرمایا کہ ہم تمہارے پاس ایک شخص کو کسی نبی کی حیثیت میں بھیجیں گے جس کو ہماری انجیل کے یونانی مترجم نے پیری کلیطاس لکھا ہے جس کا ترجمہ تسلی دہندہ ہے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص موعود محمد تھے۔ برخلاف اُس کے جو رومی پادری اور پروٹسٹنٹ کہتے ہیں کہ مراد اُس موعود سے بارہ زبانہ آتشیں ہیں جسے ہر قسم کی زبان بولنے کی طاقت عطا ہوئی تھی۔ یہ قول قابل قبول نہیں کیونکہ وعدہ تو ایک تسلی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا کہ ظہور بارہ زبانہ آتشیں وہی شخص موعود ہے فضول ہے سوا اس کے حواریوں کے قوانین اور خود عیسائیوں کی کتاب سے کسی طرح پایا نہیں جاتا کہ روح القدس کا حواریوں میں آجانا تسلی دہندہ کا آنا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو ضرور وہ

اُن کی کتاب میں مذکور ہو تنکا صرف زبان سے ایسے دعوے کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ علاوہ اس کے یہ فیض جس سے شخص سب زبان بولنے کی طاقت ہوئی حضرت مسیح کے سامنے ہی عطا ہوا کیونکہ یوحنا کے بیسویں باب کے بائیسویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عیسیٰ نے اپنی رحلت سے پیشتر یہ فیض اُن کو عطا کیا یعنی پنٹی کاسٹ کی ضیافت میں ایک زبانہ آتشی نے ہر ایک حواری پر طاری ہو کر اُسی لمحہ اُن کو سب زبانیں بولنے کی طاقت بخشی اور اُس شخص موعود کی نسبت وعدہ یہ تھا کہ بعد مسیح کے ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ یہ فیض چند روز تھا پھر لے لیا گیا تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ بناوٹ و حیلہ ہے جس کا نشان اصل انجیل میں نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح نے جو فرمایا تھا کہ میرے بعد فارقلیط آئے گا اُس فارقلیط کی مراد میں اب اختلاف ہے کہ اس سے کیا مقصود ہے۔ عیسائی تو کہتے ہیں کہ اُس سے مراد ایک حالت ہے جس سے سب زبان بولنے کی طاقت ہو جاتی ہے اور اُسی حالت کا وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا اور مسلمان یہ کہتے ہیں اور اکثر اگلے عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ مراد اُس سے ایک شخص ہے یعنی حضرت مسیح نے وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد ایک شخص آئے گا۔ اگلے عیسائیوں کو ایک شخص کے آنے کا انتظار تھا چنانچہ دوسری صدی میں مانٹینی جو اس ٹرٹولین سے پہلے ہوا ہے اُس کو اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے اور اُس کے بعد مینس کو بھی اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے۔ یہ سب ماجرا محمد کے زمانہ سے پیشتر ہوا ہے مگر اُن کے کامیاب نہ ہونے سے سمجھا جاتا ہے کہ وے شخص موعود نہ تھے۔ قول اُن عیسائیوں کا جو کہتے ہیں کہ مراد اُس سے حالت تھا صحیح نہیں کیونکہ فارقلیط کے معنی روح القدس نہیں اور یہ حالت اُن کو حضرت مسیح کے روبرو ہو چکی اور وعدہ فارقلیط کا بعد مسیح کے تھا اور مسلمان جو پہلے عیسائی ہوئے

بہت سے حقانی اگلے اور پچھلے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ایک شخص ہے جس کو یونانی مترجم نے بلفظ پری کلیطاس بیان کیا ہے مراد ایک شخص خاص ہے جیسا کہ قبل بعثت محمد کے انتظار اس موعود کا تھا بلکہ نیٹی کاسٹ اور مینس کے پیرو نے اسے شخص موعود خیال کیا تھا کہ بوجہ ناکامیابی کے غلط ٹھیرا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ مراد اس سے محمد ہیں کیونکہ درحقیقت یہ لفظ پری کلیوطاس جس کے معنی محمد اور احمد ہیں ترجمہ کی غلطی سے یا عمداً تحریفاً بجائے پری کلیوطاس کے انجیلوں میں پری کلیطاس لکھا گیا جس کے معنی تسلی دہندہ کہتے ہیں۔ چنانچہ بارنا باس کی انجیل میں پری کلیوطاس ہے جس کے معنی محمد ہیں۔ چنانچہ سیل صاحب لکھتے ہیں کہ اس مشکوک صحیفہ میں مسلمانوں نے بجائے لفظ پری کلیطاس کے پری کلیوطاس جس کے معنی احمد ہیں اپنے مطلب براری کے لئے بنا دیا ہے علاوہ اس کے وہ نسخہ جسے سینٹ جروم نے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ہے پری کلیوطاس تھا کہ سینٹ مذکور نے بجائے لفظ پری کلیوطاس کے لفظ پری کلیطاس لکھ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت لفظ پری کلیوطاس تھا تحریف کرکے پری کلیطاس بنایا گیا۔ چنانچہ اسے چھپانے کے لئے نورانی تحریرات دستی غارت کی گئیں۔ چنانچہ تحریرات دستی کے غارت ہو جانے کا انکار نہیں ہوسکتا اور یہ بات وہ ہے جس کی نسبت جواب باصواب دینا مشکل ہے کیونکہ چھٹی صدی کے قبل کی تحریرات ایک بھی موجود نہیں۔ اگر اس کے جواب میں یہ کہیں کہ ٹرٹولین اور دوسرے قدیم مصنفوں کی عبارتوں سے ثابت ہوسکتا ہے کہ انجیلی تواریخوں کی قرأت صحیح قدیم زمانہ میں محمد سے پیشتر ایسی تھی جیسی اب ہے اُن میں تحریف نہیں ہوئی مگر اس صورت میں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ان قدیم مصنفوں کی تصنیفوں میں تحریف نہیں ہوئی کیونکہ جن لوگوں نے انجیل کی تحریف

ں قدیم تحریرات دستی کو غارت کیا اُنھوں نے ایک اصلی کو از سرِ نو لکھنے میں کیا تامل کیا ہوگا
جس پر ایک قدیم مصنف کی تصنیف لکھی تھی! اس امر کو اول درجے کے حقانی عیسائیوں سے
تسلیم کیا ہے کہ اور مقصدوں کے لئے اُن میں تحریف ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک
صورت میں تحریف کریں گے وہ دوسری میں بھی کریں گے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی ترار
دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب یہ ہے کہ ابتدا کے عیسائی مورخوں نے جو دنیا
میں سب سے بڑھکر جھوٹے ہیں اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ بولا ہو اور یہ گمان ضعیف
ہے کہ یوحنا حواری عبرانی شخص نے کوئی غلطی کی ہو کیونکہ وہ عبری اور یونانی دونوں
زبانیں سمجھتا تھا اور اگر بالفرض فضیلت کی پگڑی اُس کو نہ ملی ہو اور یہی وجہ لفظ
یونانی کلیطاس کو بجائے کلیوطاس کے غلطی سے کر دیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ
یوحنا کی اصل متن میں تحریف ہوئی ہے خلاصہ کلام اس مقام پر یہ ہے کہ فارقلیط لفظ عبرانی کو
جسے حضرت مسیح نے خود استعمال کیا جب یوحنا حواری نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا تو اُس کا
ترجمہ پری کلیوطاس جس کے معنی احمد اور ستودہ ہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے غلطی سے
لفظ پری کلیطاس سے ترجمہ کیا لہذا تحریف ترجمہ میں ہوئی۔ سیل صاحب کا یہ بیان ہے کہ
اصل لفظ جسے حضرت مسیح نے استعمال کیا تھا فارقلیط تھا جس کے معنی ہیں ستودہ تو اس
لفظ کا ترجمہ یونانی میں پری کلیوطاس ہونا چاہیے تھا اُس کا ترجمہ پری کلیطاس غلط ہے
ہیٹ مارس نے جس کو عیسائی صادق جانتے ہیں اس لفظ فارقلیط کو ایک مسلمان کے
بحث میں لفظ سریانی یا کلدی یا عربی تسلیم کیا ہے یونانی نہیں فقط۔ یہاں تک
خلاصہ کلام ڈاکٹر ہگنس صاحب کا ہے جو اُنھوں نے درباب لفظ فارقلیط کے بحث کی ہے

مقدمہ

اس مقام میں تحقیق مکہ اور اس کے اسماء کی ضروری ہے۔ یہ شہر اقلیم دوم وسط حجاز میں
[illegible] طول اور ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ یہ شہر بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔ اس
کے نام بہت ہیں۔ اس کی بنا آدم علیہ السلام کے وقت میں پڑی۔ اگرچہ اس کا ثبوت
نہایت مشکل ہے لیکن انبیا کی کتاب و بیان سے اس کا پتا لگتا ہے۔ جب باقتضائے
[illegible] آدم علیہ السلام واسطے تعلیم و تربیت نفوس انسانی وجود پذیر ہوئے تو ایسے
[illegible] میں تھے جہاں ہر قسم کے درختان خود روئیدہ قدرتی قائم تھے اور نہریں واسطے سیرابی کے
[illegible] طرح طرح کے جانور جن سے انسان نفع پا سکتا ہے موجود۔ نہ کسی کا غم نہ کسی کی تلاش
[illegible] جو نوع انسان کے لئے ممکن ہیں ان کو بلا اکتساب طبعاً حاصل تھے ہر قسم کے علوم
[illegible] و باطنی جو منشا تہذیب قوۂ نظری و عملی ہیں کہ اسے عدالت کہتے ہیں بلا وسیلہ
[illegible] فکر و طریقہ فکر بالطبع کسبی کہ تعلیم الٰہی سے ہے ان کے دل کو روشن کئے تھی۔
[illegible] کی چیزوں میں صرف حجر اسود باقی ہے۔ گبر اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ اصل میں
[illegible] یہ تھا کہ وہاں پرستش قمر کی ہوتی تھی۔ بہ روحانیت ماہ کو وہاں سے بڑا تعلق تھا۔
[illegible] تاثیرات قمر بوجہ قرب کے اس زمین پر زیادہ ہیں اس لئے یہ مقام ہمیشہ قبلۂ اقوام رہا۔

پھر وسا علم اب کم ہو گیا اصل اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب آدم ابو البشر اس وادی غیر ذی زرع
میں آئے تو اُنھوں نے اپنی اولاد کو اوّلاً علم فلاحت تعلیم کی کہ زمین کو قلبہ رانی وغیرہ تدبیرات
سے مستعد حبوب و ثمار بستانی کریں جس میں اغذیہ متناسبہ طبع انسانی بہم پہنچیں پھر چونکہ
تکمیل فلاحت کے لئے تقدیر ازمنہ وادوار ضروری ہے اس لئے آپ نے تعلیم ریاضی کی بنا
ڈالی پہلے حساب و ہندسہ بعدہٗ ضرورت سکھایا پھر ہیئت و نجوم کی طرف متوجہ ہوئے ایک لکڑی
آپ نے گاڑ دی اُس کے سایہ کو روز روز دیکھا کرتے جب سایہ وضع اول کی طرف عود کیا تو
سمجھا کہ آفتاب پہلی وضع پر ہو گیا حساب سے معلوم ہوا کہ تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن میں اپنی جگہ پر پہنچا
تو آپ نے ۳۶۵ دن کا سال مقرر کیا۔ پھر قمر و دیگر کواکب کے رصد کی طرف متوجہ ہوئے
اور مہینے قمری اور ایام اسبوع متعین کیا۔ جس پہاڑ پر یہ سب کارخانہ رہتا تھا اُس کا
نام آپ نے ה ר ה ק ב ה ہر ہیکا یرمیح یعنی جبل القمر رکھا۔ اس پر
اتفاق ہے کہ حضرت آدم جبل القمر پر رہتے تھے لیکن وہ پہاڑ کہاں تھا تو قرآن سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ مکہ کی پہاڑوں میں تھا قریب اس کے قائنطس یونانی نے تاریخ لکھی ہیں لکھا ہے کہ
اُسی جبل القمر کو اہل فارس مرگہ کہتے تھے جس سے اس گہر کو مکہ کی توجیہ کا مضمون اخذ آیا۔
مکہ عربی و عبری میں ہلاکت کو کہتے ہیں۔ جب حضرت آدمؑ جنت سے اس وادی غیر ذی زرع
میں آئے اُس مقام کو مکہ کہا پھر اُس کو حرم کیا اور اُس کا نام دار السلام رکھا کہ وہاں
خونریزی قطعاً ممنوع ہے مکہ کے اسماء سے سلام بھی ہے عبرانی میں اس کا نام شالیم ہے شالیم
اور سلام کے معنی ایک ہیں کیا عجب ہے کہ بصورت تقابیل کے اس کا نام کرتوا ہو گا تبدلے حرف
وہیں سے ہوئی۔ پھر جب طوفان میں بنا اُس کی خراب ہو گئی تو حضرت نوحؑ نے بارِ ثانی

لہ اس بیان کے پہلے قوم کی تحقیق ضرور ضروری ہے קדם قوم اس لفظ کے اصل معنی ہیں سامنے
عربی قدام ہے یعنی جہت شرق پھر وہ حصۂ عرب جو فلسطین سے پورب ہے جس میں اکثر حصہ عراق داخل ہے قوم کا
ترجمہ اگر عراق کریں تو بعید نہیں۔ عراق کے حدود قاموس میں قادان سے موصل تک (بقیہ نوٹ پیچھے آئندہ)

سے تعبیر کیا چنانچہ سام بن نوح وہیں رہتے تھے قرینہ اس پر یہ ہے کہ سام بن نوح کے پانچ
بیٹے تھے۔ عیلام، اشور، ارفکشد، لود، ارام۔ عیلام سے قطعہ فارس آباد تھا۔ یہ قطعہ
خلیج فارس کی شرقی جانب واقع ہے اس کے شمالی علاقہ میدیہ جو ماداں بن یافث کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ (اولاً) زفار سیہ سے طول [illegible] ہمیں [illegible] عبادان کا طول [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ
اور عرض [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ ہے اور موصل کا طول [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ اور عرض [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ ہے قادسیہ کا طول [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ
اور عرض [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ ہے حلوان کا طول [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ اور عرض [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ لیکن اگر قدیم سے مراد وہ جگہ
لی جائے جہاں واقع ہو تو کل جزیرہ عرب مقصود ہوگا چنانچہ کرجس [illegible] [illegible] (پر قدم کا ترجمہ
[illegible] کیا ہے اسی باب کے دوسرے باب میں لکھا ہے [illegible] (ملاحظہ مقدم پورب کے قوم
یعنی قوم سے تعبیر کیا ہے۔ پیدائش باب چہارم میں ہابیل و قابیل کا قصہ یوں لکھا ہے کہ ہابیل بکریاں چراتے تھے
اور قابیل زراعت کرتا تھا کچھ دنوں بعد قابیل اپنی پیداوار زمین سے پیش صدقہ لایا اور ہابیل بھی اپنے بچوں اپنی بکریوں
میں سے کچھ چربی لایا اس سے سمجھا گیا کہ زکوٰۃ اس وقت فرض تھی۔ لیکن خدا ہابیل اور اس کے صدقہ سے خوش
ہوا قابیل کا صدقہ مقبول نہ ہوا۔ اس حکایت سے سمجھا جاتا ہے کہ کوئی مکان علیحدہ تھا جہاں یہ صدقات
دیئے گئے۔ چونکہ قابیل کا صدقہ مقبول نہ ہوا اسے بڑا رنج ہوا اور وہ چھپ گیا پھر [illegible] آیت میں لکھا ہے
کہ قابیل خدا کے سامنے سے چلا گیا اور سرزمین نود میں مقیم ہوا۔ خدا کے سامنے سے چلا جانا بے معنی۔ خدا تعالیٰ کے
سامنے سے کوئی کہاں جائے گا اس کے معنی یہی ہیں کہ اس مقام سے جہاں صدقہ لایا تھا چل دیا ان کا
مطلب یہ کہ کوئی مسجد تھا جہاں صدقہ پہنچایا جاتا۔ قربانی دی جاتی وہیں حضرت آدم ابوالبشر مقیم تھے وہاں
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] اور شیث کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام انوش رکھا
اس وقت سے یہوا (ترجمہ) اور شیث کے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام انوش رکھا اس وقت سے خدا
کا نام لینا یعنی نماز شروع ہوا۔ اس سے سمجھا گیا کہ انوش کی پیدائش سے جو [illegible] پہلی ہی تھی نماز فرض
ہوئی اس وقت سن حضرت شیث کا ۱۰۵ برس تھا اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت آدم کے وقت میں کوئی مسجد تھی
جہاں نماز پڑھتے تھے صدقات جمع ہوتے تھے ایک معنی اس آیت کے اور بھی۔ اس وقت سے طوفان کیا گیا
یعنی ذریت نوح کی اس وقت سے ہوئی اس سے غرض یہ ہو کہ حضرت آدم کے وقت میں کوئی مسجد تھی جہاں
قربانیوں صدقات پہنچایا جاتا تھا قرآن میں ہابیل قابیل کا قصہ یوں مذکور ہے و اتل علیھم نبأ ابنی آدم
(بقیہ حاشیہ آئندہ)

اولاد سے آباد تھا واقع ہے۔ آرام کی اولاد فرات کے غربی کنارہ سے جو ملک عرب میں ہے دجلہ کے شرقی کنارے تک تا علاقہ اہواز سرحد فارس و میدیہ تک خلیج فارس کے غربی کنارہ تک آباد تھی۔ اشور کی اولاد بھی عرب ہی میں رہتی تھی۔ بسبب مخالفت نمرود دجلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین۔ پڑھ ان پر آدم کے بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک جب چڑھایا ان دونوں نے چڑھاوا تو مقبول ہوا ایک کا اور دوسرے کا مقبول نہ ہوا تو ایک نے دینی قابیل نے جیسا توراۃ میں مذکور ہے کہا میں تجھے قتل کروں گا تب کہا کہ خدا متقین ہی کا قربان قبول کرتا ہے بیضاوی میں لکھا ہے القربان ما یتقرب بہا الی اللہ من ذبیحۃ او غیرھا۔ ظاہر نصوص سے نکلتا ہے کہ دونوں بھائیوں نے قربان ایک ہی مقام میں رکھا ورنہ حسد و بغض نہ ہوتا جو منشا قتل ہوا۔ جیسا وہی میں لکھا ہے کہ ہابیل قتل ہوئے حراء کے گھاٹی کے مابین یا بصرہ میں اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ واقعہ ہابیل و قابیل ملک عرب میں ہوا تو وہیں مسکن قدوم ان کے باپ کا ہوگا چونکہ قربانی کا نامقبول ہونا علت قتل و قد القتل نہیں ہو سکتا اس میں کچھ قصور ہابیل کا نظر آتا۔ اگرچہ حسد سے ایسے فعل سرزد ہوتے ہیں تاہم بعید القیاس ہے اسی لئے بیضاوی میں اس کی توجیہ ہے کہ لڑکی جو قابیل کے توام تھی اس کا نکاح قابیل سے تجویز ہوا لیکن قابیل اس کے حسن و جمال کا فریفتہ تھا اور بوجہ توام ہونے کے اپنے کو احق سمجھتا تھا اس نزاع کا تصفیہ قبول قربانی ٹھہرا پھر جب ہابیل کا قربان قبول ہوا تو قابیل کو کینہ و حسد سبب ہوا کہ منجر بقتل ہوا یہ توجیہ قرین قیاس ہے۔ مسند نسائی شارح عبادت مشہور ہیں کہ یہودی مورخ لکھتا ہے کہ ہابیل و قابیل دونوں ایک میدان میں تھے ہابیل کی بکریاں قابیل کے کھیت میں پڑیں تو اس نے ہابیل سے کہا کہ تم میدان میں بکری نہ چراؤ اگرچہ اسی میں جھگڑا بڑھی تو قابیل نے ہابیل کو اس کے سبب سے قتل کیا۔ واللہ اعلم بالصواب جب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی قابیل کی نہ ہوئی تو اس کے دل میں حسد پیدا ہوا اللہ نے فرمایا۔ הלוא אם

תיטיב שאת ואם לא תיטיב לפתח חטאת רבץ

ترجمہ۔ بالضرور اگر تو اچھا کرے گا تو مقبول ہوگا اور اگر برا کرے گا تو دروازہ پر گناہ دبکا پڑا ہے گا مطلب آیت واضح ہے کہ اچھا کام خدا تک پہنچتا ہے اور برا کام دروازہ پر پڑا رہتا ہے آیۃ یصعد الکلم الطیب اس سے نکلتا ہے کہ کوئی مکان خاص عبادت کے لئے تھا جو دروازہ سے مکان کے نہیں ہوتا۔ الغرض یقینی یہ ہے کہ آدم کے وقت میں کوئی مسجد تھا اور نماز بھی تھی فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات۔ لیکن ان بیانات سے نہیں ثابت ہوتا کہ وہ مسجد جہاں حضرت آدم نماز پڑھتے تھے طواف کرتے تھے اور الی کوہ جمع ہوتے تھے اور بعینہ وہی خانہ کعبہ تھا

یمن کی اولاد سے آباد تھا واقع ہے آرام کی اولاد فرات کے غربی کنارے سے جو ملک عرب تک پھیلی ہے دجلہ کے شرقی کنارہ تک کا علاقہ ہوا ز سرحد فارس و مدینہ تک خلیج فارس کے غربی کنارہ آباد تھی۔ آشور کی اولاد بھی عرب میں رہتی تھی۔ بسبب مخالفت نمرود دجلہ کے پورب آباد ہوئی جسے ایک بڑا قطعہ آرمینیہ یعنی ارمن کے جنوب تا حد کلدیہ و سوسینہ جو بابا دیو تھا جسے یونانی میں ہیریہ کہتے ہیں یہاں ملک عرب ارفخشد و لود کی اولاد سے آباد تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ارفخشد کے عبر پیدا ہوئے عبر کے دو بیٹے تھے فلج اور یقطان۔ یقطان کثیر الاولاد تھا۔ اس کی اولاد سے جنوبی حصہ عرب سمندر تک آباد تھا۔ اسی یقطان کو قحطان بھی کہتے ہیں اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) قربانی ہوتی تھی کہاں تھا لیکن توراۃ کی پہلی کتاب پیدائش ۳ باب کی ۲۴ آیت یہ ہے ויגרש את־האדם וישכן מקדם לגן עדן את־הכרבים ואת להט החרב המתהפכת לשמר את־דרך עץ החיים׃

ויגרש معنی نکال دیا וישכן جس کے معنی آباد کرا و بسا دینا מקדם معنی پیشانی و پیشانی عربی عبر کے یعنی حفاظت עדן جس کے اصل معنی اس کے ہیں خوشی و شادمانی اور نام ہے اس ملک کا الکרבים کروبیم معنی ملائکہ להט شعلہ معنی چمک החרב رب کوار שמר حفاظت نگہبانی۔ (ترجمہ) نکال دیا خدا نے آدم کو اور بسایا حصہ عرب حجاز عرب میں عدن کی حفاظت کے لئے ملائکہ اور درخت حیات کی نگہبانی کے لئے چمکتی تلوار مقرر کیا اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت آدم کا مسکن یہاں رہتے تھے تو مرقد وہ مسجد ملک عرب میں ہوگی لیکن یہ نہیں معلوم کہ وہ مسجد کہاں تھی لیکن جب ہابیل کا قتل جو اس کے اپنے بھائی ہوا ہے تو قیاس یہی ہے کہ وہ اب مکہ ہے جو بانی حضرت آدم کی ہے سفر تیار شار میں جو ایک معتبر تاریخ یہود ہے لکھا ہے کہ ہابیل کے قربانی کی بجلی ہوئی جس میں وہ قربان غائب ہو گیا۔ اب قیاس ہوتا ہے کہ جب ہابیل کی قربانی پر بجلی ہوئی ہوگی تو اس کے پاس تو حضرت آدم وغیرہ نے اس کا نام کوہ فاران رکھا۔ کیونکہ فاران کے معنی بجلی ہیں اور بعد میں زبان عربی جاری ہوئی تو اس کا نام جبل النور ہوا ان بیانات سے نکلتا ہے کہ مسجد کعبہ کو حضرت آدم نے بنوایا۔ نوح جب سفینہ سے اترے تو مذبح بنایا۔ پیدائش باب ۸ آیت ۲۰

چند بیٹے تھے۔ المودا د شالف حضرماوت یعنی حضرموت یارح ہدورام اوزال دقلا عوبال ابی
مائل شبا یعنی شبا المودا د کو عرب مراد کہتے ہیں اور اس کی اولاد کو بنی مراد۔ یہ جنوبی عرب میں
ایک پہاڑی سرزمین میں آباد تھی قریب زبید کے۔ یہ زبید ۱۴ درجہ ۱۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اسی
کے متصل اولاد شالف بھی بستی تھی۔ حضرموت کی اولاد سے علاقہ حضرموت آباد تھا جس کا صدر مقام
قصبہ شبام تھا جو ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقع تھا۔ یارح کی اولاد بحر احمر کے پاس آباد تھی ان
کا عربی نام بنی ہلال ہے بوجہ پرستش قمر کے یہ نام پایا۔ ہدورام کی اولاد بھی اسی جنوب عرب میں
آباد تھی اور ازال و دقلا کی اولاد یمن میں جس کا دارالسلطنت صنعا رہا تھا۔ شبا کی اولاد بھی جنوبی
عرب میں آباد تھی۔ الغرض یقطان کی اولاد عرب کے جنوبی حصے میں آباد تھی جس کی شمالی حد ملک حجاز
سے شروع ہوتی تھی توریت میں ان کے پورب پچھم کی حد ظفار و میشا بتایا ہے ظفار بحر احمر
کے کنارہ ۱۴ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور میشا خلیج فارس کے کنارے اور حویلہ
کی اولاد علاقہ حجاز سے خلیج فارس کے قریب قریب تک بستی۔ الغرض کل عرب سام کی اولاد
سے معمور تھا۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ مسکن سام بن نوح عرب میں تھا اور [illegible]
حرم رہا چنانچہ حضرت ابراہیم نے جب بخوف نمرود کسدیم یعنی عراق سے ہجرت کی تو پہلے کو
میں آکر پناہ لی اور تا قیام ملک صدق نے ان پر حملہ نہیں کیا حضرت ابراہیم کا چچا یعنی نوح اور سام
کے گھر میں تو سفر ایشیا میں جو ایک معتبر تاریخ یہود ہے مذکور ہے اگرچہ اس مورخ نے کچھ
غلطی بھی کیا ہے۔ موسیٰ کی پہلی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۱۸ میں ہے ומלכי
צדק מלך שלם הוציא לחם ויין
והוא ملکی صدق ملک شالیم ہوصی لحم ویاین وہو کوہین لال علیون ترجمہ ملکی صدق بادشاہ
شالیم روٹی اور شراب لایا اور وہ معلوم تھا جیسے تجربہ کا۔ ملکی صدق لقب سام بن نوح کا ہے جیسا مفسرین لکھتے ہیں

؎ کوہن عبرانی میں امام دینی کو کہتے ہیں اور کاہن کے معنی بھی یہی ہیں من یقوم بامر الرجل و یسعی فی حاجتہ
و علیون بمعنی متعالیہ جس نام ہو تجاہل کا اس آیت سے یہ سمجھے کہ سام بن نوح جو حجاز کے امام تھے ۱۲

یعنی وغیرہ تفاسیر یہود شالیم وہی عربی سلام ہے جو نام ہے مکہ کا اور یہود کہتے ہیں کہ شالیم سے مراد اورشلیم ہے لیکن اس وقت اورشلیم میں مسجد نہ تھی لہٰذا وہ مقصود نہیں ہو سکتا ہے۔
قصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے جہاد میں فتح پائی تو سام بن نوح جو اس وقت میں امام تھے تحفہ دینے کے لئے اُن کے پاس گئے اور انھوں نے دیا بھی اسی کا ذکر اس آیت میں ہے بیانات گزشتہ سے پیدا ہو کہ مکہ اس وقت بھی حرم تھا حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ کے قصے سے بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اس وقت یہ مسجد قائم تھی حضرت ابراہیم نے دفع نزاع کے واسطے ان کو سام بن نوح کے پاس جو اس وقت تک زندہ تھے کر روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ حضرت اسمٰعیل وہاں رہیں اور بعد وفات سام کے وہاں کے امام ہوں کیوں کہ ولادت حضرت اسمٰعیل سنہ ۲۰۲۲ ہبوطی میں تھی اور وفات سام بن نوح سنہ ۲۱۵۸ ہبوطی میں قصہ یہ ہے کہ سنہ ۲۰۳۶ ہبوطی میں حضرت اسحاق پیدا ہوئے ایک روز دونوں بھائیوں میں دربارۂ میراث گفتگو تھی حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ میں بڑا ہوں حضرت سارہ کو یہ مباحثہ ناپسند ہوا اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکالو کہ میرے بیٹے کے ساتھ میراث نہ پاوے غالباً اس وقت حضرت اسحٰق کا سن بارہ برس کا رہا ہوگا تو لامحالہ حضرت اسمٰعیل کی عمر چھبیس برس کی ہوگی کیوں کہ ایسے مباحثے تمیزی سے ہوتے ہیں گو یہ بات حضرت ابراہیم کو ناپسند ہوئی پھر بنظر مآل اندیشی حضرت ہاجرہ کو اور حضرت اسمٰعیل کو مکہ روانہ کیا کچھ پانی اور زاد راہ حضرت ہاجرہ کے کندھے پر رکھ دیا اور کچھ حضرت اسمٰعیل کو دیا لیکن پانی راہ میں ختم ہو گیا مقام صفا مروہ تک بہزار قباحت پہنچے حضرت اسمٰعیل پر ایسی تشنگی غالب ہوئی کہ قریب الہلاک تھے پھر جب اُن کی ماں کو پانی معلوم ہوا تو پیاس کی تکلیف رفع ہوئی اور اسی جگہ سکونت اختیار کی یہ خلاصہ ہے تورات اور اس کی تفاسیر کا لیکن موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب کی ۱۴ آیت سے عوام سمجھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل اس وقت شیر خوار بچے لائق نہ تھے۔ آیت یہ ہے کہ

וַיַּשְׁכֵּם אַבְרָהָם בַּבֹּקֶר וַיִּקַּח־לֶחֶם וְחֵמַת מַיִם וַיִּתֵּן אֶל־הָגָר שָׂם עַל־שִׁכְמָהּ וְאֶת־הַיֶּלֶד וַיְשַׁלְּחֶהָ

ویشکیم ابراہام ببقر ویقح لحم وحیمت مایم ویتین ال ہاجر شام عل شکماہ واِت ہیلد ویشلحیہا ترجمہ صبح کو ابراہیم اٹھے اور لیا روٹی اور مشک آب اور دیا ہاجرہ کو یعنی اس کے کندھے پر رکھ دیا اور لڑکے کو یعنی دیا روٹی اور مشک لڑکے کو اور اس کو نکال دیا۔ عوام کہتے ہیں کہ روٹی پانی ہاجرہ کے کندھے پر رکھ دیا اور بچے کو عطف کرنے میں غلطی ہوئی جب اسمٰعیل کی عمر پر نظر کرتے ہیں تو یہ عطف درست نہیں ہوتا جوان مرد کو کیوں کر ہاجرہ کے کندھے پر رکھ دیا اس وقت حضرت اسمٰعیل کا سن ۲۲ خواہ ۲۵ برس کا رہا ہوگا جیسا گذرا۔ ربی شلومو یرچی نے تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت سارہ نے اسمٰعیل کو ٹونا کر دیا تھا اس لئے وے چلنے سے معذور ہو گئے تھے یہ ایک الزام حضرت سارہ پر بھی لگایا گیا نعوذ باللہ من ذلک۔ مسلمانوں میں یہی مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ میں پہنچا دیا اس وقت حضرت اسمٰعیل شیر خوار تھے قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس وقت حضرت اسمٰعیل دو برس کے تھے مرجع اس کا قول ابن عباس ہے جو صحیح بخاری میں منقول ہے آگے ہم نقل کرتے ہیں۔ لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمٰعِيلَ وَأُمِّ إِسْمٰعِيلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللّٰهِ قَالَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ قَالَ فَرَجَعَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ

وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ
فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي
الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ
فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا
فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ
سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَاِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ
اَغِثْ اِنْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاِذَا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ
بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهِشَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَجَعَلَتْ
تَحْفِزُ هَا قَالَ فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صلعم لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا
قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا - ترجمہ جب ابراہیم

اور اُن کی بی بی سارہ میں منازعت ہوئی تو لے اسمٰعیل اور ان کی ماں کو لے کے روانہ ہوئے اور تھی اُن کے ساتھ ایک مشک پانی کی ہاجرہ اس کا پانی پیتی تھیں تو اُن کا دودھ لڑکے کے لئے اترتا تھا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئیں اور ایک بڑے درخت کے نیچے بوجھ رکھا تو لوٹے ابراہیم اپنے گھر بار کی طرف تو اُن کے پیچھے لگیں ہاجرہ جب مقام کدا میں پہنچے ہاجرہ نے اُن کو پیچھے سے پکار کر کہا کس کے پاس ہم کو چھوڑ جاتے ہو کہا خدا کے پاس کہا خدا پر میں راضی ہوں تو لوٹ آئیں پھر مشک سے پانی پیتی تھیں اور ان کا دودھ لڑکے کے لئے اترتا تھا یہاں تک کہ پانی ختم ہو گیا تو ہاجرہ نے کہا کہ چلیں دیکھیں شاید کوئی مل جائے پھر گئیں اور چڑھیں صفا پر ادھر ادھر تاکا تو کوئی نظر نہ آیا پھر جب وادی میں پہنچیں تو دوڑیں اور سات گشت کیا پھر کہا چلیں دیکھیں لڑکے کا کیا حال ہے پھر جا کے دیکھا تو وہ بدستور ہے قریب الہلاک پھر جی نہ مانا اور کہا چلیں دیکھیں شاید کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ پڑا یہاں تک کہ سات گشت کیا پھر کہا چلیں لڑکے کو دیکھیں کہ ناگاہ ایک آواز سنی تو کہا مدد کر

اگر تجھ سے ہو سکے تو فرشتہ جبریل پہونچے اور اپنی ایڑی زمین پر ماری اور پانی جاری ہو اور ہاجرہ گھبرا گئیں پھر تو ٹوٹنے لگیں کہا ابن عباس نے کہ کہا ابوالقاسم صلعم نے کہ اگر چھوڑ دیتی ہاجرہ تو پانی سطح زمین پر ہو جاتا پھر تو پانی پینے لگیں اور ماں کا دودھ لڑکے کے لئے جاری ہوا۔ واضح ہو کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے یہ قول ابن عباس کا ہے اور ظاہر ہے کہ اُن کے وقت کا حاضر نہیں کسی سے سُن کے کہا ہوگا لہٰذا بمقابل آیات توراۃ موثق نہیں ہو سکتا جو حضرت ابراہیم کی کمال سنگدلی پر دلالت کرتا ہے انبیاء کی یہ شان نہیں ہے علاوہ بریں دو برس کے سن میں تو وے کے جنگل میں پہنچائے گئے پھر حضرت ابراہیم وہاں جب آئے جب وے جوان ہو لئے اُن کی شادی بھی ہو گئی تھی تو ان کو حضرت ابراہیم قربانی کے لئے کب لے گئے تو یہ اس امر متعارف کے بھی خلاف ہے فتدبر دیکھو سورہ الصافات میں جہاں قربانی کا ذکر ہے یہ قول ابن عباس اوس کے مخالف ہے لہٰذا نسبت ان کی طرف صحیح نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اس مقام کا نام بکہ ہے بکہ عبرانی زبان میں رونے کو کہتے ہیں چونکہ حضرت آدم وہاں اپنے معاصی پر گریہ وزاری کرتے تھے اور وہ اُن کا بیت الحزن تھا اس لئے اس کو

لہ کہا اللہ تعالیٰ نے اول بیت جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے مقصود یہ ہے کہ پہلا مسجد کعبہ ہے اس کے پہلے کوئی مسجد نہ تھا کیونکہ مسجد ہی سب کے واسطے بنتا ہے وہ کسی کی ملک نہیں ہوتا ہر شخص اس میں عبادت کرتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ مسجد حضرت ابراہیم سے پہلے ہی ورنہ یہ اول مسجد نہ رہی۔ کیونکہ نمرود کا بت خانہ بنا ابراہیمی سے نہیں تھا علاوہ بریں حضرت نوح کا مسجد بنانا بعد از طوفان ثابت ہے توراۃ سے۔ اس وجہ سے انکار ابن کثیر کہ یہ مسجد حضرت ابراہیم سے پیشتر نہ تھا ناواقفی سے ہے

چنانچہ تیسری بنا اس کی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل نے کی۔ چوتھی بنا ہمارے پیغمبر کے وقت میں قریش
سے ہوئی جب عمر شریف ۳۵ سال تھا اور آپ بھی شریک تھے۔ یہ مقام ہمیشہ حرم رہا قال اللہ
تعالیٰ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ
مُصَلًّی وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۤىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَ
الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ
اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ وَاِذْ يَرْفَعُ
اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

---

[۱] ترجمہ۔ خیال کر جب کیا ہم نے گھر یعنی کعبہ کو تیرتھ و امن اور کیا لوگوں نے مقام ابراہیم کو (یعنی جو اب
مقام ہے نماز کی جگہ) مسجد اور حکم دیا ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ پاک رکھو میرا گھر عبادت کے لئے (یعنی کہ طواف
و اعتکاف اور رکوع و سجود عبادتیں ہیں اور پاک رکھنے سے مراد ہو کہ اس میں سوائے عبادت کے دوسرا کام نہ ہو اور نیز بتوں
سے جو اصنام پرستوں نے رکھ دیا تھا واضح ہو کہ جب ہابیل وہاں قتل ہوئے اور دین و قوم بالا میں تھا ذبح نہ ہو
تو خدا نے وہاں خون ریزی حرام کر دیا پھر حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کو حکم ہوا کہ اس میرے گھر کو دشمن سے پاک کرو اس
سے صاف ہو کہ مسجد کعبہ حضرت ابراہیم سے پہلے تھی۔ پھر یہ قولہ و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت
دلالت کرتا ہے کہ مسجد پہلے سے تھی حضرت ابراہیم نے اس کے قواعد کو بلند کر دیا اس کو قسطلانی بھی تسلیم کرتا ہے یہاں
ہم کو چند اشخاص ۲۲ و ۲۳ یاد آیا سے لکھ دیتے ہیں حاصل یہ ہو کہ حضرت یعقوب مع اپنی اولاد کے ناس میں جو
بیت المقدس سے پچھم ان کے لڑکے رہتے تھے ان کے لڑکوں نے بہت سے وہاں کے رئیس اور اس کی اولاد و
قوم کو قتل کر کے مال و اسباب سب لوٹ لیا جس سے حضرت یعقوب کو قرب و جوار کے خوف کا اندیشہ ہوا تب ان کو
حکم معلوم ہوا کہ تم بیت اللہ چلے جاؤ مصلحت یہ تھی کہ وہاں خونریزی منع تھی اور نیز وہ مسکن تھا نانا اسمٰعیل کا
جو حضرت یعقوب کی بیوی تھی اعانت کی امید تھی) تب حضرت یعقوب نے سونے چاندی کے اسباب ایک درخت
کے نیچے دفن کر کے روانہ ہوئے اور ایک موضع میں جس کا نام لوز تھا پہونچے اور وہاں ایک مذبح بنایا
اور اس کا نام بیت اللہ رکھا اس وقت سے لوز بیت اللہ ہوا اس سے ظاہر ہے کہ وہ بیت اللہ جہاں جانے کا
حضرت یعقوب کو حکم ہوا تھا یہ بیت اللہ تعمیر کردہ حضرت لوز تھا بلکہ کوئی دوسرا بیت اللہ تھا سو ثابت
ہوا کہ اس وقت تک دوسرا بیت اللہ نہ تھا۔ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھتا ہے کہ دس مرتبہ کعبہ
بنایا گیا لیکن جس حدیث سے کہتا ہے وہ ضعیف ہے ۱۲

قولہ تعالیٰ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۔ أیضاً جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ

باب اول بیان میں اس خبر کے جو متعلق بانجیل ہے

پہلے ہم کو یہ بحث ضرور ہے کہ فارقلیط کس زبان کا لفظ ہے اور کیا کیا تغیرات اس میں

ل سورۂ حج میں یوں وارد ہے وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۔ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۔ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ترجمہ یاد کر جب ٹھکانا دیا ہم نے ابراہیم کو موضع گھر میں اور کہا مجھ سے میرا شریک مت کرنا اور پاک رکھ میرا گھر پھیری کرنے والے اور مقیم اور نمازیوں کے لیے اور پکار دے لوگوں کو حج میں کہ آئیں تیرے پاس پیادہ و سوار مسافت بعید سے حاضر ہوں اپنے منافع میں اور ایام معلوم میں قربانی کریں تو کھاؤ اس میں سے اور محتاج کو کھلاؤ اور دور کریں اپنے میل اور پوری کریں اپنی نذریں اور پھر اپنے گھر کا طواف کریں۔ یہ مقام دلالت کرتا ہے کہ مسجد کعبہ حضرت ابراہیم سے پہلے تھی اور وہاں لوگ عبادت کے لیے آتے تھے اور کچھ لوگ وہاں آس پاس ہی رہتے تھے حضرت ابراہیم کے وقت میں یہ حکم جدید ہوا کہ قربانی خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں جب حضرت ابراہیم سے وہ گھر بیت عتیق بیان ہو تو شبہ نہیں کہ یہ گھر حضرت ابراہیم سے پہلے تھا اس سے نکلتا ہے کہ اور معابد جدیدہ میں حج نہ کریں بلکہ پرانے ہی گھر میں حج و قربانی کریں پیدائش ۱۱ باب آیت دوسری ויהי בנסעם מקדם וימצאו בקעה בארץ שנער וישבו שם ویہی بنسعم مقدم ویمصئو بقعا بارض شنعار ویشبو شام۔ مقدم کا ترجمہ پورب بھی ہو ترجمہ جب کہ لوگ پورب سے چل نکلے تو پایا ایک قطعہ سرزمین شنعار میں اور وہاں جا ٹھہرے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اس وقت تک اولاد نوح عرب ہی میں رہتی تھی جہاں ان کے باپ دادا کا مسکن تھا اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں نے باہم صلاح کیا کہ یہاں ایک شہر بسائیں اور ایک مندر بنائیں شاید کہ چوٹی اس کی آسمان تک پہنچے اور شاید مقصد ان کا یہ ہو کہ اس زمانہ میں مندروں میں ایک منارہ بطور نشان بناتے تھے جس سے پہچانا جاتا تھا کہ یہ مندر ہے چنانچہ اب بھی ... یہ اسی وقت کی ایجاد ہے وہاں رہ کر عبادت کرتے تھے اور ہر شخص کی ... چنانچہ ان لوگوں نے شہر آباد کیا الخ

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ہوئے ہیں یہ لفظ عبرانی معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی زبان عبرانی تھی اور یہ وہیں ہی پیدا ہوا کرتے تھے جو ان کی قوم تھی اور اسرائیل ہی کی بستیوں میں پھرا کرتے تھے جہاں کی زبان عبرانی تھی کل کتب سماویہ قوم اور نبی کی زبان میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ امر تجربہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے وحی غیر زبان نبی میں ثابت نہیں کوئی وجہ نہیں کہ خداوند کریم حضرت عیسیٰ کو یونانی زبان میں کتاب دے جسے نہ وے سمجھتے تھے نہ اُن کی قوم پھر انجیل اگر کتاب آسمانی ہے تو ضرور نزول اس کا عبری میں ہوا ہوگا گو وہ اس زبان میں لکھی نہ گئی ہو بلکہ حواریوں نے یاد رکھا ہو اور پہلے پہل اس کا ترجمہ یونانی ہی زبان میں مکتوب ہوا ہو لہٰذا ضرور ہے کہ اصل انجیل جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی عبری میں تھی گو وہ اب نہیں ملتی اور یہ ضرور نہیں کہ حضرت عیسیٰ جو خلاف طبع بے باپ پیدا ہوئے تو اُن کو وحی بھی خلاف عادت جاری یونانی زبان میں آئی ہو اس لئے کچھ شبہ نہیں کہ فارقلیط لفظ عبری ہے یہی ہے جسے حضرت مسیح نے استعمال کیا تھا سیل صاحب وغیرہ کا خیال صحیح ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ نہایت سچا کلام ہے اس لفظ کی دو قرات ہیں اول פְּרַקְלִיטח : پرقلیط خواہ فرقلیط دوم פְּאֵר קְלִיטָח فارقلیط بر قرات بیں یہ لفظ مرکب ہے دو لفظوں سے قرات اول میں پہلے لفظ پر ہے פְּר۔ دوسرا لفظ קְלִיטח قلیط۔ دوسری قرات میں پہلا لفظ פְּאֵר ۔ پار ہے خواہ فار عبری میں بار فارسی فا سے بدلتا ہے دوسرا لفظ وہی ہے جو قرات اول میں تھی بیان ضرور ہے کہ اولاً ہر ہر جزو کی

ضمیمہ گزشتہ صفحہ سے مناسب بھی یہی ہے کہ یہی شہر بابل ہو جب یہ شہر وسند تباہ ہوا اور صنم پرستی بڑھتی گئی تو وہیں بہت سے لوگ بت پرست وغیرہ قربانی وغیرہ ان کا حق ادا کرتے تھے غرور کے زمانہ تک بڑا زور شور رہا یہاں تک زمانہ ابراہیم آیا اور ان سے جو کچھ مناظرہ ہوا وہ مشہور ہے پھر بعضوں نے بحکم الٰہی ہجرت کی اس وقت ان کو حکم ہوا جو بیت تو الٰہی میں بنایا جاوے حضرت ابراہیم سے پہلے سب کعبہ تھی اور وہاں حج ہوتا تھا لیکن اصنام پرستوں نے ایک مندر بنایا تھا جس میں بت رکھے ہوئے تھے حضرت ابراہیم جب وہاں پہنچے تو ان لوگوں کو سمجھا کر شرک سے بیزاری پر ان کو راضی کیا قائم

شروع کریں جو اس کے اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوں لہٰذا میں [illegible] کی مادہ میں بحث کرتا ہوں۔ مادہ اس کا بار فارسی بار یعنی ملا آخر میں ہمزہ ہے ماضی اس کی مجرد کا اگرچہ عدیم الاستعمال ہے [illegible] پارا ہے باب [illegible] تفعیل جو مثل عربی تفعیل کے ہے مستعمل ہے چونکہ مشتقات اس سے بہت کم آئے ہیں اس لئے اصلی معنی اس کے شائع نہیں ہیں مگر جسنیس نے لکھا ہے کہ اصلی معنی اس کے ہیں تیز دوڑنا، بھاری بوجھ اٹھانا اس مادہ سے صرف دو لفظ آئے ہیں ایک [illegible] [illegible] جس کے معنی شائع ہیں دوسری لفظ [illegible] پر جس کے معنی گورخر ہیں عربی میں اسی سے فرا اسی معنی میں آیا ہے۔ عربی میں بھی اس مادہ سے دوسری لفظ نہیں آئی ہے لیکن سیاق کلام وطرز بیان انبیاء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی رسول اور مسیح کے بھی ہوتے ہیں یعنی جس میں قوت و نبوۃ و سلطنت دونوں ہو کیوں کہ وہ بھاری بوجھ اٹھاتا ہے رسالت سے بھاری بوجھ نہیں حضرت موسیٰ نے بوقت رسالت اپنے عجز و ناتوانی کا عذر کیا تھا ارمیا نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا قال اللہ تعالیٰ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا امانت سے مقصود رسالت ہے کیوں کہ امانت ضد خیانت ہے پس امانت سے وہی مقصود ہوگا جس میں احتمال خیانت ہو رسالت میں احتمال خیانت ظاہر ہے چنانچہ بعض انبیاء کو خدا بلفظ امین یاد کرتا ہے اسی وجہ سے جبرئیل بھی امین کہلائے اس آیت کے پہلے رسالت ہی کا ذکر چلا آیا ہے کہ انبیاء کی اطاعت ضرور ہے ان کو ایذا دینا ممنوع ہے ظاہر ہے کہ وہ چیز مقصود ہوگی جو سوائے انسان کے کسی جسم میں پایا نہ ہو یہ سوائے رسالت کے کوئی چیز نہیں بعض اشخاص کہتے ہیں کہ مقصود طاعت ہے یہ بعید ہے کیوں کہ خدا کی طاعت سے کوئی مخلوق خالی نہیں اَلشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ بعض کی رائے ہے کہ مقصود شریعت ہے یہ رائے خیال سے قریب ہے لیکن اوپر کی آیات سے اس قدر مرتبط نہیں اور نہ محل الخیانۃ لیسہ

بار عظیم اولاً حضرت آدم نے لیا غدا ری محبت سے کہتا ہو اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا
نیز فرشتوں کے اعتراض سے تعرض ہے مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ کو
لحاظ کرو واللہ اعلم بالصواب اسی وجہ سے گو رغیبی اس کا اطلاق ہوتا ہو פאר
پار خواہ فار یہ مادہ کثیر الاستعمال ہے اصل معنی اس کے دو ہیں ایک چمک اور مجازاً جمال
و جلال و فخر و رونق و تہذیب اس سے פָּאַר پار خواہ فار نکلا ہے جس کے معنی جمیل
و جلیل و مفخر و مہذب و حمید و محمود و محمد ہیں کتب سماویہ میں یہ لفظ اکثر ابواب میں مستعمل ہوئی
ہے اصلاً و مجازاً بلکہ اسی عربی فورہ و فارہ سے مشتق ہو دوسرے معنی اس کے کھودنے کے
ہیں اسی مادہ خواہ فارہ جو ہے کے معنی میں مشتق ہے بلکہ عربی میں بھی جو ہے کو فارہ
کہتے ہیں פארן پاران خواہ فاران اسی مادہ سے نکلا ہو خواہ اس وجہ سے کہ وہ
زمین پست ہو یا بوجہ اس کے کہ وہ پرستش گاہ تھی جو باعث رونق و فخر و تجلیات کا ہوا
کرتی ہو لفظ קָלִיט قلیط یوں ہی کتابت اس کی ہے لیکن قرأت قلیطا مادہ
اس کا קלט قلط ہے یہ لفظ قلیل الاستعمال ہے اصل معنی اس کے تین ہیں ایک پناہ
اسی سے מִקְלָט مقلاط نکلا ہے مقلاط کے اصل معنی امن جائے پناہ ہیں لیکن
اصطلاح میں اس کے معنی حرم ہیں جہاں خونریزی کرنا حرام و منع ہو موسیٰ کی چوتھی کتاب کے
۳۵ باب کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا اور یوشع بن نون کی کتاب میں بھی اس
کا ذکر ہے עָרֵי מִקְלָט عاری مقلاط شہریں جو حرم ہیں یعنی وہاں خون کرنا
نہیں چاہئے شہریں نبی لیوی کے متعلق تھیں جہاں قاتل شبہ عمد بھاگ کے چھپتا تھا اور پناہ
پاتا تھا اور اس کا قتل وہاں جائز نہ تھا جیسے حرم موسیٰ کی چوتھی کتاب باب ۳۵ آیت ۱۲
וְהָיוּ לָכֶם הֶעָרִים לְמִקְלָט מִגֹּאֵל׃
ہوں گے یہ شہریں تمہاری لئے حرم خواہ امن خون چاہنے والے سے پس امن خواہ حرم
مقلاط ہے یوشع بن نون کے صحیفہ کے ۲۰ باب میں بھی مقلاط کے شہروں کا ذکر ہے

اس کو ہم بجنسہ نقل کرتے ہیں جس سے اُن کا حرم ہونا ثابت ہوگا וידבר יה
וה אל־יהושע לאמר דבר אל־בני ישראל לאמ
ר תנו לכם את־ערי המקלט אשר־דבר
תי אליכם ביד־משה לנוס שמה
רוצח מכה־נפש בשגגה בבלי־דעת והיו
לכם למקלט מגאל הדם׃ ויקדשו את־
קדש בגליל בהר נפתלי ואת־שכם
בהר אפרים ואת־קרית ארבע היא־
חברון בהר יהודה ומעבר לירדן יריחו מ
זרחה נתנו את־בצר במדבר במישר
ממטה ראובן ואת־ראמת בגלעד ממטה־
גד ואת־גולן בבשן ממטה־מנשה אלה
היו ערי המועדה לכל בני ישראל ולגר הגר ב
תוכם לנוס שמה כל־מכה־נפש בשגגה ו
לא ימות ביד גאל הדם עד־עמדו לפני ה
עדה: ترجمہ خدا نے یوشع سے یوں کہا بنی اسرائیل سے کہہ کے کہ معین کرو اپنے لئے
پناہ یا حرم کی شہریں جو کہ میں نے تم سے کہا موسیٰ کی معرفت۔ قاتل کے وہاں بھاگ کر پناہ
لینے کے لئے جس نے کسی کو سہواً ہلاک کیا ہو کر ہوں گی وے شہریں تمہارے لئے خون
چاہنے والے سے (اس ترجمہ میں لفظ کا ہے بھاگ کر پناہ لینا נוס ۔ نوس کا ترجمہ ہے نوس
کے معنی بھاگ کر پناہ لینا اسی وجہ سے מנוסה ۔ منوسہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں
کوئی بھاگ کر پناہ لے) تب پاک کیا بنی اسرائیل نے قدش کو گلیل میں نفتالی کے پہاڑ میں

اور شیخم کو افرائیم کے پہاڑ میں اب اُسے نابلس کہتے ہیں ۱۵ درجہ ۳۰ دقیقہ طول ۳۲ درجہ ۱۴ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور قریت اربع جو حبرون ہے یہودا کے پہاڑ میں اور اردن پار بیرحو کو پورب بصر کو میشور کے میدان میں ربونیں کی سبط سے اور راموت کو جلعاد میں جاد کی سبط سے اور گالون کو باشان میں منسی کی سبط سے پس چھ مقام مقلاط یعنی حرم تھی قادش - شیخم - حبرون - بصر - راموت - گالون ، یہ شہریں مقرر کی ہیں سب کے لئے بنی اسرائیل اور جو لوگ اُن میں رہتے ہوں وہاں بھاگ کر پناہ لینے کے لئے جس نے کسی کو ہلاک کیا ہو وہ مارا نہ جائے گا خون چاہنے والے کے ہاتھ سے جب تک وہ جماعت کے سامنے قائم ہو ان آیات سے ثابت ہو کر چھ شہریں مرقومہ بالا مقلاط یعنی امن کے تھے اور ان کو تقدیس کی لفظ سے بیان کیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مقامات پاک سے تھے کہ وہاں خون جائز نہ تھا اور مقلاط کہلاتے تھے یعنی حرم ؛ اونقلوس جو بہت پہلا مترجم ہے اس نے تمام مقلاط کا ترجمہ کلدی زبان میں דקדשא زخوشا کیا ہے اس کے معنی زکوٰۃ اور طہارت کے ہیں یعنی حرم جہاں خون جائز نہیں رہی شلومو ہی تا نے موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۳۵ باب کی ۱۴ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے אֵת שְׁ

הֶעָרִים שְׁלֹשׁ מֵעֵבֶר לַיַּרְדֵּן ... עָרֵי מִקְלָט

אֵת שְׁלֹשׁ ... תִּתְּנוּ ... בְּאֶרֶץ כְּנָעַן

ترجمہ تین شہریں جو اردن اس پار تھے حرم نہ ہوئے جب تک منتخب نہ ہوئے جسے منتخب کیا یوشع نے ملک کنعان میں پس ترجمہ קוֹלְטוֹת جو جمع ہے قولاط کی عبرانی مادہ قلاط سے نکلا ہے حرم ہے پس قلیط کے معنی امن و حرم ہیں دوسرے معنی اس کے یعنی اکٹھا کرنا گویا یہ قلب ہے لקט لقیط کا جو اس معنی میں کثیر الاستعمال ہو اور عربی لفظ بھی اسی سے ماخوذ ہے لقیط ہر قسم کی جمع کرنے کو کہتے ہیں خواہ چیز ہو جیسے پھل وغیرہ خواہ آدمی ہو چنانچہ شوفطیم یعنی سفر القضاۃ کی ۱۱ باب کی تیسری آیت

میں لکھا ہے [illegible] : ترجمہ جمع ہوئے یشوع کے پاس مقلس لوگ [illegible] یلقطو جو لقاطے نکلا ہے اسی کے معنی ہیں مجمع ہونے اور اسی سے [illegible] یلقوط جو ل کے معنی میں مشتق ہے جس میں چیزیں اکٹھا کی جاتی ہیں الغرض لقیطہ تو اسی معنی میں کثیر الاستعمال ہے اور قلیط جو اس کا مقلوب ہے بہت کم مستعمل ہے پس مقلاط کے معنی جیسا کہ مامن و حرم ہیں ویسا ہی اس کے معنی شاید مجمع بھی ہوں گے چنانچہ یوشع کے ۲۰ باب کی ۹ آیت میں ان شہروں کو مقلاط تھے עָרֵי הַמּוּעָדָה موعادہ بیان کیا ہے جس کے معنی شاید مجمع ہیں گویا یہ تغیر ہے مقلاط بمعنی ثانی کی لہٰذا قلیط کے معنی اجتماع ہوں گے چنانچہ بعض لغات میں اس کی تعبیر اجتماع سے کی گئی ہے پھر مجازاً اس کے معنی سکڑ جانے کے ہوئے جسے کوتاہی لازم ہے کہ اسی سے [illegible] قالوط بونے کے معنی میں مشتق ہے اور اس عربی قلاط ماخوذ ہے بمعنی بونا تیسرے معنی اس کے مجازی دق کے ہیں لہٰذا قلیط کے معنی دق ہی ہوں گے اس لئے قلیط کے تین معنی قرار پاتے ہیں امن - اجتماع - دق یعنی کو ٹنا یا مامن خواہ حرم مجمع یا مشابہ مدق اس میں کچھ شبہ نہیں کیونکہ ہمیشہ حرم تھا کہ وہاں خونریزی جائز نہ تھی اور اب تک وہی بات قائم ہے جیسا مقدمہ میں بیان ہوا قال اللہ تعالیٰ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اھ یہ حدیث عبداللہ بن عباس سے مروی ہے اور بعض طریق میں آیا ہے وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ لِامْرِءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا پس اس وجہ سے قلیط کہنا بجا ہے اسے شاہ الیم السلام کہتے ہیں اور بمعنی ثانی بھی اسے قلیط کہہ سکتے ہیں اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

مثابۃ للناس وامنا قرآن میں وارد ہے یام بن نوح کا رہنا وہاں دلالت کرتا ہی کہ وہ مقام حج تھا اور حضرت ابراہیم کا حضرت اسمعیل کو وہاں پہنچا دیا اور وہاں جرہم کے قبیلہ میں شادی کرنا جیسا قدیم تواریخ سے ثابت ہوتا ہے اس کا موید ہی۔ یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہی کہ حضرت ابراہیم نے ہاجر کو جو ان کی خدمت میں ہمیشہ رہیں اور حضرت اسمعیل نے اپنے بیٹے کو فقط حضرت سارہ کے کہنے سے جنگل و میدان میں چھوڑ دیا کہ ان کو شیر و بھالو نوچ ڈالے یہ اخلاق انبیا سے بعید ہے اور بمناسبت معنی ثالث بھی بجائے قلیط کہہ سکتے ہیں جیسا کہ بوجہ ازدحام کے لٹے کہتے ہیں بمقدمہ میں اس کا بیان کر چکا ہوں اب ہم متوجہ ہوتے ہیں اصل مطلب کی طرف کہ فارقلیط کہ جس کی بشارت حضرت مسیح نے دیا اس سے مقصود کیا ہے پس بموجب قرات اول جب کہ [illegible] فرقلیط ترجمہ معنی اس کے ہیں رسول کہ اس سے سوائے پیغمبر خدا کے دوسرا مراد ہو نہیں سکتا اور بموجب قرات دوئم یعنی [illegible] فارقلیطاس کے معنی ہیں محمد کہ ایسی صورت میں تو کچھ شبہ نہیں رہا اور اگر فار کے معنی فخر بھی ہوں تو فخر کرنے سے آپ ہی مراد ہو سکتے ہیں لیکن جب اس کے معنی محمد ہیں تو اب دوسرے معنی لینا عبث ہی اب ہم ایک سر اس پیشین گوئی کی لکھتے ہیں جیسا اکثر پیشین گوئیوں میں یہود لیتے ہیں سر اس میں یہ ہے کہ بحساب جمل فارقلیط کی عدد ۴۳۵ ہوتی ہے اس کی مفردات لکھتے ہیں یہ
ف ا ر ق ل ی ط ہ
۱ ۲۰۰ ۱۰۰ ۳۰ ۱۰ ۹ ۵
اور یہی عدد ابوالقاسم بن عبداللہ کی ہوتی ہے اس کی مفردات یہ ہیں ا ب و ا ل ق ا س م ب ن ع ب د ا ل ل ہ عبرانی کتابت میں اللہ میں صرف الف ہوتا ہے قال اللہ تعالی

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد شعر

شاع آمدیاں عیسی بن گلشن صدت   بجاں آں نمیہ بجریم ہم از عیسی بازبانی

واضح ہو کہ حضرت مسیح نے پیشین گوئی ان الفاظ سے جو قدیم الایام سے چلی آئی ہے

یا لفظاً مستعار لیجئے ہے لئے ہم لکھ دیتے ہیں جس سے اس پیشین گوئی کے معنی خوب جلی ہو جائیں گے۔

باب دویم متعلق بکتب عہد عتیق

پہلے حضرت ہاجرہ سے فرشتہ نے کہا حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۶ باب میں لکھا ہے ויאמר לה מלאך יהוה הנך הרה וילדת בן וקראת שמו ישמעאל כי שמע יהוה אל־עניך : ترجمہ خدا کے فرشتے نے اسے (یعنی ہاجرہ سے) کہا خبردار تو حاملہ ہے اور بیٹا جنے گی تو اس کا نام اسمٰعیل رکھنا کہ خدا نے تیرے درد پر نظر کی اسمٰعیل کی معنی عبری زبان میں مقبول خدا ہیں چنانچہ اونقلوس نے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے ותקרי ית שמיה ישמעאל ארי קביל יי צלותך : ترجمہ تو اس کا نام اسمٰعیل رکھنا کہ خدا نے تیری دعاؤں کی قبول کیں اس مقام سے ظاہر ہے کہ فرشتے نے حضرت ہاجرہ کو بشارت دی تھی کہ لڑکا جو تیرے پیدا ہو وہ مقبول بارگاہ کبریا ہوگا نام ہی اس معنی پر دلالت کرتا ہے והוא יהיה פרא אדם ידו בכל ויד כל בו ועל פני כל אחיו ישכן : وہوئیی پرِ آدام یادو بکول ویاد کول بو وعل پنی کل احاو یشکون ترجمہ وہ رسول ہوگا اس کا ہاتھ سب پر ہوگا اور سب کا ہاتھ اس پر اور اپنے سب بھائیوں کے سامنے آباد ہوگا پرے آدام خواہ فرا آدام اس کے معنی ہیں رسول و خلیفہ گورخر سے تو کچھ مطلب نہیں نکلتا خصوصاً جب آدم کے ساتھ متصل ہے جس کے معنی انسان ہے اس کا ہاتھ سب پر اور سب کا ہاتھ اس پر اشارہ جمعیت کی طرف

ہے یعنی وہ مولود رسول ہوگا اور بیعت لے گا یہ خواب حضرت ہاجرہ نے دیکھا تھا کیوں کہ آگے چل کر خود ہاجرہ نے کہا ہے کہ میں نے خواب دیکھا اس خواب کی تعبیر حضرت ہاجرہ اور بہت لوگوں نے حضرت اسمٰعیل پر بٹھلایا حالاں کہ یہ خبر بہ نسبت ہمارے پیغمبر کے تھی خواب کی تعبیر میں کیسی قدر فرق ہوگیا کیوں کہ حضرت اسمٰعیل کی رسالت ثابت نہیں کوئی شریعت ان کو ملی نہ تھی اور بیعت کا طریق صرف ہمارے پیغمبر کے وقت میں جاری ہوا انبیاء سابقین کے زمانہ میں دستور بیعت کا نہ تھا قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الخ اور احادیث بیعت بہت ہیں پھر اپنے سب بھائیوں کے مقابل میں آباد ہوگا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس کی شریعت بمقابلہ انبیاء بنی اسرائیل کے مخالف ہوگی بھائیوں سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور آبادی انبیاء ان کی شریعت کا جاری ہونا اور شیوع دین ہے علاوہ بریں لفظ [illegible] شکینہ جسے عربی میں سکینہ کہتے ہیں روح القدس سے مراد ہے اسی مادہ سے نکلا تو معنی آیت یہ ہوتے ہیں کہ بمقابل سب بھائیوں کے اس پر وحی نازل ہوگی نتیجہ ایک ہے الغرض ہاجرہ کے اس خواب سے حضرت ابراہیم اور بہت لوگوں کا یقین تھا کہ حضرت اسمٰعیل کی نسل سے کوئی رہنما جو خلق کو ہدایت کرے پیدا ہوگا چوں کہ یہ پہلی خبر ہے جو ہمارے پیغمبر کی نسبت دی گئی لہٰذا ہم اس کے بیان میں لکھا جاتے ہیں واضح ہو کہ [illegible] پیرا کا مادہ [illegible] پارا ہے جس کا مصدر غیر مستعمل ہے اور بہت الفاظ اس سے مشتق نہیں ہوئے ہیں مگر جیس نے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اصل معنی ہیں تیز دوڑنا بھاری بوجھ اٹھانا اسی مناسبت سے حمار وحشی یعنی جنگلی گدھے کو [illegible] پرا کہتے ہیں کہ وہ تیز دوڑتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھاتا عربی میں بھی حمار وحش کو فرا کہتے ہیں وہ یہیں سے گیا ہے پھر مجازاً اس کے معنی سیادت

خواہ امامت وخلافت وہدایت جیسے ہیفریا פרא רהא اسی سے نکلا ہے
بمعنی خلافت وہدایت פרא پرے حمار الوحش اس معنی میں یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے۔
لیکن جب مضاف ہو آدام یعنی انسان کی طرف פרא אדם پرا آدام
تو اس کے معنی خلیفہ ورہنما خواہ رسول ہوتے ہیں چنانچہ بادشاہ یرموث کا لقب
פרא אדם پرام تھا غالباً یہ مخفف پرا آدام کا ہے چونکہ اس کی سلطنت پر جلد نظم و
نسق سلطنت تھا اور منتظم تھا وہی قوم کا ہادی اور رہنما بھی تھا اور خلیفہ وحکمران بھی
اس لئے یہ لقب اختیار کیا گیا پرا آدام نظیر ہے לאמים לאם لئومی لئومیم
کا לאמים جس طرح سانڈ کو کہتے ہیں לאם لئومیم یعنی اقوام ہیں ترجمہ لفظی
اس کا قوم کا سانڈ لیکن مراد اس سے خلیفہ ورہنمائے اقوام ہوتا ہے سید القوم خادمہم
اونقلوس نے پرا کا ترجمہ بھی رود کیا ہے اس کا مادہ רוד رود ہے جس کے معنی
ہیں آزاد ہونا رجوع کرنا پھرنا پس مرود کا ضمہ اگر مجہول ہو تو اس کے معنی مرجع
ہوں گے اور اگر معروف ہو تو اس کے معنی مطاع ہوں گے تو معنی آیت یہ ہیں
کہ وہ مولود مرجع بنی آدم خواہ مطاع آدمیاں ہوگا الغرض פרא אדם
پرا آدام کے اصل معنی ہیں تو بھی معنی مجازی مطاع رسول یہ جملہ صفات آنحضرت میں تھے
بخلاف حضرت اسمعیل کے ידו בכל ויד כל בו یادو بکل
یو یاد عربی ید ہے واؤ ضمیر واحد غایب کو کل عربی کل ہے با موحدہ جو اس فقرہ میں آیا
ہے وہ مفید اعانت ہے جیسا دوسری سموئیل کے ۲۴ باب کی ۱۷ آیت میں ہے ہندی
محاورہ میں بھی بولتے ہیں اس کا ہاتھ مجھ پر ہے یعنی وہ میرا حامی ومددگار ہے۔
معنی فقرہ یہ ہوئے کہ اس کا ہاتھ سب پر ہوگا یعنی وہ سب کا حامی ومددگار اور سب
اس کے چنانچہ آپ بڑے کریم تھے تواریخ کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا صحابہ
کیسے جان نثار تھے ایسا کسی پیغمبر کے حواری نہ تھے ایسا ہی اونقلوس نے ترجمہ کیا ہے

جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ سب کو محبوب ہوگا اور سب اس کو قال اللہ تعالیٰ إِنَّهُ
لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ
گرمنیس نے اس فقرہ کے معنی یہ لکھا ہے کہ وہ سب کا مخالف ہوگا اور سب اس کے اگر یہ
تسلیم بھی ہو تو ہرج نہیں کہ آپ جملہ کفار کے مخالف تھے اور جملہ اہل ملل آپ کے مخالف
حضرت اسمٰعیل اور ربی اسحٰق نے جو پرا آدم کے معنی شکاری لکھا ہے تو ہرج نہیں بلا شبہ
آپ سب کو مسخر کر لیتے تھے اب ہم اس آیت کے ایک معنی اور لکھتے ہیں فرشتہ نے
حضرت ہاجرہ سے کہا لڑکا جو تیرے پیدا ہوگا اس کا نام یشمع ایل رکھنا یہ لفظ یا تو مرکب
ہے دو لفظوں سے یشمع و ایل لفظ اول صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا שָׁמַע
شمع ہے وہ مثل عربی سمع کے بمعنی سماعت ہے اور مجازاً بمعنی قبول کرنا و ماننا اور ایل کے
معنی ہیں قوی و شجاع اور ہمارا بھی سے بھی ہے اس کے لغوی معنی ہوں گے ماننے گا
خدا کو یعنی خدا پرست ہوگا اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت اسمٰعیل خدا پرست تھے یا معنی اس کے
ہوں گے کہ قبول کرے گا ایل یعنی قوی کو جو آنحضرت کے ناموں سے ہے صفیاہ نبیا
کی کتاب میں بھی مذکور ہے جس کا بیان آگے آئے گا پس معنی یہ ہوئے کہ تو اس کا نام
یشمع ایل رکھنا کہ وہ قابل ایل یعنی محمد کا قبول کرنے والا ہوگا یعنی اس سے محمد پیدا ہوگا
یعنی فرشتہ نے وجہ تسمیہ یہ بیان کیا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی جس کا حاصل مقبول خدا ہے
یہ لفظ مرکب ہے تین لفظوں سے בְּ מְאֹד מְאֹד بِ مِاد مِاد ایل
اول فارسی ہست ہندی ہے کے بمنزلہ ہے لفظ دوم کے معنی صلب یا بطن و پیٹ
تری ہیں عربی بھی اس کی جمع ہے בְּ בְּמָד بھی بمعنی لفظ سیوم کے معنی بیان ہو چکے ہیں
معنی یہ ہوئے کہ ہے صلب ایل یعنی محمد مطلب یہ ہے کہ تو اس کا نام یشمع ایل رکھنا کہ
وہ مولود صلب ایل ہیں سے ایل یعنی محمد پیدا ہوگا اب اس کے بعد جو کچھ ہے کہ وہ
مقبول ہوگا اور مطاع ہوگا اور سب شان ہیں اسی ایل کی ہیں جو نام ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میں دعا رہوں ابراہیم کی اور بشارت ہوں عیسیٰ کی اور جو دیکھا میری ماں نے دعائے ابراہیم کا بیان آگے آئے گا اور بشارت عیسیٰ کا بیان ہو چکا اور جو دیکھا میری ماں نے اس سے مراد یہی خواب ہے جو حضرت ہاجرہ نے دیکھا تھا۔ یا رب صل وسلم دائما ابدا ۔ علی نبیک خیر الخلق کلھم شعر

قاسم رحمت ابوالقاسم رسول اللہ کہ ہست
در ولائے او خدیو عقل و جان ما لائے من

اب ہم اس آیت کے معنی جو یہود کہتے ہیں لکھ دیتے ہیں اونقلوس نے اس کا ترجمہ کلدی زبان میں یوں لکھا ہے והוא יהי מרוד באנשא ידיה בכולא ויד כולא ביה ועל אפי כל אחוהי ישרי : ترجمہ وہ انسان میں آزاد ہوگا یعنی وہ تولائے مدرکہ و فکر کے پھندے سے آزاد ہوگا جیسے لکھا ہے בר חורין עם לא آزاد وفدا کے ساتھ یا راجع الی اللہ پس مرود کے معنی آزاد ہیں جیسے راد کے معنی اونقلوس نے فرا کا ترجمہ مرود سے کیا ہے جس کے معنی آزاد ہیں حالانکہ فرا کے معنی آزاد کہیں مستعمل نہیں (تاہم ہمارے مطلب سے چنداں دور نہیں)، وہ سب کو محبوب ہوگا اور سب بنی آدم اس کو محبوب ہوں گے ربی سلمان یرحی نے اپنی تفسیر میں فرا آدام کے معنی شکاری لکھا ہے حالانکہ استعمال سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ فرا آدام کے معنی شکاری آئے ہیں اس کا بانسب یہ ہوگا جو آیت میں ہے اس کے معنی لکھا ہے کہ وہ ظالم ہوگا واللہ اعلم یہ معنی کہاں سے تراشا ہے یہ آیت نمبر ایک جو گزری اس کے مخالف ہے اس طرح کے بیہودہ معنی جو یہودیوں کے جی میں آیا لکھ دیا ہے چونکہ حضرت ابراہیم کو معلوم تھا کہ اسمٰعیل کی نسل بڑی ہے تو انھوں نے ایک موقع میں کہا ہے לו ישמעאל יחיה

לְפָנֶיךָ : ترجمہ کاش اسمٰعیل قائم رہتا تیرے سامنے مقصود اس سے یہ تھا کہ اسمٰعیل کی شریعت ہمیشہ قائم رہے کیونکہ انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا جیسا دلائل سے ثابت ہے کہ شیخ بو علی سینا و امام فخر الدین رازی کی تصانیف میں دیکھو تو نبی ایسی شے کے لئے دعا نہیں مانگتا جو ناممکن الوقوع ہو لہذا حضرت ابراہیم کی دعا یہ تھی کہ شریعت حضرت اسمٰعیل ہمیشہ جاری رہے اور یہ دعا قبول ہوئی چنانچہ اگلی آیت میں لکھا ہے וּלְיִשְׁמָעֵאל שְׁמַעְתִּיךָ הִנֵּה בֵּרַכְתִּי אֹתוֹ וְהִפְרֵיתִי אֹתוֹ וְהִרְבֵּיתִי אֹתוֹ בִּמְאֹד מְאֹד שְׁנֵים עָשָׂר נְשִׂיאִם יוֹלִיד וּנְתַתִּיו לְגוֹי גָּדוֹל : ترجمہ اسمٰعیل کے بارہ میں میں نے تیری دعا قبول کی اس کو عظمت دی ہم نے اس کو عظمت اور جبروت دی ہم نے زیادہ سے زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہوں گے اس کو بڑی قوم کردوں گا واضح ہو کہ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی شریعت کے ہمیشہ جاری رہنے کی وہ قبول ہوئی لیکن حضرت اسمٰعیل کو کوئی شریعت ملی نہیں البتہ ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی اب یہاں دو لفظوں پر بحث ہے ایک הִפְרֵיתִי ہفریتی یہ لفظ اسی مادہ פָּרָה فرہ سے نکلا چونکہ الف غیر مقروء تھا اس لئے گر گیا پس ہفریتی کے معنی ہیں میں اس کو فرادام کروں گا جیسا کہ خواب میں ہوا تھا دوسرے لفظ בִּמְאֹד מְאֹד بماد ماد معنی تو اس کے ہیں کثیراً کثیرا لیکن یہ اشارہ ہے پیغمبر کے نام کی طرف اس طرح کہ محمد کا حساب جمل ۹۲ ہے بماد ماد کے بھی ۹۲ ہے بارہ امام اس سے نکلیں گے مطلب یہ ہے کہ بماد ماد یعنی محمد سے بارہ امام ہوں گے یہاں بھی حدیث اثنا عشر خلیفہ کی مشہور ہے یہ سب باتیں ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں پوری ہوئیں اس آیت میں جو וּנְתַתִּיו לְגוֹי גָּדוֹל ونتتیو لگوی گادول واقع ہے اس فقرہ کے ایک معنی اور ہیں وہ یہ ہیں کہ دیا ہم نے اس

(یعنی اسمٰعیل کو) بڑی قوم یعنی محمد کی کرونگا دول کے عدد اور محمد کے عدد ایک ہیں گ گ د ی گ و د ول یہ رموز اس آیت کے تھے گادول عبرانی میں بدون الف ہوتا ہے اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے کہ خلافت دی ہم نے اس کو اور عظمت و جبروت بہت زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہوں گے یعنی دیا ہم نے اُسے محمدؐ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل تیرہ برس کے تھے اس وقت حضرت کو ختنہ کا حکم ہوا اور یہ بشارت ہوئی کہ سارہ کے لڑکا ہوگا جس کی نسل سے سلاطین پیدا ہوں گے اس وقت حضرت ابراہیم سربسجود ہوئے اور دعا حضرت اسمٰعیل کی رسالت کے لئے مانگی کہ اس کی شریعت ہمیشہ قائم رہے وہاں سے حکم ہوا کہ رسالت تو اسحٰق کو ملے گی یعنی وہی صاحب کتاب و شریعت ہوگا تیری دعا میں نے اسمٰعیل کے حق میں قبول کی چنانچہ اس دعا کا ذکر سورہ بقرہ میں اس طرح ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اے ہمارے مالک قائم کر اُن میں (یعنی قوم میں) رسول ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری نشانیاں (یعنی ثابت کرے) کہ ایک ہستی پاک واجب الوجود لائق پرستش ہے اور اس کی تصدیق کرائے) اور سکھائے ان کو کتاب (یعنی اوامر و نواہی یعنی حکمت عملی) اور حکمت (یعنی حکمت نظری) اور ان کو پاکیزہ کرے (یعنی بازالۂ رذائل و اقامت فضائل ان مہذب کرے یعنی بہ تہذیب قوۃ نظری و عملی ان کو کامل کرکے سرور ابدی کو پہنچائے) حضرت اسحٰق نے اپنے بیٹے عیص کے لئے دعا کی تھی اس میں یوں کہا ہے וְעַל־חַרְבְּךָ תִחְיֶה וְאֶת־אָחִיךָ תַּעֲבֹד וְהָיָה כַּאֲשֶׁר תָּרִיד וּפָרַקְתָּ עֻלּוֹ מֵעַל צַוָּארֶךָ׃ ترجمہ تو اپنے ہتھیار پر زندگی بسر کرے گا اور اپنے بھائی کی اطاعت میں رہے گا لیکن جب وے سردار و برگشتہ ہوں گے تو تو اپنی گردن سے طوق دور کرے گا یعنی جب حکم تورات اُن سے لے لیا جائے گا یعنی اٹھا دیا جائے گا تو اس وقت تو ان کی اطاعت نہ کرنا چنانچہ نبی عیص تا زمانِ اسلام

توریت کے مطلع ہے زبان اسلام سے آزاد ہو گئے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
وقت ایسا آئے گا کہ حکم تورات منسوخ ہو جائے گا ترجمہ او لفظوں ہمارے اس خیال سے بہت
قریب ہے ועל חרבך תחיה ואת אחיך
תעבד והיה כאשר תריד
ופרקת עלו מעל צוארך:
ترجمہ تو اپنی حربہ پر زندگی بسر کرے اور اپنے بھائی کی خدمت گزاری میں رہے گا
لیکن جب اس کے لڑکے کلمات تورات سے تجاوز کریں گے تو تو اپنی گردن سے اس کا طوق
نکال ڈالیگا تجاوز کرنے سے مقصود یہی ہے کہ حکم تورات اٹھ جائے کیوں کہ اگر اس سے نافرمانی
تورات مراد ہو تو وہ بار بلعام بن بناطا ہی کے وقت سے شروع ہو گئی تھی لیکن بنی عیص تحت
بنی اسرائیل سے باہر بھی نہ تھے بہر حال یہ ہے کہ حضرت اسحق نے اپنے مرنے سے پہلے حضرت
یعقوب کے حق میں یہ دعا کی تھی کہ دے خدا تجھے آسمانی شبنم سے اور نفائس ارض سے
اور غلہ کثیر اور شراب تیری اطاعت کرے گی اقوام تجھے سجدہ کریں گی قبائل اپنے
بھائی پر فضیلت رکھ تیری اولاد مادری تجھے سجدہ کریں گی تجھ پر لعنت کرنے والا
ملعون ہو اور تجھ پر درود بھیجنے والا مبارک ہو آسمانی شبنم سے مراد وحی ہے نفائس
ارض سے مقصود تبدیل حرکات ارادی وطبعی کیوں کہ اس جسم خاکی کی نفائس یہی ہیں باقی
سب ظاہر ہے جو کچھ دعا مانگی گئی اس سے عیاں ہے کہ ان کی اور ان کی اولاد کی رسالت
کے بارہ میں یہ دعا تھی کہ اس سے زیادہ کوئی چیز انسان کے لئے بہتر نہیں چنانچہ اکثر
انبیاء حضرت یعقوب ہی کی اولاد میں ہوئے بعد ازیں بوجہ امر ازعیص ان کے حق میں
یہ دعا کی کہ سیر حاصل سرزمین تیرا مقام ہو اور آسمانی شبنم سے پیاس بجھائے گا اس سے نکلتا
ہے کہ وہ بھی مطلع وحی ہوں گے اور صاحب ثروت اس کے بعد وہی ہے کہ اپنے حربہ پر
زندگی بسر کرے گا اور حضرت یعقوب نے اپنی وفات کے وقت میں جو یہودا پر پیشین گوئی کی تھی

لئے ہم نقل کرتے ہیں יְהוּדָה אַתָּה יוֹדוּךָ אַחֶיךָ
יָדְךָ בְּעֹרֶף אֹיְבֶיךָ יִשְׁתַּחֲווּ לְךָ בְּנֵי
אָבִיךָ׃ גּוּר אַרְיֵה יְהוּדָה מִטֶּרֶף בְּנִי
עָלִיתָ כָּרַע רָבַץ כְּאַרְיֵה וּכְלָבִיא מִי
יְקִימֶנּוּ׃ یہوداتا یوذوخا آحیخا یادخا بعورف اُویخا یشتحوو لخا بنی آبیخا گور
آریہ یہودا میطرف بنی عالیتا کارع رابص کاآریہ وخلابی می یقیمینو ترجمہ یہوداہ تیرے
بھائی تیری شکر گذاری کریں گے تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا تیرے باپ کی
اولاد تجھے سجدہ کریں گی۔ ربی سلمان یرحی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مقصود اس سے
زمانۂ داؤد ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ سلطنت بنی اسرائیل شاؤل اور داؤد کے وقت سے
بہت زور پر ہوئی انتہیٰ یہودا بچہ شیر ہے چوں کہ تو میرے لڑکے مجروح کے پاس سے
ہٹ گیا تو شیر و ببر کی طرح چھوٹنے لگا کون اٹھا سکے گا طرف عبرانی میں اس کو کہتے
ہیں جسے درندے نے توڑا ہو مقصود یہ کہ چوں کہ تو یوسف کے قتل میں شریک نہ تھا تو اس
نیک نیتی کی وجہ سے تیری نسل ایسی مستولی ہوگی کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔
چنانچہ حضرت سلیمان کے وقت میں نہایت درجہ میں ترقی ہوئی לֹא־יָסוּר
שֵׁבֶט מִיהוּדָה וּמְחֹקֵק מִבֵּין רַגְלָיו עַד כִּי־
יָבֹא שִׁילֹה וְלוֹ יִקְּהַת עַמִּים׃ لو یاسور
شیبط میہودا ومحوقیق میبین رغلاو عدہ کی یابو شیلو ولو یقہت عمیم ترجمہ دور نہ ہوگا
عصا یہودا سے اور شریعت اس کے سامنے سے شیلو کے آنے تک جس کی طرف کشش ہوگی
یعنی وہ مرجع اقوام ہوگا جیسا لفظ یقہت آوام سے مستفاد ہوتا ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا
ہے שֵׁבֶט شبط کے معنی ہیں عصا جس سے مقصود عصائے سلطنت ہے ایسا
استعمال کثیر الوجود ہے מְחֹקֵק محوقیق کے معنی ہیں شارع و رہنما یہاں مقصود

…یت ہی مقصود یہ ہے کہ بنی یہود میں سلطنت و شریعت ہمیشہ رہے گی یہاں تک کہ شیلو آئے جس کی طرف قوموں کے دل مائل ہوں گے یا اس کے پاس قومیں جمع ہوں گی اور بعض نے مجوزین کا ترجمہ کتاب کیا ہے וֹסַ סָךה קִבְּבִי בְּ נוֹחַ : ویہ اقمنی شوہی اور کتاب دین کی اولاد سے سفر الکری میں سفر و کتاب کو کہتے ہیں شیلو کی تعیین میں اختلاف ہے یعنی مراد اس سے کون ہے۔

یہود کہتے ہیں کہ مراد اس سے مسیح ہے یعنی خلیفہ بنی اسرائیل چنانچہ ابونقوس نے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے یہاں تک کہ اوی مشیحا، مشیحا کلدی میں مسیح کو کہتے ہیں یعنی وہ شخص جو کار سلطنت و نبوت کو انجام دے جیسے حضرت داؤد تھے ایسا ہی سلمان یرحی نے بھی لکھا ہے لیکن وہ مسیح ابھی تک نہیں آیا مقصود ان کا حضرت امام مہدی ہیں جن کا یہ اب تک انتظار رکھتے ہیں اور عقیدہ ان کا یہ ہے کہ اس وقت سلطنت یہود پھر قائم ہوگی اور بیت المقدس قبلۂ عالم ہوگا اور عیسائی کہتے ہیں کہ شیلو سے مقصود حضرت عیسیٰ ہیں اور وہ مسیح تھے ان دونوں گروہ کی رائے میں خطا ہے سیاق کلام سے یہ معلوم نہیں ہوتا جب فکر کرتے ہیں کہ شیلو سے مراد کون ہے تو حضرت موسیٰ تو مراد ہو نہیں سکتے کہ موسیٰ اور شیلو کے عدد ایک ہیں جیسا بعض یہود کہتے ہیں کہ شیلو کے عدد ۳۴۵ ہیں کیونکہ کتابت اس کی شین معجمہ اور یائے تحتانی اور لام اور ہا ہوز سے عبرانی میں ہوتی ہے اور کتابت موسیٰ کی عبرانی میں میم اور شین معجمہ اور ہا ہوز سے ہے کہ ان کے عدد بھی ۳۴۵ ہیں اور معنی آیت یہ کہتے ہیں کہ عصا سے مقصود عصائے سلطنت نہیں ہے بلکہ وہ عصا جو حکام فرعون کا ان پر تھا مقصود یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے تکلیف دور نہ ہوگی تاآنکہ موسیٰ آئے لیکن یہ سیاق کلام سے بعید ہے اور پرے تو بنی اسرائیل کی قوت سلطنت و اقبال کا بیان ہو رہا ہے جیسے خود حضرت یہودا کو بھائیوں پر فضیلت دیتے ہیں پھر بیچ میں یہ کہاں سے آگیا کہ بنی اسرائیل کی تکلیف موسیٰ کے آنے تک رفع نہ ہوگی علاوہ بریں عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیلو کے آنے سے شریعت

منسوخ ہو جائے گی وہ حضرت موسیٰ کے آنے سے منسوخ نہ ہوئی بلکہ خوب جاری ہوئی حضرت موسیٰ ہرگز مراد نہیں ہیں اگر کہیں کہ مراد بخت نصر ہے تو وہ بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ آپ کے وقت میں گو زوال سلطنت تو ہو گیا لیکن شریعت قائم تھی نہ اس کے پاس اجتماع اقوام ہوا تھا اس کے ظلم سے لوگ اس سے گریزاں تھے اور حضرت عیسیٰ بھی مقصود نہیں ہو سکتے کیوں کہ سلطنت بنی اسرائیل ان کے پہلے زائل ہو چکی تھی اور شریعت کی نسبت سے خود کہا کرتے تھے کہ میں توریت منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں پس مقصود یہ تھا کہ مجھے شیلو نہ سمجھو میں وہ نہیں ہوں اور آگے نشانات بھی حضرت عیسیٰ سے نہیں ملتے الغرض شیلو کی انتظار یہود کو ہمیشہ رہی اس سے مقصود ہمارے پیغمبر ہیں کیوں کہ ان کے آنے سے شریعت موسوی منسوخ ہو گئی اور گو سلطنت پہلے زائل ہو چکی تھی لیکن سلاطین کی طرف سے سردار مقرر ہوتے تھے وہ سرداری بھی اس دور میں جاتی رہی صورت علیہم الذلۃ والمسکنۃ اور اقوام کا اجتماع جیسا پیغمبر کے وقت میں ہوا کسی کے وقت میں نہ ہوا تھا حضرت مسیح پر صرف بارہ[12] آدمی ان کی زندگی میں ایمان لائے تھے اور ہمارے پیغمبر کے وقت میں تمامی ملک عرب میں اسلام پھیل گیا تھا کروڑوں آدمی مشرف باسلام ہوئے اس لئے شیلو سے مقصود ہمارے پیغمبر تھے پہلے ہم شیلو کے لغوی معنی پر بحث کرتے ہیں اس کا مادہ שׁלה شالاہ ہے اس کے معنی بھی امن ہوتے ہیں دیکھو ۱۲۲ زبور کی ۶ آیت اس تقدیر پر شیلو کے معنی امین و مامون ہوں گے جو آنحضرت کے اسماء سے ہے قرآن میں بھی ثم امین مذکور ہے مگر یہیں شیلو کے معنی امن دہندہ کے ہیں آنحضرت خود بھی امین و مامون تھے إِنَّ اللّٰہ یعصمک من الناس اور آپ کے وقت میں بڑا امن ہوا خصوصاً ملک عرب میں کہ ایک بڑھیا شتر پر سوار ہو کر تنہا پھرا کرتی تھی اور کوئی معترض نہ ہوتا تھا اور ملک شام جو مدت سے کفار کی لوٹ مار کا رشتہ تھا وہ اسلام سے مامون ہو گیا دوسرے معنی اس مادہ کے ہیں نکالنا پس شیلو کے معنی مخرج اور مہاجر

جائیں گے آپ کی ہجرت تو ایسی تھی کہ کتنے آدمی کفار کے جور سے مدینہ میں جا بسے اور یہ
ہجرت مثل ہجرت حضرت ابراہیم بموجب فرمان الٰہی تھی (۱۰) اگر شیلوہ کا مادہ שָׁאַל ہے
مانا جائے جس کے معنی مثل عربی سوال کے ہیں تو اس کے معنی مسئول ہوں گے یعنی جس کے
بارہ میں دعائے حضرت ابراہیم قبول ہوئی تھی وہ دعا لفظاً مصدر تھی جو حرف تمنی
سے یہ فصاحت کلام وحی ہے שִׁילֹה شیلوہ کے معنی اکثر علماء یہود کہتے ہیں
שֶׁלּוֹ - شین مجرد جو اس میں ہے اس کے معنی اشر کہتے ہیں جو مرادف
عربی الّذی کے ہے یعنی شیلوہ کے معنی ہیں وہ شخص جس کے لئے ہے سلطنت لفظ سلطنت
اپنی طرف سے بڑھاتے ہیں ہم بھی اس کے قریب ہی معنی کہتے ہیں یعنی جس کی شریعت ہے
خلاصہ آیت یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے حکومت و شریعت دور نہ ہوگی جب تک کہ شریعت والا
نہ آئے اس سے ظاہر ہے کہ شیلوہ وہ شخص ہوگا جو شریعت موسوی کو منسوخ کرے گا دوسری
شریعت جاری کرے گا ایسا سوائے ہمارے پیغمبر کے نہ ہوا نہ ہوگا اور کوئی مصداق نہیں ہو
سکتا چنانچہ حزقیل نبی کے صحیفہ کے ۲۱ باب کی ۲۱ آیت ۲۲ تک ہم لکھ دیتے ہیں کہ اس سے
معلوم ہو جائے گا کہ حزقیل نبی نے بھی شیلوہ کے یہی معنی قرار دیا ہے جو ہم کہتے ہیں ۔ כֹּה
אָמַר אֲדֹנָי יְהוִה הָסֵר הַמִּצְנֶפֶת וְהָרִים
הָעֲטָרָה זֹאת לֹא־זֹאת הַשָּׁפָלָה הַגְבֵּהַ
וְהַגָּבֹהַ הַשְׁפִּיל עַוָּה עַוָּה עַוָּה אֲשִׂימֶנָּה גַּם
זֹאת לֹא הָיָה עַד־בֹּא אֲשֶׁר־לוֹ הַמִּשְׁ
פָּט וּנְתַתִּיו ۔ کُہ اَمَر اُدُنائی یہوِّا ہاسیر ہمِّصنِفِت وِہاریم ہاعطارہ زو
ث لو زوث ہشّافلا ہگبیہ وہگّابوہ ہشپیل عوّا عوّا عوّا اَسیمنّا گم زوث لو ہایا عد بو اشر
لو ہمشپاط و نتتیو ۔ עַוָּה ۔ مصنف طرز تلفظ جسے اہل اسرائیل پڑھتے ہیں
עַוָּה عوّا اس کے معنی ہیں بگڑی ہوئی چیز الٹ دی گئی ہو ترجمہ ہمارے ملک میں ہوا ہے

یوں کہا کہ اُتار ڈال طرّہ اور کہا گئے کہ یہ تاج اسی قدر نہیں پست کو بلند کر اور بلند کو پست
الٹ پلٹ دیں گے لئے ہم لیکن یہ نہ ہوگا جب تک کہ شریعت والا نہ آئے جسے ہم دیں گے
طرّہ و تاج کے اُتارنے سے مقصود نسخ شریعت جاری ہے کیوں کہ لباس انبیا حسب ہدایت
وحی تھا تا وقتیکہ وہ حکم قائم رہے گا طرّہ و تاج خواہ جو کچھ لباس ہو قائم رہے گا علاوہ بریں
وہ لباس جس کے اُتارنے کا حکم ہوا وہ تھا جسے پہن کر امر خدمت بیت المقدس کی کیا کرتے
تھے اس کے اُتارنے کا حکم ہوا اور تا قیام خدمت بیت المقدس اس کا دور ہونا ناممکن پس
اس کے اُترنے سے کنایہ ہے خدمت بیت المقدس کے موقوف ہونے کا اور یہ بلا نسخ
شریعت غیر متصور مقصود یہ تھا کہ اب شریعت کے نسخ کا زمانہ قریب پہنچا اس کے بعد کہا
کہ فقط شریعت ہی نہیں منسوخ ہوگی بلکہ پست بلند ہوں گی اور بلند پست بیت السلاطین
برباد ہوں گے اور بیت اذل سلطنت اور سرداری کو پہنچیں گے الٹ پلٹ دینے سے
مقصود ہے کہ اس قوم سے شریعت و سلطنت لے لے گی اور ان کو ذلیل و خوار کریں گی
لیکن یہ نہیں ہوگا تا آنے اس کے جس کے لئے شریعت ہے کہ اس کو ہم دیں گے
پہلے نسخ شریعت و زوال سلطنت و ذلت و خواری بنی اسرائیل بیان کیا بعد اس کے کہا
کہ یہ امور واقع نہ ہوں گے جب تک صاحب شریعت جس کو ہم شریعت دیں گے نہ
آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب شریعت دی ہوئی شریعت پر ہدایت نہ
کرے گا بلکہ اس کو نئی شریعت ملے گی کہ یہ امور ہمارے پیغمبر کے وقت میں واقع
ہوئے شریعت سابقہ منسوخ ہوئی بہت سلطنتیں زائل ہوئیں اور بہت مفلس بے مایہ
سلطنت کے درجہ کو پہنچے עַד - בֹא שִׁי - לֹה חפּשׁ
יָבֹא - عدیُوا اشر لو ہمشپاط عد کے معنی ہیں تا بو کے معنی آنا اشر بمعنی الذی یعنی
جس کے معنی لو معنی لہ یعنی لئی ہمشپاط معنی شریعت اشر لو ہمشپاط الذی لہ الشریعہ یعنی
جس کے واسطے شریعت ہے اور یہی معنی شیلو کے ہیں یہ وہی پیشین گوئی ہے جو حضرت

...یبی کی تھی دونوں سے شیلو کہا اب اس پیغمبر جلیل القدر نے اس شیلو کی تصریح کر دی
...تو ہیشاہ یعنی شریعت والا اس لئے ہم شیلو کے معنی شریعت والا کہتے ہیں اور پیغمبر تو
...ت والے ہی ہے بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشعیا پیغمبر کے ۹ باب کی پہلی آیت
...سے جو پیشین گوئی ہے اسے ہم لکھتے ہیں وہ اگلی خبروں سے بہت تعلق رکھتی ہے
خصوصاً شیلو کی سے بہت باتیں معلوم ہوں گی הָעָם הַהֹלְכִים

בַּחֹשֶׁךְ רָאוּ אוֹר גָּדוֹל יֹשְׁבֵי בְּאֶרֶץ
צַלְמָוֶת אוֹר נָגַהּ עֲלֵיהֶם: הִרְבִּיתָ
הַגּוֹי לֹא הִגְדַּלְתָּ הַשִּׂמְחָה שָׂמְחוּ לְ
פָנֶיךָ כְּשִׂמְחַת בַּקָּצִיר כַּאֲשֶׁר יָגִילוּ
בְּחַלְּקָם שָׁלָל: כִּי אֶת־עֹל סֻבֳּלוֹ וְאֵת
מַטֵּה שִׁכְמוֹ שֵׁבֶט הַנֹּגֵשׂ בּוֹ
הַחִתֹּתָ כְּיוֹם מִדְיָן: כִּי כָל־סְאוֹן סֹאֵן
בְּרַעַשׁ וְשִׂמְלָה מְגוֹלָלָה בְדָמִים וְהָ
יְתָה לִשְׂרֵפָה מַאֲכֹלֶת אֵשׁ: כִּי־יֶלֶד
יֻלַּד־לָנוּ בֵּן נִתַּן־לָנוּ וַתְּהִי הַמִּשְׂרָה
עַל־שִׁכְמוֹ וַיִּקְרָא שְׁמוֹ פֶּלֶא יוֹעֵץ אֵל
גִּבּוֹר אֲבִי־עַד שַׂר־שָׁלוֹם: לְמַרְבֵּה
הַמִּשְׂרָה וּלְשָׁלוֹם אֵין־קֵץ עַל־כִּסֵּא
דָוִד וְעַל־מַמְלַכְתּוֹ לְהָכִין אֹתָהּ וּלְ
סַעֲדָהּ בְּמִשְׁפָּט וּבִצְדָקָה מֵעַתָּה וְעַד עוֹלָם
קִנְאַת יְהוָה צְבָאוֹת תַּעֲשֶׂה־זֹּאת:

ہُمّوالیخیم بیہوُرِسَخ زِرامُوا وَرگا دُول یوشِبی اَرِص صَلماَوِث اُوَر مَاغہِ علیہیم : ہُر ثبیا گوئی
تُوہِعَدَلتا ہِتِمحا سا مُحُو لِفا نیحا کِتمحت بقا صبیر شیر یا صلو بجلقام شالال : کی اِث تول
سَنحُو تُووارِث مَطِّے اَحمُو شبِط ہَنو صیس یُو اَحَوّ تاکپوم بدیان : کی قل سئون ہوُتیق
برامش وشملا حموُلا لا بدایم دِیا نتا اَہسیر نبیا ماخولث ایش : کی یلد یلدّ لا نُو بین
نتن لانُو و تہی ہمسرا عل شحمو و تیقرا اشمو یلا یُو عاص ایل گیبو ر آبی عد سرشالوم :
لمربی ہمسرا اونشالوم این کیعں عل کسا داوید و عل ملحتو لہا خیں اوتاہ و لستعداہ
ہشپاہ و بصدافا محتا و عد عولام قنات یہوہ واصباہوث تعسہ زوث نعات باحرث
تعریف ہے عام معنی قوم ہولیخیم جمع ہے ہولیخ کی معنی سالک چلنے والا اہمو معنی دیکھا
اور معنی نورگا دول معنی شدید یوشب معنی مقیم یا ر تحتانی جو اس میں ہے علامت جمع کی
ارص معنی ارض صلماوِث مرکب ہے دو لفظوں سے ضل جس کے معنی ہیں ظل وسایا اور
ماوث ہے جس کے معنی ہیں موت تو صلماوث کے معنی ظل الموت ہوئے معاور ظلمت
شدید ہے جب ارض سے متصل ہوتا ہے یعنی ارض صلماوث تو کنایہ ملک عرب سے
ہوتا ہے اولا معنی اس کے وہ ریگستان ہوتا ہے جس میں راہ نہ ہو تو وہ راہ نہ ملنے
سے شبیہ ہوتا ہے اندھیرے کے کہ اس میں بھی راہ نہیں ملتی چنانچہ ایسے ریگستان کو
[illegible] ارض نا فیلیا مانیل اندھیرے کو کہتے ہیں جیسے مدبار
[illegible] معنی ریگستان لیکن جب معرف ہوتا ہے تو مقصود اس سے ملک عرب
ہوتا ہے ایسا ہی گزنیس نے بھی لکھا ہے کہ ظرف نانی ہے جو اجوبیل چلنے میں
بیلوں کے کندے پر رہتا ہے [illegible] بل بوجھ [illegible] مطہ چھڑی لاٹھی
حربہ بھی معنی تازیانہ و درہ اور عصا [illegible] شخم کندھا [illegible] -
شبط سونٹا لاٹھی بالخصوص چرواہے جو جانور ہانکنے کو رکھتے ہیں [illegible] نوکے
پیادہ سپاہی [illegible] سئون نعل ہوا جوتا جو بیشتر لشکری پہنتے ہیں [illegible]

سپاہی لشکری [illegible] سرا حکومت سلطنت سیادت [illegible] قدر کے معنی ہیں
دوام و ثبت [illegible] ترقی [illegible] فیض انتہا [illegible] نہیں
عبرانی [illegible] زبان نام ہے ایک قصبہ کا جسے مدین کہتے ہیں ۵۵ درجہ ۵۴ دقیقہ
طول ۲۹ درجہ ۲ دقیقہ عرض پر واقع ہے ایلہ سے قریب اس کا طول و عرض بھی یہی ہے مدین خلیج عقبہ یعنی شاخ
بحر قلزم پر محاذی تبوک جانب پچھم واقع ہے قریب ۶ مرحلہ اس میں ایک کنواں تھا
جس سے شعیب کی لڑکیاں پانی بھرتی تھیں مدین حضرت ابراہیم کی بیٹیوں میں تھی ان کی
اولاد مدین سے تا یثرب جسے اب مدینہ کہتے ہیں آباد تھی چنانچہ مدینہ کے علاوہ ینبع
تیما و دومۃ الجندل و وادی القریٰ مدین خیبر فدک شمار ہوتی ہیں حضرت موسیٰ سے
مدین سے جنگ عظیم ہوئی تھی بالآخر حضرت موسیٰ فتحیاب ہوئے اس وقت بنی اسرائیل
نے بڑی خوشی کی غنیمت میں مال کثیر ہاتھ لگا جسے باہم مجاہدین نے تقسیم کر لیا یہ پہلی لڑائی
تھی جو بنی اسرائیل سے ہوئی تھی بحکم موسیٰ مدینہ منورہ ۶۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول ۲۵ درجہ
عرض پر واقع ہے ینبع ۶۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول ۲۵ درجہ ۳ دقیقہ عرض پر واقع ہے
مدینہ سے چار دن کی راہ پر ہے اس میں چھ دیہات آباد ہیں خیبرہ ۶۶ درجہ ۲۰ دقیقہ طول
۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض پر مدینے سے پورب آٹھ کی کوس پر تھا ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ طول ۳۰ درجہ
دقیقہ عرض پر تھا حضرت اسمٰعیل کی بیٹیوں میں تھی تبوک ۳۸ درجہ ۱۰ دقیقہ طول ۳۰ درجہ
دقیقہ عرض پر ہے ینبع بھی مضافات مدینہ ہے ۴۹ درجہ ۲ دقیقہ طول ۲۶ درجہ ۳ دقیقہ
عرض پر واقع ہے یہ قصبہ مدینہ سے قریب ہے اس میں قلعہ ہے اور خرما بکثرت ہوتا ہے
سادات حسنی وہاں رہتے ہیں اس کے قریب رضوی پہاڑ ہے مدینہ سے سات منزل
جانب شمال و مغرب ہے یہ سب علاقہ مدین میں تھا ترجمہ وہ قوم جو اندھیرے میں چلتی تھی
انہوں نے دیکھا سکان زمین تاریک پر روشنی چمکی مقصود اس سے ملک عرب ہے کہ وہاں
جہالت چھائی تھی بت پرستی ان کا دین تھا خونریزی و قزاقی ان کا شعار تھا

بلکہ ارض اسرائیل میں ہمیشہ شریعت جاری رہی بڑھایا تو نے اس قوم کو یعنی سرور اس کا زیادہ کیا تو نے تیرے سامنے خوشی کریں گے جیسا ایام بہار میں جب وہ خوشی کریں گے بتقسیم غنیمت ۔ ملک عرب جہاں برابر جہالت تھی پیغمبر خدا کے زمانہ میں اس قوم پہ نور شریعت چمکا اور ان لوگوں کو ہر طرح کا سرور حاصل ہوا اور بتقسیم غنائم حظ وافر پایا یہ سوائے زمانہ ہمارے پیغمبر کے کسی پر منطبق نہیں [illegible] ہربیتا ہگوی جس کے معنی ہیں بڑھایا تو نے اس قوم کو اس لفظ کو لحاظ کرو کہ یہی لفظ خدا نے حضرت اسمٰعیل کی نسبت استعمال کیا تھا جہاں کہا ہے کہ میں اس کو بڑھاؤں گا اور اس کو بڑی قوم کروں گا بہادو یا آد جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے البتہ وہاں صیغہ متکلم ہے اور یہاں مخاطب پس حضرت اشعیا خبر دیتے ہیں کہ اس خبر کے پورے ہونے کا زمانہ قریب آیا قسمت غنائم ایک نشان اور زیادہ کیا کہ اس کی گردن کے طوق اور کندھے کی لاٹھی اور اس کے حاکم کی چھڑی کو تو نے توڑ دیا بوقت معرکہ مدین یا مثل واقعہ مدین ۔ جو حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا تھا اس فتح کے بعد بنی اسرائیل ہمیشہ مظفر و منصور رہے یہاں تک کہ تمام ملک شام پر تسلط ہو گیا گردن کے طوق سے مقصود اوہام اور ظنون باطلہ ہیں جو بوجہ اصنام پرستی ان کو لاحق تھا اور اس کی وجہ سے تکالیف لغو و باطل جیسے قتل بنات وغیرہ اس قوم نے اپنی گردن پر لیا تھا جس سے زمان پیغمبر میں آزاد ہو گئے اور کندھے کی لاٹھی سے مراد ان کی قزاقی و بیدردی ہے کہ جس سے بھی وہ قوم ببرکت نفس قدسی ہمارے پیغمبر کے پاک و صاف ہوئے اور ان کے حاکموں کی چھڑی سے مقصود غیر لوگوں کی حکومت ہے کہ وہ اس سے بھی آزاد ہو گئی تھی اور عجب نہیں کہ مراد اس سے تسلط شیطان ہو جیسا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ شیطان جزیرۂ عرب سے نکل گیا مقصود آیت یہ ہے کہ وہ قوم جو ہمیشہ شیطان کے پھندے میں رہی اس سے آزاد ہو کے سیدھی سادی مسلمان ہو گئی۔ مدین کے معرکہ سے مقصود جنگ بدر ہے کہ اسی وقت سے ترقی اسلام ہوئی مدینہ طیبہ

مسکن حضرت شعیب اور ان کی اولاد کا تھا چنانچہ حضرت شعیب کا نام عبرانی میں یثرو تھا
اور یہ مدینہ انہیں کے نام پر آباد ہوا یثرب اب تک اس کا نام ہے واو اور بار موحدہ
بسبب قرب مخرج کے اکثر متبادل ہوتے ہیں انصار ان کی اولاد میں ہیں چونکہ ان
کی اولاد حضرت موسیٰ کے ساتھ رہتی تھی اس لئے وے بنی اسرائیل کہلاتی تھی چنانچہ انصار
اب تک اپنے کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ورنہ دراصل وے شعیب کی اولاد ہیں اس لئے حضرت
اشعیاء نے جنگ بدر کو یوم مدین سے تعبیر کیا ہے عجب نہیں کہ یوم مدین سے مقصود جنگ
خندق ہو جس کے بعد کفار کو طاقت حملہ مسلمانوں پر نہ رہی ہذیان کے اصل معنی ہیں فتنہ و فساد
اس جنگ میں کل قبائل عرب اور یہود نے باہم ہو کے فتنہ برپا کیا تھا بلکہ سب سپاہی
خون آلود ہوں گے اور لباس خون آلودہ جلکہ جل بھن جائے گا یعنی جو لڑیں گے تہ تیغ
ہوں گے جب پیدا ہوگا ہمارے لئے ایک بیٹا اور ہوگی خلافت اس کے کندھے پر جس کا
نام ہوگا پلی یوعیص ایل گبور ابی عد سر شالوم یعنی آیات متذکرہ میں جو خبر دی گئی ہے اس کا
ظہور جب ہوگا کہ ایک لڑکا انبیاء وہاں پیدا ہوگا جو خلیفہ ہوگا اور اس کے یہ اسماء ہوں گے
تشریح ایک ایک نام کی ضروری ہے [illegible] پلی اس لفظ کے معنی ہیں عجیب یعنی عجیب
آیات پیغمبر صاحب کا معجزہ ہونا تو ظاہر ہے قطع نظر اس کے آپ کی پیدائش کے وقت میں
بہت عجائبات ظاہر ہوئے تھے کسریٰ کے ایوان کے ۱۴ کنگرہ گر گئے فارس کی آگ بجھ
گئی جو مدت دراز سے افروختہ تھی کعبہ کے بت سرنگوں ہو گئے تھے عجب نہیں کہ یہ وہی پتھر
ہو جو حضرت ہاجرہ نے خواب دیکھا تھا مکاشفۂ اشعیاء میں الہد کی جگہ لام واقع ہو گیا۔
[illegible] یوعیص اس کے معنی ہیں ہادی ور لفظ ہدایت و وعظ تو آپ کا کام تھا چنانچہ
آپ معاد کی باتیں بتاتے تھے یہی آپ کی وعظ تھی بخلاف انبیاء سابق کے یعنی آپ دوزخ
سے ڈراتے تھے اور جنت کی بشارت دیتے تھے چنانچہ قرآن میں آپ کا نام بشیر و نذیر ہے
یعنی ہیں یوعیص کے [illegible] اس کے معنی ہیں قوی جو آپ کے اسماء میں سے ہے اب ہم

یہاں وہ زبور لکھ دیتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ اس زبور میں آپ کا نام ایل مرقوم ہے

מִזְמוֹר לְאָסָף אֱלֹהִים נִצָּב בַּעֲדַת־אֵל
בְּקֶרֶב אֱלֹהִים יִשְׁפֹּט׃ עַד־מָתַי תִּשְׁפְּ
טוּ עָוֶל וּפְנֵי רְשָׁעִים תִּשְׂאוּ־סֶלָה׃
שִׁפְטוּ־דַל וְיָתוֹם עָנִי וָרָשׁ הַצְדִּיקוּ׃
פַּלְּטוּ־דַל וְאֶבְיוֹן מִיַּד רְשָׁעִים הַצִּילוּ׃
לֹא יָדְעוּ וְלֹא יָבִינוּ בַּחֲשֵׁכָה יִתְ
הַלָּכוּ יִמּוֹטוּ כָּל־מוֹסְדֵי אָרֶץ׃ אֲנִי
אָמַרְתִּי אֱלֹהִים אַתֶּם וּבְנֵי עֶלְיוֹן כֻּלְּ
כֶם׃ אָכֵן כְּאָדָם תְּמוּתוּן וּכְאַחַד
הַשָּׂרִים תִּפֹּלוּ׃ קוּמָה אֱלֹהִים שָׁפְטָה
הָאָרֶץ כִּי־אַתָּה תִנְחַל בְּכָל־הַגּוֹיִם׃

مزمور لآساف ایلوہیم نِصّاب بعدت ایل بقرب ایلوہیم یشپوط ۔ عد ماتی تشپطو عاول وفنی رشاعیم تسئو سیلا ۔ شفطو دال ویاتوم عانی واراش ہصد یقو ۔ پلطو دال وابیون میدرشاعیم ہصیلو ۔ لو یادعو ولو یابینو بحشیکا یتھ لکو یموطو کل موسدی آرض ۔ انی امرتی الوہیم اتم وبنی علیون کلکم ۔ آکین کآدام تموتون وکاحد ہشاریم تفولو ۔ قومہ الوہیم شفطا ہا آرض کی آتا تنحل بکل ہگوئیم ۔

تمام لغات مزمور سمی زبور قرآن آساف سمی جماعت تصحیح دینی تفصیل اس کی اوپر گذری مقصود اس سے ہمارے پیغمبر ہیں الوہیم سمی خدا و ملائکہ نقاب سمی قائم قدرت سمی جماعت ایل سمی قوی پیغمبر کے اسماء سے ہے یشپوط اس کا مادہ شفط ہے جس کے معنی کبھی ہوتے ہیں انصاف کرنا کبھی حکومت کرنا کبھی مدد کرنا قدماتای سمی کبھی کبھی کب

نابولا یعنی ناواجبی ودال یعنی مسکین یا توم یعنی یتیم ابیون یعنی غریب راش یعنی عاجز بھیلیا
یعنی تصدیق بیشگا یعنی اندھیرا چوتو یعنی متزلزل ہوں گے تو ہیدی آرعن یعنی اساس
ارض مقصود جبال ترجمہ یہ زبور ہے حاشر خواہ نبی کے بارہ میں خدا کھڑا ہے قوی
(معبود) کی جماعت میں وہ ملائکہ کے درمیان عدالت کرے گا۔ کب تک ناواجبی فیصلہ
کروگے اور اشرار کی خوش آمد۔ مدد کرو مسکین و یتیم کے غریب و عاجز کی تصدیق کرو
چھڑاؤ مسکین و غریب کو ان کو اشرار کے ہاتھ سے بچاؤ۔ تم نہ سمجھو گے نہ خیال کرو گے
اندھیرے میں چلو گے جبال متزلزل ہوں گے ہم نے کہا تھا تم ملائکہ ہو تم سب مقرب خدا
ہو لیکن عوام کی طرح مروگے اور عوام سرداروں کی طرح گروگے۔ مستعد ہو اے لطیف
اور زمین پر حکومت کر کہ تو سب قبائل کا مالک ہوگا۔ خلاصۂ کلام حضرت داؤد یہ ہے کہ
معبود کی جماعت میں خدا معین ہے گا وہ یعنی محمد ملائکہ کے جرگہ میں عدالت کرے گا
یعنی اس کے صحابہ ملک سیرت ہوں گے اب اس وقت کے یہود کی طرف خطاب ہے
کہ تم لوگ کب تک امر ناواجب پر قائم رہو گے باوجود آیات بینات کے اپنے بیہودہ
خیال کو نہ چھوڑو گے اور بہ تبعیت اشرار سچے نبی کی تصدیق نہ کرو گے۔ مدد کرو یتیم کی
اور اس کی تصدیق کرو ہمیشہ یہود جانب دار دیگر کفار رہے اس لئے یہ خطاب ہے
اس کے بعد کہتا ہے کہ نہ سمجھو گے اندھیرے میں چلو گے قرآن جو نور ہے اس کی
پیروی نہ کرو گے تمہاری اس حرکت سے پہاڑوں کو لرزہ آئے گا کہا کہ ہم نے کہا کہ تم ملک
سیرت متبع وحی ہو قرآن کی تبعیت کرو گے مگر تم لوگ عوام الناس کی طرح مروگے
قرآن میں جابجا ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی
فضلتکم علی العالمین ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا یعنی تھوڑے نفع کے
لئے ہماری آیات کے معنی نہ بدلو۔ اس کے بعد پیغمبر کی طرف خطاب ہے کہ اے نبی
مستعد ہو اور زمین پر حکومت کر کہ تو وارث اقوام ہوگا خدا کی طرف یہ اشارہ ہو نہیں سکتا

کہ وہ ہر وقت مالک ہے اور کسی پر منطبق نہیں ہے[1] גבור گبّور کے معنی ہیں
شجاع بہادر آپ کی شجاعت اظہر من الشمس ہے علاوہ بریں جبار بھی آپ کو کہتے ہیں
אבי־עד ابی عد ترجمہ ابو القاسم ہے کیوں کہ تقسیم غنائم آپ کا کام
تھا اور نیز آپ کی شریعت دائمی تھی שר שלום سر شالوم اس کے معنی
ہیں سید اسلام آپ کے سید الاسلام ہونے میں جائے گفتگو نہیں سر شالوم کے معنی ہیں
سید السلام سلام مکہ کے اسماء سے ہے آپ کا سید مکہ ہونا مسلم ہے بعض علماء مثل
گزنیس وغیرہ کہتے ہیں کہ سر شالوم وہی شیلوہ ہے۔ اس خلافت کی ترقی اور سلامت کے
لئے انتہا نہیں داؤد کے تخت و سلطنت پر اس کی درستی اور سرسبزی کے لئے ساتھ
عدالت اور راستی کی ابد تک خدا کی ناراضی یہ کرے گی۔ یعنی آیت واضح ہیں آپ کی

---

[1] اس زبور میں آپ کی بشارت بہت واضح ہے عنوان اس کا ترجمہ ماسات ہے [illegible] کے تین معنی ہیں فصیح گویا
وماشر یعنی جو جمع و اکٹھا کرے آپ نبی بھی تھے فصیح بھی اور قبائل عرب جو مختلف وقت تھے آپ ہی کے
وقت میں اکٹھا ہو گئے تھے کلمۂ توحید میں سب شریک تھے آپ کے ساتھ جان نثاری میں ایک تھے چنانچہ آپ کا
نام ماشر تھا یہ صفت آپ کی حضرت یعقوب نے بھی بیان کی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ زبور ایسے نبی کے حق میں ہے جو
فصیح اور ماشر اقوام ہو گا اس کے بعد آپ کا نام ایل جو مراد قوی ہے مرقوم ہے کہتا ہے کہ فرشتے قوی الٰہی محمد
کی جماعت میں قائم ہوں گے یعنی اس نبی کی جماعت میں ملائکہ نازل ہوں گے چنانچہ جبرئیل پیشتر آیا کرتے تھے
اور بعض لڑائیوں میں بھی مدد کو آئے تھے جس کی حکایت قرآن میں ہے اور یہ جو کہتا ہے کہ ملائکہ کے
زمرہ میں حکومت کرے گا اس سے مراد ہے کہ ان کے ساتھ یک سیرت ہوں گے [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible] اس عبارت کے معنی اور یہی شرح اس کی ہے یہی بات [illegible]
میں ہے اس کے معنی ہیں مطابق دل [illegible] اور ترجمہ [illegible] اللّٰہ [illegible] کے معنی ہیں ملائکہ اور [illegible] کے معنی [illegible]
[illegible] کہ مطابق دل خواہ خیال ملائکہ کے حکم دے گا یعنی اس کا حکم [illegible] چنانچہ [illegible]
لینے میں [illegible] کرتے تھے [illegible] حکم دیتے تھے پھر تیسری آیت میں [illegible] سے کہتا ہے کہ مسکین یتیم کی مدد کرو
اور [illegible] یتیم ہو عاجز بیان [illegible] حضرت یتیم [illegible] اور [illegible] اور مسبب [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] ایسا یتیم جس نے دعوی نبوت کیا ہو [illegible] تصدیق کی [illegible]
[illegible] آنحضرت [illegible] ولادت [illegible] حضرت [illegible] بیان کیا [illegible]
[illegible] اسمار مذکورہ کہتے ہیں۔

شریعت ابدی ہو اور آپ رسول تھے داؤد کے تخت پر ہونا ظاہر ہے کہ خدا کی ناخوشنودی کے سبب کرے گی اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب سارہ نے ہاجر کو بلا قصور نکلوا دیا تو یہ بات جناب باری کو ناپسند ہوئی اس لئے یہ ترقیات حضرت اسمٰعیل کو عطا ہوئی۔ اب ہم اس خبر کی طرف جو حضرت یعقوب نے دی جس کو ہم لکھ چکے ہیں متوجہ ہوتے ہیں۔ شیلو کی کچھ نشان حضرت یعقوب نے بعد کی آیات میں بیان فرمایا ہے آیت

אֹסְרִי לַגֶּפֶן עִירֹה וְלַשֹּׂרֵקָה בְּנִי אֲתֹנ
וֹ כִּבֵּס בַּיַּיִן לְבֻשׁוֹ וּבְדַם עֲנָבִים
סוּתֹה : اُوسری لگیفن عیرُو وَلشوریقاہ بِنی اَتُونُو کِبیس بَیَّین لُبوشُو وُبِدَم عَنَابیم سُوتُو (ترجمہ) بندھا ہوگا انگور کی شاخ میں اس کا گدھا اور شوریقا سی اس کے گدھے کا بچہ دھوئے گا شراب میں اپنا لباس اور خون انگور سے اپنا سوت (لیجیر) گفن اس کے معنی عبرانی میں شاخ انگور ہے اور שׂרֵקָה سریقا کوئی قسم انگور ہے جو ملک شام میں ہوتا ہے عربی میں اُسے سرق کہتے ہیں یہ مقصود ہے کہ شیلو کا قبضہ ملک شام اور فارس پر ہوگا فارس کی حد تا سرحد ہندوستان تھی چنانچہ یہ ملک صحابہ کے وقت میں فتح ہو چکے تھے گفن ایک گاؤں کا نام ہے قریب طائف کے اور سوار قیہ ایک مقام ہے بین البحرین تو مقصود یہ ہوگا کہ شیلو ان مقامات کی سیر کرے گا اپنے کپڑوں کو شراب سے دھونے کا مقصود یہ ہے کہ وہ شراب کو حرام کرے گا یہ سب باتیں پیغمبر خدا کے وقت میں پوری ہوئیں اس لئے شیلو سے آنحضرت مراد ہوں گے بلکہ سلمان ابن اسحاق نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس وقت انگور ارض اسرائیل میں بہت ہوگا اور شراب سے کپڑے دھونا اس سے بھی کثرت انگور مقصود ہے یعنی اس قدر انگور ہوگا کہ شراب سے لوگ کپڑے دھوئیں یہ معنی سخت بیہودہ ہیں انگور کی کثرت تو وہاں ہمیشہ تھی اب بھی ہے اور علماء نے اس سے بھی بڑھ کر بیہودہ معنی لکھے

یوں ہے חַכְלִילִי עֵינַיִם מִיָּיִן וּלְבֶן שִׁנַּיִם
מֵחָלָב : حخلیلی عینایم مییاین ولبین شنایم میحالاب ۔ חַכְלִילִי ہے
حخلیلی کے معنی ہیں مخمور اور سیاہ عربی میں کاحل اسی مادہ سے ہے یعنی آنکھ کی ایسی گہری
ایسی آنکھ کو اکحل بھی کہتے ہیں ۔ چ ۔ لبن کے معنی ہیں سپید ترجمہ ۔ شراب سے اس کی
آنکھیں مخمور ہوں گی اور دودھ سے سفید دانت ' اس پیغمبر جلیل القدر نے شیلو کا حلیہ بھی لکھ
دیا ہے یعنی وہ اکحل العین ہوگا اور اس کے دندان نہایت چمکدار ہوں گے جیسا کہ آپ کے
حلیہ میں بیان ہوا ہے کہ آپ اکحل العینین تھے اور دانت آپ کے نور افشاں ۔ ربی سلیمان ابن
اسحاق کی تفسیر کے موافق یہ معنی ہیں البتہ مصداق ضمیر لینے میں اختلاف ہو اور شراب سے مراد
روح القدس ہے کہ وہ ایک حالت ہے جو انبیاء پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے تو
مقصود آیت یہ ہوگا کہ روح القدس سے آپ کی آنکھیں مخمور ہوں گی اور دودھ سے مراد
شریعت ہے یہ مطلب ہے کہ آپ کے دندان سفید ہوں گے یعنی آپ خنداں رہیں گے شریعت
سے یعنی بوجہ تائید شریعت یا اس وجہ سے کہ آپ کی امت حفظ شرائع میں محکم ہوگی یہودیوں
نے اس آیت کے اور معنی بھی لکھے ہیں چوں کہ وہ معانی نہایت نامعقول ہیں اس لئے میں نقل
نہیں کرتا اب میں متوجہ ہوتا ہوں دوسری پیشین گوئی کی طرف ایوب کے ۱۱ باب کی ۱۲ آیت
میں یوں ہے וְאִישׁ נָבוּב יִלָּבֵב וְעַיִר פֶּרֶא אָדָם
יִוָּלֵד : ایش نابوب یلابیب وعیر پرہ آدام یوالید (ترجمہ) مرد امی حکیم ہوگا
اور عیر سے خلیفہ بنی آدم نکلے گا عیر مدینہ کے پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ کے دکھن ہے جیسا احمد
اُحد گو پیدائش آپ کی مکہ میں تھی لیکن ترقی اسلام جو کچھ ہوئی مدینہ سے ہوئی یہاں بھی
وہی لفظ פֶּרֶא پرہ واقع ہے جس کے معنی ہیں خلیفہ : ایوب کے اس کل باب کی ہم
تفسیر کر دیتے مگر اس رسالہ میں ہم کو بہت اختصار ہے کیوں کہ معنی کہنے میں بڑا فرق پڑتا ہے ۔
تحریفات معنوی بہت سمجھتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ دوسری کتاب میں طولانی بحث کریں گے

اب ہم ایک خبر میں بحث کرتے ہیں جس میں ایک مدت سے یہود و عیسائی اور محمدیوں میں بحث چلا آتا ہے - یہود کہتے ہیں کہ کسی خاص نبی کی نسبت یہ خبر نہیں ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ خبر دی گئی ہے محمدی کہتے ہیں کہ مصداق اس کا جناب سرور کائنات سید عالم ہیں - موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب کے ۱۵ آیت میں یوں ہے - נָבִיא מִקִּרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ כָּמֹנִי יָקִים לְךָ יְהוָה —— אֱלֹהֶיךָ אֵלָיו תִּשְׁמָעוּן׃ نابی مقربخا ماحیخا کاموُنی یاقیم لخا یہوُوَا اِلُوہیخا الاو تشماعون - ترجمہ نبی تم میں سے تمہارے بھائیوں میں سے میرا سا قائم کرے گا تیرے لئے اللہ اس پر ایمان لاؤ ملبی سلیمان یرحی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے - כָּמוֹנִי שֶׁאֲנִי בְּ בְּקִרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ יָקִים לְךָ תַּחְתַּי וְכֵן מִנָּבִיא לְנָבִיא - ترجمہ جیسا میں تم میں سے تمہارے بھائیوں میں سے ہوں قائم کرے گا وہ نبی میری شریعت تمہارے لئے یوں ہی ہر نبی اس سے مستفاد ہے کہ تمثیل موسیٰ کی طرف اس باب میں ہی کہ جس طرح موسیٰ بنی اسرائیل میں سے ہیں ویسا ہی وے انبیاء بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں گے اور جس طرح موسیٰ شریعت الٰہی کو جاری کرتے تھے اسی طرح وہ بھی قائم و جاری کرے گا - اپنے مطلب پر قرینہ ۱۶ آیت سے ۲۰ تک پیش کرتے ہیں مضمون آیت یہ ہے کہ بروز اجتماع جماعت حوریب میں اللہ اپنے معبود سے یہ جو تم نے سوال کیا تھا کہ ہم پھر خدا کی آواز نہ سنیں اور ایسی آگ نہ دیکھیں تاکہ مر نہ جائیں تب خدا نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے جو انھوں نے کہا میں ان کے لئے نبی قائم کروں گا ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا اور دوں گا اپنا کلام اس کے منہ میں وہ کہہ دے گا

جو کچھ میں اسے حکم کروں گا اور جو کوئی مری بات نہ مانے گا جو وہ کہے گا میں اس سے سمجھوں گا۔ قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل حوریب پہاڑ کے گرد جمع تھے حضرت موسیٰ کے ساتھ اس پہاڑ پر برق چمکی بڑے زور شور سے آواز ہوئی اس میں عشر کلمات سنے گئے تمام حاضرین نے سنا اور اس پر ایمان لائے لیکن اس برق و رعد سے وے بہت ڈرے اور کہا کہ اس کے دیکھنے اور سننے کی ہم کو تاب نہیں اس پر یہ حکم ہوا جو لکھا گیا اس سے یہود وہ مطلب نکالتے ہیں جو اوپر گذرا ان آیات کے بعد یہ ہے کہ اگر کوئی جھوٹ دعوئی نبوت کرے تو وہ مار ڈالا جائے گا اس کو یہود حضرت عیسیٰ پر جھلاتے ہیں جو اوپر خلاصہ ہے توراۃ اور اس کی تفاسیر کا جو یہود کرتے ہیں لیکن وقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلب نہیں ہے کیوں کہ مطلب ان کا یہ ہے کہ کوئی خاص نبی مراد نہیں بلکہ جملہ انبیاء بنی اسرائیل مراد ہیں حالاں کہ ۱۵ آیت گزشتہ کی اخیر میں لکھا ہے کہ تم اس پر ایمان لانا۔ تورات پر تو وے ہمیشہ ایمان رکھتے تھے اس پر ایمان لانے کی ہدایت کی ضرورت نہ تھی جملہ انبیاء بنی اسرائیل اُسی تورات بموجب ہدایت کرتے تھے ہاں نئی شریعت کو ماننا دشوار تھا اس لئے اس کے ماننے کی ہدایت ضرور تھی اور ۱۸ آیت میں یہ لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں دوں گا وہ میرے احکام ان سے کہہ دے گا اس سے ظاہر ہے کہ کلام جو اس نبی کو دیا جائے گا اس میں احکام ہوں گے صاحب احکام و شریعت کوئی نبی بنی اسرائیل میں سوائے موسیٰ کے نہیں ہوا۔ נָבִיא אָקִים

לָהֶם מִקֶּרֶב אֲחֵיהֶם כָּמוֹךָ וְנָתַתִּי

דְבָרַי בְּפִיו וְדִבֶּר אֲלֵיהֶם אֵת כָּל

אֲשֶׁר אֲצַוֶּנּוּ: نابی اقیم لاہم مقرب اخیہم کاموخا ونا تتی دباری

یقیمو دو برالیھم ایث کل اشر اضوتو ترجمہ ان کے لئے نبی قائم کروں گا میں
ان کے بھائیوں میں سے تیرا سا اور دوں گا اپنا کلام اس کے منہ میں کہ وہ کہیگا
ان سے جو کچھ میں اس کو حکم دوں گا سورہ نجم میں اس کی طرف اشارہ ہے ما ینطق
عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذومرۃ فاستوی
ترجمہ۔ اپنے دل سے نہیں کہتا وہ تو وحی ہے جسے سکھایا ہے بڑے قوی حکم نے
تب ٹھیک ہوا یعنی خدا جو اس سے کہہ دیتا ہے وہ بیان کرتا ہے اپنے دل سے
نہیں کہتا خدا ہی کے سکھانے سے وہ بلاست ہوا ہے جیسا حضرت آدم کو کہا
علم آدم الاسماء کلھا יְצַוֶּנּוּ یصونو عبرانی میں حکم کو کہتے ہیں
צִוָּה اصونو اسی سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں میں اسے حکم دوں گا
اس فقرہ کو خیال کرنا چاہیئے کہ شریعت بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں
بمعرفت فرشتہ کی دی گئی برق ورعد سے وے خوف زدہ ہوئے اور یہ درخواست
کی کہ ہم کو اب شریعت اس طور سے نہ ملے غالباً یہ اس بنا پر رہا ہوگا کہ حضرت
ابراہیم واسحٰق ویعقوب کے بیانات سے ان کو معلوم تھا کہ ایک نبی صاحب شریعت
بنی اسمٰعیل سے ہوگا تو جب درخواست ان کی نسبت شریعت کے تھی تو عام انبیا
بنی اسرائیل اس سے مراد نہیں ہو سکتے کہ وے صاحب شریعت نہ تھے بلکہ وے
بموجب احکام توراۃ کے خود عمل کرتے تھے اور دوسروں کو ہدایت کرتے
تھے چنانچہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل علاوہ بریں اس
نبی کا یہ نشان بتایا گیا کہ وہ مثل موسیٰ ہوگا۔ یہود کا یہ کلام کہ مماثلت سے مقصود
ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا صحیح نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اسی کتاب کے
آخر میں ۱۰ آیت سے ۱۲ تک یہ لکھا ہے کہ جسے یہود تسلیم کرتے ہیں۔ عزرا نبی
نے روح القدس سے لکھا ہے וְלֹא קָם נָבִיא עוֹד בְּ

שְׂרָאֵל כְּמֹשֶׁה אֲשֶׁר יְדָעוֹ יְהוָה פָּנִים
אֶל־פָּנִים׃ לְכָל־הָאֹתֹת וְהַמּוֹפְתִים
אֲשֶׁר שְׁלָחוֹ יְהוָה לַעֲשׂוֹת בְּאֶרֶץ
מִצְרָיִם לְפַרְעֹה וּלְכָל־עֲבָדָיו וּלְכָל־אַרְ
צוֹ׃ וּלְכֹל הַיָּד הַחֲזָקָה וּלְכֹל הַמּוֹרָא
הַגָּדוֹל אֲשֶׁר עָשָׂה מֹשֶׁה לְעֵינֵי כָּל־
יִשְׂרָאֵל׃ ولو قام نابی عود بیسرائیل کموشه اشر یدعو یهوه پانیم ال
پانیم لکل هاوثوت والمُوفتیم اشر شلاحو یهوه لعشوت بارص مصرائیم لفرعو ولکل عبادو
ولکل ارصو ولکل هیّاد هحزاقا ولکل همورا هگدول اشر عاسا موشه لعینی کل
یسرائیل ترجمہ پھر موسیٰ کا سا نبی بنی اسرائیل میں قائم نہ ہوا جس پر خدا متجلی ہو
ہو علانیہ یعنی آیات و معجزات کے ساتھ جس کے ظاہر کرنے کے لئے بھیجا تھا خدا
نے اسے ملک مصر میں فرعون اور اس کے توابع کے سامنے اور اس قوت شدیدہ
کے ساتھ اور اس اعجاز عظیم کے ساتھ جو موسیٰ نے بنی اسرائیل کے سامنے کر دکھایا
ان آیات سے ظاہر ہے کہ مثیل موسیٰ سے اسی قدر مقصود نہیں ہے جو یہود کہتے
ہیں عزرا اخیر دور میں تھے وے خبر دیتے ہیں کہ موسیٰ کا سا نبی آج تک نہیں
ہوا تو وہ شخص موعود جس کا تذکرہ ۱۸ باب کی ۱۵ آیت میں ہے اب تک
نہیں ہوا بلکہ وہ بڑے معجزات و آیات کے ساتھ ہوگا میرے نزدیک یہ ایک
پیشین گوئی ہے جو حضرت عزرا نے کی ہے واو جو וְלֹא קָם נָבִיא
עוֹד בְּיִשְׂרָאֵל כְּמֹשֶׁה׃ ولو قام نابی
عود بیسرائیل کموشه میں ہے واو جو مقلوب ہے ו ההפוך اس واو کی
خاصیت یہ ہے کہ جب ماضی پر آتا ہے تو اس کے معنی مستقبل کے ہو جاتے ہیں

اور اگر مضارع پر آتا ہے تو اس کے معنی ماضی کے ہو جاتے ہیں یہ واؤ کثیر الاستعمال ہے اور یہاں ماضی پر ہے تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ نہ قائم ہوگا ابداً بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کا سا مطلب حضرت عزرا کا یہ ہے کہ نبی موعود جس کا وعدہ ۱۸ باب کی ۱۵ آیت میں ہے وہ بنی اسرائیل میں سے نہ ہوگا ایسا گمان مت کرو خصوصاً [illegible] عود کے لفظ پر لحاظ کرنا چاہئے۔ عود کے معنی ہمیشہ کے آتے ہیں مراد ہے [illegible] ہمیشہ جیسا ربی داؤد قمحی نے اپنی لغت میں لکھا ہے دونوں مقام کے ملانے سے مطلب واضح ہو گیا کہ حضرت موسیٰ نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر میرا سا بنی اسمٰعیل میں ہوگا تم اس پر ایمان لانا۔ اس پر وعید بھی ہے کہ ایمان نہ لاؤ گے تو میں سمجھوں گا باوجود اس کے مشہور ہے کہ یہود ان آیات باہرہ پر بہ تحریفات معنویہ عمل نہیں کرتے اس سے صاف ہو گیا کہ اس سے حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہیں تمثیل موسیٰ کسی پر صادق نہیں آتی سوائے محمدؐ کے۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰ نے عصا کو سانپ کر دکھایا اس طرح ہمارے پیغمبر نے سنگریزوں سے تسبیح پڑھایا جس طرح موسیٰؑ نے سمندر پھاڑا اس طرح معجزہ شق القمر ظاہر ہوا جس طرح موسیٰؑ نے بارہ چشمے پانی کے پتھر سے جاری کئے اس طرح ہمارے پیغمبر کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا تھا جس طرح حضرت موسیٰ کی دعا سے قارون زمین میں دھنس گیا تھا اس طرح سراقہ بھی حضرت کی ... پیغمبر کے بڑے حلیم تھے جس طرح موسیٰ کو ہمیشہ کفار سے بڑی لڑائی تھی ویسا آنحضرت کو بھی قتال پیش رہتا تھا اور کہاں تک لکھوں اس تمثیل کے لئے ایک رسالہ علیحدہ مرتب ہونا چاہئے احکام توراۃ و قرآن کے بہت ملتے ہیں اصول میں فرق نہیں ہے فروعات میں بسبب تبدل ادوار کے تفاوت ہوا ہے۔ احقاف میں اسی کی طرف اشارہ ہے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ترجمہ تو کہہ دیکھو تو اگر یہ خدا کی طرف سے ہو اور تم نے اس کو نہ مانا باوجودیکہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس کے مثل کے گواہی دے چکا ہے اور اس پر ایمان لایا ہے اور تم نے گھمنڈ کیا تو کیا تم ظالم نہیں ہو بلاشک خدا ظالم کو کامیاب نہیں کرتا خلاصہ اگر یہ سچے نبی ہوں اور تم نے نخوت سے ان کو نہ مانا باوجود شہادت موسیٰ تو پھر تم ظالم ہو گے اور مستحق وعید اور نسبت جھوٹے نبی کے جو آیت میں مذکور ہے وہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی کی طرف اشارہ ہے چنانچہ صحابہ نے اس آیت کی تعمیل کی اور ان کو قتل کیا اسی باب کی ۲۲ آیت میں خدا نے جھوٹے سچے نبی کی ایک شناخت بتائی ہے کہ اگر اس کی خبر مطابق واقع کے نہ ہو تو سمجھو کہ وہ نبی جھوٹا ہر پیغمبر نے جو خبریں دیں اس میں سرمو فرق نہ ہوا مقتولانِ بدر کی مقامات قتل کو بتادیا تھا اس میں ایک انگل کا تفاوت نہ ہوا آیت إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا کو لحاظ کرو اس کی بسط و شرح میں مصروف نہیں ہو سکتا ورنہ کتاب طویل ہو جائے گی پس ایسے نبی کو بموجب حکم تورات جھوٹا کہنا کفر ہے شعر

یا رب صل وسلم دائماً ابدا　　علی نبیک خیر الخلق کلهم

اب یہاں ہم ایک خبر جو حضرت موسیٰ نے اپنی موت سے پہلے دی تھی بمناسبت مقام لکھ دیتے ہیں موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۳ باب کی ۲ آیت וַיֹּאמַר יְהוָה מִסִּינַי בָּא וְזָרַח מִשֵּׂעִיר לָמוֹ הוֹפִיעַ מֵהַר פָּארָן וְאָתָה מֵרִבְבֹת קֹדֶשׁ מִימִינוֹ אֵשׁ דָּת לָמוֹ: وَیُّومِر یہْوا مِسِّینای با وْزارَح مِسِّعِیر لامو ہوفِیع مِہَر پاران وِآتا مِرِبْبوث قودِش میمِینو ایش داث لامو ۔ סִינַי سینای عربی میں اسے سینا کہتے ہیں یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے بحر احمر کی دونوں شاخ

کے مرکز میں اس علاقہ میں ایک پہاڑ ہے اُسے הר סיני ہر سینائی
کہتے ہیں عربی میں طور سینا ہر و طور کے معنی پہاڑ ہیں اس پہاڑ کی تین چوٹیاں ہیں
جو ان میں چھوٹی اور پورب اُتر کی کون پر ہے اُسے חורב خوریب کہتے
ہیں اور جنوبی حصہ اس پہاڑ کا סיני سینائی کہلاتا ہے ایک چوٹی بجانب
مغرب و جنوب واقع ہے یہ عرب میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو نبوت ہوئی تھی
اور اس پہاڑ کے پاس ایک میدان ہے جسے عبرانی میں מדבר סיני
مدبر سینائی یعنی وادی سینا اور عربی میں طویٰ کہتے ہیں ۔ הר שעיר سعیر
ایک پہاڑی ضلع ہے ایڈومیا کا جس پر حضرت عیص کی اولاد نے قبضہ کر کے
حکومت اختیار کی یہ بحر الملح کے کنارہ سے بحر احمر کی شرقی شاخ تک پھیلا ہے
اس میں ایک پہاڑ ہے اس کا نام عبرانی میں سعیر ہے اس کے شمالی حصہ کو عربی میں
جبال کہتے ہیں اور جنوبی کو شراہ یہ بھی ملک عرب میں فلسطین کی سرحد پر واقع ہے
حضرت موسیٰ نے اسی راستے شام پر حملہ چاہا تھا مگر اولاد عیص نے راہ نہ دی ۔
ترجمہ کہا (یعنی موسیٰ نے) اللہ سینا سے آیا اور چمکے گا سعیر سے اور بہت شدت
سے تجلی ہوگا کوہ فاران سے اور آئے گا مالک لڑائی سے اس کے دہنے ہاتھ میں
ہوگی ۔ اور اس کے پاس شریعت یا یہ کہ اس کے ہاتھ میں شریعت کی آگ
ہوگی ۔ فاران اس میں اتفاق ہے کہ فاران ملک عرب میں ہے خود توراۃ سے
ظاہر ہوتا ہے کہ فاران وہ مقام ہے جہاں اسمٰعیل رہتے تھے جیسا لکھا ہے
וישב במדבר פארן ۔ ترجمہ قیام کیا فاران کے بیابان
میں حضرت اسمٰعیل کو لکھا ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت اسمٰعیل مکہ میں رہتے
تھے اور بیابان ہو (پیدائش باب ۲۱ میں اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ ابراہیم نے

علی الصباح کچھ ناد وراہ ہاجرہ کو دے کر رخصت کیا وہ روانہ ہوئے اور بیر سبع کی میدان میں بھوت ہوئے وہاں پانی ختم ہو گیا تب چھوڑ دیا اس نے بیٹے کو کسی درخت کے نیچے اور ہٹ کے کچھ دور جوان کے سامنے بیٹھی ایک تیر پرتاب کے فاصلہ سے اس خیال سے کہ اس جوان کی موت کا صدمہ نہ دیکھوں اور چلا کے رونے لگی تب خدا اس جوان کی دعا کی طرف متوجہ ہوا اور فرشتہ آسمانی نے ہاجرہ کو پکار کے کہا کیا ہے ہاجرہ مت ڈر خدا نے اس جوان کی دعا قبول کی مطابق اس کی حال کے اٹھ اس جوان کو اٹھا اور اپنا احسان اس کے ساتھ محکم کر کہ اس سے بڑی قوم کے لئے قائم رکھوں گا رگوی گادول سے مراد محمد ہیں من حیث العدد تو مقصود یہ ہوا کہ اسی محمد کو پیدا کروں گا پھر فرشتہ نے ہاجرہ کی آنکھ کھول دی اور کنواں مل گیا پھر تو ہاجرہ نے مشک بھر لی اور جوان کو پلایا پھر فرشتہ اس کے ساتھ اور وہ جوان معزز ہوا اور عربیہ میں قیام کیا اور شکار دوست ہوا اس نے فاران کے میدان میں سکونت اختیار کی اب یہاں چند امور لایق بحث ہیں اول بیر سبع کون مقام ہے جہاں ہاجرہ پریشان ہوئی تھیں میرے نزدیک وہ مقام صفا مروہ ہے بیر عبرانی و عربی میں کوے و چاہ کو کہتے ہیں شبع سبع عبرانی و عربی میں سات کو چونکہ ہاجرہ صفا و مروہ کے بیچ میں سات مرتبہ دوڑی تھیں جس کے بعد زمزم کنواں ملا تو اس میدان کو خدا نے بیر سبع سے بیان کیا اب تک اہل اسلام بین الصفا والمروہ سات مرتبہ سعی کرتے ہیں۔

یہ رسم برابر قریش میں بطور یادگاری جاری ہے حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ کا حال جو کچھ ان کی اولاد سے ملے وہ موثق ہے اس سے جو دوسری قوم سے ملے ان بزرگوں کا حال مسلمانوں میں بہت بسط و شرح سے مشہور ہے یہ واقعہ یعنی ہاجرہ کا پریشان ہونا اور غلبۂ تشنگی اور نمود زمزم بین الصفا والمروہ مشہور ہے لہذا بیر سبع جو اس آیت میں مرقوم ہے اس سے مقصود بین الصفا والمروہ ہے یہود و نصاریٰ بیر سبع سے وہ مقام مراد

کرتے ہیں جو ملک شام میں واقع ہے گرنیس میں لکھا ہے کہ اس نام کے چھ سات مقام ہیں یہود و نصاریٰ سے بیرسبع کی تعیین میں غلطی ہوئی بیرسبع جو شام میں ہے وہاں متعدد کوئیں ہیں اور حضرت ہاجرہ اس میدان میں حضرت ابراہیم کے ساتھ برابر دورگشت میں رہتی تھیں وہاں ان کو پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اور پانی بھی نایاب نہ تھا ہاں بین الصفا والمروہ ایسا ہی مقام تھا جہاں پانی کے لئے انسان متوحش و پریشان ہوتا علاوہ بریں ۲۰ آیت میں مذکور ہے کہ قیام کیا مدبار میں مدبار عبرانی میں میدان کو کہتے ہیں گرنیس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ جب معرف ہوتی ہے تو اس سے مقصود عرب ہوتا ہے اور یہاں بھی معرف ہے لہذا اس کا ترجمہ ہم نے عرب کیا ہے پس سیاق کلام سے پیدا ہے کہ بعد اس واقعہ کے ہاجرہ وغیرہ نے قیام عرب میں کیا پس بیرسبع کو ملک شام میں نہیں ہونا چاہیے بلکہ عرب میں اور عرب میں کوئی مقام اس نام سے مشہور نہیں ہے اسی کے بعد مذکور ہے کہ اس نے فاران کے میدان میں سکونت اختیار کی ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ فاران میدان مکہ ہے جہاں حضرت اسمٰعیل رہتے تھے حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ کا مزار بھی مکہ معظمہ میں حطیم کے قریب ہے لہذا فاران جہاں حضرت اسمٰعیل رہتے تھے سوائے مکہ معظمہ کے دوسرا مقام نہیں ہو سکتا اس مقام سے حضرت اسمٰعیل کی نبوت بخوبی ثابت ہے ربی سلومویرحی نے حضرت ہاجرہ کی نبوت تسلیم کی ہے ایک فاران اور بھی ہے جو اندومیا اور فلسطین کی سرحد پر واقع ہے بلکہ بعض نے اسے فلسطین میں داخل کیا ہے کچھ حصہ اس کا ضرور فلسطین میں ہے پھر جب بڑھی تو ان کی اولاد حجاز سے شام تک بسی و مسکن گزین ہوئی چنانچہ موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۲۵ باب میں لکھا ہے وہ حویلہ سے شور تک آباد ہوئے حویلہ ایک شہر کا نام ہے جسے حویلہ ابن یقطان نے آباد کیا ہے یقطان کے چند بیٹے تھے منجملہ ان کے حویلہ و شبا و حضرموت

اُن کے نام سے شہر میں آباد تھی۔ حصرماوث جسے اب حضرموت کہتے ہیں وہ ۱۴ درجہ
۴۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور شبا کو اب سبا کہتے ہیں یہ سب سلطنتیں یمن میں واقع
تھیں کسی زمانہ میں سلطنت یمن بہت وسیع و پر زور تھی۔ سُوریہ نام ہے شام کا عربی
میں اس کو سوریہ کہتے ہیں جیسے سیریہ نام یونانی نکلا ہے جو بلیہ و شور کے بیچ میں
علاقہ حجاز و مدین ہیں لہذا یہیں فاران کو بھی ہونا چاہیے اس میں شبہ نہیں کہ
حضرت موسیٰ عربستان میں پھرا کرتے تھے۔ موسیٰ کی تیسری کتاب کے ۱۰ باب کے
۱۲ آیت میں یوں لکھا ہے ויִשְׁכֹּן הֶעָנָן בְּמִדְבַּר פָּארָן
وَیشکُون ہعانان بِمدبر پاران ترجمہ وہ ابر فاران کے میدان میں ٹھہر گیا جب حضرت
موسیٰ چلتے تھے ان کے ساتھ ابر چلتا تھا جہاں وہ ٹھہر جاتا تھا حضرت موسیٰ وہاں
قیام کرتے تھے چنانچہ وہ ابر فاران میں ٹھہر گیا اور حضرت موسیٰ نے وہاں قیام کیا
یہ مقام کچھ مختصر تھا کہ وہ ایک جگہ اطمینان کی تھی بہت عرب ان کے ساتھ تھے اور وہ
حرم بھی تھا۔ یہ امر لائق لحاظ کے ہے کہ جس فاران میں ابر ٹھہر گیا اور وہاں حضرت
موسیٰ نے قیام کیا کون مقام تھا وہ فاران جو ملک شام میں خواہ سرحد شام پر ہے۔
ہو نہیں سکتا کیوں کہ حضرت موسیٰ ملک شام میں گئے نہیں جب حضرت موسیٰ نے ایدومیا
کی راہ سے شام پر چلا جانا تو وہاں کے رئیس نے راہ نہ دی اور بلا مجبور ایدومیا کے
فاران میں پہنچنا دشوار۔ لہذا وہ فاران مراد نہیں ہو سکتا پھر موسیٰ کی منازل جو ان
کی تیسری کتاب باب ۳۳ میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران جہاں
موسیٰ نے قیام کیا وہ علاقہ حجاز میں تھا کیوں کہ جب انھوں نے میدان سینا سے
کوچ کیا تو قبروث میں مقام ہوا پھر وہاں سے کوچ کر کے حصیروث میں مقام
ہوا جہاں مریم کو بوجہ بے ادبی موسیٰ برص ہو گیا گریفنس میں لکھا ہے کہ یہ مقام ازیبا
پیٹرا میں واقع ہے اور حصیروث سے کوچ کر کے رِثما میں خیمہ زن ہوئے اور یہ تھا

سے کوچ کرکے رتموں میں قیام کیا پھر وہاں سے کوچ کرکے لبنا میں قیام کیا لبنا کو
لبن ہے جو حدود حرم سے ہے الغرض اس روانگی میں حرکت لشکریان موسیٰ کی سینا
سے جو نا معلوم ہوتی لبن تک جو حدود حرم سے ہے پہونچے لبنا کو کروڈن میں
لکھا ہے کہ ایک شہر کا نام ہے یہودیہ میں یعنی جہاں بیت المقدس ہے یہ مراد نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ شام میں گئے نہیں جیسا توراۃ سے ثابت ہو دوسرا
مقام اسی قدر بیان کیا کہ جہاں حضرت موسیٰ نے قیام کیا تھا یہ دوسرا مقام یہی ہے
جو حدود حرم سے ہے اس سفرنامہ میں یعنی موسیٰ کی کتاب مذکور بالا میں منازل موسیٰ
میں لبن شمار ہوا اور دوسرے مقامات میں فاران مذکور ہے اس سے کہا جاتا
ہے کہ فاران وہی لبن ہے یہ سفر خروج مصر کی دوسری سال میں ہوا تھا اس کوچ
کی تفصیل ہم آگے لکھیں گے جس سے صاف ہو جائے گا کہ فاران حجاز و مکہ معظمہ
ہے پھر وہیں سے جاسوس ملک شام میں روانہ کیا اسی کتاب کے ۱۳ باب کی
۲۶ آیت میں یوں لکھا ہے ויבאו אל־משה ואל־
אהרן ואל כל עדת בני ישראל אל־מ
דבר פארן קדשה ویّابو اِلْ موشِہ وِاَلْ اَہروُن وِاَلْ کُلْ عَدَتْ
بنی اسرائیل اِلْ مِدبَر پاران قادِیشہ ترجمہ آئے (یعنی جاسوس) موسیٰ اور ہارون اور
ہر جماعت بنی اسرائیل کے پاس میدان فاران میں جو مقدس ہے بعد وفات شمویل نبی
حضرت داؤد بخوف شاؤل خلیفہ و بادشاہ بنی اسرائیل جسے عربی میں طالوت کہتے ہیں
فاران میں چلے گئے اور چندے وہاں قیام کیا ان کے ساتھ کسی قدر فوج بھی تھی۔ لہٰذا
ایک مقام پر نہیں رہتے تھے اور اکثر مال دار و اہل دول کی ڈاکو و چوروں سے
نگہبانی کرتے تھے اس لئے ان سے نفع بھی ہوتا تھا ایک معاملہ وہاں بمقام کرمل
آیا کہ وہاں ایک شخص نابال نامی بڑا مال دار تھا اور اس کی حفاظت حضرت داؤد

(وہاں) ان کے ساتھی کیا کرتے تھے زکوٰۃ مانگا وہ بہت بگڑا اور کہا میں تو داؤد کو نہیں جانتا کون شخص ہے اس خشک جواب سے حضرت داؤد نے اس پر حملہ کیا مگر اس کی جورو جس کا نام ابی جایل تھا حاضر ہو کر بہت معذرت کی اور زکوٰۃ ادا کیا کہ حضرت داؤد خونریزی سے باز آئے اور واپس گئے مگر اسی حوالی میں گشت و دورہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد مرجانے نابال کے پیام بھیج کر حضرت داؤد نے ابی جائل سے نکاح کیا۔ سموئیل کی پہلی کتاب کے ۲۵ باب کو دیکھنا چاہئے یہاں چند باتوں پر نظر ڈالنا مناسب ہے نابال کے جواب سے کہ میں داؤد کو نہیں جانتا صاف ظاہر ہے کہ نابال ملک شام کا رہنے والا نہ تھا کیوں کہ اس خطہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو داؤد کو نہ پہچانے کیوں کہ وے خلیفہ خدا تھے اور بادشاہ وقت کے داماد اور لڑنے میں بے مثل تھے اور ہمیشہ جدال و قتال میں رہا کرتے تھے لیکن نابال ملک غیر کا رئیس تھا وہ ان کو نہیں جانتا تھا اور کرمل جہاں وہ رہتا تھا ایک مقام ہے جو طے کے دونوں پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہے یعنی اجا و سلمیٰ کے بیچ میں وہ نیشا کی اولاد کا مسکن ہے جو حضرت اسمٰعیل کے بیٹوں میں تھے۔ حاتم طائی اسی جوار کا تھا ایک مقام اسی نام کا ملک شام میں تھا لیکن وہ یہاں مراد نہیں ہو سکتا وہ نابال کی جواب سے منطبق نہیں علاوہ بریں اس کرمل کو حوالی فاران میں ہونا چاہیے کیوں کہ حضرت داؤد نے اس گشت کی حکایت زبور میں بھی کی ہے שכנתי עם אהלי קדר شاخنتی عم آہو قیدار ٹھہرا میں قیدار کی خیموں میں قیدار حضرت اسمٰعیل کے بیٹوں میں تھے ان کی اولاد حوالی مکہ میں رہتے تھے چنانچہ ہمارے پیغمبر قیدار میں تھے اور بنی اسمٰعیل خیموں میں رہتے تھے جب جہاں چراگاہ ہوتی تھی جا رہتے تھے اس قصہ سے بھی ثابت ہے کہ فاران ملک عرب بلکہ حجاز میں واقع ہے علاوہ بریں نمرود نے قوم جودی کو جو حوران و جبل شراہ میں کوفہ تک حکومت رکھتے تھے قتل کیا تا تخلیانی

فاران اس کا ذکر پیدائش کے باب ۱۴ میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب
غرض وہ عملیقستان فاران میں پہنچا بوجہ عظمت مکہ معظمہ کے خونریزی سے دست کش ہو کے
لوٹ گیا علاوہ بریں حضرت داؤد نے بنی عیص کو جو کوہ شعیر اور اس کی حوالی میں
رہتے تھے کہ وہ ایک قطعہ عربستان کا ہے متصل شام قتل عام کیا اور وہاں ۶ مہینے
ٹھیرے رہے اس وقت شاہزادگان بنی عیص سے ہدد نامی ایک شخص معہ چند
اشخاص کے جو اس کی قوم کے تھے بھاگ کر مدین میں گئے اور وہاں سے فاران جا کر
کچھ لوگ ساتھ لے کر مصر چلا گیا وہاں فرعون نے اسے پناہ دی۔ سلاطین اول باب ۱۱
کو دیکھو اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ہدد بخوف داؤد بھاگا تھا شام میں تو وہ پناہ
نہیں لے سکتا تھا اور حوالی اردن سے تا کوفہ بلکہ کچھ دور تک اس کے جنوب تو میں
رہتی تھیں وہ سب داؤد کے حکم سے باہر نہیں وہاں پناہ نہ لے سکا تب وہ مدین
گیا جو علاقہ حجاز تھا لیکن مدین کے لوگ ایسے نہ تھے جو داؤد کے حملہ کو روک سکتے
تب وہ مکہ معظمہ میں گئے ہوں گے وہ جگہ حملہ سے محفوظ تھی لیکن اس وادی غیر ذی زرع
میں قیام نہیں کر سکتے تھے تو انہیں کی مدد سے مصر گئے تو اس سے مستنبط ہوتا ہے
کہ فاران یہی مقام ہے لیکن کل حجاز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جب מִדְבַּר
פָּארָן مدبر فاران یعنی میدان فاران بولتے ہیں تو اس سے مراد ملک حجاز ہوتا ہے اور
הַר פָּארָן ہر فاران یعنی جبل فاران سے مکہ معظمہ اور קָדֵשׁ בַּרְנֵעַ
قادیش برنیع بھی اس کو کہا ہے اور کبھی صرف قادیش گو اس نام کا ایک
گاؤں اور قریب ملک شام کے واقع ہے جہاں حضرت مریم خواہر موسیٰ کا انتقال
ہوا مکہ معظمہ کو توراۃ میں بلفظ חָרְמָה حُرمَا بیان کیا ہے حرما زبان
عبرانی میں وقف کو کہتے ہیں چونکہ وہ مسجد حضرت آدم کی تھی اس کی جیسی کوئی
مسجد ہی نہ تھی اس لئے بلفظ حُرما مشہور ہوئی اب بھی حرم کہلاتی ہے یعنی

اس میں سوائے عبادت کے سب بات حرام ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ خدا بھی اس کو کہتا ہے سب کے واسطے موضوع تھا یعنی وقف تھا جو شان ہے مسجد کی اور دوسرا ایک شہر اس نام کا سرحد شام پر واقع ہے اس حرما کی آبادی اس وقت ہوئی ہے جب حضرت موسیٰ نے قوم کنعانی پر جو دریائے اردن کے اس پار تھی فتح پائی موسیٰ کی ۴ کتاب کا ۲۱ باب دیکھو اور اس حرما کا ذکر قبل فتح کے ہے اب ہم ایک واقعہ لکھتے ہیں جس سے بہت سے مقامات کی تصریح ہو جائے گی ورنہ یہود و نصاریٰ جو کتب سابقہ سے خوب واقف ہوتے ہیں عند المباحثہ مغالطہ دیں گے سال دوم ماہ دوم تاریخ بستم کو بنی اسرائیل نے میدان سینا سے بموجب فرمان الٰہی کوچ کیا یہ ان کا وہاں سے پہلا کوچ تھا تین دن تک وے چلتے رہے لیکن کوئی مقام قیام کے لئے نہ ملا بصعوبت سفر کے کلمات شکایت ان کی زبان پر جاری ہوئے کہ یکایک لشکر میں آگ لگ گئی پھر وہ حضرت موسیٰ کی کوشش و تدبیر سے گل ہوئی اس لئے اس مقام کا نام تبعیرا یعنی سوختہ ہوا بعد ازیں غذا کے لئے ان کو صرف من ملتا تھا ایک غذا کی تکرار سے ان کے طبائع کارہ ہوئے گوشت کی درخواست کی خدا کی قدرت سے دریائی بٹیریں بہت کثرت سے سمندر کی جانب سے گریں اور وے بے احتیاطی سے کھانے لگے اس سے بہت لوگ مر گئے تو اس مقام کا نام קִבְרוֹת הַתַּאֲוָה قبروت ہتاوا یعنی قبور الشہوۃ رکھا پھر اس مقام سے کوچ کر کے חֲצֵרוֹת حضیروث میں پہنچے وہاں حضرت مریم کو برص ہو گیا تا صحت ان کے وہاں قیام رہا پھر اس مقام سے کوچ کر کے میدان فاران میں یعنی ملک حجاز میں پہنچے پھر جب قادیش بینی کو منظر میں داخل ہوئے وہ ابر جو ان کے ساتھ چلتا تھا ٹھہر گیا تو بنی اسرائیل نے وہاں قیام کیا اور وہاں سے بارہ آدمی جاسوسی کے لئے ملک شام روانہ کئے یہ لوگ شہر حبرون تک جو اب خلیل کہلاتا ہے اور نہر اشکول تک

پورے جیسے، وہاں تک گئے اور چالیسویں دن فاران میں بمقام قادیش واپس آئے اور اپنی قوم میں اس ملک کی خوبیاں بیان کیں لیکن وہاں کی قوت و اطمینان و دلیری ایسی بیان کیا جس سے ساری قوم بنی اسرائیل خائف و بددل ہو گئی اور قصد کیا کہ کسی کو سردار کر کے ملک مصر میں لوٹ جائیں شام کا جانا مناسب نہیں لیکن موسیٰ کی تدابیر سے ٹھہر گئے پھر اُن کو حکم ہوا کہ تم بحر احمر کی راہ سے شام کو روانہ ہو لیکن وے آمادہ نہ ہوئے تب موسیٰ نے اُنھیں بہت ڈرایا اس سے وہ نہایت غمگین ہوئے اور شام کی روانگی کا اہتمام کیا لیکن دوسری راہ سے جدھر جبارین رہتے تھے حضرت موسیٰ نے بہت منع کیا مگر وے کب سنتے تھے نہ مانا روانہ ہوئے لیکن حضرت موسیٰ اور ہارون اور جو لوگ اُن کی رائے میں تھے وہیں رہے جب وہ لوگ سرحد جبارین میں پہنچے تو وہ مور و ملخ کی طرح گر پڑے اور تا حرما اُن کو قتل کرتی ہوئی اُن کا تعاقب کیا۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۰ باب سے ۱۴ باب تک کا انتخاب ہے پھر موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۲۰ باب میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل پہلے مہینے میں صین کے میدان میں جو ۳۰ درجہ ۳۵ دقیقہ عرض اور ۳۵ درجہ ۲۵ دقیقہ طول پر واقع ہے پہنچے اور بمقام قادیش ٹھہرے وہیں مریم کا انتقال ہو گیا (یہاں مہینہ تو لکھا ہے لیکن سال کا کچھ ذکر نہیں یہ قادیش دوسرا ہے جو میدان صین کے حاشیہ پر ۳۰ درجہ ۴۵ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۲۴ دقیقہ طول پر واقع ہے اور وہ قادیش میدان فاران میں ہے اسی مقام میں حضرت موسیٰ نے پتھر سے پانی نکالا تھا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائیل کو جبارین کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو وے حسب مرضی موسیٰ بحر احمر کی راہ سے روانہ ہوئے اور مقام قادیش تک پہونچے) پھر موسیٰ نے مقام قادیش سے جو بنی عیص کی سرحد پر تھا جو جبل غیرا اور اس کے حوالی میں سرحد شام میں سکونت رکھتے تھے پیام بھیجا کہ ہم تمھاری ریاست سے عبور کریں گے

کچھ تم کو ضرر نہ پہنچے گا لیکن اُنھوں نے قبول نہ کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے کوہ ہور پر پہنچے جو بنی عیص کے جنوبی سرحد ۳۰ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۲۵ دقیقہ طول پر واقع ہے وہیں حضرت ہارون نے وفات پائی عربی میں اُسے جبل ہارون کہتے ہیں اور اس اطراف میں کنعانیوں سے اور بنی اسرائیل سے دو ایک لڑائی ہوئی بالآخر بنی اسرائیل نے فتح پائی اور اس اطراف کو خوب لوٹا اس لئے اس مقام کا نام حرما ہوا کیوں کہ حرما کے معنی ہیں لوٹ لاب وہاں سے بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اوبوث میں پہنچے اور وہاں سے عجی میں اور وہاں سے نہر زارد پر (یہ ندی دریائے اردن کے پورب واقع ہے جسے نہر وب بھی کہتے ہیں) پھر وہاں سے کوچ کر کے دریائے ارنون کے کنارے پہنچے جو قوم اموری کی سرحد پر واقع ہے یہی دریا بنی لوط اور قوم اموری کی حد تھی مطابق واقعات گزشتہ کے حضرت موسیٰ نے اپنے خطبہ میں جو انھوں نے بعد فتح حسبان کے کہا تھا بیان کیا ہے جس کا ذکر موسیٰ کی پانچویں کتاب کے پہلے سے شروع ہوا ہے اس کو ہم ذکر کرتے ہیں ''اللہ ہمارے معبود نے ہم سے حوریب میں فرمایا کہ قیام تمھارا اس پہاڑ میں بہت ہوا اب کوچ کرو اور اموری کے پہاڑ پر ہر طرف سے حملہ کرو تا دریائی فرات اس پر قبضہ کر لو تب میں نے کہا کہ مجھ سے تنہا یہ مہم انجام ہو نہیں سکتی قوم کی کثرت سے مناسب یہ ہے کہ سردار یہاں مقرر ہوں (الغرض مقصود حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ جب حملہ کا حکم ہے تو لشکر مطابق قواعد جنگ کے مرتب کی جائے ایسا ہی حضرت شعیب نے ان کو صلاح دی تھی لیکن چوں کہ وہ مقام محفوظ نہ تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے ملک مقطر میں جانے کا تہیہ کیا جس کا ذکر ۱۹ آیت سے شروع ہے) پھر کوچ کیا ہم نے حوریب سے اور طے کیا اس تمامی بڑے بیابان ہیبت ناک کو جسے تم نے معائنہ کیا کوہ اموری کی راہ سے اور پہنچے قادیش برنیع تک (یعنی کہ مقطر

جب لشکر وہاں مرتب ہوا سرداران لشکر و عدالت منتخب ہو لئے، تب ہم نے ملک شام پر حملہ کا حکم دیا اُس وقت تم لوگوں نے یہ کہا کہ اوّلاً چند اشخاص بطور جاسوسی وہاں روانہ ہوں تا بعد دریافت حال بطور مناسب چڑھائی کی جائے چنانچہ یہ بات ہم کو پسند ہوئی اور اشخاص جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے اور روے دریائے اشکول تک گئے اور واپس آکے وہاں کی خوبیاں بیان کیں لیکن تم لوگوں نے حملہ کرنے سے انکار کیا کتنا ہی ہم نے سمجھایا مگر تم لوگوں نے نہ مانا بالآخر ہم نے تم کو حکم دیا کہ تم لوگ بحر احمر کی راہ سے روانہ ہو رہو بھی اُن لوگوں نے نہ مانا لیکن جب موسیٰ نے اُن کو تنبیہ بد سے آگاہ کیا، تب لوگوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی اب ہم چڑھائی کریں گے اور لڑیں گے (لیکن وہ لوگ جس راہ سے تجویز تھی حملہ کو آمادہ نہ ہوئے بلکہ دوسری راہ سے) پھر کتنا ہی ہم نے تم لوگوں کو منع کیا۔ تم لوگوں نے نہ مانا پھر تو قوم اموری تم پر ٹوٹ پڑی اور کوہ شراہ سے حرما تک قتل کیا۔ پھر قادیش میں مدت تک مقیم رہے بعد ازیں بحر احمر کی راہ ہم نے کوچ کیا جیسا تجویز تھی اور کوہ شراہ کی گرد رہے مدت تک تب خدا نے حکم دیا کہ پہاڑ کو گھیرے بہت دن ہوئے۔ اب بجانب شمال متوجہ ہو لیکن بنی عیص سے جو کوہ شراہ میں رہتے تھے احتیاط کرنا اُن کو کچھ گزند نہ پہنچے۔ پھر بیان کیا ہے کہ ہم گزرے سرحد بنی عیص سے عرب کی راہ سے ایلہ اور عصیون ہو کے پھر نہر زارد کو اُتر گئے۔ قادیش برنیع سے تا عبور نہر زارد ۳۸ برس گزرا تھا۔ مقصود ہمارا حکایت مرقومہ سے اسی قدر ہے کہ کوہ سینا جہاں حضرت موسیٰ نے مصر سے آکے قیام کیا تھا اور وہیں اوّلاً اُن کو تجلی ہوئی تھی۔ ملک شام سے بہت قریب تھا ۲۸ درجہ عرض سے کا شمار شروع ہے خود بیت المقدس ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے کوہ سینا سے ایک درجہ کا فاصلہ بھی نہیں ہے حملہ وہاں سے کچھ دشوار نہ تھا لیکن اُس وقت تک فوج آراستہ نہ تھی اُس کا آراستہ کرنا ضرور تھا جس کے لئے مقام محفوظ مطلوب تھا اور کوہ سینا جو متصل مدین کے واقع ہے جہاں حضرت شعیب کا مسکن تھا حضرت موسیٰ جن کی بکریاں چرایا کرتے تھے

اور نیز وہ مقام محفوظ نہ تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے وہاں رہنا مناسب نہ سمجھا پس وہاں سے کوچ کرکے دشتِ فاران میں قادیش میں جو مقام محفوظ تھا قیام کیا۔ اگرچہ پیش لشکر کے تجربہ کار کرنے کے لئے جا بجا پھرتے تھے لیکن قیام وہیں رہتا تھا یہ علاقہ حجاز معلوم ہوتا ہے جہاں بنی اسمٰعیل بستے تھے جو اہل مدین اور حضرت موسیٰ کے یک جدی تھے۔ اس خصوصیت سے اور نیز اس وجہ سے کہ حرم تھا حضرت موسیٰ نے وہاں رہنا اختیار کیا۔ وہاں جاسوس ملک شام سے چالیس دن میں واپس آ گئے تھے تو وہ دوسرا قادیش جو سرحد شام کے قریب ہو نہیں سکتا۔ ان مقامات کے ذریعے سے یہود اکثر مغالطہ دیا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مختصر بیان ان کا ضرور تھا שֵׂעִיר سعیر یہ پہاڑ و ریاست کا نام ہے جہاں عیص کی اولاد رہتی تھی وہیں جبل شراہ واقع ہے۔ اب ہم فاران میں کچھ اور بحث کرتے ہیں گو طویل ہے لیکن خالی از نفع نہیں ہے۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۳ باب میں لکھا ہے

וַיְדַבֵּר יְהוָה אֶל-מֹשֶׁה לֵּאמֹר ۔ وَیدبّیر یہوا
ال موشیہ لیمور۔ خدا نے موسیٰ سے یوں کہا שְׁלַח-לְךָ אֲנָשִׁים
וְיָתֻרוּ אֶת-אֶרֶץ כְּנַעַן אֲשֶׁר-אֲנִי נֹתֵן
לִבְנֵי יִשְׂרָאֵל אִישׁ אֶחָד אִישׁ אֶחָד לְמַטֵּה
אֲבֹתָיו תִּשְׁלָחוּ כֹּל נָשִׂיא בָ
הֶם׃ -

شِلَحْ لِکَا اَنا شیم وِیَاتُرو اِت اِرِض کنعان اَشیر اَنِی نوتن لبنی اسرائیل اِیش اِحَاد لِمَطّہ اَبوتا و تشلاحو کُل ناسی باہم۔ لغت شِلَحْ اس مادہ کے معنی ہیں ارسال روانہ کرنا یہاں صیغہ امر ہے یاترو اس مادہ کے معنی ہیں گھومنا گشت کرنا پھر جاسوسی کرنا جو یہاں مقصود ہے اس کے معنی تلاش و جستجو ہی آتے ہیں مطّہ بمعنی خاندان ترجمہ کچھ لوگ اپنی تجویز سے جاسوسی کے واسطے ملک کنعان میں روانہ کر جسے ہم بنی اسرائیل کو دیں گے

ایک ایک مرد ہر خاندان سے جو سردار ہو بھیج ׃ וַיִּשְׁלַח אֹתָם מֹשֶׁה מִמִּדְבַּר פָּארָן עַל־פִּי יְהוָה כֻּלָּם אֲנָשִׁים רָאשֵׁי בְנֵי־יִשְׂרָאֵל הֵמָּה׃

ویشلح اوثام موشہ ممدبر پاران عل پی یہوا کلام اناشیم راشی بنی یسرائیل ہیما

(ترجمہ) تب روانہ کیا اُن کو موسیٰ نے دشت فاران سے مطابق حکم خدا کے سب کے سب سرداران بنی اسرائیل تھے۔ اس کے بعد ۱۶ آیت تک تفصیل اُن سرداروں کی ہے جن کو موسیٰ نے جاسوسی کے لئے روانہ کیا تھا۔ الغرض موسیٰ نے دشت فاران سے ملک شام کی جاسوسی کے واسطے کچھ لوگ روانہ کئے تھے۔ یہ وہی فاران ہے جس کا ذکر باب گزشتہ کی اخیر آیت میں ہے کہ بنی اسرائیل نے حصیروث سے کوچ کرکے دشت فاران میں خیمہ ڈالا مطابق اس کے جا بجا مذکور ہے۔ واضح ہو کہ منازل موسیٰ جو کتاب میں ثبت ہیں وہ ہے مقامات ہیں جہاں انہوں نے چند روز قیام کیا ہے بیچ کے منازل و مدت قیام کا کچھ ذکر نہیں۔

וַיָּתֻרוּ אֶת־הָאָרֶץ מִמִּדְבַּר־צִן עַד־רְחֹב לְבֹא חֲמָת׃ ویتروات ہاآرص ممدبر صن عد رحوب لبو حمات

(ترجمہ) پھر تو جستجو کی اُن ملک کے دشت صین سے روحوب تک بجانب حماۃ یعنی حماۃ تک لکھا ہے کہ یہ مقام فلسطین کے دکھن طرف ہے۔ نقشہ میں اندو میا سی ہی دکھن ہے طول و عرض مرقومہ بالا سے بھی ایسا ہی پیدا ہے۔ قاموس میں اس نام کے دو مقام لکھے ہیں ایک یہی اور دوسرا کوفہ کے پاس یہ دونوں مقام سرحد شام پر واقع ہیں اور روحوب ارض کنعان کی شمالی حد پر کوہ لبنان کے پاس واقع ہے اور وہیں حماۃ بھی۔ الغرض جو آمیس مرسلہ نے ملک شام کو جنوب سے شمال تک بالکل دیکھا۔ اس کے بعد ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہوئے جاسوس دکن کو لوٹے اور حبرون تک آئے جو ۳۱ درجہ ۳۲ دقیقہ عرض و ۳۵ درجہ ۹ دقیقہ طول پر واقع ہے اور وہاں اشکول ندی تک پہنچے جہاں سے خوشہ انگور کا

نا بلا نجیر توڑ لئے عرض اشکول ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ طول ۳۴ درجہ ۲۳ دقیقہ ہے

וַיָּשֻׁבוּ מִתּוּר הָאָרֶץ מִקֵּץ אַרְבָּעִים
יוֹם׃ וַיֵּלְכוּ וַיָּבֹאוּ אֶל־מֹשֶׁה וְאֶל־אַהֲרֹן
וְאֶל־כָּל־עֲדַת בְּנֵי־יִשְׂרָאֵל אֶל־מִדְבַּר
פָּארָן קָדֵשָׁה׃

وَیّا شُبُو مِتُور ہا آریص مِقیص اَرْبا عیم یوم : وَیّلْخُو وَیّابُو اِل موشہ وِاِل اہرون وِاِل کُل عدت بنی اسرائیل اِل مدبر پاران قادیشا (ترجمہ) تب لوٹے جاسوس ملک سے چالیس دن کے عرصہ میں یعنی چلے و پہونچے موسیٰ و ہارون کل جماعت بنی اسرائیل کی پاس دشت فاران میں جو مقدس ہے بیان گزشتہ سے معلوم ہوا کہ جاسوس دشت فاران سے روانہ ہوئے تھے پھر وہیں لوٹ کر آئے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ وے جنوبی حد شام سے شمالی حد تک جا کے لوٹے تو حبرون بلکہ نہر اشکول پر جو بیت المقدس سے سمت دکھن ہے پہونچے اور بعد فراغ جاسوسی چالیس دن میں دشت فاران میں پہونچے اس سے پیدا ہوا کہ فاران جنوبی حد شام سے قریب چار سو کوس کے ہے۔ اسی قدر مسافت مکہ معظمہ سے تا سرحد جنوبی شام ہے کیونکہ مکہ ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور نہر اشکول ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر تو فاصلہ درمیانی ۱۰ درجہ ہوا اور ایک درجہ ۶۹ میل ہوتا ہے بحساب میل انگریزی۔ اس حساب سے فاصلہ درمیانی ۳۴۵ کوس ہوا۔ جسے آدمی متوسط ۴۰ دن میں بسہولت طے کر سکتا ہے اور دوسرا فاران جس کا عرض ۳۱ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے اور طول ۴۵ درجہ ہے نہر اشکول سے قریب ہے مراد ہو نہیں سکتا اور اگر کہیں کہ یہ مدت جاسوسی کا بیان ہے یعنی چالیس دن میں جاسوسی سے فراغت ہوئی جیسا شلومو یہودی کہتا ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ ملک شام شمالاً جنوباً چار سو کوس ہے متوسط آدمی دن بھر میں دس کوس چلتا ہے اس حساب سے چالیس دن میں تو صرف پہنچیں گے جب

...تک دریا یا زابا ۴۰ دن ہوگئے ہیں لہٰذا بیان ہو کہ نہر اشکول سے فاران تک ...یں دنوں میں پہنچے مقصود ہمارا یہ ہو کہ وہ فاران دوسرا ہو جو فلسطین سے دکھن قریب ...واقع ہو وہ مراد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہی فاران مراد ہو جو مسکن حضرت اسمٰعیل کا تھا یعنی ...۔ واضح ہو کہ ولایت روم جسے اب ایشائی روم خواہ ترکستان کہتے ہیں وہ قطعۂ زمین ...جس کے پورب ایران اور پچھم بحر فرنگ جسے انگریز میڈی ٹرینین سی کہتے ہیں واقع ...اور اوتر بحر اسود اور دکھن علاقہ عرب ہو یہ ملک ۳۰ درجہ عرض سے ۴۲ درجہ تک اور ...درجہ طول سے ۴۰ درجہ تک آباد ہو پس عرض اس کا ۱۲ درجہ ہو اور طول ۲۲ درجہ تو ...حساب سے یہ ملک پورب پچھم ۵۵۰ کوس ہوا اور اوتر دکھن ۲۴۰ کوس بحساب جغرافیہ ...عرب اسی سرزمین میں حضرت آدم پیدا ہوئے۔ اسی ملک کو خدا نے جنت سے تعبیر ...کیا ہے دجلہ فرات وجیحان دریا میں اسی ملک میں جاری ہیں جو حسب بیان تورات ...وہی جنت کے لئے جاری ہوئیں دجلہ وفرات مشہور ہیں جیحان شام کو روم سے جدا کرتا ہے ...اس کا عبری نام گیحون ہے چونکہ تورات میں اس کا بہنا سرزمین کوش میں بیان ہوا ہے اور ...کوش نام ہے حام کے بیٹے کا جس کی اولاد سے حبش و زنگ وغیرہ بلاد سودان آباد ہے۔ ...اس لئے اس دریا کی تعیین میں یہود کو اختلاف ہے کوئی بات قرینہ کی کہتے نہیں جسے نقل کریں ...مشہور ہے کہ یہ دریا وہیں ہو جہاں دجلہ وفرات ہو پس گنگا خواہ نیل کو کہنا جیسا بعض ...محققین گمان کرتے ہیں بعید از قیاس ہے باقی رہا یہ سخن کہ اس کی نسبت تورات میں لکھا ہو کہ ...سرزمین کوش میں جاری ہے تو کوش سے مراد یہاں سرزمین روم ہے کیونکہ کوش کے اصلی معنی ...حسن و جمال و راست کرداری کے ہیں چنانچہ صفورا حضرت موسیٰ کی بی بی کو تورات میں ... אשה כושית اشا کوشیت یعنی کوشی عورت لکھا ہے اور انقلوس نے ...اس کا ترجمہ שפירתא شپیرتا یعنی خوب صورت عورت لکھا ہے ...موسیٰ [illegible] نے بھی یہی معنی لکھا ہے اور [illegible] لکھا ہے کہ یونانی خوبصورت ہوتے تھے

اس میں شبہ نہیں کہ شعیب حام کی اولاد میں نہ تھے بلکہ وے اہل مدین بن قطورہ کی اولاد میں تھے بس یہاں بھی ارض کوش سے مراد ارض روم ہے کہ وہاں کے رنگ خوب صورت و خوش سیرت ہوتے تھے اور دریائے سیحان بھی اسی ملک میں جاری ہے عبرانی میں اُسے پیشون کہتے ہیں پشلر مویر جی نے لکھا ہے کہ اس سے مقصود دریائے نیل ہے یہ صحیح نہیں کہ نیل کو عبرانی میں שיחור : شیحور کہتے ہیں[1] زیادہ بحث کا یہ مقام نہیں

---

[1] صحیح مسلم میں ایک حدیث ابوہریرہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے سیحان وجیحان والفرات والنیل من انہار الجنۃ (ترجمہ) سیحان وجیحان فرات و نیل جنت کی ندیاں ہیں امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جیحان و سیحان ندیاں جو حدیث میں مذکور ہیں ہو وادی میں ہیں۔ جیحان مصیصہ کی ندی ہے اور سیحان اذنہ کی ندی ہے یہ دونوں بڑی ندیاں ہیں ان میں جیحان بڑی ہے یہی ٹھیک ہے۔ انتہی۔ واضح ہو کہ مصیصہ قاموس میں لکھا ہے بلاد شام ہے چونکہ یہ ندی فاصل ہے روم و شام میں اور مصیصہ علاقہ شام دریائے جیحان کے کنارہ پر تو کچھ تعارض نہیں ہے اور اذنہ علاقہ روم میں ہے سیحان جو اس سے بہ کے گزرتا ہے جوہری نے اپنی صحاح میں لکھا ہے کہ جیحان شام کا دریا ہے جس پر نووی معترض ہیں کہ وہ ندی ارمن میں ہے یہ اعتراض صحیح نہیں ایک کنارہ روم میں ہے اور ایک شام میں۔ ہاں ارمن میں بھی گزرتا ہے اور حازمی نے لکھا ہے کہ جیحان ندی مصیصہ میں ہے۔ نہایۃ الغریبہ میں لکھا ہے کہ سیحان وجیحان دو ندیاں عواصم میں پاس مصیصہ اور طرسوس کے پاس طرسوس پیرون طرسوس ۵۰ درجہ طول ۳۰ درجہ عرض پر ملک ارمن میں واقع ہے۔ طرسوس انطاکیہ سے قریب ہے جس کا طول ۶۹ درجہ ۵۰ دقیقہ اور عرض ۳۴ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے۔ اس لئے ابن زہیر نے اُسے ملک روم سے شمار کیا ہے حدود ملک تبدیل ہوا کرتے ہیں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ یہ چاروں ندیاں بلاد اسلام میں جاری ہیں۔ نیل مصر میں ہے اور فرات عراق میں اور سیحان و جیحان جنھے جیحون و سیحون کہتے ہیں خراسان میں ہیں یہ بالکل ناتحقیقی ہے۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں نیل انہار جنت میں شمار ہوئی۔ میرے نزدیک نیل سے مراد یہاں نیل مصر نہیں ہے بلکہ مراد اس سے دجلہ ہے جو انہار جنت سے ہے دجلہ کو کلدی میں دقلت کہتے ہیں اور ارمنی میں بھی اور پہلوی میں تیگر اور ژند کی تیگرس اسی سے یونانی طغرس منقول ہے عبرانی نام اس کا حدقل ہے حا حلقی اس کے اول میں زائد ہے تو اصل دقلت ٹھیرا۔ یہ مادہ عبرانی میں قلیل الاستعمال ہے لیکن عربی میں بمعنی خضاب ہے چونکہ دجلہ کے پانی میں کسی قدر رنگت ہے اس لئے اس کا نام حدقل ہوا اسی مناسبت سے اس کا ترجمہ کلدی میں دقلت ہوا اور عربی میں دجلہ کیونکہ دجیل قطران کو کہتے ہیں جس کا رنگ نیلا ہوتا ہے چونکہ دجلہ کے پانی میں کسی قدر رنگت ہے اس لئے اس کا نام دجلہ ہوا اسی لحاظ سے اس حدیث میں اس کا نام نیل ہوا نیل عربی میں نظم کو کہتے ہیں وہ ایک گھاس ہے جس سے رنگ کرتے ہیں نیل سے مراد یہاں دجلہ ہے۔ الغرض حدیث دال ہے کہ ملک شام جنت ہے جو مسکن آدم تھا۔

اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ ملک جس کا عرض و طول اوپر بیان ہوا ہے چند
حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو دجلہ سے پورب واقع ہے۔ اس حصہ کو یونانی میں آسریا
کہتے ہیں عبرانی نام اس کا اشور ہے اسی میں شہر نینوی ہے جو موصل سے متصل ہے بڑا شہر کسی
زمانہ میں دارالسلطنت تھا۔ اسی حصہ میں نہر خابور جاری ہے۔ اس کے شمالی حصہ میں کرد وارم
واقع ہے جہاں کوہ ارارط یعنی جودی پہاڑ ہے جہاں نوح کی کشتی ٹھیری تھی اس کے جنوبی
حصہ میں بغداد وغیرہ شہرین واقع ہیں جو اب عراق عرب کہلاتے ہیں۔ اسی حصہ میں شہر بابل
جو نمرود کا دارالسلطنت تھا واقع ہے دوسرا حصہ وہ ہے جو دجلہ و فرات کے بیچ میں ہے اسے
یونانی میں میسوپوٹیمیا کہتے ہیں اسی حصہ میں نہر خابور جو راس العین سے نکلی ہے جاری ہے اور
دریائے فرات میں گرتی ہے اس کو عبرانی میں خابور دکبار کہتے ہیں۔ راس العین ۶۲ درجہ
۳۰ دقیقہ طول ۳۶ درجہ ۰۰ دقیقہ عرض زمین مستوی پر واقع ہے وہاں سے بہت چشمے
نکلتے ہیں کہ ان سے مل کر نہر خابور ہے یہ پہلا شہر ہے دیار ربیعہ کا جانب دیار مضر اور حران سے
دو دن راہ پر ہے حران جسے عبرانی میں حاران کہتے ہیں دیار مضر کا نامی شہر ہے ۶۳ درجہ
۰ دقیقہ طول ۳۶ درجہ ۰۰ دقیقہ عرض پر آباد ہے اس میں صابئین کے معابد بکثرت تھے
اسی کی نواح میں سروج جس کا طول ۶۲ درجہ ۴۰ دقیقہ و عرض ۳۶ درجہ ۰۰ دقیقہ
آباد ہے۔ حران سے یک روزہ راہ پر جس میں باغات بکثرت ہیں دارالریاست دیار مضر کا
رقہ تھا جس کا طول ۶۳ درجہ ۱۰ دقیقہ و عرض ۳۶ درجہ ۳ دقیقہ الغرض میسوپوٹیمیا
میں دیار ربیعہ و دیار مضر جس کے شہروں سے سروج رہا حران رقہ راس العین ماردین
میافارقین قرقیسیا نصیبین سنجار موصل تکریت وغیرہ ہیں مشہور خطے ہیں۔ تیسرا حصہ جو دریائے
فرات سے پچھم ہے ملک شام ہے اس کی حد شرقی فرات ہے اور غربی بحر فرنگ و بیابان
اور حد جنوبی ملک عرب اور شمالی ٹارس پہاڑ یہ حصہ شمالاً جنوباً ۳۰ درجہ سے ۳۶ درجہ
۰ دقیقہ تک چلا گیا ہے پس شمالاً جنوباً یہ حصہ یعنی ملک شام ۴۹۰ کوس ہوا۔ اس حساب

بھی مدت جاسوسی شمالاً جنوباً ۴۰ دن نہیں ہو سکتی - انس جلیل میں لکھا ہو کہ ملک شام کے پانچ حصہ ہیں اول فلسطین (یہ جنوبی حصہ ہی) یہ نہایت سیر حاصل ہو یہ بجانب مصر عریش سے شروع ہوتا ہو اُس کے قریب ہی غزہ جسے عبرانی میں عَزّہ بعینہٖ عزہ کہتے ہیں اُس کا طول ۵۶ درجہ ۲ دقیقہ ہو اور عرض ۳۲ درجہ ۳ دقیقہ اُس میں قبر ہاشم بن عبد مناف کی ہے وہیں تولد امام شافعی ہو اُس کے متصل رملہ جس کا طول ۵۶ درجہ ۵۰ دقیقہ ہو اور عرض ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عسقلان جسے عبری میں اشقلون کہتے ہیں طول اس کا ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۱۵ دقیقہ ہو - یہ غزہ سے تین فرسخ ہو اور رملہ سے لُدّ پس یافا جسے عبری میں یافو کہتے ہیں طول اس کا ۵۶ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے قیساریہ اس کا طول ۵۵ درجہ ۲۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ ہو جبرون ۵۶ درجہ ۲۰ دقیقہ طول اور ۳۱ درجہ ۲۵ دقیقہ عرض پر واقع ہو اس میں قبر ابراہیم علیہ السلام کی ہو اسے الخلیل بھی کہتے ہیں بیت المقدس ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہو نابلس ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عرض پر واقع ہو اریحا جسے عبرانی میں یریحو کہتے ہیں ۳۱ درجہ ۱۵ دقیقہ عرض پر واقع ہے - انس جلیل میں عرض فلسطین یافا سے اریحا تک دو دن کی راہ لکھی ہو اور طول چار دن سے کچھ زیادہ - شام دوم حوران جس کا بڑا شہر طبریہ ہو اُس کا طول ۵۸ درجہ ۵۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ہو اسی حصہ میں شہر بصریٰ واقع ہو جس کا طول ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ ہو اور عرض ۳۲ درجہ ۱۵ دقیقہ یہ دمشق سے چار منزل ہو - شام سوم غوطہ ہو جس کا بڑا شہر دمشق ہو ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ طول و ۳۳ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض پر واقع ہو - شام چہارم حمص اور اس کے مضافات ہیں حمص شہر کا طول ۶۱ درجہ ۳ دقیقہ ہو اور عرض ۳۴ درجہ ۲۰ دقیقہ - شام پنجم قنسرین اس کا بڑا شہر حلب ہو جس کا طول ۶۲ درجہ ۳ دقیقہ ہے اور عرض ۳۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اسی انس جلیل میں لکھا ہو کہ شام کی حد جنوبی

ارض حجاز ہے۔ ایلہ سرحد پر واقع ہے کہ وہ بیت المقدس سے ۸ منزل ہے
اور حد شمالی بیت المقدس سے ۲۰ دن کی راہ۔ اس حساب سے شام شمالاً
جنوباً ۲۸ دن کی راہ ہوا۔ جب بھی چالیس دن مدت جاسوسی نہیں ٹھہرتی۔ اب یہاں ایک گفتگو
اور ہے کہ سیر جواسیس میدان صین سے تا رحوب جسے عربی میں رحبہ کہتے ہیں تورات میں لکھی ہے
عرض صین ۳۰ درجہ ۴۵ دقیقہ ہے اور عرض رحوب یعنی رحبہ ۳۴ درجہ ۵۵ دقیقہ ہے تو فاصلہ
درمیان ۴ درجہ ۱۰ دقیقہ ہوتا ہے جسے آدمی ۱۸ دن میں قطع کر سکتا ہے اگر بخط مستقیم سے چلے تو
آیا یا وزہابا ۳۶ دن ہوئے لیکن جاسوسی رد اردی میں ہوتی نہیں ضرور کچھ نہ کچھ کہیں زیادہ
بھی ٹھہرتا ہے علاوہ بریں وے جواسیس براہ حبرون ٹھہرا اشکول لوٹنے تھے جس میں پھیر ہے
پس چالیس دن کی مدت جاسوسی کے لئے کفایت نہیں کرتی پس یہ مدت جاسوسی کا بیان حق ہے
یہاں ایک گفتگو اور ہے کہ فاران کے معنی نور و تجلی ہیں تو جبل فاران سے مقصود جبل النور ہوگا
اور یہ جبل النور حرا کا نام جو مکہ سے متصل ہے وہیں آنحضرتؐ نے گوشہ نشینی کی تھی اور وہیں سے
آغاز نبوت ہوا پس یہ کلام بڑی شدت سے شریعت کوہ فاران سے یعنی جبل حرا سے جاری
ہوگی پورا ہوا۔ اب ہم یہاں موسیٰ کی کتاب کا پہلا باب ذکر کرتے ہیں۔

אֵלֶּה הַדְּבָרִים אֲשֶׁר דִּבֶּר מֹשֶׁה אֶל־כָּ
ל־יִשְׂרָאֵל בְּעֵבֶר הַיַּרְדֵּן בַּמִּדְבָּר בָּעֲרָ
בָה מוֹל סוּף בֵּין־פָּארָן וּבֵין־תֹּפֶל
וְלָבָן וַחֲצֵרֹת וְדִי זָהָב׃

ایلے ہدباریم اشیر دبیر موشہ ال کل یسرائیل بعیبر ہیردین بمدبار بعرابا مول سوف
بین پاران وبین توفل ولابان وحصیروث ودی زاہاب۔ لغات مندملی یاں کو
عبرانی میں ہیچ اور انگریزی میں گلف کہتے ہیں یردین جسے عربی میں اردن کہتے ہیں نام ہے
ایک ندی کا جو بحیرہ زغر میں گرتا ہے اس دریا کی پچھم ارض کنعان ہے اور پورب ارض جلعاد

جسے اب بلقاء کہتے ہیں قریات اور بھی اسی میں داخل ہیں۔ سوف عبرانی میں خلیج کو کہتے ہیں اور عربایا اوس سرزمین کو جو لائق زراعت نہ ہو۔ نوفل ربی یوحنان نے لکھا ہی کہ میں نے خوب جانچا اس نام کا کوئی گاؤں نہ ملا۔ اونقلوس نے بھی اس کا ترجمہ کسی گاؤں سے نہیں کیا بلکہ اُسکے معنی لغوی بیان کیا۔ الغرض اگلے مفسرین اسے نام کسی قریہ کا نہیں ٹھہراتے میرے نزدیک یہ ایک پہاڑ کا نام ہو کیکے پہاڑوں سے جسے عربی میں طفیل کہتے ہیں چونکہ یہ عرب کا پہاڑ ہی اس لئے عبری مفسرین کو معلوم نہ ہوا۔ لابان بھی کسی مقام مجہول کا نام ہو حصیروت وہی مقام ہی جہاں مریم کو برص ہو گیا تھا بے نا باد وہ مقام ہی جہاں بنی اسرائیل نے گوسالہ بنایا تھا وہ طور پہاڑ کے پاس تھا (ترجمہ) یہ وہ باتیں ہیں جسے موسیٰ نے جملہ بنی اسرائیل سے اردن اس پار بحر احمر کے سامنے پاران طفیل ولابان وحصیروت ودی ذہابات میں بیان کیا یہ بنسبت اُن کتابوں کے ہی جو پہلے لکھی گئیں۔ پانچویں کتاب سرزمین موآب میں مقصود یہ ہی کہ یہ چار کتاب ملک عرب میں ثبت ہوئیں کچھ پاران یعنی مکہ معظمہ میں کچھ کوہ سینا کے پاس کچھ حصیروت وغیرہ مقامات میں نازل ہوئیں کیونکہ بحر احمر کے سامنے یہ مقامات واقع ہیں مگر تیتس میں سوف کا ترجمہ اریبین گلف یعنی خلیج عرب لکھا ہی۔ خلیج عرب بحر احمر کو بلکہ جہاں سے بحر احمر دو شاخ ہوا ہی وہاں سے جنوبی حصہ اُس کا مراد ہی جس کے سامنے ملک حجاز ہی کیونکہ اُن دونوں شاخ میں سے شرقی کو بحر ایلہ کہتے ہیں اور غربی کو بحر قلزم اب یہاں سے ظاہر ہوتا ہی کہ پاران ملک حجاز میں بحر احمر کے سامنے ہی پاران کا ذکر طفیل کے ساتھ جو مکہ کا پہاڑ ہی اس کا سوید ہی אַחַד עָשָׂר יוֹם מֵחֹרֵב

דֶּרֶךְ הַר־שֵׂעִיר עַד קָדֵשׁ בַּרְנֵעַ

(ترجمہ) گیارہ دن کی راہ ہی حوریب (کوہ طور) سے قادیش برنیع تک کوہ سعیر (جبل شراہ) کی راہ سے یہاں ہم کو قادیش برنیع کی تحقیق ضرور ہی کہ وہ حوریب یعنی کوہ طور سے براہ جبل شراہ گیارہ دن کی راہ ہی۔ اس لئے ہم اولاً بحر احمر کا حال جو جغرافیہ میں مذکور ہی

لکھتے ہیں تقویم البلدان میں لکھا ہے بحر احمر یہ سمندر ایک موضع سے جن کا نام قلزم ہے شروع
ہوتا ہے۔ یہ موضع شمالی کنارہ پر جس کا طول ۵۴ درجہ اور عرض ۲۸ درجہ و ثلث ہے واقع
ہے شاید یہ مقام اب سویس کہلاتا ہے یا سمندر میں غرق ہو گیا۔ کیونکہ سویس کا درجہ جو اب
نقشوں میں درج ہے اس سے کچھ متفاوت ہے۔ یہ سمندر قلزم سے دکھن کو جاتا ہے کچھ پورب
جھکتا ہوا قصیر تک جہاں طول ۵۹ درجہ و عرض ۲۶ درجہ ہے پھر وہاں سے دکھن جاتا ہے
پچھم جھکتا ہوا عیذاب تک جہاں طول ۵۵ درجہ اور عرض ۲۱ درجہ ہے پھر سیدھے جنوب کو
جاتا ہے سواکن تک جو ایک قصبہ ہے سودان کا جہاں طول ۵۰ درجہ اور عرض ۱۷ ہے
پھر وہاں سے جنوب کو جاتا ہے۔ جزیرہ دہلک میں اور یہ اس کی ساحل غربی سے قریب ہے
جہاں طول ۶۱ درجہ اور عرض ۱۴ درجہ ہے۔ پھر ساحل حبشہ تک بڑھ جاتا ہے اور مندب
پر جا کے مل جاتا ہے جو کہ انتہائے قلزم ہے جانب جنوب جہاں بحر احمر بحر ہند سے ملا ہے
یہاں دونوں جانب پہاڑ واقع ہونے سے سمندر بہت تنگ ہو گیا ہے یہاں تک کہ کس
جانب کا آدمی اس کنارہ کے آدمی کو دیکھتا ہے۔ اس مقام کا نام باب المندب ہے۔ مندب کے
پہاڑ سودان کے میدان میں واقع ہیں اور عدن کے پہاڑ سے دوسری جانب سے مل گیا ہے
پھر باب المندب سے دکھن پورب کے کون پر ہے جانب شرقی قلزم بحر عدن سے شمال کو جاتا ہے
یمن عدن کا طول ۶۶ درجہ اور عرض ۱۱ درجہ ہے۔ یہاں تک کہ یمن پر مرور کرتا ہوا حلی تک
پہنچتا ہے جس کا طول ۶۷ درجہ اور عرض ۱۹ درجہ ہے اور یہ آخر حد شمالی یمن ہے پھر وہاں سے
شمال کو جاتا ہے جدہ تک جہاں طول ۶۶ درجہ اور عرض ۲۱ درجہ ہے پھر شمال کو مغرب جھکتا ہوا
جحفہ تک جاتا ہے جو میقات اہل مصر ہے جہاں طول ۶۵ درجہ اور عرض ۲۳ درجہ ہے۔ پھر شمال کو
مغرب جھکتا ہوا ساحل ینبع تک پہنچتا ہے جہاں طول ۶۳ درجہ اور عرض ۲۴ درجہ ہے
پھر پچھم اتر کی کون پر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مدین سے متجاوز ہو کے ایلہ سے مل جاتا ہے
جہاں طول ۵۵ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض ۲۹ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے پھر دکھن کو مڑتا ہے طور کی طرف

جو قلزم کی دونوں شاخ کی بیچ میں ہے واقع ہو کر قلزم دو دو بارہ ہو کر شمال کو بہی ہے ایک شاخ پچھم ہو گئی اور ایک پورب اُن کو عربی میں ذراع خواہ لسان کہتے ہیں پس لسان شرقی کے سرے پر ایلہ ہے اور لسان غربی کی سرے پر قلزم اور اب سویس ہے اور دونوں لسان کے بیچ میں جو میدان ہے اُس میں طور پہاڑ ہے پس طور اور میدان حجاز کی بیچ میں سمندر سے بحر قلزم جب قصیر سے متجاوز ہوتی ہے تو پھیلتی ہے پورب دکھن کو یہاں تک کہ وسعت ۲۰ میل ہو جاتی ہے اُس قطعہ وسیع کو مجمع کہ غرندل کہتے ہیں واضح ہو کہ جو علاقہ درمیان دو لسان قلزم کی واقع ہے اُسے عربی میں تاران کہتے ہیں جیسا قاموس میں لکھا ہے اسی میں کوہ طور واقع ہے جس کے جنوبی حصہ کو عبرانی میں حوریب کہتے ہیں اور اس کا عرض ۲۸ درجہ ۳۴ دقیقہ ہے اور شمالی حصہ کو سینا جس کا عرض ۲۲ درجہ ۵۳ دقیقہ ہے کوہ سعیر جسے جبل سَراۃ کہتے ہیں ۳۰ درجہ ۵۵ دقیقہ اُس کا عرض ہے۔ دشت فاران کا عرض ۲۹ درجہ ۲۲ دقیقہ لکھا ہے۔ قادیش برنیع کا عرض ۳۰ درجہ ۴۵ دقیقہ مرقوم ہے یہ سب طول و عرض ایک نقشہ مطبوعہ لندن سے جو ۱۸۰۰ء میں چھپا ہے میں نے لکھا ہے اس حساب سے حوریب سے فاصلہ تا فاران ۴۲ کوس کا ہے اور سینا سے فاران تک ۲۳ کوس اور کوہ سعیر سے فاران تک ۲۴ کوس کا اور فاران سے قادیش برنیع تک ۴۴ کوس تو حوریب سے قادیش برنیع تک ۸۵ کوس ہوا جسے انسان ۴ دن میں طے کر سکتا ہے۔ بلکہ ۶ دن میں۔ لہذا آیت میں جو قادیش برنیع مذکور ہے جس کی مسافت کوہ طور سے گیارہ ۱۱ دن لکھے ہے ہو نہیں سکتا اور نہ وہاں حضرت موسیٰ تشریف لے گئے۔ دشت فاران جہاں بتاتے ہیں وہ سرحد فلسطین پر واقع ہے وہاں سے حملہ آسان تھا لیکن بنی عیس نے جانے نہ دیا بمجبوری حملہ بنی اسرائیل نے ملک موآب سے کیا اور مدین کی راہ سے عبور کر کے عوج بن عوق سے لڑی تھی اور پھر ملک موآب کی راہ سے حملہ کنعان پر کیا بلکہ اہل مدین سے بھی لڑائی ہوئی اور جنگل فاران کی راہ میں نہیں پڑتا جو سرحد فلسطین پر واقع ہے اگر روانگی کوہ طور سے ہوتی

زنج مسلمان یہودی نے جو اس آیت کی تفسیر کی ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حوریب یعنی کوہ طور سے تا قادیش برنیع گیارہ دن کی راہ تھی اُسے تم نے ببرکت نورِ الٰہی تین دن میں طے کی لیکن حساب جو اُس کا لکھا گیا ہے وہ صحیح نہیں لکھا ہے کہ ۲۰ ماہ ایار کو بنی اسرائیل نے حوریب سے کوچ کیا کیونکہ اُن کی روانگی کسی مقام توراۃ میں دوسری سال خروج کی دوسرے مہینے کی ۲۰ تاریخ بیان ہوئی ہے اور سیوان کی ۲۹ تاریخ کو جاسوس ملک شام کو روانہ کئے گئے تو یہ جملہ چالیس دن ہوئے) اس میں سے ۳۰ دن منہا ہونا چاہئیے کیونکہ بنی اسرائیل ایک ماہ قبروت میں مقیم رہے کیونکہ لکھا ہے کہ ایک ماہ انھوں نے گوشت کھایا اور گوشت اُن کو قبروت میں ملا تھا اور سات دن مریم کی وجہ سے حصروت میں مقیم رہے یہ سات دن بھی منہا ہونا چاہئیے پس جملہ ایام منہا شدہ ۳۷ ہوئے پس ۳۷ نکال ڈالنے سے چالیس سے ۳ باقی رہے کہ وہی ایام قطع مسافت میں حوریب سے قادیش برنیع تک انتہیٰ؛ اس میں نقص یہ ہے کہ ایار بنی اسرائیل کی سال کا دوسرا مہینا نہیں ہے ماہ ہائے یہود تشری حشوان، کسلیو، طیبت، شباط، ادار، نیسان، ایار، سیوان، تموز، آب، ایلول دوسرے یہ امر غیر ثابت ہے کہ بنی اسرائیل جس روز قادیش میں پہونچے اُس کی صبح کو جاسوس روانہ کیا۔ علاوہ بریں یہ امر ضرور نہیں کہ انھوں نے جو ایک مہینہ گوشت کھایا تو قبروث میں ٹھیر کے کھایا۔ جائز ہے کہ راہ چلنے میں بھی کھاتے ہوں، پس قادیش برنیع سے مقصود مکہ معظمہ ہے اسی وجہ سے اونقلوس نے قادیش برنیع کے ترجمہ میں [illegible] [illegible] ریقام گیا لکھا ہے ریقام کے معنی ہیں خالی اور گیا معنی وادی یعنی وادی غیر ذی زرع جو حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کی نسبت فرمایا تھا مکہ معظمہ کا عرض ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے اور عرض حوریب ۲۸ درجہ ۴ دقیقہ تو فاصلہ درمیانی ۶ درجے ۲۴ دقیقہ ہوا جو حساب سے ۴۴۰ کوس ہوتا ہے جسے آدمی بسہولت ۲۲ دن میں قطع کر سکتا ہے اور حضرت موسیٰ رات دن برابر چلتے تھے۔ اس لئے دن کو ابر سایہ کئے رہتا اور رات کو

قدرتی نور رہنما ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے مسافت سیناسے قادیش تک ۱۱ دن
کی بیان کیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہی کہ بحر قلزم کی پورب بلک یمن ہی پھر حجاز پھر مدین اور
ایلہ اور اُس کے اخیر میں باران ہی اور اسی کتاب میں لکھا ہی کہ قلزم سویس کے پاس ختم
ہوجاتا ہی بعد سویس کے فاران اور بعد اُس کے طور بعد اُس کے ایلہ ایسا ہی عربی جغرافیوں
میں مرقوم ہی۔ الغرض تحقیقات سے ثابت ہوتا ہی کہ فاران سرحد شام پر فلسطین سے دکھن
ایک میدان کا نام ہی لیکن وہ کوئی مشہور مقام نہیں ہی نہ وہاں کی کوئی یادگار ہی یہود کے
بیانات سے اُس کی نمود ہی توراۃ کے بیانات سے نکلتا ہی کہ حضرت موسیٰ وہاں تشریف
نہیں لے گئے اور مکہ کے میدان کو بھی توراۃ میں فاران لکھا ہی جیسا اوپر بیان ہوا یہ
ایک مقام مشہور ہی جہاں مسجد آدم علیہ السلام واقع ہی۔ وہاں دور دراز سے لوگ زیارت
کے لئے جاتے تھے۔ سام بن نوح کا وہ مسکن تھا۔ ملک عرب انھیں کے حصہ میں تھا اُن کی
اولاد سے اُس کا معمور ہونا اس پر دلیل بین ہی۔ حضرت ابراہیم کے آباء اوّلاً وہیں
رہتے تھے۔ پھر نمرود کی ملازمت سے عراق میں دریائے فرات کے شرقی جانب جا بسے
فافہم۔ اب ہم بیان خطبہ موسیٰ بالاستعاب ذکر کرتے ہیں جس سے حضرت موسیٰ نے جملہ
بنی اسرائیل کے سامنے ارض مواب میں جسے اب بلقا، کہتے ہیں پڑھا تھا۔ اُس کا ذکر
موسیٰ کی پانچویں کتاب کے پہلے باب سے شروع ہوا۔ مقصود اُس سے خدا کی مہربانیوں
کا بیان ہی جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہوئیں اور اُس کے وعدہ کا سچا ہونا اور قوم
کے ضعف ایمان پر سرزنش تاکہ وے قوی دل ہوکے شام پر حملہ کریں اور اس قطعہ
زمین کو اُن جابر سے جو نہایت سنگ دل و سخت بت پرست تھے نکال لیں خطبہ یہ ہی
موجود ہمارے معبود نے حوریب میں یوں فرمایا تمہارا قیام اس پہاڑ میں بہت ہوا۔
پھرو اور کوچ کرکے اموری کے پہاڑ کی طرف جاؤ بلکہ اُس کی سب بستی کی طرف
خواہ میدان میں ہو جبل ہو یا سہل خشکی ہو یا تری یعنی ملک کنعان میں دریائے

فرات تک جاؤ دیکھو تمھارے سامنے رکھدی ہم نے یہ سرزمین جاؤ اس پر قبضہ کرو جس کی نسبت خدا نے تمھارے آباء ابراہیم و اسحٰق و یعقوب سے وعدہ کیا کہ تمھاری اولاد کو دینگے اس وقت میں نے تم سے کہا کہ میں تنہا تمھارا بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ خدا نے ہم کو بڑھایا۔ اب تم مثل نجوم سماء کے ہو خدا تم کو اور بڑھائے اور برکت دیوے میں تنہا کیونکر اٹھاؤں تمھاری تکلیف تمھارا بوجھ تمھارا جھگڑا انتخاب کرو مردان دانشمند و فہیم و واقف کار اپنے قبائل سے کہ ہم ان کو سردار مقرر کریں تب تم نے جواب دیا کہ یہ انتظام بہتر ہے۔ تب ہم نے تمھارے قبائل سے دانشمند و واقفکار اشخاص انتخاب کرکے سردار مقرر کیا۔ ہزار پر سو پر پچاس پر اور دس پر اور کوتوال پھر ان کو حکم دیا کہ دیانت و امانت سے انجام دو۔ رشوت نہ لینا۔ بلا رورعایت فیصلہ کرنا۔ ہاں جو امر دشوار ہو اسے میرے سامنے پیش کرنا تو میں تم کو خدا کا حکم سنا دوں گا۔ اس وقت تم کو شرائع سے آگاہ کر دیا تب کوچ کیا ہم نے حوریب سے اور طے کیا اس کل بڑی بیابانک میدان کو جسے تم نے دیکھا کوہ اموری کی راہ سے جیسا خدا نے فرمایا تھا اور پہنچے قادیش برنیع تک اس وقت ہم نے تم سے کہا کہ تم لوگ کوہ اموری پر گزرے جسے خدا تم کو دیگا۔ دیکھو خدا تمھارے معبود نے اس ملک کو تمھارے سامنے کر دیا اس پر چڑھائی کرکے قبضہ کرو جیسا خدا نے تم کو حکم دیا کچھ خوف و خطر مت کرو تب تم لوگوں نے ہمارے پاس آکر بیان کیا کہ روانہ کریں کچھ لوگ کہ اس ملک کو دیکھ آئیں اور راہ کو جدھر سے چڑھائی کریں اور شہروں کو جہاں جائیں گے یہ بات ہم کو پسند ہوئی تب ہم نے بارہ آدمی تم میں سے منتخب کرکے روانہ کیا تو وے پھرے اور روانہ ہوئے پہاڑ کی طرف اور پہنچے نہر اشکول تک (یہ بیت المقدس کے جنوب ہے) اور جاسوسی کیا اور لے لیا اپنے ہاتھ میں وہاں کے میوے اور ہمارے پاس لائے اور وہاں کی مخبری کی اور کہا کہ ملک خوب ہے لیکن تم چڑھائی پر آمادہ نہ ہوئے اور خدا کو ناراض کیا اور اپنے خیموں میں خدا کی شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بدخواہی سے خدا ہم کو

ملک مصر سے نکال لایا ہم کو قوم اموری کے حوالہ کرنے کو بہ نظر ہماری تباہی کے کہاں ہم چڑھیں۔ ہمارے بھائیوں نے ہمیں بزدل کر دیا یہ کہہ کے کہ وہ قوم بڑی اور قوی ہے ہم سے بڑی بڑی شہریں جن کی شہرپناہ آسمان تک ہے وہاں بڑی گراں ڈیل طویل القامت اشخاص دیکھے ہم نے۔ تب ہم نے تم سے کہا کہ کچھ خوف و خطر مت کرو۔ اُن سے خدا تمہاری طرف سے لڑے گا جیسا تم نے مصر میں دیکھ لیا ہے اور بیابان میں مشاہدہ کر چکے ہو کہ تم کو لڑکے کی طرح یہاں اُٹھا لایا باوجود ان مشاہدات کے تم خدا پر ایمان نہیں رکھتے کہ رات کو تمہارے سامنے آگ جلتی تھی۔ راہ دکھلانے کو اور دن کو ابر سایہ کرنے کو (واضح ہو کہ ملک حجاز میں اب تک بخوف سموم دن کو راہ نہیں چلتے رات ہی کو چلتے ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کو راہ دکھلانے کے لئے رات کو روشنی آگے آگے چلتی تھی اور دن کو ابر سایہ کئے رہتا تھا اس سے سمجھا گیا کہ رات دن چلتے تھے) تب خدا تمہاری بات سن کے غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ اس خراب دور کے اشخاص اُس عمدہ زمین کو نہ دیکھیں گے سوائے کالیب بن یفنہ کے اور اُس کے پیروان کے جو خدا کے ساتھ پورے اُترے۔ تمہاری وجہ سے ہم کو بھی خدا نے کہا کہ تو بھی وہاں نہ پہنچے گا۔ یوشع بن نون جو تیرے سامنے کھڑا ہے وہ وہاں جائے گا۔ اُسی کو قوی کر کہ وہی بنی اسرائیل کو راہ چلائے گا۔ تمہاری اولاد جو اُس وقت نیک و بد نہیں سمجھتی وہ وہاں جائے گی اُنہیں کو ہم دینگے وے ہی اُس پر قبضہ کرے گی تم لوگ لوٹو یہاں سے کوچ کرو بحر احمر کی راہ سے تب تم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سے خطا ہوئی ہم چڑھائی کریں گے اور موافق حکم خدا کے لڑیں گے پھر تو ہر شخص نے اپنا حربہ سنبھالا اور آمادہ چڑھائی ہوا۔ تب خدا نے مجھ سے کہا کہ چڑھائی مت کرو اور نہ لڑو کہ میں معین نہیں ہوں اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے تباہ مت ہو تب میں نے کہہ دیا۔ مگر تم نے نہ مانا اور خدا کو ناراض کیا اور اپنے غرور سے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ تب نکلے اموری جو پہاڑ میں رہتے تھے تمہارے مقابلہ کو اور تمہارا تعاقب کیا جیسا بھڑ کرتی ہے اور

تم کو قتل کیا سعیر میں (یعنی جبل شراۃ میں) حرما تک۔ تب تم لوگ لوٹے اور خدا کے سامنے گریہ و
زاری کیا لیکن خدا نے کچھ التفات نہ کیا تب تم قادیش میں بہت دنوں پھر تم لوٹے
اور چلے گیا بیابان کو بحر احمر کی راہ بموجب فرمان الٰہی اور گھیرے رہے کوہ شراہ بہت دنوں
تب خدا نے مجھ سے کہا کہ تم کو اس پہاڑ کو گھیرے بہت دن ہوئے شمال کی طرف رخ کرو
اور قوم کو یہ حکم دو کہ تم لوگ اپنے بھائی بنی عیص کے حدود میں گزرو گے جو کوہ سعیر (یعنی جبل شراۃ)
میں بسے ہیں اور تم سے ڈرتے ہیں احتیاط کرو ان سے جدال نہ کرنا ان کی سرزمین سے تم کو
ایک قدم بھر نہ دیں گے کیونکہ ہم نے بنی عیص کو کوہ سعیر میراث دی ہے ہاں ان سے دام دے کر
خریدنا اور کھانا بلکہ پانی بھی مول لے کے پینا۔ خدا تیرے معبود نے تیری جا بجا سب میں برکت
دی وہ جانتا ہے تیرا قطع کرنا اس بڑے بیابان کو چالیس برس ہوئے خدا تیرا معبود تیرے ساتھ ہے
کسی چیز کی کمی نہ ہوئی۔ تب گزرے ہم اپنے بنی عیص کے حدود سے جو سعیر میں مسکن گزیں ہیں
براہ خشک زمین ایلہ اور عصیون ہو کے پھر متوجہ ہوئے بیابان مواب سے گزرنے کو (مواب نام ہے
قوم کا جو لوط کی اولاد میں ہیں اس ملک کو بھی مواب کہتے ہیں اور اب اسے بلقا کہتے ہیں اس میں ایک قلعہ تھا
جسے کرک کہتے ہیں اس وقت وہاں کا بادشاہ بالاق تھا شاید اسی کے نام سے بلقا مشہور ہوا اس میں ایک
چھوٹا گاؤں ہے جسے عبری میں صغر اور عربی میں زغر کہتے ہیں۔ اس گاؤں میں حضرت لوط نے پناہ لی تھی
جب فرشتوں نے ان کو بھگایا اسی نام سے وہ بحیرہ جس میں نہر اردن جسے نہر شریعت کہتے ہیں گرتا ہے بحیرہ زغر
مشہور ہوا یہ علاقہ اس بحیرہ سے پورب طرف ہے اور دریائے اردن سے اور جس کا طول ۵۵ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے
اور عرض ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ اور وسط بحیرہ کا طول ۵۵ درجہ اور عرض ۳۲ درجہ ہے) خدا نے مجھ سے کہا کہ
قوم لوط پر حملہ نہ کرنا وہ دیار ہم نے اس کی اولاد کو دیا ہے تم کو نہ دیں گے۔ اب تم مستعد ہو اور نہر زارد کو
اتر جاؤ تب ہم لوگ نہر زارد اتر گئے (یہ نہر وسط مواب یعنی بلقا میں ہے اسی کے کنارہ پر صغر یعنی زغر ہے)
وہ ایام جو قادیش برنیع سے روانگی کے وقت سے تا عبور نہر زارد گزرے ۳۸ برس تھے
اس وقت تک جملہ اشرار ختم ہو چکے تھے تب مجھ سے خدا نے کہا کہ تو اب حدود مواب سے

گزر جائے گا اور بنی عمون کے حدود کے مقابل ہوگا اُن سے جدال مت کر کہ وہ خطہ اُن کی میراث ہے
تم کو نہ ملے گا۔ تم مستعد ہوکے کوچ کرو اور دریائے ارنون سے عبور کرو (یہ ندی ۳۰ درجہ ۲۰ دقیقہ
طول و ۳۲ درجہ ۱۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ موآب اموریوں کی سرحدی ندی ہے اس ندی کے جنوب ملک
موآب ہے اور اوتر ملک اموری) دیکھ ہم نے رئیس حشبون سیحون اموری کو تیرے قبضہ میں دے دیا
اُس سے لڑو۔ اب تمہارا رعب جملہ اقوام کے قلوب پر جمادیں گے۔ تب ہم نے بیابان مذکور سے
سیحون رئیس حشبون کے پاس قاصد بھیجکر یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری ملک سے گزریں گے
سیدھی راہ چلے جائیں گے کسی طرح ضرر نہ پہنچائیں گے۔ لیکن سیحون نے قبول نہ کیا اور قتال
کرنے کیلئے نکلا اور شکست کھائی پھر تو قتل عام جاری ہوا اور بنی اسرائیل نے اس تمامی ملک کو
تباہ کیا اور لوٹ لیا اور قبضہ کرلیا (حشبون جسے عربی میں حسبان کہتے ہیں ایک قطعہ ہے ملک شام کا دریائے
ارنون سے شمال جانب دریائے اردن تک چلا گیا ہے بحیرۂ زغر سے پورب طرف اس کا دارالسلطنت
اُس وقت حشبون تھا دریائے ارنون کے کنارہ عروعیر شہر ہے جسے عربی میں عراعر کہتے ہیں۔ دیبون ایک قریہ کا
نام ہے جسے عربی میں ذیبان کہتے ہیں یہ موضع صور سے قریب ہی پھر متوجہ ہوئے اور باشان کی
راہ لی تو نکلا عوغ رئیس باشان لڑنے کے لئے مقام اذرعی میں (باشان جسے عربی میں بثنیہ
کہتے ہیں وہ قطعہ شام ہے جو بصریٰ سے شمال و حوران سے پچھم ہے۔ یہ ریاست بہت سیرحاصل ہے بہت ندیاں
اس میں جاری ہیں دمشق سے جنوب ہے اس کے شہروں میں گولان ہے جسے عربی میں جولان کہتے ہیں اور
ایفیق جسے عربی میں فیق کہتے ہیں اس کا ایک صوبہ ارگوب تھا جس میں ساٹھ شہر آباد تھے اور یہی شہر دیار کا ذ
آباد تھا عربی میں اُسے اذرعات کہتے ہیں اس میں ایک بت خانہ تھا جس کا نام عشتورت تھا اس میں زہرہ
کی پرستش ہوتی تھی یہ سب عوغ کی ریاست میں تھا جسے عربی میں عوج بن عنق کہتے ہیں) پھر خدا نے
مجھ سے کہا۔ اُس سے مت ڈر دے میں نے تیرے حوالہ کیا اور اُس کی تمام قوم کو اور
اُس کی تمام ریاست اُس کے ساتھ ویسا ہی کرنا جیسا سیحون کے ساتھ کیا چنانچہ خدا نے
ویسا ہی کیا اور ہم نے قتل عام جاری کیا اُس خاندان کا کوئی نہ بچا اُس کے کل شہروں کو

قبضہ کر لیا علاقہ ارگوب میں ساٹھ شہر یہ سب شہر مُسوّر تھے جس کے گرد شہر پناہیں بہت اونچی تھیں سوائے دیہات کے اُس وقت لے لیا ہم نے دو بادشاہ اموری کے پاس سے وہ ملک دریائے اردن کے پورب ارنون دریا سے کوہ حرمون تک (حرمون پہاڑ ایک جانب لبنان کہلاتا ہے اور ایک جانب جبرون) بالغرض ارنون دریا سے کوہ لبنان تک حضرت موسیٰ کے وقت میں فتح ہو گیا) انتہیٰ بیان یہ امر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت موسیٰ کو طور پر حکم جہاد ہوا۔ اس آیت سے کہ دریائے اردن کے پورب طرف جو دو ریاست قوم اموری کی ہے اس پر حملہ کر کے اس ملک کو لے لو۔ وہاں شریعت جاری کرو کیونکہ وعدہ تھا کہ اس ملک کو مع قوم کے تمہیں دیا ہم نے۔ قوم کے دینے کے معنی یہی ہیں کہ وہ تمہاری مطیع ہو جائے گی اور شریعت کی نسبت حکم تھا کہ اپنی قوم اور غیر قوم کا فیصلہ ایک نہج پر کرنا یعنی سب کے لئے ایک شریعت ہے۔ یہ ریاست ارض حجاز کی شمالی حد پر واقع ہے ایلہ و مدین وارض تیمار کے قریب ہے یہ علاقہ کوہ طور سے شمال شرق ہے۔ ایلہ ہو کے سیدھی راہ ہے اور فاران جسے یہود بتاتے ہیں وہ کوہ طور سے شمال مغرب ہے بیچ میں ریاست بنی عیسو پڑتی ہے وہ فلسطین کے حد جنوبی پر ہے بیت المقدس جبرون مسکن حضرت ابراہیم اس میدان سے قریب ہے وہاں سے حملہ شام پرست آسان تھا مگر بنی عیسو نے راہ نہ دی۔ اگرچہ کچھ علاقہ ان کی ریاست کا جو دار السلطنت سے دور دراز تھا اوس دوسری راہ میں بھی پڑا پس حکم تو تھا کہ تم دریائے اردن کے پورب جانب ریاست اموری پر حملہ کرو۔ ایسی حالت میں اُن کو میدان فاران میں جانے کی ضرورت نہ تھی اور وہ راہ بھی نہ پڑتا تھا۔ لیکن حضرت موسیٰ کا فاران میں جانا اور وہاں سے جاسوس روانہ کرنا ثابت ہو چکا ہے اس لئے ضرور ہے کہ وہ فاران دوسرا ہو۔ دوسرا فاران وہی ہے جہاں مسکن حضرت اسمٰعیل کا تھا دیکھو اس خطبہ میں بھی بیان ہے کہ ہم لوگ کوہ طور سے کوچ کر کے کوہ اموری کی راہ سے اس بڑے بھیانک میدان کو قطع کیا اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ فاران میں ٹھہرے اس سے ثابت ہے کہ کوہ اموری کی راہ سے فاران گئے کوہ اموری اس فاران کی راہ میں نہیں ہے

جو سرحد شام پر واقع ہے وہاں ارض حجاز کی راہیں کوہ اموری پر پڑ سکتا ہے پس ثابت ہوتا ہے
کہ کوہ اموری کی راہ سے پاران حجازی یعنی مکہ معظمہ میں پہنچ کے وہاں قیام کیا اس کی وجہ
یہی ہے کہ بنی اسمٰعیل اُن کے بنی اعمام سے تھے اُن سے امداد کی توقع تھی علاوہ بریں مکہ معظمہ
حرم تھا وہ جائے امن تھی وہی دیکھ کے حضرت موسیٰ نے قاتل شبہ عمد کے لئے حرم کی شہریں
مقرر کئے علاوہ بریں جب حضرت موسیٰ نے کوہ فاران سے جاسوس روانہ کئے تو اُن کو حکم دیا
کہ جنوب شام سے جاسوسی کرنا چنانچہ ان لوگوں نے میدان صین سے جو متصل دوسرے فاران
کے جنوب شام میں ہے جاسوسی کی اور کل لشکریان موسیٰ وہیں فاران میں ٹھہرے رہے۔
تو اگر موسیٰ اسی فاران میں تھے جو جنوب شام میں ہے اور وہیں سے جاسوس روانہ کئے تو کہنا
کہ تم جنوب شام سے جاسوسی کرنا فضول ہو جائے گا۔ اس سے نکلتا ہے کہ جو ہیں کہ معظمہ سے
روانہ ہوئے اُن کو ہدایت ہوئی کہ تم جنوب شام سے جاسوسی کرنا۔ علاوہ بریں جاسوس
شام لوٹ کے فاران میں آئے اور اُن کے بیان سے قوم بد دل ہو کر حملے سے منکر ہوئی کہ اُن کے
انکار سے ناراضی خدا کی ظاہر ہوئی جب سے وے پشیمان ہو کے حملہ آور ہوئی اور شکست کھائی تب
موسیٰ کو حکم ہوا کہ تم بحر احمر کی راہ سے لوٹو چنانچہ وے جب لوٹے تو بحر احمر کی راہ سے ایلہ
ہو کے جبل شرا تک پہونچی اب خیال کرنا چاہیے کہ اگر وے لوگ اُس فاران میں تھے جو
سرحد فلسطین پر ہے تو وہاں کوہ شرا تک پہونچنے میں ایلہ نہ پڑے گا بلکہ پہلے کوہ شرا ہی پڑے گا
تب ایلہ اس لئے وے لوگ مکہ معظمہ میں تھی اور وہاں کوہ اموری کی راہ سے گئے تھے اور
لوٹنے میں یثرب و مدین و ایلہ ہو کے جبل شرا میں پہونچے پھر وہاں سے میدان مواب میں
ہو کے اردن اور تک حملہ کیا فتدبر: اب ہم معنی آیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں واضح ہو کہ
حضرت موسیٰ نے یہ بتایا کہ خدا ظاہر ہوا کوہ سینا میں یعنی آغاز نبوت موسیٰ وہیں سے ہوا۔
موسیٰ علیہ السلام کو شریعت یعنی پوری حکمت عملی جس میں تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و
سیاست مدن ہے عنایت ہوئی پھر چمکے تھے کوہ سعیر سے۔ مراد اس سے بعثت حضرت عیسیٰ کی ہے کہ

ان کو صرف تہذیب الاخلاق ملا تھا پھر شدت سے تجلی ہوگا۔ فاران یعنی مکہ میں مقصود اس سے
ہمارے پیغمبر ہیں یعنی اُن کو بھی شریعت یعنی پوری حکمت عملی ملے گی الیوم اکملت لکم دینکم
پاک لڑائی سے مقصود جہاد ہے کہ صحابہ فقط اجراءِ دین کے لئے لڑتے تھے اُس کے داہنے
ہاتھ میں آگ ہوگی مراد اس سے تلوار ہے اُس کے پاس شریعت ہوگی یہ ظاہر ہے اس کی تائید
میں ۵۰ زبور کو لکھتے ہیں۔ ایل اس نام سے حضرت داؤد نے بھی آپ کو بیان
کیا ہے۔ ۵۰ زبور میں لکھا ہے

מזמור לאסף אל אלהים יה
וה דבר ויקרא ארץ ממזרח שמש עד־
מבאו: מציון מכלל־יפי אלהים הופיע:
יבא אלהינו ואל־יחרש אש־לפניו תאכל
וסביביו נשערה מאד: יקרא אל־ה
שמים מעל ואל־הארץ לדין עמו:
אספו־לי חסידי כרתי בריתי עלי־
זבח: ויגידו שמים צדקו כי־אלהים
שפט הוא סלה:

مزمور لآساف ایل الوہیم یہوا دبیر ویقرا ارص ممزرح شمش عد مبوء: مصیون
مخلل یوفی الوہیم ہوفیع یابو الوہینو وال یحرش ایش لفانا و توخیل وسبیبا و نسعرا مئود:
یقرا ال ہشامیم معال وال ہا آرص لادین عموء: اسفو لی حسیدا دکورتی بریتی علی زبح:
ویگیدو شامائیم صدقو کی الوہیم شوفیط ہو سلاہ: لغات مزمور معنی بھی زبور قرآن اساف
گورنر عامل جو تحصیل ملک کرے خواہ ناظم و کلکٹر دوسرے معنی ہیں شاعر نامی خواہ ادیب فصیح
بلیغ خواہ نبی خطیب پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے۔ ایل قوی الوہیم حاکم و نام خدا یعنی معبود
ہوا اسم ذات یعنی وجود و موجود تیسرے معنی کہا یقرا کہیں گے ارص یعنی زمین مزراح یعنی

مشرق شمس سورج ضد معنی تا تمکا بجو غروب صیون کو بیت المقدس اس کا مادہ
צָיָה صایہ ہے جس کے معنی ہیں خشک ہونا فعل اس کا غیر مستعمل ہے اس سے چند
الفاظ مشتق ہوئے ہیں צִיָּה صیہ جس کے معنی ہیں خشکی جب ارض کے ساتھ متصل ہوتا ہے
אֶרֶץ צִיָּה ارض صیہ اس کے معنی ریگستان خواہ دو سرزمین ہوتے ہیں
بیشتر مقصود ریگستان ہوتا ہے צָיוֹן صایون ریگستان צִיּוֹן صیون
معنی اس کے مقام ریگستانی خواہ خشک پہاڑ۔ عربی صحوہ اور نیز صیون مشتق ہے צָוָה
صاوہ سے اس کے معنی ہیں ستون خصوصاً جو نشان کے لئے قائم ہو جیسے میل מִכְלַל
יֹפִי مکلل یوفی کامل الجمال אֱלֹהִים הוֹפִיעַ ہوفیع اس کا
مادہ יָפַע یفع ہے جس کے معنی ہیں نوچمکنا یا اس کا متعدی ہے جس سے معنی تجلی
آتا ہے יָבֹא یابو معنی آئے گا אֱלֹהֵינוּ الوہنو معبود تک قاضی و
سلطان ہے יֶחֱרַשׁ یحرش مادہ اس کا حرش یعنی گنگ ہونا چپ ہونا
נִשְׂעֲרָה نسعرا مادہ اس کا سعر ہے معنی تھرتھرانا کانپنا ترجمہ: یہ بعینہٖ
بڑے گویا قوی بادشاہ کے حق میں خدا نے کہا ہے وہ تسلط کرے گا تمام روئے زمین پر
خشک پہاڑ سے کامل الجلال بادشاہ چمک جگاتے آئے گا۔ ہمارا بادشاہ اور چپ نہ رہے گا
اس کے سامنے آگ جلا دے گی اس کے گرداگرد بڑا زلزلہ پڑ جائے گا۔ پکارے گا اونچی
آسمان کی طرف اور زمین کی طرف اپنے قوم کے انصاف کے لئے جمع ہو ہمارے واسطے
دیندار لوگ جن سے معاہدہ قربانی ہے کرا اطلاع دیں گے۔ آسمان اس کا صدق کرے وہ عادل
بادشاہ ہے۔ تفسیر: بڑے گویا سے مقصود آنحضرت ہیں۔ قرآن کی فصاحت معجزہ ہے
اس لئے داؤد نے آپ کو بلفظ اسمات بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ہے انا افصح العرب و
العجم۔ عرب کی فصاحت تو ظاہر ہے آپ سوائے عربی زبان کے دوسری زبان جانتے
نہ تھے۔ پھر افصح العجم ہونے کی کچھ معنی نہیں بجز اس کے کہ خدا نے میرا یہ لقب عجمی زبان میں بھی

ہیں یا ہے علاوہ بریں آساف سے نبی بھی مقصود ہوتا ہے اور آپ نبی بھی تھے علاوہ بریں
فرماں روا تھے جس پاس غنائم و اموال زکوٰۃ جمع ہوتے تھے تو آپ گروہ تحصیلدار
بھی تھے علاوہ بریں آپ پاس قبائل و اقوام کا اجتماع بھی تھا اس معنی سے بھی آپ آساف
تھے وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ان معانی کے لحاظ
سے داؤد نے آپ کو زبان وحی آساف فرمایا یہ موافق ہے حضرت یعقوب کے کلام کے
فرمایا کہ اس کے پاس قوموں کا جماوڑا ہوگا۔ آساف کے معنی حاشر ہیں جو آپ کے اسمائے
حدیث صحیح میں آیا ہے کہ میں حاشر ہوں یعنی آساف۔ پھر داؤد نے آپ کو ایل یعنی قوی
فرمایا جو آپ کے اسماء سے ہے اور خود ہاجر کے خواب سے نکلتا ہے اور حضرت اشعیا نے
آپ کا یہ نام بیان کیا ہے پھر داؤد نے آپ کو الوہیم یعنی بادشاہ فرمایا اور جو تمام روئے زمین
فتح کرے گا۔ یہ تو نسبت آنحضرت کے ظاہر ہے۔ دوسری آیت میں بیان ہے کہ خشک
پہاڑ سے وہ کامل الجلال بادشاہ ظاہر ہوگا خشک پہاڑ سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے کیونکہ اکثر
مقامات میں عربستان کو ایسے لفظوں سے بیان کیا ہے۔ قرآن میں بھی اس کا ترجمہ وادی
غیر ذی زرع ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا ہوفیع مہر پاران یعنی کوہ فاران سے
متجلی ہوگا۔ یہاں بھی وہی لفظ ہوفیع وارد ہے ہاں وہاں لفظ کوہ فاران ہے یہاں
خشک پہاڑ جسے بلفظ صیّون بیان کیا ہے اسی کا ترجمہ ہم نے خشک پہاڑ کیا ہے اس
پر یہود و نصاریٰ الجھیں گے کہ صیّون بیت المقدس کے پہاڑ کو کہتے ہیں بلاشبہ
بیت المقدس کے پہاڑ کا یہ نام ہے لیکن یہاں مقصود نہیں ہے عجب نہیں کہ یہاں لفظ صایون
ہو یہود نے عمداً خواہ خطاءً صیّون بنا دیا ہو کیونکہ عبرانی میں دونوں کی کتابت
میں تو حرکات لگانے سے فرق ہوتا ہے اور قدیم زمانہ میں حرکات لگائی نہیں جاتی تھی
عجب نہیں کہ حرکات لگانے میں صایون کا صیّون کر دیا ہو۔ اس کے بعد کہا ہمارا بادشاہ
جب آئے گا تو وہ چپ نہ رہے گا بلکہ اس کے سامنے آگ کھا رہی جائے گی یعنی وہ

جہاد کرے گا کفار کو ڈرانے سے فی النار کرے گا۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہوا اُس کے بعد ہی کہ اُس کے گرد اگرد زلزلہ پڑ جائے گا چنانچہ فارس و شام و افریقہ تمام زلزلہ تھا علاوہ بریں فارس میں آپ کی پیدائش کے وقت میں زلزلہ عظیم آیا تھا اس کے بعد خطاب ہے بنی اسرائیل کی طرف جن پر قربان فرض تھا کہ تم مجتمع ہو یعنی اُس بادشاہ کے آنے کے وقت میں کہ آسمان اُس کے صدق کی گواہی دیں گے یعنی مبادی عالیہ سے ایسا کلام فائض ہوگا جو معجز ہوگا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ اور نیز معجزہ شق القمر و رد شمس آسمانی شہادت ہے اُس کے صدق و عدالت پر اس کے بعد کی آیات میں زجر و توبیخ و وعظ و نصیحت ہے بنی اسرائیل کو۔ گیارہ زبور مصدرہ بہ لفظ آساف سے اگر موقع ہوگا تو اُن کی تفسیر کی جائے گی۔[1] اس آیت کی تفسیر میں جو ربی سلمان یرجی نے لکھا ہے وہ ہم لکھ دیتے ہیں۔

یعنی ترجمہ تورات

---

[1] واضح ہو کہ [illegible] قارا یقرا اس مادہ کے اصل معنی ہیں چلانا، ڈپٹنا، تڑپنا، بجانا، تسلط کرنا اور نیز اس کے معنی ہیں پکارنا، بلانا، منادی کرنا، کہنا، یہ مادہ عربی میں بھی مستعمل ہے پڑھنے کے معنی پر یعنی قرأۃ قاف و را اصل و ہمزہ حروف اصلی ہیں اب ہم اس زبور کا ترجمہ دوسری طور سے کرتے ہیں۔ یہ زبور عاشر کے بارہ میں ہے۔ قوی عالم جسے خدا نے کہا اور زمین مشرق سے مغرب تک پھیلے گا یوں کہیں کہ وہ زمین کو مشرق سے مغرب تک دعوت کرے گا یعنی ایک ارض کو اسلام کی طرف بلائے گا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی تعلیم میں بلسان وحی آپ کو قوی کہا اور عالم بھی اس واسطے حضرت داؤد نے اپنی اس زبور میں فرماتے ہیں کہ وہ اس عاشر کو خدا نے قوی عالم کہا ہی ہے اور تمام روئے زمین بھی بعد ظہور کہے گی یا یوں کہیں کہ خدا نے جسے قوی عالم کہا ہے وہ تمام روئے زمین پر دعوت اسلام کرے گا۔ دعوت اسلام و اطاعت کی تھی ایسی عام دعوت کسی پیغمبر کی نہ تھی۔ اس کے بعد بیان زبور یہ ہے کہ خشک پہاڑ سے کامل الجلال عالم متجلی ہوگا واضح ہو کہ کامل الجلال ترجمہ ہے مخلل یوفی کا یہ مرکب ہے دو لفظوں سے ایک مخلل جس کے معنی ہیں کامل دوسرے لفظ یوفی ہے اُس کے معنی ہیں جمال و جلال و مطلق خوبی۔ اس لئے مخلل یوفی کے معنی ہوئے کامل الجلال و کامل الجمال و کامل الحسن (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

שפיך בה יצא לכן באתם שבאת לחת
אב בתחית מסר פתן מיוצא לפקני-
ם ביפלח שנאמר - לקר מאלהים
מדנך שיצא מפגהם : וזרח משעיר למו ·
שפתח לבני עשו שזבפלך את מתוכח
לא רצו הופיע מהר פארן · שקלה
שם ופתח לבני ישמעאל שזהבלו-
ולא רצו : ואתא לי שאהל מרבבות
אהש ועמו מפעת רבבות מלאכי
קדש ולא כלם ולא רוכב ולאבר-
קה בשר ודם שמרחח כל כבוד
שרלי - והפגי דתל ביום הפתו :
שבת שפתנח להם מימינו אש :

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ)

← چونکہ عبرانی زبان میں صیغہ اسم تفضیل نہیں ہوتا تو اسے لفظ کال بڑھا کے بیان کرتے ہیں جیسے اشد علاوۃ اشد اعتزاجا تو فعل یوں کے معنی ہوئے ابھی داخل واحد پس محل یوں بیان کرنا یہ احمد ہی کہ تو معنی آیت ہوئے کہ خشک پہاڑ سے احمد جو حاکم ہے تجلی ہوگا۔ واگر سیون سے مراد بیت المقدس لیا تو آنحضرت لیلۃ الاسرا میں وہاں تشریف لے گئے تھے ورنہ یہ خبر ہی غلط ہو جاتی کیونکہ بیت المقدس سے کوئی ایسا حاکم پیدا ہو کے نہیں تجلی ہوا۔ وہ آگے کا بیان واضح کر دیگا۔ حضرت کے کسی پر منطبق نہیں اور خدا مقصود ہو نہیں سکتا بیان اللہ تعالیٰ اولم یاتھم بینۃ ما فی الصحف الاولی ترجمہ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی دلیل نہیں پہنچی ۔

(ترجمہ) سیناء سے آیا یعنی اُن کے ملنے کو نکلا جب وے زیر کوہ کھڑے ہوئے تھے جیسے دولہا نکلے دُلہن لینے کے لئے چنانچہ لکھا ہے خدا کے ملنے کے لئے اس سے ظاہر ہوا کہ نکلا اُن کے سامنے ، چمکا سعیر سے یعنی کھولا (شریعت کو) بنی عیص کے سامنے تا کہ وے شریعت قبول کریں مگر قبول نہیں کیا : شدت سے چمکا کوہ فاران سے یعنی گیا وہاں اور کھولا بنی اسمٰعیل کے سامنے کہ قبول کریں مگر انھوں نے قبول نہیں کیا تب آیا بنی اسرائیل کے پاس پاک ملائکہ کی جماعت کے ساتھ جو سراسر جلال سے تھے شریعت کی آگ سے مقصود یہ ہے کہ شریعت اُن کو آگ میں سے ملی تھی یعنی ایسے میں جس کا نہ سر ہے نہ پاؤں - کہتا ہے کہ اللہ سیناء سے نکلا جیسے دولہا آتا ہے دُلہن کے ملنے کے لئے معلوم ہوا کہ توراۃ اُن کو مل گئی اب کہتا ہے کہ بنی عیص کے سامنے شریعت پیش کی گئی اور انھوں نے قبول نہیں کیا - اوّلاً تو اس کا ثبوت نہیں دوم یہ فقرہ اوّل کی مخالف ہے جب شریعت بنی اسرائیل کو مل گئی تھی تو بنی عیص کے سامنے پیش کرنا فضول تھا علاوہ اس کے یہ مخالف ہے کہ حضرت اسحٰق کی دعا جو انھوں نے بنی عیص کے حق میں کی تھی کہ تو اپنے بھائی کی اطاعت میں رہے گا یعنی اُن کی شریعت پر چلے گا چنانچہ ایسا ہی تھا ایسا ہی بجھو کہ بنی اسمٰعیل کے سامنے شریعت پیش ہوئی یہ محض بے اصل ہے مگر اس قدر فائدہ ہے کہ ہم نتیجہ ہی ہم فاران سے הופיע מהר פארן یعنی چمکا فاران کے پہاڑ سے مقصود اس سے بنی اسمٰعیل ہیں اور اس مفسر کی رائے میں بھی فاران ملک حجاز ہے یہی تحریف معنوی ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق یہود ہیں بعد اس کے یہ آیت

הה תבב עמים פלקר שובר ד

ק תמ בבת ... אלש קלך רל ו בבת הדם -

آت جریب مُتم گُل قدوش دبیاد خادِ ہیم تکو لر یلحماں پیشا مذبر دیتیخا (ترجمہ) مگر دوستدار اقوام (یعنی اُس کے ہاتھ میں تلوار تو ہوگی مگر سب قوموں کے ساتھ محبت رکھے گا یعنی بڑا رحم دل ہوگا - آپ رحمۃ للعالمین تھے جو کوئی شخص آپ کے اخلاق سے واقف ہوگا تو وہ یقین

کرنے والا חבב עמים جو بیت نیمہ یعنی محب الاقوام آپ کی شان ہے)
اُس کے مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہونگے (یہ صحابہ کی شان میں ہے یعنی اُس کے مقدس لوگ
یعنی صحابہ خدا کے ہاتھ میں ہونگے یعنی ہمیشہ اُس کی اطاعت اور ذوق شوق میں یہاں تک کہ جان
تک کو اُس کی راہ میں نثار کرنا اُن کا شعار ہوگا) اور مارے جائیں گے تیرے سامنے (یعنی تیری
راہ میں شہید ہونگے ایسا کسی پیغمبر کے وقت میں نہ تھا) تیرے کلام سے وے امامت پائیں گے خواہ
یوں کہیں کہ تیرے کلام والے رہیں گے (یعنی چونکہ تیرے کلام پر ایمان لائیں گے اس لئے وے
امامت وخلافت کے مرتبہ کو پہونچیں گے) ربی سلیمان ابن اسحاق نے اس مقام پر لکھا۔

כל קדושיו בידך · כל צדיקיהם וטוביהם
דבקו בך ולא משו מאחריך
ואתה שומרם:

(ترجمہ) اُن کے سب صدیق اور اچھے تجھ سے لپٹے رہیں گے اور تیرے پیچھے سے
نہ ہٹیں گے اور تو اُن کی حفاظت کرے گا۔ והם תכו לרגלך
והם מתמצעים ומתכנסים לתחת
צלך:

(ترجمہ) وے مارے جائیں گے تیرے پاؤں تلے وے سرِ آرا اور مجتمع ہونگے تیرے
سایہ کے۔ ישא מדברותיך: מקבלים עליהם גזרותיך
ודתותיך בשמחה:

(ترجمہ) وے قبول کریں گے تیری شریعت بخوشی اِس مفسر کی کلام سے ہم کو کسی قدر مدد ملی
اس لئے ہم نے نقل کردیا یہ پیشین گوئی بہت صاف ہے سوائے ہمارے پیغمبر کے
اور کسی کے ساتھ متعلق نہیں اس کو خوب سمجھو: حبقوق نبی نے اسی خبر کو واضح کرکے بیان کیا۔
اس کو ہم آیت آیت جدا لکھتے ہیں باب ۳ آیت ۳ אלוה מתימן

אֱלוֹהַּ מִתֵּימָן יָבוֹא וְקָדוֹשׁ מֵהַר־פָּארָן סֶלָה כִּסָּה שָׁמַיִם
הוֹדוֹ וּתְהִלָּתוֹ מָלְאָה הָאָרֶץ׃

اِلُوہ مِتیمان یابو وقادوش میہر پاران سلا کِسّا شامیم ہودو وتہلاتو مالا ہا آرِص

(ترجمہ) خداوند جنوب خواہ یمن سے آئے گا اور مقدس کوہ فاران سے اُس کا جمال آسمان چھپا لے گا اُس کے جلال سے زمین بھر جائے گی اس سے ظاہر ہے کہ ملک عرب سے کوئی ذی شان صاحب علم نمود ہوگا سوائے ان پیغمبر کے کوئی ملک عرب میں ایسا پیدا نہیں ہوا اگر مصداق اس کا ہمارے پیغمبر نہ ہوں تو یہ خبر ہی غلط ہو جائے گی תֵּימָן تیمان جنوب کو کہتے ہیں اس میں شبہ نہیں کہ مکہ شام سے جنوب ہے اور تیمان ملک یمن کو بھی کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں وہاں حکمت بہت تھی الحکمۃ یمانیۃ کو لحاظ کرو اور کتب مقدسہ میں بھی وہاں کی حکمت کا بیان ہے تیمان کا لفظ جو اس نبی نے استعمال کیا ہے شاید اس وجہ سے ہو کہ علاقہ حجاز کسی زمانہ میں یمن میں داخل تھا اور سلطنت یمن سے بڑی کوئی سلطنت عرب میں نہ تھی وہاں کے لوگ عالی ہمت ذی شوکت صاحب علم و حکمت ہوتے تھے بلقیس ملکہ یمن تھی فقط حکمت کے ذوق میں حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں گئی لشکر اسلام جو شام کو روانہ ہوا تھا اس میں یمنی بہت تھے: آیت ۴: וְנֹגַהּ כָּאוֹר תִּהְיֶה
קַרְנַיִם מִיָּדוֹ לוֹ וְשָׁם חֶבְיוֹן עֻזֹּה׃

و نُوغہ کا اُور تہیہ قرنیم میادو لو وشام حِبیُون عزّو - لغات نُوغہ شعلہ و کرن چمک آگ کی ہو یا چاند و سورج خواہ تلوار کی خواہ جلال ربانی کی قرنیم بجلی اور اُس کی چمک اور سورج پر بھی اطلاق ہوتا ہے حِبیُون - اختفا و پوشیدہ ہونا چھپا لینا بالاپوشش پردہ و ستر חבא اور نور صبح و نہار בֹּקֶר قَرنیم بمعنی قرنین و سینگ و بجلی שָׁם یہ ماضی ہے שָׁמֵם شمم کا اُس مادہ کے معنی ہیں ویران ہونا و کرنا و متحیر ہونا و کرنا و نیست و نابود کرنا و مٹا دینا۔

(ترجمہ) روشنی صبح کی سی ہوگی اُس کے ہاتھ میں بجلی ہوگی اُس کی قوت پردہ اُٹھاوے گی
قرنیم میادو لو کے یہ معنی بھی ہیں کہ اُس کے دونوں ہاتھ میں اُس کے سینگ ہوں گے
یعنی وہ ذوالقرنین ہوگا۔ ذوالقرنین کے معنی ہیں بہت قوی سکندر کو اسی معنی سے ذوالقرنین
کہتے ہیں اور فقرۂ اخیر کے یہ معنی بھی ہیں کہ اُس کی باطنی قوت تسخیر کر دے گی۔ اس فقرہ کی
یہ معنی بھی ہیں کہ پردہ عزت ربانی وہاں ہوگا جب عزوی ضمیر خدا کی طرف پھرے اور شام
کے معنی ہوں وہاں جیسا متعارف ہے وہاں سے مقصود دشت فاران ہے۔ مقصود یہ ہے
اُس کا نور شدید ہوگا اُس کے ہاتھ میں برق یعنی تلوار ہوگی شدت نور سے مقصود یہ ہے کہ
اُس کی شریعت کامل ہوگی اور تھوڑے عرصہ میں پھیل جائے گی اور ہمیشہ قائم رہے گی اور
(برق) سے مراد تلوار ہے یعنی وہ جہاد کرے گا اور اپنی قوت پھیلائے گا۔ آیت ۵: לְפָנָיו
יֵלֶךְ דָּבֶר וְיֵצֵא רֶשֶׁף לְרַגְלָיו׃
יֵלֶךְ لغات דָּבֶר وبا موت רֶשֶׁף شعلہ برق

(ترجمہ) اُس کے سامنے موت چلے گی اور نکلے گی برق اُس کے قدموں سے یہ اشارہ
ہے جہاد کی طرف۔ آیت ۶: עָמַד וַיְמֹדֶד אֶרֶץ רָאָה
וַיַּתֵּר גּוֹיִם וַיִּתְפֹּצְצוּ הַרְרֵי־עַד שַׁחוּ
גִּבְעוֹת עוֹלָם הֲלִיכוֹת עוֹלָם לוֹ׃

عامد ویمودد ارص راءہ ویتر گوئیم ویتپوصصو ہرری عد شحو گبعوت عولام ہلیکوت
عولام لو لغات ויתר پھر اس کا مادہ נתר ہے کہ اُس کے معنی
ہیں آزادی غیر متعدی ہے دوسری معنی ہیں تھی جھاڑنا مجازاً پریشان و منتشر
کر دینا התפצצו پھوٹ پڑیں مادہ اس کا פצץ پھوٹ کر
چور چور ہونا ٹوٹ جانا הררי־עד ہرری عد مستحکم پہاڑ خواہ بلند
یہ لفظ مرکب ہے دو لفظوں سے اول ہر جس کے معنی پہاڑ ہیں دوسرا عد جس کے

معنی ہیں مستحکم خواہ بلند שחה شحّو مادہ اس کا שחח شحہ جس کے معنی ہیں خست یعنی دھنس جانا اور جھک جانا גבע גבעה گبعا پہاڑی עולם عولام قدیم دائمی הליכה ہلیخا راہ وطریق۔ (ترجمہ) قائم ہوا اور زمین کو ناپ ڈالا م کا اور قبائل کو آزاد کیا خواہ پریشان کیا اور ٹوٹ جائیں گے بڑے پہاڑ اور قدیم پہاڑیاں جھک جائیں گی۔ خست ہونگے ابدی راہ اس کی ہوگی خواہ قدیم راہ اس کی ہوگی رو ئے زمین کی پیمائش سے مقصود یہ ہے کہ اس کی حکومت خوب پھیلے گی قبائل کی آزادی سے مراد یہ ہے کہ وے بت پرستی چھوڑ کے شیطان کے پھندے سے آزاد ہونگے۔ התר تیر کے دو معنی ہیں پریشان کرے گا قبائل کو دوسرے معنی ہیں آزاد کردے گا دونوں بات ظاہر ہوئی۔ پہلے قبائل عرب پریشان ہوئے مسلمان ہوکے پھر آزاد ہوئے۔ بڑے پہاڑوں کے ٹوٹنے سے مقصود یہ ہے کہ بڑی بڑی سلطنت جیسی کسریٰ وقیصر برباد ہوں گی اور پہاڑی سے مراد چھوٹی ریاست ہیں جیسا عہد اسلام میں ہوا۔ قدیم راہ سے مقصود دین ابدی ہے چنانچہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ یہ شریعت ابدی ہے اور شریعت ہذا ابدی بھی ہے کہ تا قیام دنیا منسوخ نہ ہوگی جو احکام خدا چند روز کے لئے دیتا ہے وہ باختلاف ادوار منسوخ ہوجاتے ہیں نسخ کے معنی مدت کا پورا ہونا ہے مثلاً کسی نے دو دن کے لئے مزدور لگایا تو جب وہ دو دن گزر گئے تو یہی نسخ ہے پورا بحث اس کا ہم یہاں کرنا مناسب نہیں سمجھتے واضح ہو کہ یہ پیغمبر اس مقدس کی قوت بیان کرتا ہے جو جبل فاران سے منور ہوگا۔ قائم ہوتی ہے زمین ناپ ڈالے گا یعنی اس کی شریعت بہت جلد میں پھیلے گی اور جس طرف دیکھے گا قبائل سے قبائل مسلمان ہوکے آزاد ہوجائیں گے یعنی عقوبت آخرۃ نار و قتل رہنے سے حق قال لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ اَموالَهُم وَدِمَاءَهُم اور پہاڑوں کے ٹوٹنے سے یہ بھی مقصود ہے کہ بڑے سنگ دل راہ راست پر آئیں گے اور پہاڑیوں سے

جھکنے سے یہ بھی مراد ہے کہ کفار قریش مطیع اسلام ہو کے رکوع و سجود کریں گے یہ آنحضرت کے وقت میں ہوا: ؎

یک نظر دیدم ترا دیوانہ و مجنوں شدم

بیت:

جان سے ہو گئے بدن خالی ❊ جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

آیت: תַּחַת אָוֶן רָאִיתִי אָהֳלֵי כוּשָׁן יִרְגְּזוּן יְרִיעוֹת אֶרֶץ מִדְיָן׃

تحت آون رائیتی اہلی کوشان یرگزون یریعوت ارص مدیان اولاً ہم کو تین لفظوں کی تحقیق ضرور ہے. اول אָוֶן آون اصل معنی اس کے ہیں بیہودگی اور لغو و بیہودہ پر اطلاق اس کا بت پر بیشتر ہوتا ہے چنانچہ بت خانہ کو عموماً בֵּית אָוֶן بیت آون کہتے ہیں اور ایک بت خانہ کا نام آون تھا قریب دمشق کے. دوم כּוּשׁ کوش: کوش و مصرایم بن نوح کے بیٹوں میں سے تھے پیدائش باب ۱۰ آیت ۶ و ۸: چنانچہ مصرایم سے جو قطعہ آباد ہوا مصر کہلاتا ہے اور کوش کی اولاد سے حبش و زنگبار وغیرہ معمور ہے اکثر اطلاق کوش کا حبش و بربر و زنگبار وغیرہ پر آتا ہے جہاں کے باشندہ سیہ فام ہوتے ہیں اور اس قوم پر بھی بولا جاتا ہے اور کوش نام ایک عربی قوم کا ہے جو سینا پہاڑ کے گرد بستی تھی پھر پھیل کر مدینہ منورہ تک پہنچی شعیب پیغمبر اسی قوم سے تھے. چنانچہ مریم نے حضرت موسیٰ پر طعن کیا تھا کہ انھوں نے کوشی عورت سے شادی کی ہے چنانچہ مدینہ منورہ جسے یثرب کہتے ہیں آباد کردہ شعیب نبی ہے ان کا نام توراۃ میں یثرو ہے انھیں کے نام سے یہ شہر مشہور ہوا واو یا تحتانی سے بدل گیا ہے کوئی مقام ملک شام میں بھی اس نام سے نامزد تھا۔ כּוּשָׁן کوشان اسی کا منسوب ہے جیسے کوشی מִדְיָן مدیان وہی مدین ہے جہاں شعیب

بنی کا مسکن تھا قوم کوشن کو بھی مدیان کہتے ہیں یہ قوم حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہے شعیب بھی اس قوم سے تھے یہ قوم سینا پہاڑ سے مدینہ منورہ تک آباد تھی پیدائش باب ۲۵ آیت ۲ کو ملاحظہ کرو۔ اب ہم آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ آون کی نواح میں دیکھا میں نے خیمے اہل مدیان کے اور ملک مدین کے خیموں کے چوب حرکت کریں گے یہ قوم ہمیشہ بنی اسرائیل کی اطاعت میں رہی مگر دور اسلام میں ائمہ اسلام کے ساتھ شام پر حکومت کرتے تھے۔ امیر معاویہ کا بلکہ جملہ بنی امیہ کا دار السلطنت دمشق تھا اور انصار چونکہ شعیب کے اولاد میں سے تھے تو وے اہل مدین سے بالضرور تھے اس لئے یہ نبی خبر دیتا ہے کہ اس دور میں اہل مدین آون یعنی ریاست دمشق پر محیط ہونگے چنانچہ بنی امیہ کے دور میں یہ بات پوری ہوئی۔ اس کے بعد کی آیات کی تفسیر ہم نہیں لکھتے کیونکہ اس رسالہ میں ہم کو صحف انبیا سے بحث نہیں ہے بطور تائید اخبار اول بعض بعض مقام کو لکھدیا ہے۔ اب ایک خبر؎ اور ہم لکھتے ہیں جو اوپر کی دونوں پیشین گوئی کے

؎ اس خبر کو ہم ختم کر دیتے ہیں کہ اس کو لوگ خیال کریں حبقوق نبی شام میں رہتے تھے ملک عرب اصل مخرج ہے خلیفہ دکھن سے آئے گا یعنی حجاز کی فاران سے روشنی صبح کی سی ہوگی رو بہت قوی ہوگا اس کی باطنی قوت حیرت انگیز ہوگی۔ موت اس کے آگے چلے گی اور برق اس کے قدموں سے لگی کا قائم ہوتے ہی ملک پر احاطہ کرے گا نظر ڈالے گا اور مقابل کو پریشان کرے گا بڑے بڑے پہاڑ ٹوٹ جائیں گے اور قدیم پہاڑیاں سرنگوں ہونگی اس کا مسلک ابدی ہوگا۔ دمشق کے نواح میں اہل مدین کے خیمے دیکھا میں نے خطاب اہل مدین حرکت کرینگے۔ واضح ہو کہ قبائل عرب خیموں میں رہتے تھے جو لوگ اس خبر کو بلحاظ انصاف دیکھیں گے تو سوائے آنحضرت کے دوسرے پر نہ مطابقت کرینگے اخیر فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ اہل مدین اس مقدس کے مقابلہ سے بھاگ کے دمشق میں پناہ لیں گے اس سے ہمارے پیغمبر کا ایک نشان اور بتایا کہ اس سے مدین میں لڑائی ہوگی چنانچہ آنحضرت خود وہاں لڑنے کو تشریف لے گئے تھے
۳۰۰۰۰ غزوۂ تبوک آخر غزوات ہے تبوک مدین سے ملا ہوا ہے وہ علاقہ مدین میں ہے ۹ ہجری میں یہ غزوہ ہوا تھا تیس ہزار آدمی آپ کے لشکر میں تھے حضرت موسیٰ سے بھی اس علاقہ میں جنگ ہوئی تھی۔ یہاں اب کلام ختم کرتے ہیں انشاء اللہ حبقوق نبی کی کتاب کی تفسیر کسی موقع پر بیان کریں گے

تعلق رکھتی ہے وہ ہوشیع نبی کی ۱۳ باب کی ۱ آیت ہے مگر چونکہ اوپر کے بیان سے اس کی توضیح ہوتی ہے اس لئے ہم یہاں کل باب کو ذکر کرتے ہیں یہ نبی افرائیم بن یوسف کی نسبت خبریں دیتا ہے کیونکہ بت پرستی بنی اسرائیل میں یاربعام بن نباط کے وقت سے شروع ہوئی جو افرائی تھا آیت כְּדַבֵּר אֶפְרַיִם רְתֵת נָשָׂא

הוּא בְּיִשְׂרָאֵל וַיֶּאְשַׁם בַּבַּעַל וַיָּ-

מֹת׃

کِدَبیر افرائیم رتیت ناسا ہو بیسرائیل ویاشم ببعل ویاموت رتات:

رتیت خشوع ۔ (ترجمہ) افرائیم اپنے کلام خشوع آمیز سے امام بنی اسرائیل ہو گیا اور جب بوجہ بت کے آثم یعنی گنہگار ہو گیا تو تباہ ہوا مطلب یہ ہے کہ بنی افرائیم اپنی خوش گفتاری کی وجہ سے درجہ امامت کو پہنچے اور بت پرستی سے مردود ہوئے یعنی یوشع بن نون حضرت موسیٰ کی خدمت وصدق وامانت سے خلیفۂ خدا ہوئے بنی اسرائیل میں پھر یاربعام بن نباط افرائی کے وقت میں جب بت پرستی کرنے لگے تو مردود ہوئے ۔

וְעַתָּה יוֹסִפוּ לַחֲטֹא וַיַּעֲשׂוּ לָהֶם

מַסֵּכָה מִכַּסְפָּם כִּתְבוּנָם עֲצַבִּים מַעֲ-

שֵׂה חָרָשִׁים כֻּלֹּה לָהֶם הֵם אֹמְרִים זֹבְחֵי

אָדָם עֲגָלִים יִשָּׁקוּן׃

وعتا یوسیفو لحطو ویعسو لاہم مسیکا کسپام کتبونام عصبیم معسہ حاراش کلّا لاہیم ہیم اومریم زوبحی آدام عگالیم یشاقون (ترجمہ) اب اُس پر انھوں نے اور گناہ بڑھایا کہ بنایا اپنے لئے بت ڈھلی چاندی کی موافق اسی خیال کی چوبی بت بوجھل کاریگروں کی صنعت اُن کو دی سکتے ہیں کہ آدمی کی قربانی کرنے والے آسمان چومنے یعنی اُن کو جنت ملے گی اور مراتب عالیہ کو پہنچیں گے بت پرستوں کا یہ قدیم خیال ہے کہ

آدمی کی قربانی سے دیوتا بہت رضامند ہوتے ہیں جس کی توریت میں سخت ممانعت ہے ملک شام مصر وعرب میں تو اُس کا بڑا رواج تھا ہندوستان میں بھی اس کا نشان ملتا ہے۔ راون کو کہتے ہیں کہ مہادیو کے مندر میں اپنے سر کو کاٹ کے چڑھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا راجا ہوگیا ستی ہونا بھی اسی قسم کی بات تھی۔ ہندو لاشوں کو اسی خیال سے جلاتے ہیں کہ وہی اگنی دیوتا کو جس سے روحانیت نار مقصود ہے میت کی نجات کے لئے چڑھاتے ہیں اُس پر یہ بھی مستزاد ہوتا ہے کہ اُس کی خاک کو یا نیم سوختہ نعش کو گنگا میں بہاتے ہیں تاکہ پانی کا موکل بھی رضامند ہو کے معین ہو۔ قدیم زمانہ میں ملک روس میں بھی ایسا رواج تھا بت پرستوں میں اب بھی ہے اُس ملک میں جوالامکھی کی طرح بڑے بڑے کنڈ آگ کے ہیں جن میں قدرتی آتش ہمیشہ افروختہ رہتی ہے اگر اُسے دوزخ کہیں تو بے جا نہیں اُسی میں مردہ کو ڈال دیتے ہیں اور جو بت پرست مردوں کو دفن کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اجزا ارضی اُس میں زیادہ ہوتے ہیں تو موکل ارض کو زیادہ استحقاق ہے مگر فارس و مصر کے لوگ بوجہ شرکت اربع عناصر اور نیز اس وجہ سے کہ زندگی اُس کی ہوا سے ہے نعش کو ہوا میں رکھتے ہیں۔ للناس فیما یعشقون مذاهب۔ چونکہ اولاد کو بہت عزیز رکھتے ہیں اس لئے جو بڑے حریص جنت تھے وے اولاد چڑھانے لگے پھر بعض فرق جو بیٹے کو بہت عزیز رکھتے ہیں اُس کی قربانی کی ہمت نہ ہوئی تو لڑکیوں کو کم قدر خیال کرکے بتوں پر قربانی کرنے لگے پھر تو اُس قوم میں لڑکی کے مارنے کا رواج ہوگیا وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ۔ ہندوستان میں بھی چند قوم دختر کشی کرتی تھی اب دولت انگلشیہ کی توجہ سے یہ رسم موقوف ہوئی قلوب بنی اسرائیل مصریوں کی صحبت سے مائل اصنام پرستی تھی اس لئے حضرت موسیٰ اُن کو ایسے مقامات میں لئے پھرتے جہاں نہ بت تھے نہ بت پرست تاکہ اُن کے خیال سے مذاق بت پرستی محو ہوجائے تو ہم جب موقع پاتے تھے تو کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قصہ گوسالہ و بعل فغور کو خیال کرو اس لئے حضرت موسیٰ نے

چالیس برس جنگل و بیابان میں رہنا اختیار کیا یہاں تک کر دے بڑے جن کے دل میں خیال
بت پرستی راسخ ہو گیا تھا مر گئے جب نئے دور کے لوگ رہ گئے جن کے قلوب ایسی آلائشوں سے
پاک تھے ملک شام پر حملہ کیا کیونکہ اس ملک میں بت خانے بہت تھے اس کا کر و فر دیکھ کے
حملہ میں سستی ہوتی اور حصول مقصود میں نقص واقع ہوتا۔ سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی برکت
ایسی تھی کہ اسی وقت میں آپ کے توابع احکام شرائع پر ایسا محکم و مضبوط تھے کہ سرمو
تجاوز نہیں کرتے تھے بت پرستی کا کیا ذکر تھا ہزار ہا بت جو خانہ کعبہ میں رکھے تھے جسے وے
اپنا دین و ایمان سمجھتے تھے توڑے گئے۔ آپ کے توابع جہاں جہاں گئے بتوں کو خوب نیست و نابود
کر گیا ہندوستان میں جہاں بت شکنوں کا قدم کبھی نہیں گیا تھا کیسے کیسے بت خانے برباد
ہوئے۔ ہندوستان کی تواریخ عہد اسلام کی دیکھو۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں خدا پرستی
ملک شام و کچھ حصہ عرب سے تجاوز نہ ہوئی تھی سو بھی صاف طور سے نہیں بلکہ خود
بنی اسرائیل ہی مبتلائے بت پرستی ہو گئے جس کے بیان سے صحف انبیاء مالا مال ہیں
حضرت عیسیٰ کے وقت میں تو کل بارہ آدمی ایمان لائے تھے ان کے بعد گو مذہب عیسوی
یورپ میں پھیلا لیکن بت پرستی موجود ہوئی صلیب اور حضرت عیسیٰ و مریم کی تصاویر گرجوں
میں رکھی رہتی تھیں اور اب تک رکھی رہتی ہیں جسے وہ سجدہ و سلام کیا کرتے تھے
اور کیا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں ان کا تو مذہب ہی تثلیث ہے اگر اس کو ایک شاخ بت پرستی
کی قرار دیں تو بعید نہیں عیسائیوں میں خدا پرست خالص طور پر کم ہیں وہ کلام حضرت موسیٰ کی
شریعت شروع ہوئی کوہ سینا سے اور چمکا لی سعیر سے اور بہت شدت سے چمکی
کوہ فاران سے نہایت سچی بات ہے یعنی آغاز خدا پرستی حضرت موسیٰ کے وقت سے ہوا
حضرت عیسیٰ کے وقت میں کسی قدر مدد ملی مگر محمدؐ کے وقت میں اکمل طور پر جاری ہوئی:
پیدائش باب ۱۲ کی ۳ آیت میں حضرت ابراہیم کی شان میں لکھا ہے וְנִבְרְכוּ בְךָ
כֹּל מִשְׁפְּחֹת הָאֲדָמָה:

ونبرخو بخا کل مشفحوت ہا ادامہ (ترجمہ) تجھ سے برکت پائے گی کل اقوام روئے زمین
مقصود اس کا یہی ہے کہ تیرے سبب سے تمام روئے زمین پر خدا پرستی پھیلے گی اب بنظر
انصاف دیکھو کہ زمانہ حضرت ابراہیم سے تا زمان حضرت عیسیٰ یہ وعدہ پورا نہ ہوا ہمارے
پیغمبر کے وجود با جود سے اس کا تکملہ ہوا۔ عام دنیا میں اخلاق حمیدہ اور سیر پسندیدہ پھیلے
ظلمت جہل و ضلالت دور ہوگئی۔ یہود و عیسائی وغیرہ مذاہب نے اکثر امور مسلمانوں سے
اخذ کیے گو وے اُسے بہ تبعیت اسلام نہیں کہتے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ خدا پرستی حضرت عیسیٰ نے
بھی پھیلایا لیکن بوجہ مسئلہ تثلیث خدا پرست اُن میں کم تھے اگر ہم اس کی تفصیل لکھیں تو
کتاب بڑھ جائے گی۔ الغرض یوشع بن نون کی وفات کے بعد کچھ شاید پرستی بنی اسرائیل
میں تھا مگر یاربعام بن نباط کے زمانہ میں تو بت و بت خانے اس قوم نے تیار کر لئے جس پر انبیا
کی زبان سے وعید تھی: לָכֵן יִהְיוּ כַּעֲנַן־בֹּקֶר וְכַטַּל
מַשְׁכִּים הֹלֵךְ כְּמֹץ יְסֹעֵר מִגֹּרֶן וּכְעָשָׁן
מֵאֲרֻבָּה: ــــــــ لاکین یہیو کعنن بوقر وخطل مشکیم ہولخ
کموص یسوعیر مگورن وخعاشان میا ربا (ترجمہ) لیکن ہو جائیں گی ظلمت فجر کی طرح اور
اور شبنم صبح کی طرح سے چلے جائے گی جس طرح بھوسہ خرمن سے اُڑتا ہے اور دھواں روزن
سے یعنی وے بت جن کی وے اس قدر عظمت و پرستش کرتے ہیں سب اُڑ جائیں گے۔
یہ بات پیغمبر ــــ کے وقت میں پوری ہوئی کہ بت خانے توڑے گئے بت پرست راہ راست
پر آئے۔ مساجد اسلام کی بنا پڑی ایک خدا کی عبادت میں لوگ مشغول ہوئے گو عزرا کے
وقت میں بنی اسرائیل نے بت پرستی چھوڑ دی لیکن اقوام اصنام پرست میں بت پرستی و
کواکب و ملائکہ کی پرستش قائم رہی علاقہ بحرین میں صابی مذہب بہت جاری تھا ملک فارس و
افغانستان و توران میں آتش پرستی کا زور تھا و سرزمین ہند بتوں سے مالا مال تھی مصر و
تمام افریقہ میں اوثان کا ہجوم تھا ور دین اسلام میں یہ سب نیست و نابود ہوتے چلے گئے البتہ اس

یورپ میں بھی روشنی اسلام دور بنی امیہ اور خلفاء عباسیہ میں منبسط ہوئی؛ ואנכי
יהוה אלהיך מארץ מצרים ואלהים
זולתי לא תדע ומושיע אין
בלתי׃

وانوخی یہوہ الوہیخا مارض مصرائیم والوہیم زولاتی لو تیدع وموشیع این بلتی:
(ترجمہ) اور میں معبود تمہارا ہوں مصر سے عالم میں میرے سوا کسی کو مت سمجھو میرے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل زمان موسیٰ بنی اسرائیل میں خداپرستی نہ تھی مصریوں کی صحبت نے انھیں تباہ کیا تھا ورنہ زمانہ حضرت ابراہیم سے تا زمان یوسف علیہ السلام اُن کی خداپرستی یقینی ہے۔ ہاں جس طرح اولاد حضرت اسمٰعیل کچھ دنوں بعد بگڑ گئی اسی طرح اولاد اسحاق بھی بعد مرور ایام خراب ہو گئی حضرت موسیٰ کے ذریعے اصلاح اُن کی بلکہ عالم کی ہوئی ہے

یارب صل وسلم دائما ابدا — علی نبیک خیر الخلق کلہم

אני ידעתיך במדבר בארץ תלאבות׃ — انی یدعتیخا بمدبار بارض تلؤبوث

ترجمہ: میں نے تجھے بیابان میں پہچانا یعنی خشک زمین میں یعنی ملک عرب میں مقصود یہ ہے تمہاری حرکات ناشائستہ تو ملک عرب ہی میں ظاہر ہو گئی تھیں کہ باوجود نزول رحمت و برکات کے من سلویٰ کھانے کو دیا اور پانی پتھر سے نکالا گیا اور ہر قسم کی آفات سے حفاظت کی گئی اور کس قدر آیات معجزات برأی العین تم نے مشاہدہ کیا۔ موسیٰ اور ہارون سا رہبر موجود کوئی دقیقہ نافرمانی و سنگدلی و تذبذب و بے ایمانی کا اٹھا نہیں رکھا تب ہم نے تم کو حکومت ملک شام اپنے وعدہ بموجب عنایت کی כמרעיתם
וישבעו שבעו וירם לבם על־כן

שְׁכֵחוּנִי׃ ——— کِمَرعیتام ویِسبا عو سابعو ویارم
لبام عل کین شکحونی: (ترجمہ) جب موٹے وسیر ہوئے تو اُن کا دل بڑھ گیا اس لئے ہم کو
بھول گئے یعنی جب ایسا ملک میسر حاصل اُن کو مل گیا تو چربی اُن پر چھا گیا شکرگزاری تو
کیا کرتے غلبۂ شہوت وغضب واستیلائی ہوا وہوس سے کفران وعصیان پر کمر باندھی

וָאֱהִי לָהֶם כְּמוֹ־שָׁחַל כְּנָמֵר עַל־
דֶּרֶךְ אָשׁוּר׃ ——— واِہی لاہم کِمو شاحل کِنامیر عل دِرِخ
اشور شاحل عبرانی میں شیر کو کہتے ہیں خصوصاً سیاہ شیر جو عراق میں یعنی دجلہ کی پورب جانب
ہوتا ہے۔ نامیر عربی نمر یعنی چیتا اَشّور اصل معنی اس کے ہیں قدم دِرِخ اشور
وہ راہ جو چلنے سے بنتی ہے ہندی پگ ڈنڈی اور نیز اَشّور نام ہے اس حصہ ترکستان کا
جو دجلے سے پورب ایران تک آباد ہے اور شمالی حد اس کی ارمن ہے اور کبھی اس میں علاقہ
کلدانیان بھی داخل رہتا ہے جہاں دارالسلطنت بخت نصر اکثر حصہ اس کا اب عراق کہلاتا ہے
پس معنی آیت یہ ہوئے کہ ہم تمہارے لئے شیر وچیتا ہونگے عراق کی راہ میں یعنی اہل عراق
تم کو تباہ کریں گے چنانچہ تخریب بخت نصر کے وقت میں یہ خرابیاں پیش آئیں (ترجمہ) ہوں گے
ہم اُن کے لیے شیر کی طرح جیسا چیتا دشوار گزار راہ پر یعنی جب ایسا کفران وعصیان اُن سے
صادر ہوا تو اب ہمارا غضب اُن پر نازل ہوگا حضرت آدم کو بھی سرزمین میسر حاصل ملی تھی ایک خطا
سے کہ وہ خلاف الاجتہاد تھی وادی غیر ذی زرع میں جو وہ سرزمین کم حاصل کی تھی پہنچائی
گئی تو بنی اسرائیل پر جو ہزارہا معاصی کے مرتکب ہوتے تھے کیوں نہ غضب نازل ہو

אֶפְגְּשֵׁם כְּדֹב שַׁכּוּל וְאֶקְרַע סְגוֹר
לִבָּם וְאֹכְלֵם שָׁם כְּלָבִיא חַיַּת הַשָּׂדֶה
תְּבַקְּעֵם׃
اِفگشیم کِدوب شکول واِقرع سگور لبام واوکلیم شام کلابی حیّت ہسادِہ تِبقعیم

ہے (ترجمہ) غضبناک ریچھ کی طرح اُن کو جا لیں گے ہم اور پھاڑ ڈالیں گے اُن کا دل اور کھا جائیں گے اُن کو شیر کی طرح جنگلی سباع اُن کو پھاڑ ڈالیں گے שַׁכּוּל مشکول اُس کو کہتے ہیں جس کا بچہ مر گیا ہو۔ ایسی حالت میں جانور بڑے غضب میں ہوتے ہیں خصوصاً ریچھ چنانچہ بنی اسرائیل پر ہر قسم کے غضب نازل ہوئے خشک سالی قحط و وبا وغیرہ پھر اطراف و جوانب کے سلاطین کے حملے

שִׁחֶתְךָ יִשְׂרָאֵל כִּי־בִי בְעֶזְרֶךָ׃ —— شحتخا یسرائیل کی بی بعزرخا (ترجمہ) اے اسرائیل تجھکو تباہ کیا اُس نے جو بخلاف ہماری تیرا مددگار ہے یعنی شیطان۔ مقصود یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل تجھکو شیطان نے تباہ کیا جو خلاف مرضی الٰہی سامری ہو وہی شیطان ہے בִּי کی اس لفظ کے معنی عربی الذی کے آئے ہیں اور بار موحدہ کے معنی برخلاف آئے ہیں اور בְעֶזְרֶךָ عزر معنی مددگار اور بار موحدہ جو اُس پر داخل ہے زائد ہے۔ ایک معنی اس آیت کے یہ بھی ہوتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل تو نے اپنے کو خراب کیا کہ بعوض ہماری اپنا مددگار دوسرا ٹھہرایا لفظ ٹھہرایا محذوف ہے

אֱהִי מַלְכְּךָ אֵפוֹא וְיוֹשִׁיעֲךָ בְּכָל־עָרֶיךָ וְשֹׁפְטֶיךָ אֲשֶׁר אָמַרְתָּ תְּנָה־לִּי מֶלֶךְ וְשָׂרִים׃

اِہی ملکخا ایفو دیوشیعخا بکل عاریخا وشوفطیخا اشر آمرتا تنا لی ملخ وساریم

אֱהִי اِہی یہ لفظ استفہام کے لئے ہے جیسے אַיֵּה اَیّہ عربی میں بھی اِی و اَیّۃ استفہام کے لئے آتا ہے البتہ اِہی قلیل الاستعمال ہے אֵפוֹא ایفو معنی اب۔ (ترجمہ) اب تیرا سلطان کہاں ہے جو تجھکو بچائے تیرے شہروں میں اور کہاں تیرے قضاۃ جن کے لئے تو نے کہا دے مجھکو بادشاہ و سردار

אֶתֶּן־לְךָ מֶלֶךְ בְּאַפִּי וְאֶקַּח בְּעֶבְרָתִי׃

اِثْیِنْ لَخَا لِحَ بَابِلْ واقع بعبرانی (ترجمہ) دیں گے ہم تجھے بادشاہ غضب سے
پھر غضب سے لے لیں گے צָרוּר עֲוֹן אֶפְרָיִם צְפוּנָה
חַטָּאתוֹ : صارور عون افرایم صفونا حطاتو (ترجمہ) افرایم
کی گناہ تھیلی میں ہے اور اُس کی خطائیں چھپائی ہیں چونکہ بناء بت پرستی اور اس کا
شیوع یاربعام بن نباط افرایمی سے تھا اس لئے اُس کے گناہ کی عظمت بیان ہوئی۔

חֶבְלֵי יוֹלֵדָה יָבֹאוּ לוֹ הוּא־בֵן לֹא חָכָם
כִּי־עֵת לֹא־יַעֲמֹד בְּמִשְׁבַּר בָּנִים׃

حبلی یولیدا یا لو ہو بین لوحاخام کی عیث لویعمو د بمشبر بانیم חֶבֶל
بمعنی درد خصوصاً درد زہ و بمعنی رسی عربی حبل و زنجیر خصوصاً پیمائش کی رسی و
جریب و بمعنی حصہ و قطعہ و بمعنی کمند و پھندا وجال מַשְׁבֵּר مشبر معنی
فم رحم מִשְׁבָּר مشبار معنی موج لہر עֵת عیث معنی وقت و زمانہ
عموماً وقت مناسب و موقع و خوشی۔ (ترجمہ) اُس کو وجع الولادت (یعنی دردزہ)
ہوگا وہ نادان لڑکا ہے کیونکہ خوشی رحم کے منہ پر نہیں ہوتی یعنی لڑکا ہونے ہی سے
خوشی نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ لائق و سعید نہ ہو۔ خلاصہ آیات یہ ہے کہ بوجہ کثرت معاصی و
خطایا بنی افرایم انواع عذاب و مصائب میں گرفتار ہوں گے چنانچہ یہ سب کچھ ہوا بخت نصر
طیطوس کے وقت میں انتہا یہ ہوا کہ سلطنت بنی اسرائیل بالکل زائل اور بیت المقدس
خراب ہوا۔ بہت بنی اسرائیل اسیر ہوئے تمام ملکوں میں تتر بتر ہو گئے نہ وہ شان رہی
نہ شوکت کبر و نخوت کا دھواں دماغ سے نکل گیا מִיַּד שְׁאוֹל אֶפְדֵּם

מִמָּוֶת אֶגְאָלֵם אֱהִי דְבָרֶיךָ מָ
וֶת אֱהִי קָטָבְךָ שְׁאוֹל נֹחַם יִסָּתֵר
מֵעֵינָי׃

میّد شئول اِفدیم ممّاوت اِگالیم اِہی دِبارِیخا ماوت اِہی قاطابخا شئول نوحم
یسّاتیر میعینائے: דבר دوبر معنی چراگاہ، קטב قاطاب بمعنی مقطع
شئول قبر و جہنم קטב قاطاب کا مادہ قطب ہے بمعنی کٹنا ماوت معنی موت
اِفدیم کا مادہ פדה فدا ہے اس کے معنی ہیں پہنچانا אהי اِہی بمنزلہ
یہی کے ہے جس کے معنی ہیں ہوگا۔ (ترجمہ) قبر سے اُن کو چھڑا دیں گے ہم موت سے
اُن کو بچائیں گے اب چراگاہ اُن کی موت ہوگی اور آخرت اُن کی جہنم رحم ہماری آنکھ سے
چھپ جائے گا یعنی بعد ان خرابیوں کی اُن کو ہم تحت قید و مصائب شدیدہ سے نجات
دیں گے چنانچہ بخت نصر کے زمانہ میں بڑے بڑے مصائب ان لوگوں نے جھیلے پھر بہ برکت
انفاس عزرا و دانیل نبی کے جب توبہ کیا اور قلوب راجع الی اللہ ہوئے تو قید شدیدہ سے
آزاد ہوئے اور پھر بیت المقدس آباد ہوا لیکن جب بار ثانی برباد ہوا تو پھر نہ آباد ہوا۔
اگرچہ کچھ سرداری اُن کے پاس رہ گئی تھی اور شریعت ہنوز قائم تھی اور الہام و
رویائے صادقہ اور کشف و تصوف اُن میں باقی تھا لیکن بعد بعثت ہمارے پیغمبر کے یہ سب
جاتا رہا۔ اس آیت میں یہی بیان ہے کہ ہم تم کو اُن شدائد سے بچا تو لیں گے لیکن بالآخر
ہمارا رحم تم سے جاتا رہے گا اور تمہارے لئے فنا و ذلت ہوگی یعنی شریعت ہماری تم میں سے
اٹھا دی جائے گی اور فیضان جو جاری عالیہ سے تم پر نازل ہوتا ہے وہ بند ہو جائے گا اور
پھر تم پر رحم نہ ہوگا جیسا پہلے بعد بخت نصر کے ہوا تھا پھر یہ کب ہوگا اس کو اگلی آیت میں
بیان کیا ہے כִּי הוּא בֵּין אַחִים יַפְרִיא יָבוֹא
קָדִים רוּחַ יְהוָה מִמִּדְבָּר עֹלֶה וְיֵבוֹשׁ
מְקוֹרוֹ וְיֶחֱרַב מַעְיָנוֹ הוּא יִשְׁסֶה אוֹצַר
כָּל־כְּלִי חֶמְדָּה׃
کی ہو بین اخیم یفری یابو قادیم روح یہوا ممدبار عولہ ویبوش مقورو ویحر

معیانو ہو یشسہ اوصر کل کلی حمدہ ۔ لغات כִּי کی جب הוּא ہو وہ جو
בֵּין بین عربی بین یعنی درمیان אַחִים احیم برادران יַפְרִיא
یفری خلیفہ خواہ رسول ہوگا۔ یہ لفظ פָּרָה پرہ سے نکلا ہے جس کے
معنی خلیفہ اور رسول کے ہیں جیسا گزرا یہ صیغہ مستقبل کا تفعیل سے یعنی فرزند آدم ہوگا یבוא
יָבוֹא یبوا آئیگا קָדִים قادیم پورے ہوا کو کہتے ہیں اور کبھو اس کے
معنی بشرا آتے ہیں جو یہاں مقصود ہے רוּחַ روح اس کے معنی ہیں ہوا اور
روح מִדְבָּר مدبار کے معنی میدان وبیابان کبھی کبھی اس سے مراد ملک عرب
ہوتا ہے جو بالکل ریگستان ہے עֹלֶה عولہ آئے گا וְיֵבוֹשׁ
ویبوش سکھا دے گا מְקוֹר مقور چشمہ וְיֶחֱרַב ویحرب ویران
کردے گا מַעְיָנוֹ معیان چشمہ יְשַׁסֶּה یشسہ لوٹ لیگا אוֹצַר
اوصر خزانہ כָּל־כְּלִי חֶמְדָּה کل حمدہ جواہرات کو کہتے ہیں حمدہ
مادہ חמד حامد ہے جس کے اصل معنی ستایش کے ہیں پھر نفاست وزینت
חָמוּד حامود کے معنی ہیں محمود מַחְמָד محماد معنی محمود ستودہ
حمدہ بھی مرادف محمود ومحمد ہے (ترجمہ) جب وہ کہ اپنے بھائیوں میں فرزند آدم (یعنی
رسول) ہوگا جس کے پہلے روح اللہ آئے گا بیابان سے (یعنی ملک عرب سے) پھر وہ آئے گا تو
سکھا دے گا اس کے چشموں کو اور ویران کردے گا اس کے عینوں کو (یعنی افرائیم کے
چشموں کو) وہ لوٹے گا جواہرات کے خزانہ کو مقصود یہ ہے کہ ایسی بربادی بنی اسرائیل
کی جس کے بعد ان پر رحم نہ ہوگا جب ہوگا کہ وہ شخص آئے گا جو اپنے بھائیوں میں فرزند آدم
ہوگا یہ اشارہ ہے اس کی طرف جو حضرت اسمٰعیل کی شان میں بیان ہوا کہ وہ فرزند آدم
ہوگا اور بھائیوں کا لفظ جو اس مقام پر وارد ہے اس سے اشارہ ہے اس خبر کی طرف جو موسیٰ کے
دی تھی کہ تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کا سا نبی قائم کروں گا اس نبی کا ایک نشان

یہاں یہ بھی بیان ہوا کہ اس کے پہلے روح اللہ آئے گا جو لقب ہے حضرت عیسیٰ کا اور اگر روح اللہ سے مراد روح القدس اور جبرئیل ہوں تو بھی کچھ بعید نہیں مقصود یہ ہوگا کہ کمال تباہی بنی اسرائیل کی کہ ان سے سلطنت و شریعت دونوں لے لی جائے اس وقت ہوگی جب وہ فخر آدام جو موسیٰ کا ساہی ہوگا عربستان سے ظاہر ہو اور اس پر نزول روح القدس ہو ایک نشان اس نبی کا یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کل خزائن جواہرات لوٹ لیگا ظاہر ہے کہ خزائن کل بادشاہوں کے جو مدت ہائے دراز سے مجتمع تھے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا نہ ایسا حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور نہ بخت نصر وغیرہ کے اور مقصود خزانہ جواہرات سے شرائع و احکام الٰہی و قوت قدسیہ و الہامات ربانی کہ یہ سب پیغمبر اور ان کے توابع میں بھی اور اب بھی کسی قدر ہے۔ الغرض مراد یہ ہے کہ شریعت بنی اسرائیل اس کی طرف منتقل ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہوا اور اگر بلفظ حمدہ کو ہو کا بدل کہیں تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ یہ تباہی جب ہوگی کہ وہ جو اپنے بھائیوں میں فخر آدام ہوگا جس کے پہلے روح اللہ آئے گا۔ عربستان سے چڑھ آئے وہ سب لوٹ کے خزانوں کو لے لے گا یعنی حمدہ یعنی اس کا نام حمدہ ہوگا جو مرادف محمد ہے یعنی جو علوم اولین و آخرین اس کو دیا جائے گا اس کا نام محمد ہے۔ حمدہ کی کتابت عبرانی میں اسی طرح ہوتی ہے کہ اس کے اخیر میں ہا مختفی لکھی جاتی ہے لیکن اگر اس کے اخیر میں الف ہو مختفی کی جگہ اسی طرح حمدا تو وہ مقلوب احمد ہوگا اس قسم کے الف کلدی الفاظ میں ہوتے ہیں اس نبی کے زمانہ میں کلدی الفاظ و محاورات مخلوط ہو گئے تھے اور زبان تو اس ملک میں شائع تھی ܚ ܒ ܠ کے معنی کلرف میں مراد نفوس مطہرہ

ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد ٭ کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

حجی کی و باب ۲ آیت ۷ سے ۹ تک ہم ذکر کرتے ہیں اس مقام میں یہود خیبر و یہود بنی نضیر وغیرہ جو ملک عرب میں رہتے تھے مقصود ہیں گو اور یہود کی نسبت بھی

بیان ہے לֹא יֵשְׁבוּ בְּאֶרֶץ יְהוָה וְשָׁב אֶפְרַיִם
מִצְרַיִם וּבְאַשּׁוּר טָמֵא יֹאכֵלוּ
׃ ——————— لو یشبو باریص یہوا وشاب افرایم مصرایم وباشور
طامی یوخیلو (ترجمہ) قیام نہ کریں گے خدا کی زمین پر (یعنی زمین مقدس کنعان میں) بلکہ
لوٹ جائیں گے بنی افرایم مصر اور ملک اشور (یعنی عراق میں) حرام کھائیں گے یہ نبی خبر دیتا ہے
کہ بنی اسرائیل ملک شام میں نہ رہ سکیں گے بلکہ وے مصر بھاگ جائیں گے جہاں سے
موسیٰ کے وقت میں وقت سے آئے تھے اور بابل کے قید خانہ میں حرام چیزیں کھائیں گے
اور یہ ہی مراد ہو کہ وے شریعت پر قائم نہ رہیں گے مصریوں کی تبعیت سے بت پرستی
کریں گے اور دیگر اصنام پرستوں کی خلط سے حرام وحلال میں احتیاط نہ کریں گے مثلاً
بتوں پر جو چیزیں چڑھائی جاتی ہیں تعجب وشیریں دیکھ کر تناول کریں گے چنانچہ بخت نصر کے
وقت میں یہ سب کچھ واقع ہوا לֹא יִסְּכוּ לַיהוָה יַיִן וְלֹא
יֶעֶרְבוּ־לוֹ זִבְחֵיהֶם כְּלֶחֶם אוֹנִים לָ
הֶם כָּל־אֹכְלָיו יִטַּמָּאוּ כִּי־לַחְמָם לְ
נַפְשָׁם לֹא יָבוֹא בֵּית יְהוָה׃
لو یسکو لیہوا یین ولو یعربو لو زبحیہم کلحم اونیم لاہم کل اوخلاو یطماو کی لحمام لنفشام لو یا
بوبیت یہوا יִסְּכוּ مصدر נסך : اصل معنی اس کے ہیں ٹپکانا خصوصاً
جو بتوں پر شراب وغیرہ ٹپکاتے ہیں پھر لیپنا ولیپ کرنا اور ڈھالنا יַיִן یین بمعنی
خمر وشراب اس کا مادہ יון یون ہے اگرچہ وہ غیر مستعمل ہے لیکن اہل لغت اس کے
معنی جوش کرنا تجویز کرتے ہیں اس سے دو لفظ نکلے ہیں ایک יַיִן یاین
بمعنی گارہ جس میں بھی ابلا خمیر ہوتا ہے۔ دوسری یین اس میں بھی جوش وخمیر ہوتا ہو
בֵּית הַיַּיִן بیت ہیاین شراب خانہ یہ دیا ہی اشتقاق ہو کر הֵ...

حیمر یعنی خمر مشتق ہے חמר خامر سے جس کے معنی جوشش و اختمار کے ہیں اور חמר خومر یعنی گارہ بھی اسی سے مشتق ہے اور کلدی زبان میں شراب کو خمرا חמרא کہتے ہیں ان سب زبانوں میں یہ الفاظ مطلق شراب کو کہتے ہیں انگور کی ہو یا اور چیز کی ہو (ترجمہ) نہ ٹپکائیں گے خدا کے واسطے شراب اور نہ مرغوب کریں گے اس کے لئے قربانی اُن کی روٹی نجس ہے جو اُسے کھائے گا نجس ہوگا۔ اُن کی روٹیاں انھیں کے لئے ہیں خدا کے گھر میں نہیں پہنچیں بت پرستوں کا دستور ہے کہ اپنے دیوتاؤں کو شراب چڑھاتے ہیں یعنی مقام معین پر بہا دیتے ہیں۔ یہود بھی شبہ اس کی کشمش کا تیمع بہاتے ہیں اور اس کو قدوش شراب طہور کہتے ہیں اس کو بہت متبرک سمجھتے ہیں کسی قدر خدا کے نام پر گرا دیتے ہیں اور باقی تھوڑا تھوڑا سب تبرکاً پی جاتے ہیں یہ آیت حقلی کی ہے مطلب واضح ہے מה־תעשו ליום מועד וליום חג־יהוה : ماتعسو لیوم موعید ولیوم حج یہوا (ترجمہ) تم کیا کرو گے عید خواہ وعدہ کے دن اور خدا کے حج کے دن

مقصود یہ ہے کہ افعال تو تمھارے ایسے ہیں اور قلوب بالکل خدا کی طرف سے پھرے ہیں وعدہ کے دن یعنی زمانہ بعثت نصیحت تم سے کیا ہو سکے گا اور خدا کے حج کے دن سے مراد حج زمانہ پیغمبر خدا یعنی ان ایام میں تم سے کچھ نہ بن آئے گا۔ قتل و نہب جو کچھ مقدر ہے وہ ہوگا۔ تدابیر تمھاری بالکل بے کار رہ جائیں گی כי־הנה הלכו משד מצרים תקבצם מף תקברם מחמד לכספם קמוש יירשם חוח באהליהם کی ہِنّہ ہالخو مشود مصرایم تقبصیم موف تقبریم محمد لخسپام قیموش ییراشیم حوح باہولیہم، لغات کی ہِنّہ ہاں ہالخو چلی جائینگے שד شد مصیبت מף موف معنی منوف جو ایک مقام ہے مصر کے دو ضلع

پہاڑوں میں اور ایک دوسرے مقام کا بھی نام ہے دریائے نیل کے کنارے پر محمد معنی ستودہ
מחמד کیسفم مہ לכספם قیموش خاردار درخت
חוח حوح خار (ترجمہ) ہاں وے ظلم سے پریشان ہو جائیں گے مصری
اُن کو مجتمع کریں گے موف میں وے لوگ گر پڑینگے (یعنی مقامات مختلف میں [illegible] ہوگا)
محمد اُن کا مال خاردار درختوں کو اُس کا مالک کرے گا (خاردار درخت سے مراد اہل عرب ہیں
چنانچہ مال اہل فوج میں تقسیم ہوتا تھا۔ عربستان میں سمرہ اور ببول بہت ہوتا ہے بیر کے درخت بھی
کانٹے سے خالی نہیں ہوتے اس واسطے عرب اُس سے مقصود ہیں جن کو اموال بنی قریظہ و بنی نضیر و خیبر
تقسیم ہوا تھا اور پیغمبر نے خود آپ بانٹا تھا) اُن کے مکانات میں کانٹا ہوگا (مقصود معاملہ بنی نضیر
ہے کہ یہود بنی نضیر نے اپنے مکانات کو خود اُجاڑا تھا پھر اُن میں کانٹا رکھا گیا واضح ہو کہ جب سلطنت
بنی اسرائیل برباد ہوئی تو وے مقامات مختلف میں جس کو جہاں آرام ملا جا رہے کچھ لوگ مصر گئے کچھ اہل کچھ
عربستان و ہندوستان میں پیغمبر کے زمانہ میں جو کچھ معاملہ بنی قریظہ و بنی نضیر و یہود خیبر کے ساتھ ہوا وہ مشہور
ہے مدینے کے پہاڑوں میں جو کچھ یہود تھے نکالے گئے۔ کچھ قتل ہوئے اُن کا مال و اسباب لشکریوں پر تقسیم ہوا
ویرانے کی وجہ سے اُن کے مکانات میں خاردار درخت جم گئے۔ انہیں معاملات کی حکایت یہ نبی کرتا ہے جو
اُس پر مکاشفہ میں ظاہر ہوا۔ اس کا قرآن میں بھی ذکر ہے هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا ۖ وَ
ظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ
لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَ
أَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ یہ آیت قرآن اس پیشین گوئی
کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یاد دلاتی ہے کہ یہود و نصاریٰ سمجھیں کہ یہ خراب واقع ہوئی چنانچہ
اخیر میں کہہ دیا کہ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ یہاں آیت صحیفہ میں لفظ محمد کا واقع ہے جو مرادف
محمود و حمید و محمد ہے کیا عجب ہے کہ اصل میں محمد رہا ہو اعراب پیچھے سے لگایا گیا ہے اُس وقت میں اعراب

نہ تھا اس سے یہود کو انکار نہیں ہو با وجودیکہ شیع نبی نے محمد کو عبری طور بوجہ ترادف و اتحاد معنوی کے محمد بیان کیا کیونکہ قلوب انبیاء پر تفسیر معانی فائض ہوتے ہیں اس قدر حرکت لائق اعتبار نہیں فتدبروا)

בָּאוּ יְמֵי הַפְּקֻדָּה בָּאוּ יְמֵי הַשִּׁלֻּם
יֵדְעוּ יִשְׂרָאֵל אֱוִיל הַנָּבִיא מְשֻׁגָּע
אִישׁ הָרוּחַ עַל רֹב עֲוֺנְךָ וְרַבָּה מַ
שְׂטֵמָה :

— — بائو یمی ہپقودہ بائو یمی ہشلوم یدعو یسرائیل اول نبای مشگاع ایش ہاروح عل روب عونخا ورباہ مسطیما (ترجمہ) آ پہنچا زمانہ سزا آپہنچا زمانہ اسلام سمجھیں گے بنی اسرائیل احمق ہے وہ نبی جو تھا ہے صاحب قوت قدسیہ بوفور عواتب و کثرت عداوت۔ زمانہ سزا سے مقصود زمانہ بخت نصر وغیرہ سلاطین کفار ہے جس کے وقت میں یہود کو نہایت پریشانی ہوئی قتل و نہب کی انتہا نہیں بیت المقدس منہدم کیا گیا کتابیں جلائی دلوائی گئیں۔ نفوس اسیر ہوئیں שִׁלֻּם شلم کے معنی اسلام ہیں یعنی سلامتی و امن جس قانون کے زمانہ میں یہود سے کچھ پرخاش نہ تھا جب تک وے خود سبقت نہ کریں یہود خود بت پرستوں کے ساتھ مل کر لڑتے تھے یہود سے یہ نہایت عجیب تھا اور وے اپنی خباثت و عداوت سے پیغمبر صادق و موعود کو احمق و جھوٹا کہتے تھے اس کی آیت مرقومہ میں حکایت ہے مقصود یہ ہے کہ یہود اپنی خباثت و عداوت سے اس نبی یعنی محمد سابق الذکر کو جو صاحب قوت قدسیہ ہوگا احمق و جھوٹا سمجھیں گے جیسا کہ واقع ہوا ہے۔ ایش ہاروح אִישׁ הָרוּחַ ایش ہاروح: ایش عبری میں مرد کو کہتے ہیں اور روح روح کو ترجمہ لفظی مرد روح عبری میں عام محاورہ ہے کہ ایش بمنزلہ عربی ذو کے مستعمل ہوتا ہے جیسے فارسی میں مرد میدان شجاع کو مرد زراعت کسان و مزارع کو کہتے ہیں اسی طرح عبری میں ایش ہا ادامہ مزارع کو אִישׁ הָאֱלֹהִים ایش ہا الوہیم مرد خدا کو کہتے ہیں اس سے

ایلیشاہ و روح یعنی روح ہونگے یعنی صاحب قوت قدسیہ ہو المراد: ایک تیغ یعنی بیجن حضرت
موسیٰ نے اپنے مرنے سے کچھ پیشتر کہی ہے اُس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں הַאֲזִינוּ
הַשָּׁמַיִם וַאֲדַבֵּרָה וְתִשְׁמַע הָאָרֶץ
אִמְרֵי־פִי ہاَزِینُو ہَشّامَیِم وادَبّیرا وتِشمَع ہاآرِص اِمرِی فی۔

لغات הַאֲזִינוּ ہاَزِینو۔ مادہ اس کا אֹזֶן آذِن ہے جس کے معنی کان
جیسے عربی میں اُذُن הֶאֱזִין معنی کان دھرنا یعنی خوب غور سے سننا عربی میں
بھی اَذِن اس معنی میں مستعمل ہے جیسے استما הַאֲזִינוּ ہاَزِینو صیغہ امر ہے معنی
کان دھرو یعنی خوب غور سے سنو۔ שָׁמַיִם شامَیِم سما و آسمان ہا حرف
جو اس کے اول میں ہے حرف ندا ہے וַאֲדַבֵּרָה آدَبّیرا مادہ اس کا
דִּבֵּר دابِرہ ہے اس کے معنی ہیں کلام فعل اس کے مجرد کا اس معنی میں مستعمل
نہیں ہے دِبّیل جو بمنزلہ باب تفعیل ہے بمعنی تکلم کثیر الاستعمال ہے یہاں اس کا صیغہ متکلم
واقع ہے אֲדַבֵּר تشمع صیغہ امر غائب ہے שָׁמַע שָׁמַע
سے سننے کی معنی میں مثل عربی سمع یسمع کے הָאָרֶץ آرِص زمین عربی ارض
אִמְרֵי امیر بات گفتگو פִּי پی عربی فی یعنی مونھ (ترجمہ) اے آسمانو
غور سے سنو جو میں کہتا ہوں اور اے زمین سن میری مونھ کی بات مقصود استشہاد دینے کو
تم لوگ سن رکھو کہ میں تبلیغ وحی میں قصور نہیں کرتا ہوں کیونکہ خزانہ وحی نفوس منطبعہ فلکی
ہوتی ہیں اس کی تفسیر جو ربی سلیمان برحی نے کی ہے مضمون اس کا یہ ہے کہ اے آسمان و
زمین تم گواہ رہو کہ میں نے بنی اسرائیل سے یوں کہا ہے ان کو گواہ کرنے کی وجہ یہ تھی
کہ موسیٰ نے خیال کیا کہ میں بشر ہوں کل مر جاؤں گا تو اگر بنی اسرائیل انکار کریں کہ ہم نے
یہ بات نہیں سنی تو یہ گواہی دیں گے کہ دے قائم رہیں گے اور نیز اگر بنی اسرائیل خلاف
ذکریں تو یہ گواہ ان کی موافقت کریں گے کہ پانی وقت پر برسے گا اشجار پھولیں گے

چلیں گے، پیدا دارارض میں کمی واقع نہ ہوگی اور اگر خلاف واقع ہو تو یہ امور سب بند ہو جائیں
انتہیٰ؛ اور نیز آسمان سے مقصود علماء کبار و عرفاء نامدار ہیں اور زمین سے عامۃ الناس جن کی طرف
خطاب تھا کہ تم لوگ بتوجہ تام میری بات سنو اور اس کو یاد رکھو درحقیقت یہ کلام جبرئیل ہے جو انبیا
کے پاس پیام لاتے ہیں اور ان کو تعلیم کرتے ہیں علمہ شدید القویٰ کو خیال کرو
جبرئیل نے جو کچھ حضرت موسیٰ سے کہا۔ آگے وہ اعادہ کرتے ہیں پس جبرئیل نے بعد پوری
ہونے توریت قریب زمانہ وفات حضرت موسیٰ کے یہ خبر دی ہے۔ علماء بنی اسرائیل اور
عامۃ المومنین کی طرف خطاب کر کے کہ یہ یعنی جو آیات مابعد میں مصرح ہے کسی زمانہ میں واقع ہوگا[1]

---

[1] میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ שמים شاید عبرانی میں آسمان کو بھی کہتے ہیں اور
اور عالم ارواح کو بھی جو مبادی عالیہ ہیں جیسے فیضان انوار قلوب پر ہوتا ہے کہ ربی نشا۔ مکاشفات ہے پس مقصود
یہ ہے کہ اگر اس تسبیح پر عمل ہو تو فیضان مبادی عالیہ سے ہوا کرے بوقت مناسب ورنہ بند ہو جائے۔ چنانچہ یہ
معاملہ بنی اسرائیل کے ساتھ بارہا ہوا کیا۔ بعد نزول قرآن و بعثت پیغمبر خدا و کفران یہود فیضان اس قوم سے
سلب ہو گیا تھا۔ ایک سترہواں ہے ہم لکھے دیتے ہیں کہ اس آیت میں مدت قیام احکام توریت یعنی شریعت موسیٰ
علیہ السلام بیان ہوئی ہے تقریر اس کی یہ ہے کہ مفردات آیت حسب کتاب عبرانی یہ ہیں:-
ہ ا ز ی ن و ہ ش م ی م و ا د ب ر ہ و ت ش م ع ا ہ ا
رض ا م ر ی ف ی جن کا مجموعہ بحساب جمل ۲۱۴۵ ہوتا ہے کہ یہی مدت قیام
شریعت موسوی ہے بعد انقضائے مدت ہذا زمانہ نسخ توریت ہے وہ اجرائے احکام قرآن شریعت موسیٰ کے بعد
کوئی شریعت جاری نہ ہوئی حضرت عیسیٰ نے بھی توراۃ کو منسوخ نہیں کیا۔ انبیاء سابقین کو یقین تھا کہ احکام
توراۃ کسی زمانہ میں منسوخ ہو جائیں گے۔ جا بجا ان کے صحف میں اس کی طرف اشارہ ہے اس لئے حضرت
عیسیٰ برابر کہتے تھے کہ میں توراۃ کو منسوخ کرنے والا نہیں ہوں یعنی وہ دوسرا شخص ہے۔ اب ہم کو یہ بیان
ضرور ہے کہ ۲۱۴۵ سال کے گزر جانے پر زمانہ نفاذ احکام قرآن کیونکر ہوا بیان اس کا یہ ہے کہ
سن ۲۷۰۰ ہبوطی میں حضرت موسیٰ کا انتقال ہوا۔ اسی سال میں (بقیہ نوٹ بر صفحہ ۱۱۴)

יַעֲרֹף כַּמָּטָר לִקְחִי + + × + תִּזַּל כַּטַּל
אִמְרָתִי : یعروف کمّا طار لقحی * تزّل کطّل امراتی -

لغات : יַעֲרֹף یعروف اس کا مادہ عرف עָרַף ہے اس کے معنی ہیں
ٹپکنا یہاں صیغہ مستقبل واقع ہے כַּמָּטָר کما طار مطر کاف اس کی پہلی تشبیہی ہے
לִקְחִי لقحی وعظ و نصیحت و حکمت و دانش و ہدی תִּזַּל تزّل اس کا مادہ
نزل ہے بمعنی نزول טַל طل بمعنی طل یعنی شبنم ہے אִמְרָתִי امرہ کلام
(ترجمہ) ٹپکیں گے مینہ کی طرح ہمارے وعظ خواہ ہدایت اور اترے گا
مثل شبنم ہمارا کلام - ربی سلیمان یرجی نے لکھا ہے کہ جس طرح مطر و باد لقیح
سے خضراوات بڑھتے ہیں اور مکمل ہوتے ہیں اسی طرح شریعت سے قلوب بندہ
قوی ہوتے ہیں یہ خبر بہ نسبت قرآن کے ہے یہاں خبر بصیغہ مستقبل ہے جس سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۳) نزول تسبیح ہوا ہے اس وقت تک احکام تورات بالکلیہ نافذ نہ تھے کیونکہ ابھی
نفاذ موقوف تھا ملک شام پر بالکلیہ تسلط پر گو اس وقت تورات تام النزول تھا لیکن تام النفاذ نہ تھا
حضرت موسیٰ کی وفات سے ۱۲۰ برس بعد جب ملک شام پر بالکلیہ بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا تورات پوری طور
نافذ ہو گیا اسی وقت سے مدت قیام تورات محسوب ہونا چاہیے یعنی اتمام نفاذ توریت سن ۲۸۹۸ ہبوطی میں ہوا
مذکورہ سال معراج تک ۲۲۰۵ سال پورے ہوتے ہیں جب یعنی بعثت آنحضرت کی کامل و مکمل ہو گئی معراج
بقول زہری جو جامع الاقوال ہے ہجرت سے ۸ برس پہلے ہوا یعنی نبوت سے پانچ برس بعد کہ وہ سن ۵۱۰۳ ہبوطی
تھا - پس ۵۱۰۳ ہبوطی سے ۲۸۹۸ ہبوطی کو طرح دینے سے ۲۲۰۵ حاصل ہوتا ہے کہ اس قدر سنین تورات
کے کامل النفاذ ہونے سے تا زمان معراج گزرے تھے چونکہ سن ہبوطی قمری ہے جو یہود میں اب تک مستعمل ہے اس کو
سال شمسی کی طرف تحویل کرنے سے ۲۱۴۰ سال شمسی حاصل ہوتے ہیں جو یہاں مراد ہے شمسی و قمری کی تحویل میں
اگر دو ایک ماہ کا تفاوت بھی ہو تو مضائقہ نہیں - فقط

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کلام مقدس نازل ہونے والا ہے تورات اس سے مقصود نہیں ہے
کیونکہ وہ پوری ہو چکی تھی۔ نتیجے کے معنی وعظ و حکمت وہی ہیں جن کا جامع قرآن ہے
اس میں تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن پوری حکمت عملی و معارف حقائق
جن سے تہذیب قوۃ نظری ہو سب کچھ موجود ہے اور یہ جوامع الکلم اس کی
شان ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ سے
مقصود یہی ہے کہ مطابق قرآن کے ہدایت و نصیحت کی جائے اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ
یھدی وذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی یا ایھا الناس قد جاءتکم
موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمؤمنین
وغیرہ آیات اس مضمون کی گواہ ہے وہ کلام یہاں پانی و شبنم سے تشبیہ دیا گیا ہے
جس سے چند باتیں مقصود ہیں۔ اولاً نزول اس کا بار بار جس پر لفظ تنزیل گواہ ہے۔ دوم وہ
کلام فصیح ہوگا۔ کلام فصیح کی تشبیہ پانی سے متعارف ہے۔ قرآن کی فصاحت اس درجہ میں ہے
معجزہ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ اس کا شاہد ہے۔ سوم وہ کلام مثل پانی کے ہمیشہ
جاری رہے گا یعنی منسوخ نہ ہوگا۔ یہ حال ہے قرآن کا۔ چہارم اس کلام پاک سے قلوب زندہ
ہوں گے جس طرح پانی سے زمین زندہ ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ
فرمایا پیغمبر خدا نے مثل ما بعثنی اللہ عزوجل بہ من الھدی والعلم
کمثل غیث ربی سلمان یرحی نے اس کی یوں تفسیر کی ہے کہ اے آسمان زمین
تا ہو رسنا میں تمہارے سامنے کہہ رہا ہوں شریعت جو ہم نے بنی اسرائیل کو دی ہے
ہمیشہ پانی و شبنم کی طرح زندہ رہے گی یہ معنی بہت بے جوڑ ہیں تورات اس وقت تک

پوری ہوچکی تھی وہ تحت میں حال و استقبال کے نہیں ہوسکتی اور اگر مضامین تسبیح کو کہیں تو
اس میں بہ حرجبر آئندہ کی کوئی ہدایت دو غلط نہیں۔ یہود کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت جو خدا سے
ملے آئے دائمی ہونا چاہیے نسخ نہیں ہوسکتی ورنہ واجب تعالیٰ شانہ کا علم ناقص ہوجائے گا
اس لئے شریعت موسوی موبّد ہے مگر یہ عقیدہ توراۃ کے خلاف ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں
جملہ حیوانات مباح کئے گئے اور قبل اس کے بعض حلال اور بعض حرام تھے چنانچہ حضرت
نوحؑ نے سات سات جوڑا جانوران حلال کا اور ایک ایک جوڑا جانوران حرام کا کشتی پہ
رکھا تھا اس سے تغیر احکام شرعی یہ تبدل ادوار ثابت ہے جس کی تصریح توراۃ میں موجود ہے
توراۃ کے بیان سے ظاہر ہے کہ سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بی بی اب بہن تھیں پھر حضرت موسیٰ
کے وقت میں ایسا تزوج حرام ہوگیا۔ حضرت یعقوبؑ نے لیاؔ و راحیل کے ساتھ جو حقیقی
بہنیں تھیں نکاح کیا تھا مگر موسیٰ کے وقت میں ممانعت ہوئی۔ نسخ کے معنی ہیں مدت کا
پورا ہونا چونکہ وہ حکم آتے ہی دن کے واسطے دیا گیا تھا بعد تکمیل مدت حکم کے اٹھ جانے سے
کوئی قباحت جیسا یہود خیال کرتے ہیں لازم نہیں آتی اس کی پوری بحث ہمارے یہاں
کتب اصول فقہ میں مرقوم و مسطور ہے۔ ہم نے بھی رسالہ کتاب الصلوٰۃ میں اس کا ذکر
بطور مناسب کردیا ہے: כשעירם עלי־דשא +
וכרביבים עלי־עשב :
کسعیرم علی دِشا : و کرِبیم علی عِسب : لغات שעיר سعیر جمع اس کی
سعیرم ہے باد لواقح او نقلوس نے اس کے ترجمہ میں רוח סערה
رُوحِ مطرا لکھا ہے یعنی مینہ کی ہوا ربی سلیمان یرحی نے لکھا ہے לשון זה
הסערה : لاشون زود... سعارا لیکن اس کی شرح یہ کی ہے کہ وہ ہوا
جس سے گھاس سبزہ بڑھتا ہے רביבים ربیم چھوٹی بوندوں کا مینہ عربی
شؤبوب جمع شآبیب ربی سلیمان نے اس کے معنی طیفی ماخار یعنی قطرات مطر لکھا ہے

اور نقلوں نے اس کے معنی رحمت یعنی مینہ یعنی پانی لکھا ہے روحا ح
دِشا، کلدینی השתד دِشا کہتے ہیں یعنی زمین سے اولاً جو سبزہ خود بخود پیدا ہوتی
نمودار ہو ہمارے ملک میں اُسے ڈیبی کہتے ہیں עשב : عیسب عربی
عشب (ترجمہ) جیسے بادلواقح سبزہ وخضراوات پر اور بوندیاں نباتات پر
خلاصہ ان دونوں آیت کا یہ ہے کہ کبھی نہ کبھی ہمارا کلام ایسا نازل ہوگا جس سے
قلوب زندہ اور کامل ہوسکیں گے جس طرح پانی اور بادلواقح کا فیض عام ہوتا ہے
اسی طرح اُس کلام کا سورہ فرقان میں مذکور ہے هوالذی ارسل الریح
بشرا بین یدی رحمته وانزلنا من السماء ماءً طهورًا لنحیی به
بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا ولقد صرفنه
بینهم لیذکروا فابی اکثر الناس الا کفورا : ریح کے معنی ہیں ہوا
اور قوت بشرا معنی مبشرا خوش خبری پہونچانے والا۔ (ترجمہ) وہی اللہ ہے جس نے
بھیجا قوتیں (یعنی خدا نے ہی تم کو ہر قسم کی قوت دی یعنی طبعی وارادی وخلقی وکسبی جن میں قوت نبوت
شامل ہے) خوش خبری دیتے ہوئی اپنی رحمت سے مقصود یہ ہے کہ خدا ہی ایسی قوت انبیاء کو
دیتا ہے جس سے وے بشارت دیتے ہیں خواہ وہ نعیم آخرت کی ہو یا کسی کے پیدا ہونے کی
اور اگرا قوت سے یہاں ملائکہ ہوں تو بعید نہیں تو معنی یہ ہونگے کہ خدا ہی نے بذریعہ
ملائکہ سے خوش خبری دی تھی اُس کی کتاب کی جیسا اس تسبیح میں مذکور ہوا آگے یہ ہے
پھر اُتارا ہم نے آسمان سے صاف پانی تاکہ زندہ کریں ہم زمین مردہ (یعنی فیہا بادلو)
اور پلائیں اُسے جانوروں کو اور بہت آدمیوں کو اور اُن سے اُن میں صاف صاف
بیان کیا ہم نے تاکہ وے سوچیں لیکن اکثروں نے انکار ہی کیا : ماء طہور سے مراد

قرآن ہے جیسا کہ تسبیح موسیٰ میں اُسے ماء المطر سے تشبیہ دیا ہے۔ بلدہ مردہ سے مراد قلوب مردہ ہیں اور انعام سے مقصود طبایع کند و اشخاص متمرد ہیں اور انسان سے مقصود طبائع راست حق پسند ہیں کیونکہ اس کے بعد ہی لقد صرفناہ بینہم لیذکروا۔ ہم نے اُسے صاف صاف بیان کیا اُن میں دھیان کریں یہ صفت قرآن کی ہو سکتی ہے نہ پانی کی پھر اس کے بعد ذکر انکار کفار ہے یہ سب قرآن کے ساتھ چسپاں ہے پس معنی یہ ہیں کہ نازل کیا ہم نے قرآن ہدایت خلق کے لئے اور اُسے صاف صاف فصاحت بلاغت کے ساتھ بیان کیا تاکہ اُن کے دل میں بیٹھ جائے تاہم بہت لوگوں نے انکار کیا اس آیت سے خداوند کریم یاد دلاتا ہے کہ جس کلام کا وعدہ تسبیح موسیٰ میں ہوا ہے وہ یہ ہے سورۂ شعرا میں قرآن کے بارہ میں نازل ہے وانہ لتنزیل رب العلمین: نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین وانہ لفی زبر الاولین او لم یکن لهم آیة ان یعلمه علمؤا بنی اسرائیل (ترجمہ) بے شک قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے جسے جبرئیل نے تیرے دل پر اُتارا تاکہ تو منذرین (یعنی ڈرانے والوں) میں سے ہو وہ بزبان صاف عربی ہے بے شبہ وہ اگلوں کی کتابوں میں ہے یہ اُن کے لئے ایک نشان ہے کہ علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت زبان عبرانی جانتے نہ تھے پھر مضمون تسبیح موسیٰ جو آیات قرآنی میں مذکور ہے یا اور اخبار کا ذکر قرآن میں ہے دلیل صدق نبوت ہے اصنام پرستوں کو خیال کرنا چاہئے تھا کہ ایک شخص امی جو غیر زبان کی باتیں جسے نہیں جانتا بیان کر رہا ہے بجز قوت قدسیہ کے کیونکر بیان کر سکتا ہے [illegible] آپ کے [illegible] پیدا کرتے ہیں بالکل ضعیف ہیں بلاشبہ یہ ایک دلیل نبوت ہے۔ الغرض تسبیح موسیٰ اور قرآن میں اس [illegible] ماء المطر سے تعبیر کیا اور [illegible] نے اُسے صاف صاف [illegible] کلام شفاف یعنی فصیح۔ واضح ہو کہ سورۂ فرقان میں جو وارد ہے کہ وھو الذی

ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ اگر مراد رحمت سے ذات بابرکات پیغمبر خدا کی ہو کیونکہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ کی شان میں ہے تو بعید نہیں تو معنی یہ ہونگے کہ جب خدا نے رات دن بنایا اُسی نے محمدؐ کے پاس جو سراسر رحمت ہیں جبرئیل کو بھیجا۔ چنانچہ بعض قراۃ میں ریح بلفظ مفرد ہے اُس کے بعد نزول قرآن کا ذکر ہے اِس معنی پر جو ہم نے بیان کیا آیت مابعد ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیراً۔ قرینہ ہے یہ تاکید مضمون گزشتہ ہے اور اگر کہیں کہ مقصود اس سے زبور وامثال سلیمان ہے تو کتب مرقومہ قرآن کی سی جامع نہیں ہیں اور نہ اُن کا نزول قرآن کا سا ہے:

כִּי שֵׁם יְהוָה אֶקְרָא הָבוּ גֹדֶל לֵאלֹהֵינוּ: ——— کی شیم یہوا اِقرا: ہابو گودل لیلوہینو لغات یہ کی جب یہ کی زبانی ہے שֵׁם شیم معنی اسم יְהוָה یہووہ یہ اسم ذات واجب الوجود کا ہے تعالیٰ شانہ جلت کبریاؤہ معنی اُس کے ہیں موجود ہے אֶקְרָא اقرا مادہ اس کا קָרָא قارہ جس کے معنی ہیں پڑھنا آیت میں صیغہ متکلم ہے הָבוּ ہابو معنی دو גֹּדֶל گودل عظمت אֱלֹהֵינוּ الوہ معنی ہیں معبود اور حاکم کے ہیں اِلوہ اِلوہیم کہتے ہیں (ترجمہ) جب میں خدا کا نام پڑھوں گا تو تم لوگ ہمارے حاکم کی تعظیم کرنا مقصود اس سے ہمارے پیغمبر ہیں جبرئیل کہتے ہیں جب میں خدا کا نام پڑھوں گا تو جس کو بذریعہ اُس نام کے خلافت دوں تم لوگ اُس کی تعظیم یعنی اُس پر ایمان لانا اُس کی بات ماننا جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کرنا یہی حاکم کی تعظیم ہے چنانچہ جبرئیل نے جب حسب فرمان الٰہی ہمارے پیغمبر کو نبی اور خلیفہ مقرر کیا تو اُن کے پاس آ کے اور کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق یعنی پڑھ خدا کا نام جس نے پیدا کیا ہے یہ وہ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی اسی وقت میں آپ کا دل نور نبوت سے روشن ہوا تھا زمانہ کا ذکر اس آیت توراۃ میں ہے اس آیت کے ایک معنی اور بھی ہیں وہ یہ ہے کہ

آیت ماتقدم سے متعلق ہو یعنی نزول کلام اُس وقت ہوگا جب میں خدا کا نام پڑھوں گا یعنی نماز فرض ہوگی حضرت موسیٰ کے وقت میں نماز فرض نہ تھی فقط قربانی فرض تھی۔ نماز آنحضرت کے وقت میں فرض ہوئی چنانچہ حضرت موسیٰ نے عندالمعراج فرضیت نماز میں بہت بحث کی تھی یہ وقت نزول شریعت ثانی بیان ہوا۔ خدا کا نام پڑھنے سے مقصود فرضیت صلوٰۃ ہے۔[1] اُس کے بعد بیان ہوا کہ جب ایسا ہو تو تم لوگ ہمارے حاکم کی تعظیم کرنا یعنی اُس پر ایمان لانا اُس پر درود بھیجنا۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما چنانچہ ہم مسلمان ہی لوگ اِس حکم کی تعمیل کرتے ہیں ربی علمان نے اس کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ یہ بیان موسیٰ کا ہے جب میں خدا کا نام لوں تو تم اُس نام کی تعظیم کرو چنانچہ جب کوئی یہود کہتا ہے تو یہود تعظیماً باروخ ہو یا روخ شمو پڑھتے ہیں یعنی وہ مبارک ہے اور اُس کا نام مبارک اور کہتے ہیں باروخ شیم کبود ملخوتو لعولام وعید یعنی مبارک ہے اُس کی جلال مملکت کا نام یہ معنی آیت ہو سکتے ہیں لیکن یہ کوئی امر اہم نہ تھا جس کے لئے اس قدر اہتمام کیا گیا علاوہ بریں موسیٰ نے تو یہ کہا تھا کہ جب میں خدا کا نام لوں تو تم اس کی تعظیم کرو نہ یہ کہ جب کوئی خدا کا نام لے تو تم دعا پڑھو۔ اب اس کے بعد اُس خلیفہ کا بیان ہے جس کی تعظیم کا جبرئیل حکم دیتے ہیں מִצְ דִּיר הַבְּ תְּ םּ בָּה
בְּלוֹ כִּי־כֹל דְּבָרִי בְשָׁמָט:

---

[1] واضح ہو کہ مادہ اقرا کے معنی عبرانی میں پڑھنے کے بھی ہیں اور زور سے پکارنے کے بھی اور قوہ کے معنی قوت اور قوی بھی ہیں اس لئے اس آیت کے یہ معنی بھی ہیں کہ وقت موعود اس وقت ہوگا جب میں خدا کا نام زور سے پکاروں یہ اشارہ ہے اذان کی طرف یعنی اُس وقت کا نشان ہے کہ جب خدا کا نام زور سے پکارا جانے اذان کا دستور رواسلام سے پہلے نہ تھا اُس وقت تم ہماری قوت کی تعظیم کرنا اور قوی آپ کے اسماء سے ہے۔ فتدبر

ہصور تامیم پاعلو کی کل درکاو مشپاط: لغات צוּר صور صخرہ یعنی چٹان
سنگریزہ צוּר הַחַלָּם صور ہخالیم ندی کا روڑا مجازاً قوی
بانی قوم یعنی جس سے کوئی قوم قائم ہو کبھو اس کے معنی ہوتے ہیں تیز חֲרָבוֹת
צֻרִים حربوت صوریم تیز تلواریں کبھی اس کے معنی صورت کے
ہیں اور مجازاً مصور جو اسما حسنی سے ہے תָּמִים تامیم تام وکامل وصواب
פָּעֳלוֹ پوعل کام وفعل דֶּרֶךְ درخ راہ מִשְׁפָּט
مشپاط عدالت وقانون وشریعت (ترجمہ) وہ بانی قوم یعنی امام وپیشوا جس کے
افعال صواب ہوں گے جس کی کل راہ عدالت ہوگی مقصود یہ ہے کہ وہ حاکم جس کی اطاعت
کرے وہ بانی قوم ہوگا اس کے افعال سب صواب ہونگے یعنی وہ معصوم ہوگا۔ یہ صفت
بعد موسیٰ کے کسی نبی میں نہیں پائی گئی کہ ان سے کوئی قوم پیدا ہوئی ہو گو وہ معصوم
تھے ہاں حضرت عیسیٰ میں یہ نشان ملتا ہے لیکن مابعد کے بعض نشان ان میں نہیں پائے جاتے
اس لئے وہ مقصود نہیں ہو سکتے اور نیز مشپاط کے معنی شریعت وقانون ہے حضرت عیسیٰ
کے پاس کوئی شریعت نہ تھی چونکہ اس مصرعہ کے یہی معنی ہیں کہ اس کی سب راہ
شریعت ہے یعنی اس کے افعال واقوال بموجب چلنا چاہئے قال اللہ تعالی
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ترجمہ) اگر تم چاہتے ہو کہ خدا
تم کو پیار کرے تو تم کرو جیسا میں کرتا ہوں تم کو خدا پیار کرے گا۔ ہم مسلمان سنن کی
پیروی ومحافظت میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے افعال کو حجت سمجھتے ہیں
جیسا اس فقرہ سے سمجھا جاتا ہے۔ یہود اس کو ذات واجب الوجود پر حمل کرتے ہیں لیکن
چونکہ صفات مابعد خاص ہیں انسان کے ساتھ اس لئے حمل اس کا ذات باری پر مناسب
نہیں ہے אֵל אֱמוּנָה וְאֵין עָוֶל צַדִּיק וְ
יָשָׁר הוּא : ایل اِمونہ واین عاول صدیق و

[illegible] ہی ہے اور اسما حسنیٰ سے بہادر و قوی ایل قوت [illegible] لغات - و بادشاہ ہے۔ [illegible] امونہ سے کمر مضبوط و عظمت و حفاظت و امن و دیانت و امانت [illegible] یہی باور امونہ اس کے ہاتھ مضبوط تھے امن اور ایمان אֱמוּנָה امین حرف نفی וְאֵין عادل ظلم עָוֶל صدیق صدیق معنی صدیق ہے וְיָשָׁר یاشار راست (ترجمہ) قوی اور مضبوط ہوگا نہ ظلم صدیق و راست وہ ہوگا - واضح ہو کہ پیغمبر کے ناموں میں سے قوی ہے جیسا کہ اشعیا پیغمبر کی پیشین گوئی میں اوپر گزرا ہے کہ اُس کا نام قوی ہوگا - ایل گبور بیان ہوا اور یہاں ایل امونہ حاصل دونوں کا ایک ہے - حضرت عیسیٰ پر تو یہ ہرگز منطبق نہیں اُن کو شجاعت و دلیری و قوت کے ساتھ نہیں بیان کرتے - یہودیوں نے اپنی دانست میں اُن کو چوروں کے ساتھ پکڑ کے پھانسی دیا - حضرت داؤد و سلیمان کے ساتھ موافق ہے لیکن اوپر کا بیان نہیں بتا کہ اُن سے کوئی قوم نکلی ہو - علاوہ بریں یہ وہی شخص ہے جسے اشعیا نے مع دیگر نشانات ایل گبور لکھا ہے - معلوم ہوا کہ زمانہ اشعیا ایل امونہ ہوا نہ تھا جس کی توضیح وے ایل گبور سے کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں داؤد و سلیمان نہیں ہو سکتے کیونکہ وے اشعیا نبی سے بہت پہلے تھے اس لئے اس سے مقصود ہمارے پیغمبر ہیں واضح ہو کہ ایل کے معنی سردار و امام کے آتے ہیں - کہتے ہیں ایل گوئیم یعنی سردار اقوام تو ایل امونہ کے یہ معنی ہونگے کہ ایسا سردار جس کی سرداری و امامت کے لوگ دل سے تصدیق کریں گے آپ امام المومنین بلاشک تھے اور ایمان ہی کی آپ دعوت کرتے تھے اس وجہ سے بھی آپ ایل امونہ تھے علاوہ بریں امونہ کے معنی امین بھی ہیں جو آپ کے اسماء میں سے ہے واضح ہو کہ بیت اول اور اس بیت کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی رسول کی خبر دیتا ہے کیونکہ صور کے معنی ہیں جس سے کوئی قوم پیدا ہو یعنی شارع کہ دینی رسول ہوتا ہے - الغرض صور سے مقصود رسول ہے - اس رسول کی چند صفات ان دونوں بیتوں میں ذکر کیا

اول تابع نہ ہوا۔ یعنی کامل الافعال انبیا کی افعال اُن کی شریعت ہوتی ہے مراد یہ ہے کہ
وہ رسول جس کی شریعت پوری ہوگی اور اس کا دین کامل ہوگا چنانچہ الیوم اکملت لکم
دینکم اُس کے مطابق ہے دوم اُس کی کل راہ عدالت ہوگی اسی عزقیل نبی نے ۲۱ باب
۲۷ آیت میں بیان کیا ہے עד בא אשר לו המשפט اشر لو مشپاط
یعنی جس کے لئے عدالت ہے جسے حضرت یعقوب نے شیلوہ سے بیان کیا تھا جس کا بیان اوپر
ہو چکا ہے۔ سوم ازل یعنی بہادر جیسا اشعیا نے بیان کیا ہے جو گزرا۔ چہارم امونہ یعنی امین
پنجم אין בו עול این بادل یعنی ظالم و جابر نہ ہوگا جس کا نتیجہ صفوح و کریم ہے
ششم صدیق و ہفتم صالح اشعیا نے اس کی صفت سرداری بھی بیان کیا ہے یعنی وہ
سردار ہوگا چنانچہ سورہ تکویر میں اکثر یہ صفات مذکور ہیں انہ لقول رسول کریم
ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین שִׁחֵת
לוֹ לֹא בָּנָיו מוּמָם : דּוֹר עִקֵּשׁ וּפְתַלְ
תֹּל : شحیت لولو لا بانو مومام ، دور عقیش و فتلتول ۔ لغات שִׁחֵ
ת شحیت یہ ماضی کا صیغہ ہے مادہ שחת شحت ہے جس کے
معنی ہیں برباد کرنا تباہ کرنا ڈھا دینا لیکن جب کہیں שִׁחֵת דַּרְכּוֹ
شاحت درکو اپنی راہ بگاڑا تو معنی ہوتے ہیں گمراہ ہوا۔ وعلی ہذا القیاس
שִׁחֵת נַפְשׁוֹ شاحت نفشو اپنی جان کو بگاڑا یعنی گمراہ ہوا לֹא
لو اپنی کو לוֹ لا حرف نفی ہے حرف نفی کے بعد ایک ضمیر محذوف ہے اس کے
حذف پر اتفاق ہے اور بدون اس کے معنی بھی نہیں بنتے בָּנָיו מוּמָם مومام بھی
מוּם موم معنی عیب و ننگ דּוֹר ڈور معنی دور עִקֵּשׁ
عقیش کج عربی عکش פְּתַלְתֹּל پتلتول ناہموار اور ترجمہ اسے کو
برباد کیا نہ اس کو اُس کے بیٹے لڑکی دور کج و ناہموار نے اونقلوس نے اس کا ترجمہ

کہا ہے حַבִּילוּ לְהוֹן לָא לֵיהּ בְּנַיָּא דִּפְלַחוּ
לְטַעֲוָתָא דָּרָא דְּשַׁנִּיאוּ עוֹבָדֵיהוֹן
וְאִשְׁתַּנִּיאוּ ׃ حَبِیلُو لیھون لَالیہ بنَادِی فلاحو لطیو
تاوارا دِی اشنیو عوبادُو ھی واشتانیو (ترجمہ) تباہ کیا اپنے کو نہ اُس کو لڑکے جنھوں نے
طغیان کیا وہ دور جنھوں نے اپنی خدمت بدل دی اور گمراہ خواہ مغضوب ہوئے" میرے
نزدیک ترجمہ اس کا عمدہ یہ ہے کہ گمراہ ہوئے خدا پرست نہیں بلکہ اُن کی ننگ و دور کج و
ناراست خدا پرست قوم خدا کا بیٹا کہلاتی تھی۔ اسی محاورہ بموجب بنی اسرائیل کو خدا نے
اپنا بیٹا کہا ہے اور وے خدا کے بیٹے کہلاتے تھے یہاں بھی اُس کے خفی بیٹے سے مراد خدا
کے بیٹے یعنی بنی اسرائیل ہیں ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے پس مقصود یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے
خود اپنے کو تباہ کیا اُس ایل احونہ کی مخالفت سے لیکن وے جو کج و ناراست ہیں یعنی وے
یہود جو مسلمان ہو گئے وے ہر قسم کی آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہے۔ ہاں وے
یہود جو کج و ناراست تھے وے بمخالفت اُس جناب کے جو اس تسبیح کے برخلاف ہے تھے
برباد و تباہ ہوئے یہود بنی قریظہ و بنی نضیر و یہود خیبر کے حالات کو دیکھو پھر صحابہ کے
وقت میں بھی یہود عیسائیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑے تھے اُس وجہ سے
مبتلائے بلا ہوئے اگر ایسا نہ کرتے تو وے برباد نہ ہوتے بربادی اُن کی بموجب اس
خبر کے ضروری تھی۔ یہ اُن کی کج طبیعت سے ناشی ہوا ورنہ خدا پرستی کے معنی یہ ہیں کہ
جب جیسا حکم دے اُسے اٹھائے سہ جیدھر پھیرے وہ ابرو ادھر نماز کرنا
چونکہ یہ مخالفت مرضی الٰہی کے خلاف تھی اس لئے جبرئیل کہتے ہیں הַלַיהוָה
תִּגְמְלוּ זֹאת ׃ עַם נָבָל וְלֹא חָכָם -
ہلیہوا تغملو زوت: عم نابال ولو حاخام: لغات - ہا (ہ) حرف تعجب ہے הֲ
תִּגְמְלוּ تغملو اس کا גָּמַל گامل ہی بدلا دینا זֹאת

روشنی سے دیکھے عم قوم جس پر جچے تھے ستا ہاں ۔ اسحق کا جرکا فر جس ڈ تھم
لومون نتی חָכָם حاخام ۔ دانشمند حکیم (ترجمہ) واہ تم خدا کو یہ بدلا دیتے
ہو۔ اے قوم کافر نادان ۔ یہ حکایت ہو ہمارے پیغمبر کے زمانے کی کہ یہود نے انکار کیا تو
جبرئیل تعجب سے کہتے ہیں کہ جس خدا نے تمہارے ساتھ بے احسان کئے اُس کا حکم تم
نہیں مانتے باوجودیکہ اُس کی اطاعت کا حکم پہلے سے دیا گیا اس بیہودہ عذر سے کہ ہم
وہی شریعت سابقہ پر چلیں گے یہ کوئی اطاعت نہیں ہو۔ چونکہ انکار پیغمبر تورات کے حکم
کے بھی خلاف تھا جیسا اس بیجن میں ہو۔ بڑے اہتمام سے حضرت موسیٰ نے بیان کیا
اس سے ان کو کافر کہا ۔ الغرض کفر یہود خود اس مقام سے پیدا ہو جس نے اس پیغمبر
آخر الزمان کی اطاعت قبول کی وہ بالکل پاک وصاف ہو گیا ورنہ نجاست کفر سے ملوث
ہوکے ذلت و مسکنت میں رہا هل جزاء الاحسان الا الاحسان تفسیر رشی میں
اس مقام پر یہ لکھا ہو: עַם נָבָל שֶׁ שָׁ כְּ ח וּ אֶת הַ
שֶׁ בְּ חָכָם : عم نابال ششا مخواث ہما سوی لاہم ۔ قوم نادان
جو بھول گئی جو اُن کے ساتھ کیا گیا یہ تو ظاہر ہو کہ یہود سلوکات ربانی کو بھول نہیں گئے
تھے ہاں اس بیجن و قرآن کے مضمون کو بلا شبہ بھول گئے جو کچھ موسیٰ نے اس کا
مطلب بیان کیا تھا وہ اُن کو یاد نہ رہا ۔ دوسرے معنی اپنے دل سے تراش کرنے لگے
اور نیز بھول جانے سے یہ مقصود ہو کہ وے یہ خیال نہیں کرتے کہ اُن کے ساتھ جو احسان
خدا کی جانب سے ہوا وہ کیوں ہوا کیا خصوصیت تھی اُس کو اختیار ہو جس قوم کو چاہے
بڑھائے جس کو چاہے گھٹائے جو حکم چاہے جاری کرے جسے چاہے منسوخ کردے
ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء لוּ חָכְמוּ יַשְׂכִּילוּ
זֹאת יָבִינוּ לְאַחֲרִיתָם : ...
... : لو حاخام ہا بین ... لاحریث شیش

بیا وبو لیبطیب و لھا ریخ تا دان حوادث کی اختیار میں کہ نیک و بد کرنے کا اختیار اسی کو
ہے اور مترجموں نے اس مقام میں یہ ترجمہ کیا ہے: הַלְיְהוָה תִּגְמְלוּ זֹאת
לְךָ עַם נָבָל וְלֹא חָכָם
חָכָם : افسوس ہے تم خدا کے سامنے ایسا کرتے ہو ایسی قوم کہ
تورات پر ایمان لائی اور سمجھتی نہیں۔ یہ مترجم یہود کی طرف حمق و نادانی کی نسبت کرتا ہے:
הֲלוֹא-הוּא אָבִיךָ קָּנֶךָ הוּא עָשְׂךָ
וַיְכֹנְנֶךָ : ہُوَ بُوآبیکا قانیکا : ہوعاسکا ویکوننیکا۔ (ترجمہ) کیا وہ تیرا مالک
خدا نہیں ہے اس نے تجھکو بنایا ہے اور منصب کیا ہے خلق کل شی فھدی اس کی
تفسیر رشی نے کی ہے اسے ہم نقل کر دیتے ہیں הֲלֹא הוּא אָבִיךָ קָ
נֶךָ שֶׁקְּנָאֲךָ : کیا وہ تیرا مالک خدا نہیں ہے جس نے تجھے
خریدا ہے ۔ דָּבָר אַחֵר שֶׁקִּנֶּנְךָ בְּקַן הַסְּלָעִים
וּבְאֶרֶץ חֲזָקָה : (ترجمہ) دوسری بات تجھکو پتھروں کے گھونسلوں میں بٹھلایا
اور قوی ملک میں: הוּא עָשְׂךָ אוּמָּה בָּאוּמּוֹת :
(ترجمہ) اس نے تجھے امتوں میں ایک امت بنایا۔ مقصود یہ ہے کہ جس نے تم کو ایک
امت بنایا وہ دوسری امت بھی قائم کر سکتا ہے וַיְכֹנְנֶךָ כֵּן מִכֶּם
כֹּהֲנִים מִכֶּם נְבִיאִים וּמִכֶּם מְלָכִים שֶׁ
הַכֹּל תָּלוּי בּוֹ : (ترجمہ) تم کو منصب کیا جس سے تم میں سے
ائمہ ہیں تم میں سے انبیاء اور سلاطین ہوئے۔ یہ سب اسی کی مقدرت میں ہے۔ זְכֹר
יְמוֹת עוֹלָם בִּינוּ שְׁנוֹת דֹּר-וָדֹר :
زخور یموث عولام : بینو شنوث دور وادور لغات זְכֹר زخور
مادہ اس کا זָכַר زاخر ہے جس کے معنی ہیں یاد کرنا عربی ذکر יָמִים

עוֹלָם عولام یְמוֹת یموت اس کی جمع ہے جیسے ایام יוֹם یوم؛ یوم عربی ایام
بمعنی عالم ۔ בִּינוּ بینو صیغہ امر ہے مادہ اس کا בִּין بین ہے معنی اس کے
سمجھنا ۔ שְׁנוֹת شنوت جمع ہے שָׁנָה شانہ کی بمعنی سنہ یعنی سال
דֹּר دور یعنی دور (ترجمہ) یاد کرو ایام عالم خیال کرو سنین ادوار مقصود یہ ہے
کہ تغیرات عالم تبدلات ازمنہ پر نظر ڈال کر کیسے کیسے تغیرات ہوا کرتے ہیں۔ رشی میں اس کی
تفسیر یہ لکھی ہے کہ ایام قدیمہ پر نظر ڈال کر اگلوں کے ساتھ اس نے کیا کیا۔ جب انھوں نے
اس کو ناراض کیا اور سنین ادوار کو خیال کرو دور انوش میں بحر اوقیانوس کو ان پر الٹ دیا
یہ دور طوفان کو کہ ان کو ڈبو دیا تھی؛ اس مفسر کے کلام سے نکلتا ہے کہ قبل طوفان نوح
ایک اور طوفان عظیم آیا تھا جیسا پہاڑوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طوفان عظیم سے
مٹیاں جہاں جہاں جمع ہو گئی تھیں وہ حرارت شمس سے متحجر ہو کے صورت جبال پیدا ہوئی
طبیعت عناصر مقتضی ہے کہ زمین ہمیشہ تہ آب ہو اور موالید ثلثہ معدوم لیکن بقوت قسری جب کبھی ہوا
پانی مستحیل بہ ہوا ہوا تو زمین مکشوف ہوئی پھر طوفانات عظیم کی وجہ سے جمادات وجود پذیر
ہوئے اور بعد ہٹ جانے میاہ کے جو طوفانی اول میں جوش زن تھی مٹی سڑ کے نباتات و
حیوانات متکون ہوئے اس وقت حضرت آدم ابو البشر پیدا ہوئے چنانچہ تورات کے اول
ہی میں لکھا ہے کہ زمین تو ہو و بو ہو تھی یعنی بالکل تہ آب تھی اور ہوا پانی کو ہلاتی تھی یہ
ترتیب عناصر بہ لسان وحی معلوم ہوئی بعد اس کے عالم ایجاد و تکوین کی تفصیل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون

اور چونکہ کشف ارض قسراً ہی اور قوت قسری دائمی نہیں ہوتی اس لئے ضرور ہے کہ جب عناصر
پھر حالت طبیعی پر ہو جائیں تو زمین تہ آب ہو جائے اور موالید ثلثہ دامن فنا میں مستور ہو کے وہ
ایک طرح کی قیامت ہے اس کا پورا بحث کتاب کو طولانی کرے گا۔ اس لئے مختصراً ذکر ہے
یہ مفسر لکھتا ہے کہ زمانہ انوش میں بحر اوقیانوس کو جوش ہوا تھا اس کا ثبوت تواریخ سے مشکل ہے

انوش حضرت آدم کے پوتے تھے تو اگر انوش سے مقصود انسان ہو تو البتہ انسان کی پیدایش کے قبل طوفان عظیم ثابت و مبرہن ہے۔ پھر یہ مفسر لکھتا ہے کہ ایک معنی اور بھی ہیں یعنی تم امور ماضیہ کو لحاظ کرتے نہیں اور ادوار کو خیال کرو کہ تم کو آئندہ کا امتیاز پیدا ہو تمھارے ساتھ بھلائی کرنے کا اور تم کو مسیح کی زمانہ میں پہونچا دینے کا اور آخرت کا۔ اس قدر تو یہ مفسر بھی اقرار کرتا ہے کہ مسیح کا زمانہ کوئی عمدہ زمانہ ہے جس پر توجہ ضرور ہے لیکن افسوس ہے کہ جب وہ مسیح آیا تو اُن لوگوں نے اُس کی تکذیب کی اُن میں سے یہ مفسر بھی ہے کہتے تھا کہ وہ اب تک نہیں آیا اسی حسرت میں اُن کے ادوار منقضی ہو گئے

שְׁאַל אָבִיךָ וְיַגֵּדְךָ זְקֵנֶיךָ וְיֹאמְרוּ לָךְ

شِاَل اَبیخا وِیگیدِخا: زِقینخا وِیُومرو لاخ: שאל شِاَل بمعنی امر ہے مادہ اس کا שאל شاَل ہے بمعنی سوال۔ ויגדך اب عربی مجازاً اُستادو معلم ویגדך یگید یہ صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا נגד ناغد ہے۔ باب تفعیل کثیر الاستعمال ہے معنی اعلام و بتانا זקן زاقین بمعنی بڈھا و شیخ اور حاکم و دیان (ترجمہ) اپنے باپ دادے پوچھ وے تجھکو بتائیں گے۔ باپ دادا سے مقصود انبیاء ہیں ایسا ہی رشی میں بھی لکھا ہے یعنی کتب انبیاء میں دیکھو تم کو خوب امتیاز ہو گا اپنی رائے پر تکیہ مت کرو: ان دونوں بیتوں میں ایک رمز ہے اس لئے ان کو ایک ساتھ لکھ کے بیان کرتے ہیں: زِخور یموث عولم بینو شنوت دور و دور: شِاَل آبیخا وِیگیدخا: زِقینخا وِیومرو لاخ۔ ان دونوں بیتوں میں زمانہ پیغمبر خدا کا جس کو ایلے نامزد کیا ہے بیان ہوا ہے بیان اُس کا یہ ہے کہ یموث عولم کی عدد ۵۶۷ ہے مفردات اُس کے یہ ہیں: ی ۱۰ ھ ۵ و ۶ ت ۴۰۰ ع ۷۰ و ۶ ل ۳۰ م ۴۰ اور شنوت دور و دور کے ۱۱۸۲ ہے مفردات اُس کے یہ ہیں: ش ۳۰۰ ن ۵۰ و ۶ ت ۴۰۰ د ۴ و ۶ ر ۲۰۰ و ۶ د ۴ و ۶ ر ۲۰۰

مجموعہ ان دونوں کا ۳۰۰۱ ہوا اور زنجیا دیو مر ولالخ کے عدد ۱۰۰۵ ہوتی ہیں اور مجموعہ ان سب کا
۳۳۲۲ ہوا۔ چونکہ ولادت آنحضرت کی سن ۱۰۹۰ ہبوطی میں ہے اور وفات حضرت موسیٰ ۱۱۰ ہبوطی
ہیں تو وفات حضرت موسیٰ سے تا زمان ولادت آنحضرت ۲۳۴۷ ہوتے ہیں لیکن مدت حمل سوا کا
گر اس پر بڑھانے سے ۲۳۴۲ پورے ہو جاتے ہیں غالباً یہ تسبیح دو سو ماہ پیشتر وفات
سے ہو تو مہینوں کی بھی کمی بیشی نہ ہوگی بالغرض جبرئیل کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سے
۲۳۴۲ سال کے بعد وہ قوی رسول پیدا ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا تو معنی نظم مطابق اس
سر کے یہ ہونگے۔ تم سوچ بوجھ عوالم کو یعنی اس کے عدد کو اور شتوت دور و دور کو
سمجھو یعنی اس کے عدد کو اور پوچھ اپنے آقا سے تجھکو بتا دے گا زنجیا دیو مر ولالخ یعنی
زنجیا دیو مر ولالخ کے عدد اعداد ما سبق کے ملانے سے پوری مدت اس کی حاصل ہو جائے گی
واضح ہو کہ عدد کاف وخائے معجمہ کے عبرانی میں ایک ہیں کیونکہ دوسرے من حیث الحق جد ایک ہی
شمار ہوتے ہیں وعلی ہذا القیاس۔ تائے مثناۃ فوقانی وثائے مثلثہ کے عدد ایک ہی ہوتے ہیں

قند پارسی شعر: یا رب صل وسلم دائماً ابداً ٭ علی نبیک خیر الخلق کلہم

תנחל עליונים + תחתונים בני
אדם +

بمعنی علیون کو بیم ؛ بمعنی یو بنی آدام۔

لغات תנחל بمعنی تملیک مادہ اس کا נחל : نحل ہے معنی
قبضہ کرنا مالک ہو جانا خصوصاً ارث یعنی ملک ضروری עליון علیون اس کے
چند معنی ہیں اول فوقانی ضد תחתון تحتون یعنی تحتانی جیسے מבית
ומחוץ ה עליון ابیات بمعنی علیون یعنی یہ گھر
فوقانی ہوگا دوم عالی جیسے אל עליון ایل علیون یعنی اللہ المتعال
הון گوری گروہ תפרד بمعنی علیحدہ کرنا بھگا دینا בני
אדם بنی آدام معنی بنی آدم اور سپاہی اور عوام الناس۔

(ترجمہ) گروہوں کو دنیا کا مالک کرنا بنی آدم کو منتخب کر لینا یعنی انبیا سے پوچھ تو وے بتائیں گے قوموں کو مراتب عالیہ دینا اور بنی آدم کو منتخب کر لینا یعنی نبوت دینا یہ خدا کا کام ہے جس کو چاہتا ہے نبی کر دیتا ہے۔ ربی سلمان یرچی کا بیان یہ ہے کہ خدا نے نافرمانوں کو ان کا حصہ دیا اور بنی آدم کو جدا جدا کر دیا יַצֵּב גְּבֻלֹת עַמִּים לְמִסְפַּר בְּנֵי יִשְׂרָאֵל: یَصِّیب گبولوث عمیم: لمسپار بنی اسرائیل יַצֵּב یَصّیب مادہ اس کا נצב یصب ہے بمعنی عربی قیام و نصب גְּבֻלֹת گبول بمعنی حد עַם عم بمعنی قوم מִסְפַּר مسپار اس کا مادہ ספר سفر ہے اس کے معنی ہیں شمار کرنا۔ اس لئے مسپار کے معنی ہیں شمار۔ دوسرے معنی اس کے ہیں لکھنا۔ اسی سے سوفیر یعنی کاتب نکلا ہے اور سیفیر یعنی کتاب تو مسپار کے معنی مکتوب و کتابا ہونگے۔ تیسرے معنی ہیں تفسیر و بیان (ترجمہ) قوموں کی حد بندی بہ تعداد بنی اسرائیل مقصود یہ ہے کہ وے تم کو بتائیں گے حد بندی قوموں کی یعنی اختلاف اقوام خدا کی طرف سے ہے یعنی باختلاف ادوار جو اس نے احکام مختلف دیا اس لئے اقوام مختلف پیدا ہو گئیں۔ اس طرح کہ کچھ لوگ تو حکم جدید پر چلے اور کچھ لوگ حکم سابق پر اڑے رہے اور مصالح وقت پر نظر نہ کی بتعداد بنی اسرائیل یعنی بہت لیں ان اختلاف پر نظر کر کے تم کو اس جدید فرقہ مسلمان کی تبعیت چاہیئے۔ بیت نمبر ۱۳ لغایت ۱۴ کے ایک معنی اور ہیں جو دو بیت گزشتہ سے زیادہ چسپاں ہیں علیون گو تم کے معنی ہیں جماعت عالیہ مراد اس سے ملائکہ ہیں۔ ترجمہ بیت نمبر ۱۳ و ۱۴ معاً بوقت تابعی کرا دینے ملائکہ کے اور بھگا دینے عوام الناس۔ خواہ جنگ جویوں کے قائم کرے گا قوموں کے حدود مطابق کتاب بنی اسرائیل کے۔ ابیات گزشتہ میں زمانہ ولادت اس خلیفہ و رسول کا بیان ہوا تھا۔ اب زمانہ رسالت و خلافت کا بیان کرتا ہے کہ جب ملائکہ آسے تابعی و مالک کر دیں گے خواہ ملک و زمین کا مالک کریں خواہ اس قوت و بصیرت کا جو زمانہ حضرت کی

سے تا اخیر دور انبیاء بنی اسرائیل کو ہوئی تھی۔ چنانچہ جبرئیل نے آکے آنحضرت کو رسول بنایا
اور چند بار ہنگامۂ جنگ میں ملائکہ نے مدد دے کر فتح یاب کرکے قابض وممالک کر دیا جس کا
ذکر کلام مجید میں بھی ہے تو مقصود یہ ہے کہ جب وہ خلیفہ و رسول ہوگا تو قوموں کے لئے حدود
قائم کرے گا یعنی اُن کو شریعت دے گا مطابق کتاب بنی اسرائیل کے۔ کتاب بنی اسرائیل
کی توریت ہے یعنی اُس کی کتاب و شریعت مثل کتاب و شریعت موسیٰ کے ہوگی بعد موسیٰ کے
کسی نبی کو شریعت نہ ملی تھی آپ کی شریعت مسلمانوں پر تو نافذ ہی تھی کفار ذمی بھی اُس کے
مطیع تھے۔ اس لئے کہتا ہے کہ قوموں کے لئے حدود قائم کرے گا اور عوام الناس کے
بھگانے سے مقصود غلبہ ہے تو وہ غزوۂ خندق سے حاصل ہوا کہ بعد اس کے کفار کو تاب
مقاومت اسلام نہ رہی یا مراد زمانہ ہجرت ہو کہ کفار کے بھگانے سے واقع ہوئی قائم
کتاب بیت یا ہوہ کے یہ معنی ہیں کہ اس خلیفہ و رسول کی قوم یعنی مسلمان خدا کا حصہ ہے یعنی وہ
قوم خاصان خدا سے ہیں اور یعقوب یعنی بنی اسرائیل اس قوم کی میراث ہیں یعنی جملہ
فضائل بنی اسرائیل اس قوم کی طرف منتقل ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کنتم خیر
امة اخرجت للناس و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: כִּי חֵ
לֶק יְהוָה עַמּוֹ יַעֲקֹב חֶבֶל נַחֲלָתוֹ
:- کی حیلق یہوا عمّو: یعقوب حبیل نحلاتو - لغات כִּי
کے حرف تنبیہ חֵלֶק حیلق حصہ تحوک یعنی کھیت کا حصہ اور خود کھیت پر
بھی اطلاق آیا ہے עַמּוֹ عم قوم חֶבֶל حبیل عربی حبل خصوصاً
پیمائش کی رسی اور دور خصوصاً دردزہ اور گروہ جماعت נַחֲלָה:
میراث (ترجمہ) اس خدا کا تحوک خواہ کھیت اُس کی قوم ہوتی ہے اُس کی قوم
ہی کہلاتی ہے جو اُس کی پرستش کرے) یعقوب اس کے میراث کی جماعت ہے مقصود یہ ہے کہ
یوں سب اُسی کے ہیں مگر خدا پرست کو وہ دوست رکھتا ہے جیسے بنی اسرائیل کو

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین
یہاں تک کہ خطاب تھا بنی اسرائیل کی طرف بنظر تنبیہ و وعظ اب پھر اصل مطلب کی طرف
رجوع ہے یعنی اُس ایل اونہ کو کہتا ہے اور اُس کے کچھ حالات ظاہر کرتا ہے: יִמְ
צָאֵהוּ בְּאֶרֶץ מִדְבָּר וּבְתֹהוּ יְלֵל
יְשִׁמֹן יְסֹבְבֶנְהוּ יְבוֹנְנֵהוּ יִצְּרֶנְהוּ
כְּאִישׁוֹן עֵינוֹ: یمصاہو بارص مدبار: وبتوہو یلیل یشیمون
یسوبینہو یبونینہو: یصرنہو کا یشون عینو: لغات: יִמְצָאֵהוּ یمصا
مادہ اس کا מָצָא ماصا ہے جس کے معنی ہیں پانا یہ صیغہ مضارع ہے فاعل اس کا
ضمیر مستتر ہے جو پھرتی ہے قوم کی طرف اور ضمیر بارز جو اس کے ساتھ ملی ہے مفعول ہے راجع
ایل اونہ کی طرف בְּאֶרֶץ ارص ملک מִדְבָּר مدبار بیابان
תֹהוּ توہو = ویران زمین جس میں پیدا نہو יְלֵל یلیل = شور و
غل خصوصاً جنگلی جانوروں کا יְשִׁמֹן یشیمون = ویران بیابان مجازاً
جنگلی جانور۔ رشی میں תֹהוּ יְלֵל יְשִׁמֹן۔ توہو یلیل یشیمون
کی تفسیر لکھی ہے בְּאֶרֶץ צִיָּה שְׁמָמָה מְקוֹם
יְלָלַת תַּנִּים וּבְנוֹת יַעֲנָה ارص صیا و شماما مقوم
یللت تنیم و بنوت یعنا۔ زمین غیر آباد ویران مقام شور و غل اژدر و شتر مرغ
יְסֹבְבֶנְהוּ یسوبینہو یہ صیغہ مضارع ہے ہو ضمیر اس کے ساتھ متصل ہے
סָבַב יְסוֹבֵב۔ بمعنی طواف۔ رشی میں اس مقام پر ہے
יְסֹבְבֶנְהוּ שָׁם סִבְּבָם מְחוֹקְקָם
בַּעֲנָנִים וְסִבְּבָם בִּדְגָלִים לְאַרְבַּע
רוּחוֹת וְסִבְּבָם בְּתַחְתִּית הָהָר

שָׁם כִּפָּתוֹ בְּקִרְבָּה : ——— یسو میتو شام

سبا بام وبتسقام بعنا غیم وسنا بام بتغالیم لاربع رحوب وسبا بام تحیث باہار
فشکافا ہو کغنیت (ترجمہ) وہاں گویا اُن کو بدلیوں کے ساتھ اور گویا اُن کو جھنڈوں
کے ساتھ چاروں جہت میں اور گویا اُن کو پہاڑ کے نیچے جس کو جھکایا چھتری کی طرح

יְבוֹנְנֵהוּ یبوننہو باب بیلین سے בִּין יְבוֹנֵן
بونین یبونین اس کے معنی ہیں غور دینا کسی چیز میں دل لگانا ایمان و تصدیق یا سمجھ
יִצְּרֶנְהוּ یصّرنہو مادہ اس کا נָצַר ناصر ہے جس کے معنی نگہبان کرنا
ہے۔ כְּאִישׁוֹן עֵינוֹ اِیشون عینو انسان العین مردمک چشم כְּאִישׁ
וֹן עֵינוֹ הוּא תְּשַׁחוֹר שֶׁבָּעַיִן הַמָּאוֹר
יֵצֵא מִמֶּנּוּ: کاِیشون عینو ہو ہتشاخور شبعاین ہمائور یصی منو

(ترجمہ) مردمک سیاہ جو آنکھ میں ہے جس سے روشنی نکلتی ہے: (ترجمہ) پائے گا اُسے
(یعنی اس اہل امونہ کو) ملک ویران غیر ذی زرع میں سباع اور وحوش کے شور و غل میں
اُس کا طواف کرینگے اُس پر ایمان لائیں گے اُس کی حفاظت کرینگے مردمک چشم کی طرح
یعنی اُس اہل امونہ کو ملک عرب میں پائیں گے چنانچہ اور مفسروں نے بھی ملک عرب سے
تعبیر کیا ہے کہ یہ محاورہ تورات کے موافق ہے قطع نظر اس کے کہ ملک شام و مصر و فارس
جہاں ایسے شخص کا وجود مظنون ہے سب سیر حاصل ہیں سباع و وحوش کے غل سے مقصود
یہ ہے کہ وہاں کے سکان جاہل بے ہنر ڈاکو و بے رحم ہونگے پس یہ ملک عرب اور وہاں کے
سکان کا حال ہے لہٰذا یہ خبر سوائے ہمارے پیغمبر کے کسی پر منطبق نہیں۔ صحابہ جان دیتے تھے
اور آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے ہمیشہ آپ کے گرد رہتے تھے اور بلا شبہ پتلی کی طرح
آپ کی حفاظت و نگہبانی کرتے تھے۔ آپ کے وقت کے وقائع کو دیکھیں تو دستکارا
پہنچانے کا کہ مصداق اس بیان کا سوائے ذات بابرکات حضرت محمدؐ کے کوئی نہیں ہو سکتا

حضرت داؤد و سلیمان وغیرہ انبیا کو خواہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس سے کچھ مناسبت نہیں
ربی سلمان یرحی نے جو اس مقام کی تفسیر کی ہو اُسے ہم نقل کرتے ہیں הוֹ רתָם
מָצְאָה לוֹ נֶאֱמָנִים בְּאֵת הַדָּבָר שֶׁקִּבְּלוּ
עֲלֵיהֶם תּוֹרָתוֹ וּמַלְכוּתוֹ תדיר כנו מָה
שֶׁלֹּא עָשׂוּ • שְׁמַע עָאלַי עָשׂוֹר
שְׁנָה מַר וְזָכַח שֶׁ.עִיר לָמוֹ חוֹמַ
עֲמַד בְּא הקן : (ترجمہ) اُن کو پایا اپنے لئے امین ملک
بیابان میں کہ قبول کرلیا اُس کی شریعت و حکومت اور اُس کی تکلیف جو کہ بنی عیص و اسمٰعیل نے
نہیں کیا جیسا کہ مذکور ہو کہ چمکا سعیر سے اور خوب روشن ہوا فاران کے پہاڑ سے انتہی
اس مفسر نے مستقبل کو ماضی سے تفسیر کی ہو جو بالکل ناجائز ہے۔ علاوہ بریں کہتا ہو کہ خدا نے
بنی اسرائیل کو ملک عرب میں امین پایا جس سے جہالت اُس کی ثابت ہوتی ہو علاوہ بریں
خدا نے توراۃ میں کہا ہو کہ میں تمہارے ساتھ ملک مصر سے ہوں تو کیا اُس وقت اُن کو
امین نہیں جانتا تھا۔ علاوہ بریں ضمیر واحد کو جمع سے تعبیر کی یعنی آیت میں ہو اُس کو پایا
اور یہ مفسر کہتا ہو اُس کو پایا اور جو آیت سند میں ذکر کرتا ہو اس کی تفسیر ہم کر چکے ہیں اس
مقام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی تحریف ہو واضح ہو کہ ۹ نمبر سے ۱۰ نمبر تک بنی اسرائیل کو
زجر و توبیخ اور وعظ ہو اور ۱۱ نمبر سے دور تک آگے کی خبر ہو۔ ہمارے پیغمبر کی نسبت
ان آیات کو گزشتہ کے ساتھ ربط ہو۔ اس ۷ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ کے مضمون پر حضرت داؤد نے
زبور کی ۶۸ مزمار یعنی بھجن میں بیان کیا ہو اُس کے دوسری آیت سے ۹ تک ہم لکھدیتے
ہیں کہ اُس کا مضمون اس تفسیر کی (تفسیر عبری) دیکھی، آیات مرقومہ بالا کے قریب قریب ہو
بخوف تطویل ہم پورے بھجن کی تفسیر نہیں کرتے جب موقع ہوگا تو انشاء اللہ لکھدینگے
قبل بیان مطلب لفظ אֱלֹהִים الوہیم کی تحقیق ضرور ہو مادہ اس کا אֵלָה

آلہ ہے لیکن غیر مستعمل ہے معنی اس کے عبادت و پرستش ہیں مادہ عربی میں اس معنی میں مستعمل ہے
اسے اِلوہ یعنی אֱלוֹהַּ معبود حق ہو یا باطل مشتق ہے جیسے عربی الالٰہ
کلدی میں بھی معبود کو الاہ و الاہا کہتے ہیں لیکن جب اس پر ہاء تعریف داخل کرتے ہیں
تو مثل عربی اللہ کے سچے معبود پر اطلاق ہوتا ہے جیسے הָ אֱלוֹהַּ
ہا اِلوہ אֱלֹהִים اِلوہیم یہ لفظ کبھی جمع ہوتی ہے اِلوہ کی جو مطلق
معبود کے معنی میں ہے حق ہو یا باطل حالت توصیف و اضافت میں میم جمعیت گر جاتی ہے
صرف یائے تحتانی رہ جاتی ہے اور اس کے قبل کا حرف زیری سے بدل جاتا ہے جیسے
אֱלֹהֵי מִצְרַיִם الوہی مصرائیم یعنی معبودان مصر אֱלֹהֵי
הַנֵּכָר الوہی ہنکار معبودان اجنب אֱלֹהִים חֲדָשִׁים
الوہیم حداشیم نئے نئے معبود۔ لیکن معنی جمعیت اس سے بلا قرینہ مستفاد نہیں ہے
بلکہ جب کوئی قرینہ نہ ہو تو یہ لفظ واحد ہوتا ہے بمعنی معبود حق۔ ایسے وقت میں اس کی
صفت مفرد آتی ہے אֱלֹהִים צַדִּיק الوہیم صدیق אֱלֹהִים
חַי الوہیم حی زندہ معبود جب اس کے پہلے ہاء تعریف لاتے ہیں
تو خاص ہو جاتا ہے سچے معبود کے ساتھ جیسے יְהוָה הוּא הָאֱלֹהִים
) יהוה הוא האלהים (یہوا ہو ہا الوہیم۔ اللہ ہی سچا معبود ہے یہ بمنزلہ لا الٰہ الا اللہ
کی ہے اور کبھی معنی اس کے ملائکہ کے ہوتے ہیں اور کبھی سلطان و ملک و رب جیسے
בְּנֵי הָאֱלֹהִים بنی الوہیم شاہزادگان بہادران قوی۔ مرادف ایل اور
کبھی منصف و دیان جب یہاں تک ممہد ہوا تو اب آیات زبور نقل کرتے ہیں و من اللہ
التوفیق: مزمور ۴۵ آیت ۶: כִּסְאֲךָ אֱלֹהִים עוֹלָם וָעֶד שֵׁבֶט מִישֹׁר שֵׁבֶט מַלְכוּתֶךָ: یاقوم الوہیم
توصوا و بیاو و دیالو سو مناسیاتا نو (ترجمہ) قائم ہوگا سلطان خواہ خلیفہ۔ اس کے

دشمن پریشان ہو جائیں گے بھاگ جائیں گے اُس کے اعدا اُس کے سامنے سے۔
حضرت موسیٰ نے اُس امام و خلیفہ کو ایل اموز یعنی بہادر قوی بیان کیا تھا۔ داؤد اُسی کو
الوہیم یعنی سلطان و خلیفہ کہتے ہیں۔ الوہیم سے یہاں خدا مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ قیام سے
وہ منزہ ہے اور نہ اُس کے کوئی دشمن ہے سیاق کلام سے پیدا ہے کہ کوئی ذی اختیار
صاحب حکومت و جبروت ہونے والا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے کلام سے نکلتا ہے اگر یہ تسلیم
کر لیا جائے کہ الوہیم سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے اور یہ خدا ہی کی نسبت بیان ہوا ہے
اور قیام سے مقصود اُس کی توجہ ہے تو معنی بیت یہ ہونگے کہ خدا متوجہ ہوگا اور اُس کے
دشمن یعنی کفار و شیاطین پریشان و برباد ہونگے تو بالضرور اُس سے کوئی زمانہ مقصود ہوگا
جس میں ایسا توجہ خدا کا ہو۔ زمانہ داؤد و سلیمان مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ گو اُس میں
غلبہ کفار ارض اسرائیل میں نہ تھا لیکن تمام ملکوں میں بت پرستی و شرک و ضلالت چھائی
تھی۔ شام میں بھی بت پرستی قائم تھی بالکلیہ مٹ نہ گئی تھی۔ بعد ان دو بزرگوں کے تو
بت پرستی خود بنی اسرائیل ہی میں شائع ہو گئی پند و نصائح انبیا کچھ کام نہ کرتی تھی تا
زمان عزرا و دانیال یہی کیفیت رہی عزرا و دانیال کے وقت میں کچھ دن خدا پرستی
بنی اسرائیل میں رہی۔ لہذا یہ ازمنہ مقصود نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں
کچھ بھی نہ ہوا۔ بعد مرور ایام کثیر گو دین عیسوی بہت پھیلا لیکن تثلیث کے مسئلہ سے
وہ زمانہ مراد نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں شرک و بت پرستی نیست و نابود
ہوئی اور اصنام پرست ایسے مغلوب ہوئے کہ کبھی نہ ہوئے تھے۔ پس جو معنی ہم
کہتے ہیں وہی مقصود داؤد ہے آیت ۳ כְּהִנְדֹּף עָשָׁן תִּנְדֹּף
כְּהִמֵּס דּוֹנַג מִפְּנֵי אֵשׁ יֹאבְדוּ רְשָׁעִים
מִפְּנֵי אֱלֹהִים׃ کہندوف عاشان تندوف
کہمیس دونغ میتنی ایش یوبدو رشاعیم میتنی الوہیم لغات הִנָּדֵף

ہندوف ۔ اور جانا כְּהִנְדֹּף عاشان دخان ۔ دھواں תִּנְדֹּף
تندوف مثل اس کا نارف یعنی اڑ جانا כְּהִמֵּס دونغ موم מִפְּנֵי
ایش آتش יֹאבְדוּ רְשָׁעִים رشاعیم شریر ہیں رشع راشع کی جمع ہے
معنی ہیں شریر מִפְּנֵי پینی ۔ سامنے (ترجمہ) دھوئیں کی طرح
اُڑ جائیں گے (یعنی ان کے دشمن) جیسے موم آگ سے پگھل جاتا ہے۔ اسی طرح اشرار
مٹ جائیں گے سلطان کے سامنے (۴ آیت) וְצַדִּיקִים יִשְׂמְחוּ
יַעַלְצוּ לִפְנֵי אֱלֹהִים וְיָשִׂישׂוּ בְשִׂמְ
חָה ׃ —— وصدیقیم یسمحو یعلصو لفنی الوہیم و یاسیسو بسمحا

لغات יִשְׂמְחוּ یسمحو ۔ اس کا שָׂמַח سامع ہی معنی خوشی کرنا
یہ صیغہ مضارع ہے ۔ سمح سرور و شادمانی ۔ יַעַלְצוּ
یعلصو مادہ اس کا עָלַץ عالص شاد ہونا ۔ یہ صیغہ مضارع ہے
וְיָשִׂישׂוּ یاسیسو صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا שׂוּשׂ
سوس ۔ وجد کرنا (ترجمہ) اور صدیقین خوشی کریں گے ۔ مسرور ہوں گے سلطان کے
سامنے خوشی سے وجد کریں گے ۔ یہ باتیں حضرت محمد کے وقت میں پوری ہوئیں صحابہ
آپ کی صحبت میں کیا خوش رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جان دینے میں بھی مسرور
ہوتے تھے۔ عامر بن فہیرہ کو جب اوس کلبی نے پیچھے پشت سے نیزہ مارا اور وہ
پار ہو گیا تو ان کی زبان سے یہی نکلا فزت واللہ یعنی میرا مطلب ہو گیا پھر ان کی
نعش کو ملائکہ اٹھا لے گئے وعلیٰ ہذا القیاس ۔ اب میں اس کے اظہار کے لئے قصہ ہی
کا لکھ دیتا ہوں کہ جب مشرکین غزوہ احد سے پھر کے مکے میں پہونچے سفیان بن خالد
ہذلی لحیانی کچھ لوگ قبیلہ عضل وقارہ کے ساتھ لے کے مکے میں قریش کے پاس بہ نظر
تہنیت گیا وہاں اس نے سنا کہ سلافہ بنت سعد زوجہ طلحہ نے کہ اس کے چار بیٹے اور

شوہر احد میں مارے گئے تھے۔ یہ شہرت دی کہ جو کوئی عاصم بن ثابت کا سر لائے میں اُسے سو اونٹ بہت اچھے دوں۔ عاصم کے ہاتھ سے اُس کے دو بیٹے مارے گئے تھے اس لئے سلافہ نے یہ نذر کی تھی کہ میں عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیوں گی کیونکہ بت پرستوں کے عقیدہ میں یہ بات تھی کہ اس عمل سے مقتول جہنم میں جاتا ہے جیسا ہندو کی عورتیں سر منڈوا کر اس غرض سے نہاتی ہیں۔ الغرض سفیان بن خالد کو سو اونٹوں کی طمع ہوئی اُس نے اپنے گھر بھر کے سات آدمی عضل و قارہ کے مدینہ میں بھیجے۔ اُنھوں نے حسب ایماء سفیان یہ فریب کیا کہ ظاہر میں مسلمان ہو گئے اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند آدمی ساتھ کر دیجئے کہ ہماری قوم کو قرآن مجید سکھا دیں اور کوشش اس بات میں کی کہ عاصم کو آپ ساتھ کر دیں اور ثابت ابی الافلح عاصم کے باپ کے گھر جا ٹھہرے اور عاصم سے بہت محبت ظاہر کی اُن سے کہتے کہ اگر جناب رسول اللہ صلعم تمہیں ہمارے ساتھ کر دیں تو بہت خوب ہے۔ آخر الامر آنحضرت نے دس آدمی اُن کے ساتھ کر دیئے اور عاصم کو اُن کا سردار مقرر کیا۔ دسوں آدمی اُن ساتوں کے ساتھ روانہ ہوئے جب درمیان عسفان اور مکے کے آئے ایک نے اُن ساتوں میں سے جا کے سفیان بن خالد کو خبر دی وہ دو سو آدمی لے کر چڑھ آیا۔ عاصم مع اپنے ساتھیوں کے فدفد پر کہ ایک اونچا ٹیلا تھا چڑھ گئے۔ جب دشمن اُن کے قریب پہونچے عاصم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حصول شہادت کو غنیمت سمجھو اور سب لڑائی کے لئے مستعد ہوئے کفار نے کہا کہ ہم سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عاصم نے کہا ہمیں مارے جانے کا ڈر نہیں۔ دین کے لئے سر دینا ہمارا کام ہے۔ کافروں نے عاصم سے کہا کہ جلدی نہ کرو اور اپنی جان مت کھو۔ آؤ ہم تمہیں امان دیتے ہیں۔ عاصم نے کہا میں مشرک کی امان نہیں چاہتا اور میں نے سنا ہے کہ سلافہ نے قسم کھائی ہے کہ میرے کاسۂ سر میں شراب پیئے۔ یا اللہ تو ہمارے حال کی خبر اپنے پیغمبر کو دے۔ سو اللہ جل جلالہ نے یہ دعا قبول کی اور اُن کے حال کی آپ کو خبر دی اور عاصم نے

پہلی تیر کفار کو ماری جب تیر ختم ہو گئے نیزے سے لڑے جب نیزہ ٹوٹ گیا تب تلوار لی اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہوئے۔ اور دعا کی کہ الٰہی میں نے تیرے دین کی حمایت کے لئے جان دی تو میرے بدن کو بچا کہ کفار کے ہاتھ نہ لگے۔ بعد ازاں کفار نے چاہا کہ اُن کا سر کاٹ لیں تاکہ سلافہ کے پاس لے جائیں خدائے تعالیٰ نے شہد کی مکھی کا لشکر بھیجا۔ اُنھوں نے جھرمٹ باندھا کسی کافر کو عاصم کی نعش کے پاس پھٹکنے نہیں دیا۔ جب رات ہوئی ایک سیلاب آیا کہ عاصم کا بدن بہا لے گیا۔ کافر خائب خاسر رہے۔ جب سلافہ کے پاس سفیان بن خالد نے آدمی بھیجا کہ سو اونٹ بھیجدے ہم نے عاصم کو قتل کیا۔ سلافہ نے کہلا بھیجا کہ میری شرط یہ تھی کہ عاصم کا سر یا عاصم کو جیتا لے آؤ سو تم نے دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ کی۔ میں اونٹ ہرگز نہ دوں گی۔ باقی رفقاء عاصم کا یہ حال ہوا کہ چھ شخص اور لڑ کر شہید ہوئے۔ مگر تین شخص خبیب بن عدی و عبد اللہ بن طارق و زید بن دثنہ کافروں کے سمجھانے سے اُن کے امان میں آ کے پہاڑ سے اُترے کفار نے بدعہدی کر کے اُن کے ہاتھ کمان کے چلّے سے باندھے۔ عبد اللہ بن طارق نے جب غدر اُن کا دیکھا چلّے سے ہاتھ کھول تلوار کھینچی اور کفار سے قتال شروع کیا۔ کافر اُن کے حملہ شیرانہ سے حیران ہو گئے اور پتھر برسا کے اُنھیں شہید کیا لیکن حضرت خبیب اور زید کو کفار اسیر کر کے لے گئے۔ خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل کی بیٹوں نے سو اونٹ دے کے مول لیا تاکہ بعوض اپنے باپ کے جسے خبیب نے قتل کیا تھا ماریں اور زید کو صفوان ابن اُمیّہ نے بعوض پچاس اونٹ کے لے لیا تاکہ بعوض عتبا اپنے باپ کے جسے زید نے قتل کیا تھا مار ڈالے۔ دونوں صاحب مکہ میں بماہ ذی قعدہ پہونچے تھے باتفاق گزر جانے اشہر حرم انھیں قید رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ خبیب نے ایک بار استرہ پاکی لینے کے لئے حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا اُسی حالت میں ایک لڑکا اُس کا خبیب کے پاس جا پہونچا خبیب نے اُسے اپنے زانو پر بٹھا لیا اس کی عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی کہیں

میرے بیٹے کو مار نہ ڈالے خبیب نے کہا کہ مت ڈرو میں ایسا نہ کروں گا۔ بچہ کو قتل نہ کرونگا وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے خبیب کو حالت قید میں انگور کھاتے دیکھا اور ان دنوں مکے میں کوئی میوہ نہ تھا اور خبیب زنجیروں میں قید تھے وہ انگور رزق الٰہی غیبی تھا کہ خداوند کریم نے خبیب کو بھیجا تھا (جیسے الیاس کو کوّوں کے ذریعے سے غذا پہونچاتا تھا) بعد گزرجانے ماہ ہائے حرام موضع تنعیم میں کہ خارج حرم ہے خبیب اور زید دونوں کو سولی دی۔ خبیب نے کفار سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے منظور کیا حضرت خبیب نے دو رکعت نماز ادا کی بعد ازاں انھوں نے یہ شعر پڑھے ؎

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔۔۔ عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ ۔۔۔ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

(ترجمہ) جب میں مسلمان مارا جاتا ہوں تو کچھ پروا نہیں کسی پہلو پر ہو میرا گرنا۔ خدا کے لئے ہے یہ میرا قتل۔ اگر خدا چاہے برکت کرے عضو پارہ پارہ کے ٹکڑوں میں خبیب کو دار پر چڑھایا اور قبلے سے منھ پھیر دیا۔ خبیب نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے آیۃ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ پھر خبیب سے کہا کہ اگر تم دین اسلام چھوڑ دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں خبیب نے کہا کہ اگر تمام روئے زمین مجھے دیں تو بھی میں اسلام سے نہ پھروں کافروں نے کہا کہ تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہارے بدلے محمد کو سولی ہو اور تم اپنے گھر سلامت چلے جاؤ۔ خبیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ میں گھر میں ہوں اور جناب پیغمبر صلعم کے پاؤں میں کانٹا چبھے پھر مقتولان بدر کی اولاد و اقارب چالیس آدمی نے نیزے ہر طرف سے حضرت خبیب کو مارنا شروع کیا۔ اس وقت منھ حضرت خبیب کا قبلے کی طرف ہو گیا انھوں نے کہا شکر خدا جس نے میرا منھ اس قبلے کی طرف کر دیا جو اس نے اپنے رسول اور مسلمانوں کے لئے پسند کیا ہے اور حضرت خبیب نے کہا۔ الٰہی یہاں سب دشمن ہیں کوئی

دوست نہیں تو میرا سلام اپنے حبیب کو پہونچا۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ میں مجلس شریف میں مع جماعت اصحاب کے حاضر تھا آپ پر آثار وحی ظاہر ہوئے
بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ خبیب کو کافروں نے قتل کیا اور یہ جبرئیل سلام مجھے پہنچاتے ہیں
پھر آپ نے فرمایا علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پھر حضرت زید کو سولی دی انہوں نے بھی
پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور جیسی گفتگو کفار نے حضرت خبیب سے کی تھی ویسی ہی ان سے
بھی کی اور ویسا ہی جواب سنا۔ حضرت خبیب کی نعش کو دار پر لٹکا رکھا۔ جناب رسول اللہ نے
اصحاب سے فرمایا کہ کوئی ہے کہ خبیب کی نعش سولی پر سے اتار لائے۔ حضرت زبیر اور
مقداد رضی اللہ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور روانہ ہوئے دن کو چھپ رہتے اور
رات کو چلتے یہاں تک کہ نعش کے پاس پہونچے چالیس آدمی محافظت کے لئے اطراف
دار میں سوتے تھے۔ انہوں نے آہستہ خبیب کو سولی پر سے اتارا اور گھوڑے پر
رکھ کے چلے۔ چالیس دن ان کے قتل سے گزرے تھے۔ بدن ان کا ویسا ہی تھا
زخموں سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی خوشبو آتی تھی صبح کو قریش نے خبر پائی ستر سوار
دوڑائے جب ان صاحبوں کے پاس پہونچے حضرت زبیر نے نعش خبیب کی زمین پر
رکھ دی فوراً زمین اسے نگل گئی۔ حضرت خبیب کو "بلیع الارض" اسی لئے کہتے ہیں
حضرت زبیر نے کفار کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ میں زبیر ابن العوام ہوں اور مال
میری صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور یہ میرے رفیق مقداد بن الاسود ہیں۔ تمہارا جی چاہے
تو لڑو اور نہیں تو پھر جاؤ۔ کفار پھر گئے۔ حضرت زبیر و مقداد نے حضور اقدس میں
یہ حال عرض کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کو اسلام سے کمال نفرت تھی جب مسلمان قرآن
کو پڑھتے تھے اور ان کو وجد ہوتا تھا اور روتے تھے۔ ھذا کلام ربی۔
تو آنحضرت کی صحبت سے کمال سرور تھا اور عند الفتح تو مسرور ہوتے ہی تھے
بلکہ میں بھی بہت خوش ہوتے تھے۔ کمال لطف سے گلا کٹاتے تھے و مسرت

بعد الموت کا بیان میں کیا کروں۔ انہیں مسرتوں کو حضرت داؤد یہاں بیان کر رہے ہیں۔
۵ آیت שִׁירוּ לֵאלֹהִים זַמְּרוּ שְׁמוֹ סֹלּוּ
לָרֹכֵב בָּעֲרָבוֹת בְּיָהּ שְׁמוֹ וְעִלְזוּ לְפָנָיו׃
شیرو لیلوہیم زمرو شمو سولو لا رخیب بعرابوث بیاہ شمو واعلز و لفاناو۔ שִׁיר
شیر کی معنی ہیں گیت۔ اس کا فعل بھی مستعمل ہے یہاں صیغہ امر ہے الوہیم کے معنی ہو چکے
لام اس کے اول میں صلہ ہے זַמְּרוּ زمرو مادہ اس کا زمر ہے זָמַר
معنی گانا بجانا مثل عربی زمر کے סֹלּוּ سولو مادہ اس کا סלל
سَلَل ہے معنی ہموار و صاف کرنا (ترجمہ) اس سلطان کی مدح گاؤ اس کا نام
زمزمہ کرو سوار عرب کے لئے راہ ہموار و صاف کرو جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ
ہو گا۔ اس کے سامنے خوشی کرو עֲרָבָה ۔ عرابا اصل معنی اس کے
میدان خشک ہیں مقصود یہاں عرب ہے اور دوسرے پر یہ خبر منطبق نہیں۔ رخیب بعرابوث
یعنی سوار عرب خواہ خشک میدانوں کے سوار کے لئے راہ صاف کرو۔ اس سے مقصود
کون ہو سکتا ہے اپنے اوپر تو داؤد کہتے نہیں حضرت سلیمان کب ملک عرب میں گئے تھے
اور بعد اس کے تو سلطنت بنی اسرائیل ضعیف ہو گئی اور اگر کہیں کہ خدا کو یہ کہا ہے تو
اس کی صفت رکوب قرار دینا بے ادبی ہے۔ اس کے بعد بیاہ شمو مرقوم ہے یا عبرانی میں
خدا کا نام ہے معنی یہ ہیں کہ خدا کے نام کے ساتھ اس کا نام ہو گا۔ یہ ہمارے پیغمبر کا حال ہے کہ
پانچوں وقت اذان میں خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام باآواز بلند پکارا جاتا ہے
لا الٰہ الا اللہ وغیرہ مقامات کو ملاحظہ کرو کہ خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام لیا جاتا
ہے یہاں ایک بھید ہے בְּיָהּ שְׁמוֹ بیاہ شمو عبری میں بیاہ تین حرف سے
لکھا جاتا ہے ب ی ہ جس کا مجموعہ ۱۷ ہوتا ہے اور احمد بحساب تصغیر ۱۷ ہوتا
پس داؤد فرماتے ہیں کہ اس سوار کا نام احمد ہو گا حساب تصغیر کا مطلب یہ ہے کہ

حساب جمل یہود میں دو طور سے کیا جاتا ہے ایک کو سپارگادول کہتے ہیں وہ وہی ہے جو ہمارے یہاں ہے۔ دوسرے کو سپارقاطان کہتے ہیں اُس میں وہائی کو رد کرتے ہیں یائی کی طرف اور سیگڑے کو وہائی کی طرف وعلیٰ ہذا القیاس پس بحساب سپارقاطان یعنی بحساب تصغیر احمد کے ۱۸ ہو گئے ہیں۔ فتدبر! آیۃ ۶: אֲבִי יְתוֹמִים וְדַיַּן אַלְמָנוֹת אֱלֹהִים בִּמְעוֹן קָדְשׁוֹ: ابی یتومیم ودیّن الما نوث الوہیم بمعون قدشو

(ترجمہ) یتیموں کا سرپرست اور بیوہ عورتوں کا حامی ہوگا اُس کے مقام میں ملائک ہونگے۔ ہمارے پیغمبر اس صفت میں مشہور تھے کہ آپ خود بھی یتیم تھے اور یتیموں کی بڑی خبرگیری کرتے تھے اور بیوہ عورتوں پر کوئی ظلم نہیں کرنے پاتا تھا۔ ابوطالب نے یہ شعر آپ کی شان میں جب آپ کا سن بہت نہیں تھا کہا تھا ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجهه * ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

یہ اس آیت سے نہایت انطباق رکھتا ہے فرشتوں کا آنا تو آپ کے پاس اظہر من الشمس ہے اس کا انکار ظلم ہے۔ آیت ۷: אֱלֹהִים מוֹשִׁיב יְחִידִים בַּיְתָה מוֹצִיא אֲסִירִים בַּכּוֹשָׁרוֹת אַךְ סוֹרְרִים שָׁכְנוּ צְחִיחָה:
الوہیم موشیب یحیدیم بایتہ موصی اسیریم بکوشارت اخ سورریم شاکنو صحیحا

لغات מוֹשִׁיב موشیب اس کا مادہ יָשַׁב یاشب ہے جس کے معنی ہیں بیٹھنا وغیرہ مجازاً بسنا وسکونت اس کا افعال تفعیل بھی مستعمل ہے یہاں صیغہ اسم فاعل ہے باب افعال سے معنی بٹھلانے والا יְחִידִים یحیدیم جمع ہے واحد اس کا יָחִיד یاحید ہے مادہ اس کا یحد ہے יָחַד معنی تنہا اکیلا وحید فرید فرد خصوصاً لڑکا جسے اکلوتا کہتے ہیں وعزلت گزیں مجازاً متروک ومصیبت زدہ

جس کے کوئی یار و مددگار نہ ہو بہت בַּיְתָה بیتاہ گھر ہ واقع ہے
موصی۔ نکالنے والا آزاد کرنے والا אֲסִירִים اسیریم جمع
אָסִיר اسیر کے معنی قیدی و اسیر בַּכּוֹשָׁרוֹת کوشارا مادہ
כָּשַׁר کاشر ہے معنی راستی با موحدہ جو اس کے اول میں ہے بانظرفیت
یا سببیت ہے۔ اس مادہ کے دو معنی ہیں راستی چنانچہ כָּשֵׁר کاشیر کے معنی
ہیں راست وصواب۔ כָּשֵׁר הַדָּבָר לִפְנֵי הַמֶּלֶךְ
کاشیر ہدابار لفنی ہمّلخ یہ بات بادشاہ کے سامنے راست وصواب ہوئی۔ دوسری
معنی ہیں سرسبز ہونا اوگنا۔ تیسرے معنی ہیں انتفاع אַךְ اخ مگر لیکن
סֹרְרִים سوریریم جمع ہے סוֹרֵר سوریر کے معنی شریر
שָׁכְנוּ شاخنو صیغہ جمع غائب فعل ماضی مادہ שָׁכַן شاخن جس
کے معنی ہیں سکونت צְחִיחָה صحیحا مقام گرم خشک۔

(ترجمہ) وہ سلطان بٹھلائے گا غریبوں کو جن کے نہ یار ہو نہ مددگار گھر میں اور
آزاد کرے گا قیدیوں کو راستی یعنی جن کی طبیعت راست ہو اور اسلام قبول کریں گے
اُن کو ہر طرح کی آزادی دے گا مگر اشرار داخل جہنم ہونگے۔ اس کا ترجمہ یہ بھی
ہوتا ہے کہ "بٹھلائے گا وہ بادشاہ مصیبت زدوں کو گھر میں اور قیدیوں کو بسبب
راستی کے" چونکہ اصل گھر حضرت آدمؑ کا جنت تھا بسبب نافرمانی کے نکالے گئے
تو حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ وہ خلیفہ موحدین کو جنت میں لوٹائے گا یا یوں کہیں کہ
وہ خلیفہ کاملین کو جنت میں آباد کرے گا یعنی اُن کو اپنے ایمان تصدیق سے کامل کرکے
جنت میں پہنچائے گا۔ چونکہ ارواح بحصول کمال زمرۂ ملائکہ میں داخل ہوتے ہیں کہ
یہی جنت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي الخ
حصول کمال بلا وساطت آنحضرت دشوار۔ اس لئے حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ

وہ کاملین کو اپنے نفوس قدسیہ سے مہذب کرکے زمرہ ملائکہ میں داخل کرے گا اور اسیرانِ
ہوا و ہوس کو با تعیان رستی آزاد کرے گا۔ اوہام و ظنون کے پھندے سے چھڑائے گا
لیکن کفار واصل جہنم ہوں گے אֱלֹהִים בְּצֵאתְךָ לִפְנֵי
עַמֶּךָ בְּצַעְדְּךָ בִישִׁימוֹן: אֶרֶץ רָעָשָׁה
אַף שָׁמַיִם נָטְפוּ מִפְּנֵי אֱלֹהִים זֶה סִינַי מִפְּנֵי
אֱלֹהִים אֱלֹהֵי יִשְׂרָאֵל: الوہیم بصیتخا لفنی عمیخا بصعدخا بیشیمون
ارص راعاشہ اف شامیم ناطفو مپنی الوہیم زہ سینای مپنی الوہیم الوہی اسرائیل
لغات בְּצֵאתְךָ صیت نکلنا با موعدہ جو اس کے پیچھے ہو اس کے معنی ہیں وقت
בְּצַעְדְּךָ صعد = نرم حرکت جیسے رینگنا حرکت دودی בִישִׁימוֹן
یشیمون = ویرانہ، بیابان جیسا موسیٰ کے خیر دیجن میں بھی گزرا (ترجمہ) اے سلطان
اپنی قوم کے سامنے تیرے نکلنے کے وقت ویرانہ میں تیرے رینگنے کے وقت میں زمین متزلزل
ہوگی تارے ٹوٹیں گے سلطان کے سامنے جیسے یہ سینا خدا معبود اسرائیل کے سامنے موسیٰ
اپنے خیر دیجن میں بیان کیا ہے کہ وہ امام ملک ویران میں ہوگا جیسا اور ہم نے بیان کیا
ہے وہی یشیمون کا لفظ حضرت داؤد نے اس مزامیر میں استعمال کیا ہے تاکہ طبیعت موسیٰ کے
کلام کی طرف متوجہ ہو یہ اشارہ ہے پیغمبر کے زمان ولادت کی طرف جب آپ رحم آمنہ سے
پیدا ہوئے اس وقت لڑکوں کی حرکت دودی ہوتی ہے پس حضرت داؤد ہمارے پیغمبر
کی طرف متوجہ ہو کے محبت سے کہتے ہیں کہ اے راجا جب تو اپنی قوم کے سامنے نکلے گا یعنی
پیدا ہوگا اور ویرانہ یعنی ملک عرب میں دودی حرکت کرے گا یعنی پیدا ہوگا اس وقت زلزلہ
آجائے گا اور تارے ٹوٹیں گے چنانچہ جس رات کو ہمارے پیغمبر پیدا ہوئے ایسا زلزلہ آیا
چودہ کنگرے ایوان کسریٰ کے گر پڑے۔ اصنام کعبہ بلکہ تمام عرب کے بت اوندھے ہو گئے
آگ جو مدتہائے دراز سے فارس میں بغرض پرستش روشن تھی گل ہو گئی مصرع

تزلزل ایوانِ کسریٰ فتاد

واصل مقصود اس زلزلے سے تغیرات ہیں چنانچہ آپ کے وجود سراپا جود سے بڑے بڑے تغیرات حادث ہوئے۔ شریعت موسوی منسوخ ہوئی تمام ملکوں میں دین اسلام پھیل گیا عرب ہی بلکہ شام ومصر وفارس وتوران وافغانستان میں بت پرستی کا نشان نہ رہا۔ بڑی بڑی سلطنت برباد ہوئیں۔ ایسا کسی پیغمبر کے وقت میں نہیں ہوا تھا اور تاروں کے ٹوٹنے سے مقصود یہ ہو کہ نزول وحی نہایت شدت سے ہوگا پھر بعد اس کے بند ہو جائے گا۔ اگرچہ پیغمبر کی ولادت کی شب کو تارے بھی بکثرت ٹوٹے تھے۔ عرب کے ملک کو اس وجہ سے بھی ویرانہ کہا ہو کہ وہاں بت پرستی جاری تھی و دیانت داری و خدا پرستی بعد زمان اسمٰعیل سے کبھی نہ تھی یہاں ایک سر ہی جسے ذکر کرنا مناسب ہو وہ یہ ہو کہ حضرت داؤد نے اس زبور میں لفظ الوہیم اختیار کیا ہو جس کے معنی سلطانِ ملک ہیں اور حضرت موسیٰ نے لفظ ایل باعث اس کا یہ ہو کہ الوہیم بحساب ابجد ۹۲ ہوتا ہو کہ وہی عدد محمد کے ہیں آپ بادشاہ بھی تھے اور نام آپ کا محمد تھا اور عبرانی میں گو الوہیم کی کتابت بلا واو ہو لیکن اس کے مفرد میں واو ضرور ہی الوہ تثقیل کی وجہ سے واو گر گیا۔ شعر

یارب صل وسلم دائما ابدا　　علیٰ نبیک خیر الخلق کلھم

یہاں تک آیات اس مزمور کے جو موسیٰ کے مزمور سے متعلق تھے وہ تو ہم نے لکھ دیا باقی کی تفسیر کا یہ مقام نہیں۔ اس لئے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر موسیٰ کے کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں בַּבֹּקֶר יָצִיץ וְחָלָף לָעֶרֶב יְמוֹלֵל וְיָבֵשׁ׃ כִּי־כָלִינוּ בְאַפֶּךָ וּבַחֲמָתְךָ נִבְהָלְנוּ׃ ... בּוֹ תִּתְּנֵם ... کیشیر بلعیر تو۔ عل گوزالا و یبیت: بقر میں کنا فا وتیاحیبا: یبتنا ابیو عل ابرا تو۔ لغات בֹּקֶר تفسیر صبح تفسیر یعنی گدھ יָצִיץ کا عبرانی اس کا תִּצְמַח مصدر بمعنی بیداری۔ یہاں صیغہ مضارع ہو

باب افعال سے معنی جگانا مجازاً ہوشیار کرنا جیسے پرندہ اپنے بچوں کو ہوشیار کرتے ہیں קִנּוֹ
یعنی معنی گھونسلا بھی اس کا اطلاق بچوں پر ہوتا ہے جب ان میں استعداد اڑنے کی آجائے بلکہ
بچے کو کہتے ہیں עַל عل مثل عربی علی کے معنی پر ہے גּוֹזָלָיו گوزال معنی
فرخ یعنی چھوٹا بچہ جس کے پر پرندے ہنوز درست نہ ہوئے ہوں יְרַחֵף یرحیف
اس کا مادہ רחף راحف ہے جنبش خصوصاً جنبش کرنا طیور کا اپنے بچوں پر
יִפְרֹשׂ یفروس مادہ اس کا פרשׂ فارس ہے معنی پھیلانا
כְּנָפָיו کانافو عربی جنح یعنی بازو יִקָּחֵהוּ یقاحیہو مادہ اس کا
לקח لاقح ہے معنی لے لینا یعنی اخذ گرفتن یہاں صیغہ مضارع ہے הוּ
ہو ضمیر غائب جو پھرتی ہے ایل یا موسیٰ کی طرف יִשָּׂאֵהוּ یشاٴہو مادہ اس کا
נשׂא ناسا معنی اٹھا لینا یہاں صیغہ مضارع ہے אֶבְרָתוֹ ابراتہو۔

(ترجمہ) جیسے نسر اپنے بچوں کو ہوشیار کرتا اور بچوں پر جنبش کرتا ہے اسی طرح اپنے
بچوں کو پھیلا کے اسے لے لے گا اور اس کو اٹھائے چلے گا۔ اپنے پیغمبر پر یہ اشارہ ہے
حالت معراج و زمان ہجرت کی طرف یعنی جس طرح نسر اپنے بچوں کو ہوشیار کرتا ہے تو ایک
درخت سے دوسرے پر اور ایک پہاڑ سے دوسرے پر لئے پھرتا ہے اسی طرح اللہ جل شانہ
اس پیغمبر و امام کو معراج دے گا پھر کفار کے غلبہ سے اسے مدینہ منورہ میں اپنی کارسازی و
حکمت سے پہونچا دے گا۔ جب کفار نے آپ کے قتل پر متفق الرائے ہوکے آپ کے مکان کو گھیر لیا
کسی طرح وہاں سے نکلنا ممکن نہ تھا تو آپ نے حسب ہدایت ربانی ایک مٹھی خاک کا فروں پر
پھینکی جس سے آپ کافروں کو نظر نہ آئے اور وہاں سے نکل گئے جس کی حکایت وَمَا رَمَيْتَ
إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ سے کرتا ہے پھر حضرت ابوبکر صدیق کو لے کر ایک غار
(غار ثور) میں جا بیٹھے اور فرمایا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا پھر سانڈنی پر سوار ہوکر چلا اور
جو اس قدر مسافت دور دست کے لئے کفایت کرے روانہ مدینے ہوئے پھر اونٹنی نے

تعاقب کیا وہ مع اپنے گھوڑے کے زمین میں دھنس گیا ہر طرح کی بلا سے آپ محفوظ رہ کر مدینہ منورہ میں پہونچ گئے اسی وقت کی حکایت حضرت موسیٰ بزبان جبرئیل بیان کر رہے ہیں اور شب معراج میں بھی آپ مسجد حرام سے بیت المقدس تک طرفۃ العین میں پہونچ گئے تھے جس کا بیان ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا : اس آیت قرآن کو یہ آیت تورات یاد دلاتا ہے فتدبروا یا اولی الابصار۔ یہود اس آیت کو بنی اسرائیل کی شان میں کہتے ہیں کہ خدا اُن کو چالیس برس تک عرب میں لئے پھرا پھر اُن کو ملک شام میں پہونچا دیا لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ وقت نزول اس آیت کے یہ معاملات بنی اسرائیل سے ہو چکے تھے۔ وے سرحد شام تک پہونچ گئے تھے اور یہاں بیان بصیغہ مستقبل ہے۔ لہٰذا منطبق نہیں۔ יהוה בָּדָד יַנְחֶנּוּ وְאֵין עִמּוֹ אֵל נֵכָר — ہوا بادد یحنوہ وِاین عِمو ایل نِکارہ

لغات בָּדָד بادد معنی تنہا جیسے لبدوا اور بے خوف و خطر: יַנְחֶנּוּ ینحنو مادہ اس کا נָחָה ناحا ہی جس کی معنی ہیں سوق و چلانا مجازاً لے جانا پہنچانا یہاں صیغہ مضارع ہے (ترجمہ) خدا بے خوف و خطر اُسے چلائے گا اور اُس کے ساتھ کوئی اجنبی معبود نہ ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اُس کی شریعت و حکم و فرمان اُس کا بلا معارض و مخالف جاری ہوگا چونکہ اب کوئی شریعت ہونے والی نہیں تو اُس کی شریعت بلا تعارض ہے اور اُس کے ساتھ اجنبی معبود نہ ہوگا یعنی اُس کے ملک میں سوائے خدا پرستی کے اور کسی کی پرستش نہ ہوگی جیسا کہ تمامی ملک عرب میں مشاہد ہے۔ کرشی میں اس کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ خدا نے اُن کو یعنی بنی اسرائیل کو تنہا و بے خوف بیابان میں چلایا اُس کے ساتھ اجنبی معبود نہیں یعنی دوسرے معبودوں میں یہ قوت نہیں کہ اُس کا مقابلہ کریں بعد اس کے کہتا ہے کہ اکثر علماء اس کی تفسیر آئندہ کے لئے کرتے ہیں کہ یہ آئندہ ہوگا اس کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ امر تنہا خدا کی پرستش دنیا میں پھیلائے گا اُس کے توابع ہرگز کسی دوسرے کی پرستش نہ کریں گے چنانچہ مسلمانوں کا اب تک

یعنی خیال ہے۔ ہر جاہل نادان بھی یہی خیال رکھتا ہے: יַרְכִּבֵהוּ עַל־בָּמ
ותֵי אָרֶץ וַיֹּאכַל תְּנוּבֹת שָׂדָי:
یَرکیبہو عل باموتی آرض: وَیوکل تنوبوت شادای۔

لغات: יַרְכִּבֵהוּ یرکیبہو مادہ اس کا רָכַב راخاب ہے بمعنی رکوب یہ مضارع ہے باب افعال سے معنی اسے چڑھاوے گا בָּמוֹת باموت جمع ہے בָּמָה باما کی جس کے معنی ہیں اونچی جگہ یہ شامل ہے پہاڑ وغیرہ جملہ مقامات عالیہ کو תְּנוּבָה تنوبا پیداوار دانہ ہو یا پھل۔ تنوبوت جمع ہے۔ שָׂדֶה شادہ کشت زار (ترجمہ) اللہ چڑھاوے گا اسے دنیا کی بلندیوں پر اور وہ ہماری کشت زار کا پیداوار بھی کھائے گا یعنی ملک شام پر بھی اس کا قبضہ ہوگا عجب نہیں کہ مقصود اس سے یہ ہو کہ جملہ کمالات بنی اسرائیل مثل نبوت وغیرہ وہ لے لے گا اور اگر جبرئیل کے قول کو لحاظ کریں تو مقصود یہ ہوگا کہ صفات ملکوتی اس میں ہوتے۔ ربی سلیمان نے لکھا ہے کہ دنیا کی بلندی سے مقصود ملک شام ہے کہ وہ تمام دنیا سے بلند ہے اور پیداوار کشت زار سے وہاں کے میوے ہیں:

וַיֵּנִקֵהוּ דְבַשׁ מִסֶּלַע וְשֶׁמֶן מֵ
חַלְמִישׁ צוּר:
وَینیقیہو دبش مسلع: وَشمن محلامیش صور

لغات: וַיֵּנִקֵהוּ ینیقیہو صیغہ مضارع ہے اس کا ماضی הֵינִיק ہینیق مادہ יָנַק یانق ہے جس کے معنی ہیں پینا۔ یہاں باب افعال ہے معنی پلانا דְּבַשׁ دبش شہد۔ اس سے عربی دبس نکلا ہے סֶלַע سلع پتھر שֶׁמֶן شمن چربی روغن و تیل חַלְמִישׁ צוּר حلمیش صور چٹان (ترجمہ) پلائے گا اسے شہد پتھر سے اور روغن چٹان سے مضمون تو بالکل واضح ہے کہ دوسرے مقامات کو خشک ہیں اس میں پیداوار نہیں ہے وہاں سے بھی اس کو پہنچے گا اور سلع نام ہے ایک موضع کا جو درمیان بحر الملح اور طور کے واقع ہے اب آگے

وادی موسیٰ کہتے ہیں کیا عجب ہو کہ اس کی فتوح کی طرف اشارہ ہوا اور خلا میش صور سے
اشارہ ہو دومۃ الجندل کی ترابی کی طرف : חֶמְאַת בָּקָר
וַחֲלֵב צֹאן עִם־חֵלֶב כָּרִים
וְאֵילִים : ——— لغات חֶמְאַת
رجات۔ مکھن گرنیں نے اس کے معنی دہی اور پنیر لکھا ہے חֲלֵב حلاب
חֵלֶב حلیب معنی حلیب یعنی دودھ חֵלֶב حلیب۔ روغن وخلاصہ
جوہر בָּקָר باقار معنی بقرہ یعنی گائے צֹאן ضئون ضان بھیڑ
כָּרִים کاریم جمع ہے כַּר کر کی جس کے معنی ہیں بھیڑ خصوصاً
جو فربہ ہو اور اون کو بھی کہتے ہیں مجازاً اور ڈیل کو بھی کہتے ہیں אַיִל ایل مینڈھا
اس کی جمع אֵילִים ایلیم ہے۔ (ترجمہ) دے گا اس کو خدا گائے کا مکھن
اور بکری کا دودھ مع چرب بیش معنی واضح ہیں بلکن مراد گائے کے مکھن سے ملک مصر ہو کہ
وہاں پرستش گائے کی ہوتی تھی اور اگر ہند بھی شامل ہو تو بعید نہیں اور بھیڑ سے مقصود حبشہ و
نوبہ وغیرہ ہو۔ شتی میں لکھا ہے کہ یہ پیشین گوئی زمان سلیمان علیہ السلام پر ہے בְּנֵי־
בָשָׁן וְעַתּוּדִים עִם־חֵלֶב כִּלְיוֹת
חִטָּה : بنی باشان وعتودیم عم حلب کلیوت حطہ لغات בְּנֵי־
בָשָׁן بنی باشان کوئی قسم کی بکری ہے جو ملک تبت وتاتار میں ہوتی ہے
اس کے روئیں کا دوشالہ بنا جاتا ہے עַתּוּד عتود بکرا عربی عتود۔
חִטָּה حطہ۔ گندم عربی حنطہ כִּלְיוֹת חִטָּה کلیوت
حطہ کوئی قسم گیہوں ہوتا ہے عمدہ (ترجمہ) دے گا اس کو بنی باشان اور بکری ساتھ
مائدہ کے مقصود اس سے ملک تبت وتاتار و ہندوستان ہے۔ ربی سلیمان کہتا ہے کہ
سلیمان علیہ السلام کے وقت میں تھا کہ وے گیہوں کی روٹی کھایا کرتے تھے او تعلوں کے

ہے اس مقام پر ترجمہ کیا ہے مضمون اس کا یہ ہے کہ ان کی سلطنت بڑی ہوگی וְדַם־עֵ
נָב תִּשְׁתֶּה חָמֶר׃ וַיִּשְׁמַן יְשֻׁרוּן וַיִּבְ
עָט׃ ودم عیناب تشتہ حامر؛ ویشمن یشورون ویبوط -

لغات דַם دم معنی خون עֵנָב عیناب عربی عنب یعنی انگور
תִּשְׁתֶּה تشتہ پیگا חָמֶר حامر عبرانی زبان میں یہ لفظ کسی معنی میں
مستعمل نہیں چنانچہ ربی سلیمان یرجی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ لفظ کسی شے کے واسطے
موضوع نہیں ہے مقصود اس سے وہ چیز ہے جس کا مزہ اچھا ہو۔ مادہ اس کا חמר
خامر ہو سکتا ہے اس مادہ کے چند معنی آتے ہیں اول جوش کھانا جیسے عربی خمرا سے
חֶמֶר خیمر بمعنی شراب یعنی خمر مشتق ہے لیکن یہ لفظ کلدی میں کثیر الاستعمال ہے
عبرانی میں اس معنی میں دو جگہ بتاتے ہیں ایک یہیں جو زیر بحث ہے دوسری اشعیا باب ۲۷
آیت ۲ میں آیا ہے لیکن خمر کو عبرانی میں יַיִן یاین کہتے ہیں اور کلدی میں خمرا اور
اور خیمر رشی میں تفسیر آیت ہذا میں لکھتا ہے کہ حامر شراب بزبان کلدی اس سے بھی نکلتا ہے کہ
ان معنی میں یہ لفظ عبری میں مستعمل نہیں۔ دوسرے معنی اس مادہ کے سرخ ہونا مثل عربی حمرۃ
کے ہیں سے חֲמַרְמַר حمرمر بمعنی احمرار نکلا ہے اس مادہ سے صرف دو اسم
عبری میں مستعمل ہے חֵמָר حیمار یہ لفظ مقامات متعددہ میں آیا ہے اس کے اصل
معنی گارہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ربی سلیمان یرجی نے پیدائش باب ۱۴ آیت ۳ کی
تفسیر میں וְעֵמֶק הַשִּׂדִּים בֶּאֱרֹת בֶּאֱרֹת
חֵמָר׃ — ؤعمق ہسدیم بیروت بیروت حیمار ترجمہ
(ترجمہ) اور وادی زرع میں حمار کے چشمے تھے تفسیر جو لکھی ہے اس سے ہم نقل
کرتے ہیں בְּאֵרוֹת הַרְבֵּה הָיוּ שָׁם שֶׁנּוֹטְלִים
מִשָּׁם טִיט שֶׁל בִּנְיָן׃

(ترجمہ) بہت چشمے وہاں تھے کہ اُٹھائے جاتے ہیں وہاں سے عمارات کے گارے کے لئے
حمار کو طینا سے بیان کیا ہے عربی میں جسے حمر یطہ کہتے ہیں وہ عربی میں گیلی مٹی کو کہتے ہیں
لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی خاص قسم کی مٹی ہے جس کا گارہ عمدہ ہوتا ہے۔ اُس کے چشمے
نواح بابل اور بحر الملح کے اطراف میں بہت تھے وہ قسم دلدل ہوگا یہی قدرتی گارہ دیکھ کے
شہر بابل کی بنا پڑی تھی تیسرے لفظ חמר حومر ہے اس کے معنی ہیں تج کرنا
کھولنا، جھاگ لانا، پینا۔ ربی سلیمان نے اُس کا ترجمہ טוח طوّح سے کیا ہے
طوّح کے معنی وہی ہیں جو ہم نے اوپر لکھا ہے اس کے معنی جوشِ آب، موج بھی آئے ہیں
اس کے معنی ڈھیر بھی ہیں اور کوئی پیمانہ بھی ہے۔ لیکن حامر کا پتا نہیں لگتا۔ اس لئے اس
آیت کے معنی میں دقت ہے۔ یہود و نصاریٰ جو اس آیت کے معنی کہتے ہیں وہ قابلِ التفات
نہیں۔ الفاظ اور سیاقِ کلام سے مربوط نہیں اس لئے جو کچھ بادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں
آسے لکھ دیتے ہیں حامر کے معنی یا گدھے کے ہونگے کیونکہ عبرانی میں گدھے کو حمور کہتے ہیں
مادہ دونوں کا ایک ہے ایسی صورت میں یا تو گدھا اپنی اصل پر ہوگا یا اس سے مجازاً مراد عرب
ہونگے جو جہالت و حماقت میں ضرب المثل تھے اور خونِ انگور سے یا مقصود اُس کا شیرہ ہو
یا شراب۔ پس معنی یہ ہونگے کہ شیرہ انگور گدھے پئیں گے۔ خواہ عرب جو کچھ ہو مقصود یہ ہے
کہ اس امام کے وقت میں ملک فارس پر قبضہ عربوں کا ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے
وقت میں یہ بات پوری ہوئی۔ مدت دراز سے اہلِ فارس کا قبضہ ملک عرب پر تھا چنانچہ
یمن میں ایک حاکم کسریٰ کی طرف سے رہتا تھا۔ اس پیغمبر کے وقت میں معاملہ بالعکس ہو گیا۔
فارس سے بہتر انگور روئے زمین پر نہیں اس لئے انگور سے کنایہ ملک فارس ہے یا یہ معنی
ہوں گے کہ شراب اُس وقت حرام ہوگی یا حامر بمعنی حومر ہو جس کے معنی ہیں گارہ کیچڑ۔
معنی یہ ہونگے کہ شراب اُس وقت گارے میں پڑے گی یعنی حرام ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا
شراب کے گھڑے آنحضرت کے وقت میں توڑے گئے جس سے زمین بالکل شراب کا گارہ

ہوگئی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب - یہ ویسا ہی ہے جیسا حضرت یعقوب نے کہا ہے اُوسری تحقیق
عیسوؑ جس کی شرح اوپر گزری ہے۔ یہاں تک زبان پیغمبر کی خبر تھی اب بیان سے بنی اسرائیل کے
بارہ میں ہے۔ لغات جو اس آیت سے علاقہ رکھتی ہیں ۔ יִשְׁמַן یشمن چکنا ہوگا۔
صیغہ مضارع ہے مادہ שָׁמֵן شامن سے جس کے معنی ہیں چکنا ہونا فربہ ہونا
יְשֻׁרוּן یشورون یہ نام ہے حضرت یعقوب کا جیسا اسرائیل ان اسما سے
کبھی مسمی مقصود ہوتا ہے اور کبھی قوم بنی اسرائیل پہلی قوم خدا پرست جو اپنے دین پر قائم و محکم تھے
یہی ہے یہ لفظ یاشار سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں راستی و دینداری۔ اس وجہ سے بھی ان کا نام
قرآن میں عزیز آیا ہے کیونکہ عزیر کے معنی توقیت علی الدین والاحکام بھی آئے ہیں - یہ لفظ
چار مقام پر آیا ہے۔ ایک یہیں دوسرے اسی کتاب کے ۳۳ باب کے ۵ آیت و ۲۶ آیت
چوتھی اشعیا نبی کی ۴۴ باب کی ۲ آیت او فعلوں نے تمام اس کا ترجمہ اسرائیل کیا ہے ۔ וַיִּבְעָט
یبعط یہ صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا בָּעַט باعط ہے بمعنی لات مارنا۔ ترک کرنا۔
(ترجمہ) جب اسرائیل فربہ ہوگا تو لات مارے گا یعنی جب ہر قسم کی ترقی پالے گا تو احکام باری
کو ترک کرے گا۔ انتہائے ترقی بنی اسرائیل حضرت سلیمان کے وقت میں ہوئی بعد اُن کے کبر و نخوت
وغیرہ عیوب نفسانی سے بھر گئے۔ ظلم و جبر کی انتہا نہ تھی بت پرستی اُسی وقت سے شائع ہوئی
بت خانے تعمیر ہوئے صنم جس کا نام آشیرا تھا قائم کیا گیا۔ کہنہ اُس کی خدمت کے لئے مامور ہو
اس مصرعہ کے یہی معنی ہیں کہ یعقوب یعنی بنی اسرائیل فربہ ہونگے اور اُس ایل یعنی پیغمبر کو
ترک کریں گے یعنی اُس کی اطاعت چھوڑ کر کفران کریں گے۔ اب یہاں سے حال
یعنی اسرائیل کا ہے جو آن کو ہونے والا تھا שָׁמַנְתָּ עָבִיתָ כָּשִׂיתָ
שָׁמַנְתָּ لغات שָׁמַנְתָּ כָּשִׂיתָ עָבִיתָ
شمنتا تو سمین ہوا یعنی فربہ עָבִיתָ عابیتا۔ مادہ اس کا עָבָה
فربہ ہونا כָּשִׂיתָ کاسیتا مادہ اس کا כָּשָׂה کاساہ

معنی فربہ ہونا مجازاً کہوت דְּ נָטַשׁ یٹّوش صیغہ مضارع ہے مادہ ـ جس کا
נָטַשׁ ناطش معنی چھوڑ دینا۔ (ترجمہ) جب تو موٹا ہوگا تجھ پر چربی چھا جائے گا تو
کاہل ہو جائے گا تو اپنے معبود کو جس نے تجھے بنایا ہے چھوڑ دے گا۔ یہ تاکید ہے فقرہ اول کی
کوئی نیا مضمون نہیں ہے (וינבל צור ישעתו: יקנאהו בזרים) وینبّل صور یشوعاتو
یقنیئوہو بزاریم (ترجمہ) اور اپنے نجات دہندہ کا کفران کریں گی اور اس کو ناراض
کریں گی بدعات سے בתועבת יכעיסהו: יזבחו
לשדים לא אלה: ————
بتوعیبوت یکعیسوہو * یزبحو لشیدیم لو الوہ (ترجمہ) مجبور کرے اُس کو غضب میں
لائیں گی شیاطین کے لیے قربانی کریں گے جو عبادت کے لائق نہیں یہ سب کچھ واقع ہوا!
کتب تواریخ کے مطالعہ سے عیاں ہے אלהים לא ידעום חדשים
מקרב באו ———— الوہیم لو یداعوم ؞
حداشیم مقاروب باؤو (ترجمہ) نئے نئے معبود جسے وے نہیں جانتے تھے اطراف
سے آئیں گے یعنی بت پرستی و اصنام پرستان قرب و جوار سے سیکھیں گے לא
שערום אבתיכם צור ילדך תֶּ
שִׁי = ———— لو سعاروم ابوتیکم ؞ صور یلادِخا تیشی ۔ لو حرف نفی ہے
جیسے عربی لا سعاروم کے اخیر میں میم ضمیر مفعول ہے۔ سعارو کا مادہ سعر ہے جس کے اصلی
معنی ہیں تھرتھرانا۔ پھر خشوع تیشی اس کا مادہ نشاہ ہے جس کے معنی ہیں سہو۔ عبرانی
میں سہا بھی سہو کو کہتے ہیں تیشی صیغہ مضارع ہے۔ رشی میں اس کی تفسیر یہ لکھی ہے۔
לא שערום אבתיכם לא יראום מ
הם לא עמדה שערתם מפניהם
דרך שערות האדם לעמוד מחמת

ים קְרֹבִים בָּאוּ: שְׂלָהֶם ט
רי שְׂעָרוּם לָשׁוֹן שְׂעִירִים סְשׂ
הים לא עָשׂוּ אֲבוֹתֵיכֶם שְׂעִירִ
ם הַלְלוּ:

لو شعارُوم ابوتیخم۔ تو یز موبہیم لو عاید اسعرو شام ہینی ہم دیرخ سعرو شا
آدام لعنو دیمحش یرا کاخ بشخری وبش لعاریش عو وشعارُوم لا شون سعیرم ہم شید ہم
لوعاشوا بوتیخم سیعریم ہلاو۔ (ترجمہ) یعنی تمہیں ڈرتے تھے اُن سے نہیں کھڑا ہوتا تھا
اُن کا بال اُن کی وجہ سے مطابق دستور ماں کے خوف کی گرمی سے۔ اس کی تفسیر یوں ہے
لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں کہ شعارُوم یعنی سیعریم ہو یعنی شیاطین یعنی تمہارے آبا شیاطین
کی اتباع نہیں کرتے تھے۔ (ترجمہ) اُس کے سامنے خشوع؛ کیا تمہارے آبا نے اپنے
خالق کو تو بھول جانے گا بعض علمار یہود نے اس کی تفسیر کی ہے کہ جب آبار تمہارے نے
بھلائی کے لئے اس کی نافرمانی کی צוּר יְלָדְךָ תֶּשִׁי וַתִּשְׁכַּח
אֵל מְחֹלְלֶךָ: وتشخ ایل محولا لخا
تو یز یہوا و تیاشی۔ لغات תֶּשִׁי تشخ اس کا مادہ שׁ
כח شاخ ہے بھول جانا۔ چھوڑ دینا אֵל ایل سردار سید اسما جسنی
سے بھی ہے جیسا و پرگزرا מְחֹלֶל محولیل آزاد کرنے والا اور یہ مادہ
חָלַל حالل ہے یہ مادہ چند معانی میں آیا ہے اول زخمی ہونا اسی سے
חָלָל حالال یعنی مجروح وکشتہ وبعض مستعمل ہے לִבִּי חָלַל
בְּקִרְבִּי میرا دل باطن میں زخمی ہے חַלְלֵי חֶרֶב
کشتگان قحط חַלְלֵי רָעָב کشتگان قحط כִּי יִמָּצֵא
חָלָל בָּאֲדָמָה جب پایا جائے کشتہ زمین پر؛ سعدی

اس کا חָלַל ؛ تحلیل زخمی کرنا مجروح کرنا قتل کرنا بگاڑ دینا חִ
לֵּל اُس کا عہد توڑ دیا חִלֵּל בְּרִיתוֹ میں اپنا عہد نہ توڑوں گا
לֹא אֲחַלֵּל בְּרִיתִי تیرا جلال بگاڑ دیں گے וְחִ
לְּלוּ יִפְעָתֶךָ دوسرے معنی اس مادہ کے ہیں پھونکنا جیسے قرنا
سنگھا بانسری وغیرہ اسی سے חָלִיל حالیل یعنی قرنا ماخوذ ہے וְהָעָ
ם מְחַלְּלִים בַּחֲלִלִים قوم بانسری بجاتی تھی۔
تیسری معنی اطلاق و تشریع یعنی مطلق العنان کر دینا، چھوڑ دینا، آزاد کر دینا، عام کر دینا
חִלֵּל הַכֶּרֶם عام کر دیا انگور کو یعنی جو چاہے سو کھائے جیسا
استثنا میں ہے וּמִי הָאִישׁ אֲשֶׁר נָטַע כֶּרֶם
וְלֹא חִלְּלוֹ יֵלֵךְ וְיָשֹׁב לְבֵיתוֹ
פֶּן יָמוּת בַּמִּלְחָמָה וְאִישׁ אַחֵר
יְחַלְּלֶנּוּ: (ترجمہ) جس آدمی نے انگور لگایا ہو اور اس کو
فی سبیل اللہ نہ کیا ہو تو وہ اپنے گھر لوٹ آئے مبادا وہ جنگ میں مارا جائے اور دوسرا
فی سبیل اللہ کرے۔ شریعت موسوی میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی نیا درخت لگائے تو جب تیار ہو
تو تین سال تک اسے فی سبیل اللہ کر دے کہ جو کوئی چاہے اس کا پھل کھائے بعد اس کے
اپنے صرف میں لائے اسی بنا پر یہ حکم ہے ایسا ہی ۲۸ باب کے ۳۰ آیت میں بھی ہے
ارمیا باب ۳۱ آیت ۵ میں بھی ایسا ہی ہے אַל תְּחַלֵּל אֶת־
בִּתְּךָ לְהַזְנוֹתָהּ: (ترجمہ) اپنی لڑکی کو بے قیمت کر دے
زناکاری کے لیے ۲۴ וּבַשָּׁנָה הָרְבִיעִת יִהְיֶה
כָּל־פִּרְיוֹ קֹדֶשׁ הִלּוּלִים לַיהוָה:
اور چوتھی سال اس کا کل پھل صدقہ ہوگا عام خدا کے واسطے یعنی جو چاہے کھائے۔

אִשָּׁה זֹנָה וַחֲלָלָה عورت زانیہ اور بیرجانی קֹד
שׁ הִיא לָכֶם מְחַלְלֶיהָ מוֹת יוּמָ
ת : (ترجمہ) وہ تمھارے لئے مخصوص العبادت ہے اس کا عام کرنے والا
قتل ہوگا۔ سب کے بارہ میں یہ حکم ہے וְקִדַּשְׁתִּי אֶת שְׁ
מִי הַגָּדוֹל הַמְחֻלָּל בַּגּוֹיִם אֲשֶׁר חִ
לַּלְתֶּם בְּתוֹכָם : میں اپنے بڑے نام کو جو قوموں میں
عام ہو یعنی ذلیل جس کو تم نے اُن میں عام کیا ہے پاک کروں گا یعنی عزیز و گرامی کروں گا
2 תְּחַלֵּל מְעַט מִמַּעֲשֵׂה מַלְכָּה :
تباہ ہوجائیں گے کسی قدر بادشاہ کے بارے یعنی ظلم سے۔ اس مادہ کے اور
بہت معنی ہیں۔ کہاں تک لکھوں תִּשְׁכַּח بنا ہے صیغہ مضارع ہے
جس کے ماضی اس کا שָׁכַח ہے جس کے معنی اس کے روکنا چھوڑ دینا
ترک کرنا (ترجمہ) وہ تو بھول جائے گا اپنے پیدا کرنے والے حاکم کو یہ خدا دیکھے
گا دور کرے گا۔ ایسا ہی رشی میں بیان ہوا ہے۔ لیکن اگر تحلیل کے معنی مارنے والے
کے ہوں تو بعید نہیں מִכַּעַס בָּנָיו וּבְנֹתָיו :
וַיֹּאמֶר אַסְתִּירָה פָנַי מֵהֶם : אֶרְאֶה
מָה אַחֲרִיתָם כִּי דוֹר תַּהְפֻּכֹ
ת : ——— عکس بانا دو بچوتا وہ نزدیک و دور ایجڑا یا بانا یعنی مبہم ہے
بنی کا اجڑ جانا ہے کی دوری پھوٹ ہیما لغات כַּעַס :
جس غیظ و غصہ و رنجش ہے תַּהְפֻּכֹת آخرش۔ عاقبت انتہا۔
הַ בְּ פָנִים ہمیشہ کا عکس تبدل (ترجمہ) بنین و بنات کی رنجش سے
کہا کہ اپنا مونہ ان سے چھپائیں ہم دیکھیں ان کی عاقبت کیا ہے کہ وہ معکوس ہیں

وے لوگ בנים לא אמן בם : הם ק
נאוני בלא אל כעסוני בהבל
יהם : ואני אקניאם בלא עם :

بانیم لوامیت بام ؛ ہیم قنئونی بلوایل ؛ کیعسونی بہبلیہم ؛ وانی اقنیئم بلوایل

(ترجمہ) ایسے لڑکے کہ اُن میں ایمان نہیں۔ انھوں نے مجھے آزردہ کیا۔ باطل معبودوں سے مجھکو رنج دیا۔ اپنے لغویات سے میں اُن کو رنج دونگا۔ مبتذل قوم سے مقصود اسی ارض کسدیم یعنی سلطنت عراق ہے مراد زمانہ بخت نصر ہے جس کا دارالسلطنت شہر بابل تھا یہی دارالسلطنت نمرود کا بھی تھا بہت پرانا شہر تھا۔ بغداد کے متصل حضرت ابراہیم اور نمرود میں مخالفت مذہبی یہیں پیدا ہوئی اس وجہ سے وہ حضرت ابراہیم کو بہت تکلیف دینے لگا
۳۱۸
یہاں تک کہ اُن کو آگ میں ڈال دیا بالآخر حضرت ابراہیم نے وہاں سے ہجرت کی پھر تین سو اٹھارہ آدمی کے ساتھ مقابل ہوئے اُس جنگ میں نمرود مارا گیا۔ یہ لڑائی جنگ بدر سے شبیہ ہے ابوجہل سنگدلی میں نمرود سے کم نہ تھا پھر حضرت موسیٰ کے دور میں حضرت ابراہیم کی اولاد کو بڑا غلبہ ہوا۔ بالکل حصہ سلطنت نمرود کا اُن کے قبضہ میں آگیا پھر بعد مدت دراز بخت نصر کے زمانہ میں پھر اہل بابل نے قوم بنی اسرائیل کو جو حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے تھے برباد کیا انواع انواع ظلم سے پیش آئے۔ پھر جب زمانہ حضرت محمد صلعم کا آیا تو حضرت ابراہیم کی اولاد نے ایسا غلبہ پایا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ قوم صابی بالکل نیست و نابود ہو گئی اور یہ تا قیامت باقی رہے گا۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کا ضعیف الایمان ہونا بیان ہوا۔ فی الواقع وے ایسے تھے باوجودیکہ حضرت موسیٰ کے وقت میں کیسے کیسے معجزات و آیات دیکھے تھے لیکن چالیس دن کی مفارقت میں گوسالہ بنا لیا پھر زمان یوشع بن نون اور کچھ دن تک بعد اُن کے اپنی شریعت پر قائم رہے۔ بعد ازاں برابر بت پرستی کرتے رہے۔ کبھی کبھی انبیاء کے افہام و تفہیم سے درست ہو جاتے تھے۔ تھوڑے دنوں

پھر بدل جاتے تھے تا زمانِ بخت نصر یہی اولٹ پھیر لگا رہا۔ اس سے خدا اُن کو دورِ معکوس
کرتا ہے בְּגוֹי נָבָל אַכְעִיסֵם׃ כִּי־אֵשׁ
קָדְחָה בְאַפִּי וַתִּיקַד עַד־שְׁאוֹל
תַּחְתִּית וַתֹּאכַל אֶרֶץ וִיבֻ
לָהּ ׃ ———— بگوی نابال اکعیسیم ؛ کی ایش قادحا باپی ؛
وتیقد عد شئول تحتیت ؛ وتوکل ارص ویبولاہ ۔ (ترجمہ) کافر قوم سے اُن کو
تنگ کریں گے (مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے قوم بخت نصر مقصود ہے) جب آگ بھڑکے گی میرے
مونھ سے تو مشتعل ہوگی تحت الثریٰ تک اور جلا دینگے ملک اور محاصل کو ملک سے
مراد ملک شام ہو جیسا مفسرین لکھتے ہیں וַתְּלַהֵט מוֹסְדֵי הָרִ
ים׃ אַסְפֶּה עָלֵימוֹ רָעוֹת חִצַּי אֲכַלֶּ
ה־בָּם׃ מְזֵי רָעָב וּלְחֻמֵי רֶשֶׁף
וְקֶטֶב מְרִירִי וְשֶׁן־בְּהֵמוֹת אֲשַׁ
לַּח־בָּם ׃ وتلہیط موسدی ہاریم ؛ اسپہ عالیمو رعوت
حصی اکلہ بام ؛ مزی رعاب ولحومی رشف ۔ وقطب مریری ؛ وشن بہیموت
اشلح بام۔ لغات וַתְּלַהֵט تلہیط مادہ اس کا לָהַט
لہط ہے معنی اس کے مشتعل ہیں מוֹסְד موسد مادہ اس یסד
אַסְפֶּה اسپہ مادہ اس کا סָפָה سافاہ ہے معنی ہیں محو کرنا اور
اضافہ کرنا רָעָב رعاب بڑی زبونی ہے מְזֵי جمع ہے מָזֶה
مازہ خستہ۔ ربی سلیمان یرحی نے מְזֵי רָעָב مزی رعاب
کی تفسیر میں שְׂעִירֵי רָעָב سعیری رعاب لکھا ہے یعنی
جس کے بدن پر بال نکل آئے ہوں یعنی بسبب پریشانی وتباہی کے بال بڑھ گئے ہوں

וּלְחֻמֵי רֶשֶׁף : لحومی رشیف لحوم معنی غذا چنانچہ لحم روٹی کو
کہتے ہیں اور گوشت کو بھی کہتے ہیں مثل عربی لحم کے۔ رشیف معنی شعلہ و برق וְקֶטֶב
قیطب اس کا مادہ קֶטֶב قطب ہے جس کے معنی ہیں کاٹنا۔ قیطب کے معنی
گزنیس میں وبا لکھے ہیں لیکن اس کے معنی موت و عاقبت ہی ہوتے ہیں מְרִ
ירִי : مریری معنی تلخ (ترجمہ) پھر مشتعل ہوگی پہاڑوں کی جڑ۔ اضافہ
کریں گے ہم اُن پر بلائیں اپنی تیر اُن پر تمام کریں گے خستگان خواہ مفلسان اور غذائی
شعلہ ہوا یعنی دھوپ جلوں کو اور عاقبت تلخ اور دندان بہائم کو اُن پر چھوڑیں گے پہاڑوں
کی جڑ سے مقصود مکہ کا پہاڑ ہے کیونکہ وہ مسکن آدم ابوالبشر کا تھا اور اُس کی مشتعل سے
مقصود زمان بعثت پیغمبر آخر الزمان ہے جیسا کہ لکھا ہے הוֹפִיעַ מֵהַר
פָּארָן : فاران کے پہاڑ سے سخت تجلی ہوگی۔ چنانچہ اور گزرا
اور خستگان مفلسان سے مقصود عرب ہیں کہ اُن کا ملک خشک و غیر ذی زرع ہے اور
غذائے شعلہ دھوپ کے جلوں سے بھی مراد عرب ہیں کہ اُن کے ملک میں سموم جو مثل
شعلہ ہوتے ہیں بہت چلتی ہے اور دندان بہائم سے مقصود حکام ظالم ہیں مطلب یہ ہے کہ
قبل دورِ اسلام سلاطین کفار مثل بخت نصر وغیرہ کے ہاتھ سے جو کچھ اُن کی بداعمالی کی
سزائیں ہوئی ہیں وہ ہوں گی پھر دورِ اسلام ہے جو اسلام قبول کریں گے وے جملہ رنج و آلام
ذلت و مسکنت و قتل و نہب سے محفوظ رہیں گے اور جو اتباع اسلام نہ کریں گے اُن پر
عرب اور حکام ظالم متعین ہوں گے قبل دورِ اسلام جو سزائیں اُن کی ہوئیں وہ اس دنیا
کے ساتھ متعلق تھیں بوجہ اتباع ملت اُس کا اثر عاقبت پر نہ تھا اب بوجہ انکار فرمانِ
الٰہی جو بذریعہ ہمارے پیغمبر کے بھیجا گیا تلخی عاقبت بھی اضافہ ہوئی ۔

עִם־חֲמַת זֹחֲלֵי עָפָר : מִחוּץ תְּשַׁכֶּל
חֶרֶב : וּמֵחֲדָרִים אֵימָה גַּם

בָּחוּרִים בְּתוּלָה׃ חֲמַת׃

حمت - گرمی و سمیت זֹחֲלֵי עָפָר زحلی عافار - حشرات الارض
מִחוּץ خوص باہر וּמֵחֲדָרִים مداریم - اندر תְּשַׁכֶּל
تشکیل مادہ ثکل ہے عربی ثکل ماتم کرنا חֶרֶב حرب - تلوار אֵימָה
ایما - خوف ڈر בָּחוּר باحور - نوجوان گبھرو בְּתוּלָה
بتولا بتول بکر (ترجمہ) ساتھ سمیت حشرات الارض کی باہر سے فنا کرے گی
تلوار اور اندر سے خوف گبھرو اور بکر کو - יוֹנֵק עִם־אִישׁ
שֵׂיבָה׃ אָמַרְתִּי אַפְאֵיהֶם׃ אַשְׁ
בִּיתָה מֵאֱנוֹשׁ זִכְרָם׃ לוּלֵי כַּ
עַס אוֹיֵב אָגוּר ؛ ینیق عم ایش سیبا ؛
امرتی افیہم اشبیتا مانوش زخرام لولی کعس اویب آغور ۔ ؛
יוֹנֵק یونق - طفل شیرخوار אִישׁ שֵׂיבָה ،
سیبا ایش سیبا - مرد پیر אַפְאֵיהֶם آفای مادہ اس کا פָּאָה
فا آہی معنی صدمہ پہونچانا (ترجمہ) شیرخوار مع مرد پیر کہا میں نے کہ اُن کو مجروح
کر دوں مٹا دوں انسان سے اُن کا ذکر اگر دشمن کا غصہ شامل نہ ہوتا פֶּן יְנַכְּ
רוּ צָרֵימוֹ׃ פֶּן־יֹאמְרוּ יָדֵנוּ רָמָה׃
پن ینکرو صاریمو پن یومرو یادینو راما ؛ (ترجمہ) شاید اُن کے دشمن تجاہل کریں
شاید وے کہیں ہمارے ہاتھ دراز ہیں مقصود یہ ہے کہ ہمارے دل میں تھا کہ اس قوم کا نجا
کو مٹا دیں لیکن اس خیال سے نہیں مٹایا کہ مبادا اُن کے دشمن یعنی اقوام بت پرست اور
وے خود کہیں کہ ہمارے ہاتھ دراز ہیں یعنی خدا نے جو کچھ اُن پر مہربانی کیا اُس کو وے

اپنی طرف نسبت کریں اور جو کچھ خدا نے اُن کی سزا کیا اُن کے دشمن اُس کی نسبت اپنی طرف کریں

ולא יהוה פעל כל זאת׃ כי־
גוי אבד עצות המה׃ ואין בהם
תבונה׃ לו חכמו ישכילו זאת׃

ولو یہوا پاعل کل زوث . کی گوی اوبد عصوث ہیما و واین باہم تبوناہ . لو حاخمو یسکیلو زوث (ترجمہ) اور خدا نے یہ سب نہیں کیا ہے کیونکہ وے تو قوم نادان ہیں اور اُن میں کچھ فہم نہیں ہے یعنی بنی اسرائیل بھی احمق ہیں اگر اُن میں تمیز ہوتی تو وے سمجھتے یعنی یہ بات سمجھتے کہ جو کچھ خرابیاں اُن کو ہوئیں وے خدا کی جانب سے تھیں. پاداش اعمال اور جو رسوائی ہوئی وہ بھی خدا کی طرف سے ہوئی

יבינו לאחרי
תם׃ איכה ירדף אחד אלף׃
ושנים יניסו רבבה׃ אם־לא כי
צורם מכרם׃ ויהוה הסגירם׃
כי־לא כצורנו צורם׃ ואיבינו פלי
לים׃ כי־מגפן סדם גפנם׃ ומשדמ
ת עמרה ענבמו ענבי־רוש׃
אשכלת מררת למו׃ חמת תני
נים יינם׃

یابینو لاحریثام . ایخا یردف ایحاد الف . و شنائیم یانیسو ریباباہ . ام لوکی صورام مخارام و یہوا ہسگیرام . کی لو کصورینو صورام . و اویبینو پلیلیم . کی مگفن سدوم گفنام . و مشدموث عموراہ عنابیمو عنبی روش . اشکلوث مروروث لاموہ . حمث تنینیم ینام יבינו یابینو صیغہ مضارع ہے . اس کا

יָבִינוּ یبینو ہے معنی فہم وتصدیق وایمان לְאַחֲרִיתָם آخریت معنی
انتہا۔ اخیر אֵיכָה ایکا۔ کیونکر יִרְדֹּף یردوف صیغہ مضارع
ہوتا ہے اس کا רָדַף رادف ہے بمعنی تعاقب אֶחָד احاد معنی واحد
אֶלֶף الف معنی ہزار וּשְׁנַיִם وشنایم معنی اثنین دو
יָנִיסוּ یانیسو صیغہ مضارع ہے۔ مادہ اس کا נוּס نوس ہے بمعنی فرار
یہاں باب تفعیل سے ہے جو بمنزلہ افعال کی ہے רְבָבָה ربابا معنی دس ہزار
اور کبھی عدد کثیر کے لئے آتا ہے צוּר صور کے معنی اوپر گزرے ہیں מְכָרָם
ماخر صیغہ ماضی ہے بمعنی بیع یعنی بیچنا خواہ خریدنا הִסְגִּירָם ہسگیرام اس کا
סָגַר سگر ہے معنی بند کرنا قبضہ میں کر دینا [illegible] چلیل۔ گنہگار
سزایاب רוֹשׁ زروش۔ تلخ درخت אַשְׁכְּלֹת اشکول خوشہ
جھومکا מְרֹרֹת مارور معنی تلخ חֲמַת حمت۔ سم کف תַּנִּינִם
تنین۔ اژدر יֵינָם یینم۔ شراب (ترجمہ) سمجھتی اپنی عاقبت (یعنی اگر
اُن کی تمیز ہوتی تو اپنی انتہا سمجھتی کہ اب یہ دور ختم ہو گیا۔ اب دور عالی کی جو خدا کی جانب سے ہے تبعیت کرنا چاہیے
اور پیغمبر آخر الزمان جس کا اب دور ہے اُس پر ایمان لانا واجب ہے نشانات نبوت جیسا موسیٰ میں تھے ویسے ہی اس
شخص موعود میں بھی ہیں پھر اُس کے نشان کو بیان کیا) کیونکر ایک تعاقب کرتا ہے ہزار کا اور دو بھگا دیتے
ہیں لاکھوں کو اگر اُن کے معبود نے اُن کو نہیں خرید لیا ہے تو ایسا کیوں ہو رہا ہے خدا بنی اسرائیل کو
جتاتا ہے کہ جیسے زمانہ قضاۃ میں بعض بعض لڑائیوں میں بنی اسرائیل نے تھوڑے آدمیوں سے بتائید ربانی افواج
کثیرہ کفار پر فتح پائی اسی طرح اس رسول اور اس کے خلفاء کے وقت میں مشاہدہ ہو گا یہ بلا تائید ایزدی کام
جو ہو نہیں سکتا کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة - غزوہ بدر میں ۳۱۳ تعداد مسلمانوں کی تھی اور
کفار ہزار سے اوپر تاہم کفار کو شکست فاش ہوئی۔ غزوہ موتہ میں تین ہزار لشکر اسلام تھا اور لشکر کفار لاکھ سے زیادہ
بتائید ربانی کفار نے شکست پائی۔ اس لڑائی میں آپ نے زید بن حارثہ کو سردار مقرر فرما کر یہ حکم دیا تھا کہ اگر

یہ مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالب سردار رہیں اور جب وے مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سردار رہیں بعد ان کے
مسلمان جس شخص کو سردار کر لیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب یہ تینوں سردار مارے گئے تو مسلمانوں نے خالد بن ولید کو
سردار کیا اور اُن کے ہاتھ سے فتح ہوئی۔ اس کی تفصیل کہاں تک لکھوں کتب تواریخ میں موجود ہے دیکھ لو۔ پس
بنی اسرائیل کو سوچنا تھا کہ ہمارا ہی معبود ان کے ساتھ ہے تو اُس کے احکام بدل و جان قبول کرنا تھا شریعت کے پیچھے
سے وہ ذات پاک نہیں بدلتی) اور خدا نے ان کو حوالہ کیا ہے (یعنی بنی اسرائیل یہ خیال نہیں کرتے کہ ان کو جو
ایمان نہیں رکھتے اُن کے حوالہ کر دیا ہے۔ بلا تائید ربانی ایسی فتح ناممکن تھی) کیونکہ ہمارے معبود سے اُن کے
معبود نہیں ہیں اور ہمارے دشمن ہم پر حکومت رکھتے ہیں (یعنی بنی اسرائیل یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارے
دشمن یعنی بت پرست وغیرہ ہم پر حکومت رکھتے ہیں اس میں شبہ نہیں کہ بنی اسرائیل دوسری قوموں کے ساتھ مل کر
مسلمانوں سے لڑتے تھے حالانکہ مسلمان خدا پرست تھے یہ سب اُن کی حماقت کا بیان ہے کیونکہ سدوم کے بیل سے
اُن کے بیل ہیں اور عمورا کی کھیت سے (یعنی قوم لوط کی طرح وے برباد ہونے والے ہیں اس لئے وے
مسلمانوں سے عناد و رقابت رکھتے ہیں اور جو کچھ خدا اُن کو سمجھا رہا ہے نہیں سمجھتے اُس وقت بنی اسرائیل میں لواطت
بہت جاری تھی یہ کنایہ بھی ہے۔ سدوم و عمورا لوط کی شہروں کا نام ہے جو برباد ہوئے اور پھر آباد نہ ہوئے) اُن کے
انگور بکائن ہیں جس کے خوشے تلخ ہوتے ہیں اُن کی شراب کف ماریں כִּי מִגֶּפֶן
סְדֹם גַּפְנָם וּמִשַּׁדְמֹת עֲמֹרָה
עֲנָבֵמוֹ עִנְּבֵי רוֹשׁ
אַשְׁכְּלֹת מְרֹרֹת לָמוֹ׃
חֲמַת תַּנִּינִם
יֵינָם
[illegible] ׃ وِرَوش پاتنیم اَخزار ہلو ہو کاموس عمادی حاتوم
باوصروتای۔ لی ناقام وشلیم لعیت تاموط رغلام کی قاروب یوم ایدام

وحاش عتیدوث لامو کی یادین یہوا عمو وعل عبادا و یتنحیم کی یرئی کی آزلت یاد
חֲמַת חֵמַת پتن اژدر אַכְזָר اکزار معنی سنگدل بے رحم بہادر دلیر
زہردار כָּמֻס کاموس مادہ اس کا כָּמַס کمس کے معنی رکھ چھوڑنا
ودیعت חָתוּם خاتوم محزون בְּאוֹצְרֹתָי آوصار - مخزن خزانہ
נָקָם ناقام - جزا سزا שִׁלֵּם شلیم جزا و بدلا תָּמוּ
ט تاموط مادہ اس کا מוט موط مضارع יָמוּט یاموط معنی
لغزش کرنا جانا רַגְלָם رگلم رجل پاؤں אֵיד اید آفت مصیبت
بلا وبا חָשׁ خاش مادہ اس کا חוּשׁ خوش ہو اس کے اصل
معنی ہیں تعجیل - جلدی کرنا جوش قلبی و وجد עֲתִדֹת عتیدوث اس کے
معنی ہیں جو آئندہ ہونے والا ہو اور جزا יִתְנֶחָם یتنحیم مادہ اس کا
נחם نحم ہے جس کے معنی ہیں افسوس کرنا پچھتانا اور کبھی معنی اس کے ہوتے ہیں
بدلا دینا אָזְלַת آزلت اس کا مادہ אָזַל ازل ہے جس کے
معنی ہیں کا ناشل عربی عزل کے اور کنارہ ہوجانا کترانا کم ہوجانا زائل ہونا יָד
ید - ہاتھ قوت אֶפֶס اِفس معنی عدم بدون نہیں کنارہ انتہا עָצוּר
عاصور بند و محبوس و مخزون مجازاً مال صامت וְעָזוּב عازب معنی متروک
چھٹا ہوا و ہاں ناطق (ترجمہ) اُن کا جام خونخوار اژدر کی کھوپڑی - کیا وہ ہمارے
خزانہ میں مخزون نہیں ہے ہم کو اختیار سزا وعفو ہے - جب اُن کے پاؤں بیکار ہو جائیں گے
قریب ہے اُن کی جزا کا دن اور مستعجل ہے اُن کا پاداش جو اُن کو ہونے والا ہے جب انصاف
کرے گا خدا اپنی قوم کا یعنی جب اپنے بندوں کو جزا دے گا - جب دیکھے گا کہ زوال قوت کر-
لغسیر اور خونخوار اژدر کی کھوپڑی اُن کا جام ہوگا (یہاں تک بیان اُن کے اعمال کا ہے یعنی قول
بنی اسرائیل بالکل ہیچ ہو گئے۔ سناخت اور راستی سے بعید اس لئے اُن کو حق بات نفرت آنے لگی۔ اب

جہاں سے تمہید ہے بیان قیامت و روز جزا کی، کیا وہ ہمارے پاس محفوظ نہیں ہے ہمارے خزانہ میں مخزون ہے
(افعال عباد نیک ہوں یا بد جو محفوظ رہتے ہیں روز جزا کے واسطے چنانچہ قرآن میں بصراحت تمام جا بجا مذکور ہے
ان علیکم لحافظین کراماً کاتبین ...... وما ادریٰک ما سجین ....
کتاب مرقوم) ہم کو ہی جزا دینا اور مکافات (یعنی ہم مطابق اعمال کے جزا دیتے ہیں) اس
مقام پر یوں لکھا ہے כִּי קָרוֹב יוֹם אֵידָם וְ
חָשׁ עֲתִדֹת לָמוֹ: (ترجمہ) ان کے سب کام ہمارے
پاس مخزون و محفوظ ہیں اس وقت کے لئے کہ ان کے پاؤں بے کار ہو جائیں گے (پاؤں سے
مقصود قوت عملی ہے یعنی ان کے اعمال مخزون رہیں گے ان کی موت تک) کیونکہ ان کے فنا کے ایام قریب
ہیں ان کو جو ہونے والا ہے مستعجل ہے یعنی جب اللہ اپنی قوم کا انصاف کرے گا اور اپنے
بندوں کی طرف التفات کرے گا جب دیکھے گا ہر شخص انقطاع قوت مقصود یوم دین ہے
جس دن کسی کا کچھ بس نہ چلے گا - یوم لا تملک نفس لنفس شیئا - כִּי
יָדִין יְהוָה עַמּוֹ וְעַל עֲבָדָיו יִתְנֶחָם כִּי
יִרְאֶה כִּי אָזְלַת יָד וְאֶפֶס עָצוּר וְעָזוּב: וְאָמַר
אֵי אֱלֹהֵימוֹ צוּר חָסָיוּ בוֹ: אֲשֶׁר חֵלֶב זְבָחֵימוֹ
יֹאכֵלוּ יִשְׁתּוּ יֵין נְסִיכָם יָקוּמוּ וְיַעְזְרֻכֶם: وِاِفِس عاصُور و عازُوب ؛ وِآمَر اِی اِلوہیمُو صور حاسا
یُو بُو اَشر حیلیب زِباحیمو یوخیلو یشتو یین نسیخام یاقومو ویعزرو خیم ؛
(ترجمہ) اور جس دن نہ محبوس نہ مطروح (یعنی جس دن نہ کچھ قوت ہوگی اور نہ کوئی قسم مال خواہ
محبوس ہو خواہ متروک یعنی روز جزا) تب خدا کہے گا کہاں ہیں ان کے معبود وہ چٹان جہاں پناہ
لیتے تھے جو ان کی قربانی کی چربی کھاتے تھے ان کا چڑھایا شراب پیتے تھے کھڑے ہوں
ان کی مدد کریں لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ؛ יְהִי
עֲלֵיכֶם סִתְרָה: רְאוּ עַתָּה כִּי אֲנִי אֲנִי הוּא

הוּא וְאֵין אֱלֹהִים עִמָּדִי אֲנִי
אָמִית וַאֲחַיֶּה מָחַצְתִּי וַאֲנִי אֶרְפָּא
וְאֵין מִיָּדִי מַצִּיל׃

یہی علیکم استرا ۔ رئو عتاکی انی انی ہو ۔ و این الوہیم عمادی ۔ انی امیت واحیہ ۔ ماحصتی وانی ارپہ ۔ و این میادی مصیل ۔ (ترجمہ) وے سب (یعنی معبودانِ باطل) چھپ جائیں گے اب دیکھو کہ میں میں ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں ہے میں ہی مارتا ہوں میں ہی جلاتا ہوں میں ہی زخمی کرتا ہوں میں ہی اچھا کرتا ہوں میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہیں ۔ اس کے بعد چند آیتیں اور ہیں اُن میں دارالجزا کے ثواب وعقاب کا بیان ہے چونکہ بنی اسرائیل تناسخ کے قائل ہیں تو وے سمجھتے ہیں کہ ثواب وعقاب ایک وقت موعود پر اسی دنیا میں ہوگا اور وہ مسیح کے آنے پر ہوگا اور ہنوز وہ مسیح آیا نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ کو کہتے ہیں کہ وے جھوٹ دعویٰ کرتے تھے اب تک اُن کو اُس مسیح کا انتظار ہے یہ انتظار اُن کا قیامت میں جائے گا (ترجمہ) تسبیح موسیٰ کیا : سنو اے آسمانو ! جو میں کہتا ہوں ۔ سن لے زمین میرا کلام ۔ مینہ کی طرح ٹپکے گی میری وعظ ۔ شبنم کی طرح نازل ہونگے میرے احکام ۔ جیسے بادِ لواقح سبزہ پر ۔ اور ... نباتات پر ۔ جب میں خدا کا نام پڑھوں گا ۔ تو تم ہمارے حاکم کی تعظیم کرنا ۔ وہ ... جس کے افعال صواب ہونگے ۔ جس کی کل راہ شریعت ہوگی ۔ قوی مضبوط ہر گا نہ ظالم ... راست وہ ہوگا ۔ گمراہ ہوئے خدا پرست نہیں بلکہ اُن کے ننگ ۔ دور کج رفتار ۔ تم خدا کو یہ بدلا دیتے ہو ۔ اے قوم نجس و نادان ۔ قوم نجس جو بھول گئی ۔ اُس کو ... کے ساتھ کیا گیا ۔ کیا وہ تیرا خریدار نہیں ہے ۔ اُسی نے تجھکو بنایا ہے اور ... ایام عالم ۔ خیال کرو سنین ادوار کو اپنے باپ دادا سے پوچھو وے بتائیں گے ... سے کہو وے کہیں گے تجھ سے ۔ بوقت قابض کرادینے ملکوں کے ۔ اور

بھگا دینے عوام الناس کے - قائم کرے گا قوموں کے حدود مطابق کتاب بنی اسرائیل کی
دیکھو اُس کی قوم خدا کا حصہ ہے - اور بنی اسرائیل اُس کی میراث ہیں - پائے گی اُسے ملک ویران
غیر ذی زرع میں - سباع و وحوش کے شور و غل میں - اُس کا طواف کریں گے اُس پر سایہ
لائیں گے - اُس کی حفاظت کریں گے پُتلی کی طرح - جیسے نسر اپنے بچوں کو ہوشیار کرتا ہے
اور اپنے بچوں پر جنبش کرتا ہے - اُسی طرح اپنے شہپر کو پھیلا کے اُسے لے لے گا - اُسے
اپنے شہپر پر لے جائے گا - خدا بے خوف و خطر اُسے چلائے گا - اُس کے ساتھ معبود باطل
نہ ہوگا - خدا چڑھائے گا اُسے دنیا کی بلندیوں پر - اور وہ ہماری کشت زار کا پیداوار کھائیگا
اور پلائے گا اُسے شہد پتھر سے - اور روغن چٹان سے - دے گا خدا اُسے گائے کا مکھن -
اور بکری کا دودھ مع چربی بھیڑ - اور دے گا اُسے خدا بنی باشان اور بکرا - ساتھ
مادہ کے - اور شراب انگارہ میں پڑے گا - مگر بنی اسرائیل فربہ ہونگے اور کفران کرینگے -
جب تو موٹا ہوگا اور چرب چھا جائے گا - تو اپنے معبود کو جس نے تجھے بنایا ہے چھوڑ دے گا -
اپنے پیشوا نجات دہندہ کی تحقیر کریں گے - اُس کو ناراض کریں گے بدعات سے فجور سے
اُس کو غضب میں لائیں گے - شیاطین کے لئے قربانی کریں گے - نئے معبود جسے وہ
نہیں جانتے تھے - اطراف سے آئیں گے - اُن کے سامنے خشوع نہ کیا تمہارے آبا نے
اپنے خالق کو تو بھول جائے گا - اور تو بھول جائے گا اپنے پیدا کرنے والے کو - یہ دیکھ کے
خدا تجھے مردود کرے گا - لڑکے بالوں کی رنجش سے کہے گا - کہ اپنا منہ چھپا لیں گے
اُن سے دیکھیں اُن کی عاقبت کیا ہے - کہ دور معکوس ہیں وہ لوگ - ویسے لڑکے
جن میں ایمان نہیں ہے - اُنھوں نے مجھے آزردہ کیا لغو معبود سے - رنج دیا اپنے
لغویات سے - میں اُن کو رنج دوں گا مبتذل قوم سے - قوم ناپاک سے اُن کو تنگ
کریں گے ہم - جب آگ بھڑکے گی میرے منہ سے - تو مشتعل ہو گی تحت الثریٰ تک
اور جلا دے گی خاک اور ریگ حاصل کر - پھر مشتعل ہو گی پہاڑوں کی جڑ - اضافہ کرینگے

اُن پہ بلائیں — اپنے تیر اُن پر تمام کریں گے — مفلسان اور دھوپ کے جلے — اور بلائے تلخ۔
اور دندان بہائم — ساتھ سمیت حشرات الارض کے — باہر سے فنا کرے گی تلوار — اور اندر سے
خوف — جوان اور چھوکری کو — شیر خوار کو مع مرد پیر کی — ہم نے خیال کیا تھا کہ ان کو مجروح
کر دیں — مٹا دیں انسان سے اُن کا ذکر — اگر دشمن کا غصہ شامل نہ ہوتا — شاید اُن کے
دشمن تجاہل کریں — شاید کہیں کہ ہماری قوت بلند ہے — خدا نے یہ سب نہیں کیا ہے — کیونکہ وے
قوم نادان ہیں — اُن کو فہم نہیں ہے — اگر اُن کو تمیز ہوتی تو یہ سب سمجھتے — سمجھتے اپنی
عاقبت — کیونکر ایک تعاقب کرتا ہے ہزار کا — اور دو بھگا دیتا ہے لاکھوں کو — اگر اُن کے معبود نے
اُن کو نہیں خریدا ہے — اور خدا نے اُن کو نہیں بند کیا ہے — کہ ہمارے معبود سے اُن کے معبود نہیں۔
بلکہ ہمارے دشمن ہم پر حاکم ہیں — کیونکہ سدوم کے بیل سے اُن کے بیل ہیں اور عمورہ کے کھیت۔
ان کے انگور بجا اُن — اُن کے خوشے تلخ ہیں — اُن کی شراب زہر مار ہے اور اُن کا جام اژدر کی
کھوپڑی — کیا وہ ہمارے پاس مخزون نہیں — ہمارے خزانہ میں مختوم نہیں — ہمارے اختیار میں جزا ہے
جب اُن کے پاؤں بے کار ہو جائیں گے کیونکہ اُن کے جزا کے دن قریب ہیں — اور مستعجل
ہے اُن کا پاداش — جب انصاف کرے گا خدا اپنی قوم کا — یعنی جب اپنے بندوں کو جزا
دے گا — جب دیکھے گا زوال قوت ہے اور نہ مال صامت ہے نہ ناطق — تو کہے گا کہ اُن کے
معبود کہاں ہیں — اور اُن کے معبود جہاں پناہ لیتے تھے — جو اُن کی قربانی چربی کھاتے
تھے — اُن کی شراب پیتے تھے — بھلا کھڑے ہو کے اُن کی مدد کریں — وے چھپ جائیں گے۔
اب دیکھو کہ میں ہی ہوں — میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں — ہم مارتے ہیں اور ہم
جلاتے ہیں — میں ہی زخمی کرتا ہوں میں ہی اچھا کرتا ہوں — میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہیں۔

اب وہ ایک مزمار داؤد علیہ السلام کے جو تسبیح موسیٰ علیہ السلام کو یاد دلاتی ہیں لکھتے ہیں
مگر اس میں لفظ شیر سے بیان ہوا اس سے پہلے اس کی تحقیق کرتے ہیں שיר
پھر اہل لغت اس کے معنی گانا اور گیت کہتے ہیں لیکن محاورات کتب مقدسہ اور اُن کے

استعمالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ بیشتر اطلاق اس کا ایسی نظم پر ہوتا ہو جو بذریعہ روح القدس کے حاصل ہوں اُس میں اکثر حمد وثناے باری تعالیٰ عز اسمہ ہوتا ہو اور کبھی اخبار بالغیب بھی اُس میں شامل و درج ہوتا ہو۔ روح القدس سے مراد وہ حالت ہو جو انبیا پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہو۔ عبرانی میں اُس حالت کو روح کہتے ہیں شموئیل باب ۱۰ آیت ۶ کو دیکھو اور اسی باب کے ۱۹ آیت کو معائنہ کرو شموئیل باب ۱۰ آیت ۱۰ و ۱۹ باب کے ۲۰ لائق مشاہدہ ہو وعلی ہذا القیاس۔ مقامات کثیرہ میں آیا ہو انجیل میں بھی لکھا ہو کہ قبل رفع حضرت عیسیٰ کے اور بعد الرفع نزول روح القدس حواریوں پر ہوا تھا جس سے انھیں مختلف زبانوں میں گفتگو کرنے کی طاقت آئی تھی یہ ایک حالت تھی جو اُن پر طاری ہوئی تھی ہمارے پیغمبر پر بھی طاری ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ ام المومنینؓ سے روایت ہو کہ حارث ابن ہشام نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وحی آپ پر کیونکر آتی ہو تو آپ نے فرمایا۔ احیانًا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علیّ فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانًا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول قالت عائشۃ ولقد رأیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقًا یعنی کبھی آتی ہو میرے پاس جاجھ کی جھنکار کی طرح اور وہ مجھ پر نہایت سخت ہوتی ہو وہ مجھکو متغیر کردیتی ہو اور یاد کرلیا میں نے جو اس نے کہا اور کبھی فرشتہ بشکل انسان آتا اور مجھ سے گفتگو کرتا تو جو کچھ وہ کہتا میں یاد کرلیتا ہوں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا وقت نزول وحی کے کہ ایام سرمائے سخت میں وحی متغیر کردیتی تھی کہ جبین مبارک سے پسینہ ٹپکتا تھا۔ اس حدیث میں صرف ایک قسم کی وحی کا بیان ہو جو بذریعہ صوت کے اعلام ہوتا ہو خواہ فرشتہ بشکل انسان آکے کہدے یا صرف آواز آئے کہنے والا معلوم نہ ہو۔ اعلیٰ اقسام وحی وہی ہو جو بذریعہ قلب ہوا اور دوسری قسم اس سے رتبہ میں کچھ کم ہو احکام الٰہی متعلق بحکمت عملی بیشتر انہیں طریقوں سے پہونچے

ہیں حضرت موسیٰ کو پہلے کوہ سینا پر آواز آئی تھی پھر عشر کلمات بھی اسی طریقہ سے ملے تھے اور ملک کا بار بار آنا اور احکام الٰہی کا پہونچانا بخوبی ثابت ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے

اول ما بدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم من الوحی الرؤیا الصالحة فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلاء فکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیه وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهله ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتی جاءه الحق وهو فی غار حراء فجاءه الملک فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ فرجع بها رسول الله صلعم یرجف فؤاده فدخل علی خدیجة بنت خویلد فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجة کلا والله ما یخزیک الله ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم و تقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجة وکان امرأ تنصر فی الجاهلیة وکان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیة ما شاء الله ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فقالت له خدیجة یا ابن عم اسمع من ابن اخیک فقال ورقة یا ابن اخی ماذا تری فاخبره رسول الله صلعم خبر ما رأی فقال له ورقة هذا الناموس الذی نزل الله علی موسیٰ

يا ليتني فيها جذع يا ليتني أكون حيا إذ يخرجك قومك فقال رسول الله صلعم أو مخرجي هم قال نعم لم يأت رجل قط بمثل ما جئت به إلا عودي وإن يدركني يومك أنصرك نصرا مؤزرا ثم لم ينشب ورقة أن توفي وفتر الوحي۔ اور بعض روایت میں ہے وحمی الوحی وتتابع (ترجمہ) آغاز وحی رسول اللہ صلعم سچا خواب تھا جو خواب آپ دیکھتے فوراً واقع ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی محبوب ہوئی تو آپ غار حرا میں تنہا جا بیٹھے اور راتوں کو اس غار میں عبادت کرتے اس لئے کھانا اپنے ساتھ لے جایا کرتے۔ پھر خدیجہؓ کے پاس آتے اور اسی قدر کھانا لے جاتے یہاں تک کہ قوت وحی اٹھانے کی ہو گئی پھر آپ پاس وہیں فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھ۔ آپ نے کہا میں پڑھا نہیں ہوں تو اس نے گود میں لے کر خوب دبایا ایسا ہی تین مرتبہ کیا پھر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون بستہ سے پڑھ اور تیرا رب بڑا مہربان ہے) پھر تو لوٹے رسول اللہ اور ان کا دل دھڑکتا تھا۔ پھر پہنچے خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس اور کہا مجھے اوڑھا دو مجھے اوڑھا دو تو اوڑھا دیا۔ یہاں تک کہ خوف دل سے جاتا رہا تو خدیجہ سے ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں اپنی جان پر ڈرا تو خدیجہؓ نے کہا واہ خدا تجھے کبھی رسوا نہ کرے گا تو تو یگانوں سے سلوک کرتا ہے اور مہمان کی خدمت کرتا ہے اور مصیبت کے وقت مدد کرتا ہے اور حاصل کرتا ہے جو کسی کو نہ ملے اور سب کا بوجھ اٹھاتا ہے پھر خدیجہؓ آپ کو لے چلیں یہاں تک کہ لے گئیں آپ کو ورقہ بن نوفل اپنے چچیرے بھائی پاس جو نصرانی ہو گئے تھے اور کتب عبرانی لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے اور وے بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ آنکھوں سے معذور تھے۔ پھر خدیجہؓ نے کہا۔ اپنے بھائی کی بات سنو۔ تب ورقہ نے کہا اے بھیا کیا دیکھا۔ تب رسول اللہ نے سب بیان کیا تو ورقہ نے کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ پاس آیا تھا۔ کاش میں اس وقت

زندہ رہتا جب تجھے تیری قوم نکالے گی۔ تب رسول اللہ نے کہا کیا وے مجھے نکالیں گے
ورقہ نے کہا۔ تیری ایسے شخص کے لوگ ہمیشہ دشمن رہے اگر مجھکو وہ زمانہ ملتا تو میں تیری
مدد کرتا۔ بعد ازیں ورقہ کا انتقال ہوگیا پھر تو وحی کی جھڑ لگی۔ قسطلانی نے فترالوحی کے معنی
یہ لکھے ہیں کہ وحی ٹھیر گئی لیکن میرے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ حمی الوحی وتتابع
کے خلاف ہے جو دوسری روایت میں وارد ہے فترالسحاب بولتے ہیں اور بعض روایات
میں ہے کہ پھر تو وحی گرم ہوئی اور اس کا تار بندھا۔ احادیث متقدمہ سے تین قسم وحی ثابت ہے
رویا۔ صوت بلا ظہور قائل اور بذریعہ ملک۔ ان سب طرق سے پیغمبر ایں وحی آتی تھی۔
قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ
حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (ترجمہ) بشر سے
خدا گفتگو نہیں کرتا مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ سے یا بھیجتا ہے کوئی قاصد تو وہ پیام پہونچاتا ہے
اس کی اجازت سے جو وہ چاہتا ہے۔ وحی سے مقصود وہی ہے جسے حضرت عائشہ رویا سے
بیان کرتی ہیں اور وراء حجاب سے مقصود صوت ہے جس کا قائل معلوم نہ ہو اور قسم سوم ظاہر
ہے۔ اس سے بھی تین ہی قسم وحی ثابت ہے۔ اس حدیث میں چند بات قابل لحاظ کے ہے اول یہ کہ
ورقہ بن نوفل نے کہا کہ قوم تجھے نکال دے گی یہ بات اُن کو کہاں سے معلوم ہوئی بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کے سفر کی اس آیت سے جس میں بیان ہوا ہے کہ نسر کی طرح اُسے
اپنے جناح پر لادے جائے گا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ پھر وحی کی جھڑ لگی
یہ مطابق اس کے ہے جو اول سفر میں مرقوم ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ عبادہ ابن صامت سے
روایت ہے۔ کان النبی صلعم اذا انزل علیہ الوحی کرب لذلک وتربد
وجہہ۔ پیغمبر خدا پر جب وحی نازل ہوتی بے چین ہوتے اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔
تحقیق المقام یہ ہے کہ وحی درحقیقت اعلام ربانی ہے اور یقین اس کا ویسا ہوتا ہے جیسا
امور طبعیہ کا۔ اس لئے امورات طبعیہ پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے جیسے اَوْحٰی رَبُّكَ

اِلَی الْحَقِّ پس وحی جو انبیاء علیہم السلام پر آتی ہے وہ دو طور سے ہوتی ہے بذریعہ صوت اور بلا صوت - اول میں کبھی ملک بشکل انسان آکر کہہ جاتا ہے اور کبھی صرف آواز آتی ہے قائل معلوم نہیں ہوتا اور دوسری صورت میں صرف مضامین قلوب انبیاء پر فائض ہوتے ہیں جسے وے اپنے الفاظ سے بیان کرتے ہیں اور کبھی خواب میں ہوتا ہے اور کبھی بیقظہ و بیداری میں - ان دونوں صورتوں کو حضرت عائشہؓ نے بلفظ رؤیا تعبیر کیا ہے - یہ قسم ثانی جملہ انبیاء پر نازل ہوتی ہے چنانچہ صحف اشعیاء ارمیا و حزقیل و ہوشیع و حبقوق و زکریا و صفنیا وغیرہ اسی طریق سے لکھے گئے ہیں -

وقت نزول وحی انبیاء پر روحانیت غالب ہوتی ہے اور جسمانیت مضمحل ہو جاتی ہے - اس لئے بڑا تغیر پیدا ہوتا ہے چونکہ ان کے مزاج میں بڑی قوت ہوتی ہے اس لئے جو کچھ اعلام ہوتا ہے اسے محفوظ رکھتے ہیں اس میں غلطی نہیں واقع ہوتی - اس لئے وے معصوم ہوتے ہیں خطاء فی الوحی سے وے بالکل محفوظ ہیں اس طریق ثانی کو عبرانی میں חזון حزدون کہتے ہیں -

اس کا پرتو صلحاء و زہاد کو بھی ہوتا ہے جسے الہام کہا کرتے ہیں چونکہ اس کی روشنی کم ہوتی ہے وہ مفید یقین نہیں ہوتا اور شائبہ خطا سے خالی نہیں ہوتا - اس لئے اس سے تمسک جائز نہیں

جب اس قدر ممہد ہوا تو کہتے ہیں کہ شعر غالباً بذریعہ وحی کے ملتی ہے چنانچہ کل زبور ایسی ہی ہے وعلیٰ ہذا القیاس - شعر موسیٰ و شعر سلیمان علیہم السلام وغیرہ - اس میں بیشتر تسبیح و تحمید باری عز اسمہ ہوتی ہے اور کبھی کبھی اس میں اخبار بالغیب بھی شامل رہتا ہے شعر ہی کو عرب میں قرآن کہتے ہیں پس قرآن بالکل شعر ہے چونکہ شعر میں اوامر و نواہی متعلق بحکمت عملی خصوصاً تدبیر منزل و سیاست مدن نہیں ہوتی تھی اور قرآن میں یہی ہے اس لئے حضرت داؤد نے اسے شیرحادش یعنی نئے شعر سے تعبیر کیا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ زبان عربی میں ہے بخلاف زمانہ سابق کے کہ وہ زبان عبرانی میں ہوتی تھی جب یہاں تک لکھ چکے تو اب ہم یہاں وہ زبور کو نقل کرتے ہیں - שירו ליהוה שיר חדש
שירו ליהוה כל הארץ:

شیرو لیہوا شیر حاداش شیرو لیہوا کل ہا آرض - لغات שִׁירוּ شیرو
سبحوا یعنی بھجو שִׁיר شیر یعنی حمد חָדָשׁ حادش معنی جدید
הָאָרֶץ آرص - ارض (ترجمہ) بھجو اللہ کو نئے بھجن سے سبحوا اللہ
تسبیحا جدیدا مقصود یہ ہے کہ اللہ کو نئے بھجن یعنی قرآن شریف سے بھجو۔ یہ
خبر ہے نسبت قرآن کے اُس کی قرأت نماز مقرر ہوگی تمام دنیا کے واسطے فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ اگر یہ خبر نسبت قرآن کے نہ ہو تو پھر حاداش کی قید فضول
ہو جائے گی نئی تسبیح جیسا قرآن پر منطبق ہے ویسا کسی کتاب پر نہیں انجیل میں تو تسبیح مطلق
نہیں صرف چند مواعظ ہیں اگر تسبیح سلیمان کو کہیں تو مضامین زبور سے متقارب ہیں اور
زبان بھی وہی ہے اور قرآن کا تسبیح جدید ہونا اظہر من الشمس ہے - واضح ہو کہ حضرت موسیٰ کے
وقت میں نماز فرض نہ تھی توراۃ سے فرضیت صرف قربانی کی ثابت ہوتی ہے احکام توراۃ
تا بعثت ہمارے پیغمبر کے بدستور قائم رہے توراۃ میں اُس پر بڑا نے خواہ گھٹانے کی سخت
ممانعت ہے۔ اصل نماز حمد باری تعالیٰ ہے پس یہ حکم کہ کل روئے زمین تسبیح کریں اس سے مقصود
اجرا نہیں ہے اور نہ فرضیت صلوٰۃ مقصود ہے نہیں تو حضرت داؤد اپنے وقت میں جاری کرتے
بلکہ یہ حکایت ہے کسی زمانۂ آئندہ کی چنانچہ قرآن کا پڑھنا آنحضرتؐ کے وقت میں فرض ہوا قرآن
ترجمہ ہے شیر کا۔ قرآن علم نہیں ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا کو لحاظ کرو یعنی عربی بھجن
قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ مثانی کے معنی
بیت یعنی خصوصاً ٹیپ جسے بار بار گاتے ہیں معنی آیت یہ ہیں کہ دیا ہم نے تجھے سات آیت
کی ٹیپ اور بڑے بھجن چونکہ سورۂ فاتحہ کو نماز میں بار بار پڑھتے ہیں تو اُسے بیج مثانی سے
تعبیر کیا۔ الغرض اس آیت میں اشارہ ہے فرضیت صلوٰۃ کی طرف جو قبل زمانہ ہمارے پیغمبر کے
نہ تھی - שׁדולֵ הנחבֵד כי שמל בֵ
שׁוֹ מִירם-לֵיוֹם שׁוּ תָּתוֹ׃

شیرو لیہوّا بارخو شمو بسترو میّوم لیوم یشوعاتو لغات ב ר כ ו
بارخو مادہ اس کا ב ר ך بارخ ہے جس کے معنی ہیں برکت دینا
مبارک ہونا عظمت بیان کرنا۔ ناز کرنا ב שׂ ר ו بسترو۔ بشارت دو
י ש ו ע ת ו یشوعا۔ محفوظ و نجات و مدد و حفاظت و رحمت و فتح۔
(ترجمہ) خدا کی تسبیح کرو اُس کے نام کی عظمت بیان کرو۔ روزانہ اُس کی رحمت
خواہ اعانت کی بشارت دو۔ یہ اشارہ ہے اذان کی طرف کہ اس میں روزانہ
خدا کے نام کی عظمت اور بشارت فلاح و نجات بیان ہوتی ہے۔ سورہ فاتحہ جو
اصل نماز ہے اس میں سات صفت باری تعالیٰ کی مذکور ہیں۔ ربوبیت جو سراسر
عظمت رحمت و ملک عبادت و اعانت ہدایت انعام جسے مسلمان روزانہ پڑھتے
ہیں۔ ابو سعید ابن المعلی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھی سبع المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیتہ یہ حدیث
مروی ہے بخاری و ابن ماجہ و سنن ابو داؤد و نسائی میں چونکہ یشوعا کے معنی محفوظ و معصوم بھی
ہوتے ہیں اس لئے اس آیت کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں خدا کی تسبیح کرو اُس کے نام کی
عظمت بیان کرو اور اُس کے معصوم کی بشارت روزانہ بیان کرو۔ انبیاء علیہم السلام
معصوم ہوتے ہیں مراد ذات سرور موجودات ہے مسلمان پانچ وقت تشہد میں لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ جس کا مضمون یہ ہے کہ سوائے ذات
باری تعالیٰ کے کوئی موجود حقیقی نہیں جملہ اشیاء اسی ذات کے پرتو اور اسی سے
موجود ہیں۔ کمال عظمت باری عز اسمہ پر دلالت کرتا ہے محمد رسول اللہ بشارت ہے

اُس کے معصوم کی جس کی طرف حضرت داؤد اشارہ فرماتے ہیں ספרו בגו
ים כבודו בכל־העמים נפלאו
תיו ׃ سپّرو بگوئم کبودو بکل ہاعمیم نفلوتاو۔ (ترجمہ)
"بیان کرو قبائل میں اُس کا جلال سب قوموں میں اُس کی عظمت" یہ آیت
گزشتہ کی تاکید و توضیح ہے اس آیت کے واضح معنی یہ ہیں کہ اقوام بت پرست میں
ظاہر کرو اُس کی عظمت یعنی اُس معصوم کے عظمت کی بشارت دو اور جملہ اقوام میں
ہر اُس کے معجزات بیان کرو قرآن کی ہر آیت معجزہ ہے جب یشوعا کے معنی معصوم
ہوں تو یہ معنی اُس سے متعلق ہونگے כי גדול יהוה ומ
הלל מאד נורא הוא על־כל־
כל־אלהים׃ כי כל־אלהי העמ
מים אלילים ויהוה שמי
ם עשה׃ הוד־והדר לפניו עז
ותפארת במקדשו׃ הבו
ליהוה כבוד שמו שאו מנחה
ובאו לחצרותיו׃
کی گادول یہوا اومہلال میود نورا ہوعل کل الوہیم کی کل الوہی ہا عمیم الیلیم
ویہوا شامیم عاسا ہود وہادار لفانا و عوز وتفیرت بمقداشو ہابو لیہوا کبود
شمو سئو منحہ وبو لحصروتاو۔ لغات גדול گادول۔ بڑا

וּמְהֻלָּל ستودہ محمود محمد מְאֹד بمعنی قوت قوی
נוֹרָא نورا۔ ذوالجلال اور ذی شوکت הָאֱלֹהִים الوہیم معبود
حکام אֱלִילִים ایلیل۔ لغو و باطل מִנְחָה منخا۔ نذرانہ پیش
عربی منح کہتے ہیں (ترجمہ) کہ بڑا ہی اللہ اور محمد قوی (یعنی بیان کرو قبائل میں اُس کا جلال سب
قوموں میں اُس کی عظمت کہ اللہ بڑا ہے اور محمد قوی ہے چنانچہ اذان میں اللہ اکبر پانچوں وقت پڑھا جاتا ہے۔
اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ سے عظمت باری تعالیٰ اور عظمت نبی کے
رسول کی مسیح ہی کیونکہ وہ ذوالجلال ہے سب معبودوں سے (یہ اُس وقت ہوگا کہ یہ تعلق اللہ کے ساتھ ہو
اور محمد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہونگے کہ وہ سب رسولوں سے ذی شوکت و پرشکوہ ہوگا بہ نظر کثرت اتباع و بہ نظر
جلال و قتال کیونکہ الوہیم کے معنی معبود بھی ہیں اور حکام و افسر بھی ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ کو الوہیم کہا ہے حکام سے
مقصود شارع و رسول ہے جس کے احکام عین احکام الٰہی ہوتے ہیں) کیونکہ سب معبود اقوام لغو ہیں اور
خدا نے آسمان بنایا ہے ہاں اشھد ان لا الہ الا اللہ سے اشارہ ہے دوسرے معبودوں
کی لغویت کی طرف جس کے سامنے جمال بھی ہے اور جلال بھی جس کے پاک گھر میں کبریائی و تفاخر
ہے۔ لاؤ خدا کے واسطے اے قبائل اقوام (یعنی ایمان و تسلیم) لاؤ اُس کے واسطے عزت و قوت
(یعنی اُس کو معزز جانو اور قوی) یہ اشارہ ہے جو اذان میں کہا جاتا ہے قوم سے کہ تم نماز کے لئے
حاضر ہو حی علی الصلوٰۃ کے مضمون کو ملحوظ کر دیکھیں حضرت داؤد اُسی کی طرف اشارہ
کرتے ہیں کہ اے قبائل خدا کے واسطے ایمان و تصدیق لاؤ یعنی نماز کے لئے حاضر ہو یہ
مطابق اُس کے ہے جو حضرت موسیٰ کی تسبیح میں گزرا כִּי שֵׁם יְהוָה
אֶקְרָא הָבוּ גֹדֶל לֵאלֹהֵינוּ: (ترجمہ)
جب میں خدا کا نام پکاروں تو تم لوگ ہمارے معبود کے لئے عظمت لاؤ یعنی نماز کے لئے
آمادہ ہو خدا کے نام کی تعظیم کرو نذرانہ لاؤ اُس کے احاطہ میں یہ اشارہ ہے اُسی کی طرف
جو کہ مکہ میں اب تک تمام دنیا سے نذرانہ جاتا ہے שְׂאוּ מִנְחָה וּבֹאוּ לְחַ

לַיהוָה בְּהַדְרַת־קֹדֶשׁ חִילוּ מִפָּנָיו
כָּל־הָאָרֶץ׃ ہشتحوو لیہوا بہدرت قودش حیلو مپاناو
کل ہا آرِص (ترجمہ) سجدہ کرو خدا کو مساجد میں (اب یہ تصریح ہے فعل الصلوٰۃ کی
طواف کرو اُس کے سامنے تمام روے زمین یہ اشارہ ہے حج کی طرف تمام دنیا کے لوگ مکہ معظمہ
میں حج کے لئے جاتے ہیں ان قوم وعام سے حج نہیں ہوتا تھا۔ الغرض یہ اشارہ ہے
صلوٰۃ ذات السجود وحج کی طرف فرضیت ایسی نماز کی آگے نہ تھی آنحضرت کے وقت میں
ہوئی اور حج بھی اس طرح فرض نہ تھا۔ بیت المقدس میں بنی اسرائیل صرف قربانی کے لئے
جمع ہوتے تھے اگرچہ نماز ذات الرکوع وسجود حضرت ابراہیم کے وقت میں تھی چنانچہ
توریت کی دوسری کتاب کے پانچویں باب سے معلوم ہوتا ہے لیکن موسیٰ کے وقت میں
אִמְרוּ בַגּוֹיִם יְהוָה מָלָךְ אַף־
תִּכּוֹן תֵּבֵל בַּל־תִּמּוֹט יָדִין עַמִּים
בְּמֵישָׁרִים׃ יִשְׂמְחוּ הַשָּׁמַיִם וְ
תָגֵל הָאָרֶץ יִרְעַם הַיָּם וּמְלֹאוֹ׃
יַעֲלֹז שָׂדַי וְכָל־אֲשֶׁר־בּוֹ אָז
יְרַנְּנוּ כָּל־עֲצֵי־יָעַר׃ לִפְנֵי יְהוָה
כִּי בָא כִּי בָא לִשְׁפֹּט הָאָרֶץ יִשְׁ
פֹּט־תֵּבֵל בְּצֶדֶק וְעַמִּים בֶּאֱ
מוּנָתוֹ׃ امرو بگویم یہوا مالخ اَف تکون تیبل بل تموط
یادین عمیم بمیشاریم یسمحو ہشامایم وتاگیل ہا آرص یرعم ہیام ومِلاو یعلوز سادی
وکل اشر بو از یرننو کل عصی یعر لفنی یہوا کی با کی با لشپوط ہا آرص یشپوط
تیبل بصیدق وعمیم بامونا تو لغات גוי = گوی = اُمت گروہ

מלך کا بیج = حکمران ہوا، بادشاہ ہوا תכון تکون مادہ اس کا
کون ہے یہ باب انفعال سے ہے معنی آمادہ ہونا اور راست و درست ہونا۔ یہاں صیغہ مضارع ہے
תבל تبیل۔ کرہ ارض בל תמוט تموط = متنزلزل ہوگی
ידין یادین = انصاف کرے گا עמים במישרים بیشاریم = راستی
ותגל تاغیل مادہ اس کا גיל گیل ہے جس کے معنی ہیں چکر کھانا۔
(ترجمہ) کہدو قوموں سے کہ خدا سلطان ہوا تو زمین آمادہ ہوجائے بلکہ متزلزل ہو، انصاف
کرے گا قوموں کی راستی کے ساتھ مسرور ہوں آسمان اور چکر کھائے زمین اور متموج ہو
سمندر اور بھرپور ہوجائے اور خوش ہو بستان اور جو کچھ اُس میں ہو، تب مترنم ہونگے جنگل کے
درخت خدا کے سامنے کہ آیا، ہاں آیا زمین کے انصاف کے لئے، انصاف کرے گا
کرۂ ارض کا مطابق صداقت کے اور قوموں کا مطابق اُن کے ایمان کے۔ یہ بیان قیامت
ہے۔ چونکہ وجود پیغمبر آیات قرب قیامت سے ہے۔ اس لئے حضرت داؤد بعد بیان بعثت
شریف ذکر قیامت کرتے ہیں لمن الملك اليوم اس کے یہ معنی صاف ہیں کہ اقوام مت پرست
سے کہدو کہ خدا مالک ہوگا (یعنی اُسی کا حکم اور اُسی کی شریعت بموجب انتظام ہوگا) تب زمین مستقل
ہوگی لغزش نہ کرے گی۔ قوموں پر حکومت کرے گا عدالت سے خوش ہونگے آسمان اور مسرور
ہوگی زمین، وجد کریں گے سمندر اور کامل ہونگے ہمارا خط اور جو کچھ اُس میں ہے شادمانی
کریں گے جب کل جنگلی درخت مترنم ہونگے۔ مقصود یہ ہے کہ اجرائے شریعت ربانی اور
انتظام ملک حسب احکام الٰہی و امن و امان و مسرت زمین و آسمان و خلاصی بنی اسرائیل
بت پرستوں کے ظلم سے جب ہوگا کہ جنگلی درخت مترنم ہونگے یعنی جہال عرب = حصول
شرائع و ادب قرآن پڑھیں گے اور نیز یہ اشارہ ہے کہ جب جنگل کے درخت تصدیق
رسالت کریں گے چنانچہ اشجار و احجار نے آپ کے رسالت کی تصدیق کی: ۹۶، ۱ زبور:
יעלז שדי וכל אשר בו אז ירננו כל עצי יער

שִׁירוּ לַיהוָה שִׁיר חָדָשׁ תְּהִלָּתוֹ בִּקְהַל חֲסִידִים :

ہللویاہ شیرو لیہوا شیر حاداش تہلاتو بقہل حسیدیم (ترجمہ) خدا کی حمد کرو اس کو نئے بھجن سے بھجو یعنی اس کی نماز زہاد کی جماعت میں: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شیر حاداش سے مقصود قرآن ہے وہی لفظ یہاں بھی واقع ہے اس کی تصریح یہاں اور بھی ہے کہ وہ جماعت زہاد میں نماز مقرر ہوگی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ کو ملاحظہ کرو یہاں لفظ חֲסִידִים حسیدیم آیا ہے جس کے معنی ہیں رحماء یہ شان صحابہ ہے رحماء بینھم کو خیال کرو حسیدیم کے معنی ہیں زہاد یعنی جو خدا ہی سے اپنا تعلق رکھیں واضح ہو کہ حضرت موسیٰ کے وقت میں بڑی عبادت قربانی تھی عام طور پر نماز نہ تھی کچھ دعا بضرورت پڑھتے تھے اب اس دور میں نماز ہی عبادت مقرر ہوئی اس لیے داؤد کہتے ہیں کہ وہ شیر حاداش نماز مقرر ہوگی۔

יִשְׂמַח יִשְׂרָאֵל בְּעֹשָׂיו בְּנֵי־צִיּוֹן יָגִילוּ בְמַלְכָּם

یسمح یسرائیل بعوسایو بنی صیون یاغیلو بملکا (ترجمہ) خوش ہوں گے اسرائیل اپنے خالق سے اور ساکنان بیت المقدس وجد کریں گے اپنے سلطان پر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد خبر دیتے ہیں کسی بادشاہ کی جو بنی اسرائیل کا معاون ہوگا یعنی خدا پرستی کو قوت دے گا اور بت پرستوں کے ہاتھ سے اس قوم کو بچائے گا چونکہ وہ اسی جانب سے ہوگا اس لئے خدا سے خوش ہونے کو یعنی اس کی شکر گزاری کو بیان کیے ہیں בְּנֵי־צִיּוֹן اور بنی صیون سے مراد عرب ہو سکتے ہیں کیونکہ

خشک زمین کو بھی کہتے ہیں جیسا اوپر گزرا: יְהַלְלוּ שְׁמוֹ בְמָחוֹל
בְּתֹף וְכִנּוֹר יְזַמְּרוּ־לוֹ׃
یہلّلو شِمو بِماحول بِتوف وِخِنور یزمّرو لو (ترجمہ) اُس کے نام کی ستائش کرو
بانسوری سے دف وستار سے اُس کے بھجن کرو مقصود فقط اظہار سرور و وجد ہے ایسے
خالق و ایسے بادشاہ پر اس میں ایک سرّ ہے یہلّلو کے معنی ہیں محمد کو یہ صیغہ مضارع ہے لیکن
اُس سے اسم مفعول مراد ہو سکتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اس بادشاہ کا نام محمد ہوگا כִּי־
רוֹצֶה יְהוָה בְּעַמּוֹ יְפָאֵר עֲנָוִים בִּ
ישׁוּעָה׃ کی رُوصہ یہوا بِعَمّو یِفاءر عناویم بیشوعا (ترجمہ) جب رضامند
ہوگا خدا اپنی قوم سے تو فخر دے گا مساکین کو نجات دینے کا: مقصود یہ ہے کہ جب خدا بنی اسرائیل سے
اُن کی نجات کے لئے رضامند ہوگا تو یہ فخر غریب قوم کو عنایت کرے گا۔ غریب قوم سے مقصود
عرب ہیں کہ اُن کے ملک میں نہ پانی کا آرام، نہ کھانے کا، نہ علم ہے نہ دانش، نہ ہنر ہے، نہ دستکاری
علاوہ بریں قریش جو اولادِ اسمٰعیل سے ہیں حضرت ابراہیم نے اُن کے مورث اعلیٰ یعنی حضرت
اسمٰعیل کو نکال دیا تھا۔ ملک شام سے جہاں سے خود حضرت آدم نکالے گئے تھے اور اسی
ملک بے آب و دانہ میں بطور سزا پھینکے گئے اور حضرت اسمٰعیل کا نکالا جانا بوجہ سارہ کے تھا
تو اب خدا نے بنی سارہ کی نجات کے لئے بنی ہاجرہ کو تجویز و مامور کیا جو لوگ اُس بادشاہ کے
مطیع ہوئے جس کا ذکر اس آیت میں ہے اُن کو نجات دنیا و آخرت میں نصیب ہوئی بت پرستوں
کی دست بُرد سے محفوظ ہو گئے اور اشقیا خائب و خاسر رہے: יַעְלְזוּ חֲסִ
ידִים בְּכָבוֹד יְרַנְּנוּ עַל־מִשְׁכְּבוֹ
תָם׃ یعلزو حسیدیم بِکابود یِرنّنو عل مِشکّوتام (ترجمہ) خوش ہوں گے
زہاد عزت سے ترنم کریں گے اپنے بستر پر: רוֹמְמוֹת אֵל בִּגְרוֹ
נָם וְחֶרֶב פִּיפִיּוֹת בְּיָדָם׃

رُوممُوث ایل بغرونام وحرب پیپوث بیادام لغات רוֹמְמוֹת
روممُوث جمع ہے رومامہ کی רוֹמֵמָה جس کا مادہ רוּם رام ہے
بمعنی بلند ہونا رومیما بلند و بلندی مجازاً عزت کنایہ ہوتا ہے وہی اور کلام اللہ سے בִּגְרוֹנָם
گردن - حلق (ترجمہ) خدا کا کلام اُن کے حلق میں ہوگا اور دو دھاری تلوار اُن کے
ہاتھ میں یہ نشان ہے اُس غریب قوم کا جس کو خدا حق پرستی پر مامور کرے گا کہ خدا کا کلام اُن کی
گردن میں ہوگا اور دو دھاری تلوار ہاتھ میں احکام الٰہی جاری کرنے کے لئے جو سراسر عنایت
حکمت ہوگی یہ سوائے زمانہ اسلام کے کبھی نہیں ہوا احکام ربانی کے اجرا کے لئے کسی نبی کے
وقت میں تیغ رانی نہیں ہوئی یہ تو نہایت واضح ہے לַעֲשׂוֹת נְקָ
מָה בַּגּוֹיִם תּוֹכֵחוֹת בַּלְאֻמִּי
ם ׃ لعسوث نقاما بگوئیم توخیوث بلاُمیم (ترجمہ) اقوام کی سزا دینے
کے لئے اصلاح امم کے واسطے یعنی تلوار اُن کے ہاتھ میں ہوگی کہ اقوام بت پرست کی اصلاح
کریں اُن کو سزا دینے کی לֶאְסֹר מַלְכֵיהֶם
בְּזִקִּים וְנִכְבְּדֵיהֶם בְּכַבְלֵי
בַרְזֶל ׃ لاسور ملخیھم بزقیم ونخبدیھم بخبل برزل لغات לֶאְ
סֹר اسور - اسیر کرنا זִקִּים زقیم جمع ہے זֵק زق کے معنی
زنجیر כֶּבֶל کبل معنی قید بیڑی (ترجمہ) اُن کے سلاطین کو زنجیروں
میں اسیر کرنے کے لئے اور اُن کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیوں میں לַעֲשׂ
וֹת בָּהֶם מִשְׁפָּט כָּתוּב הָדָר
הוּא לְכָל חֲסִידָיו הַלְלוּיָהּ׃
لعسوث باھم مشپاط کاتوب ھادار ھوحل حسیداو ھللویاہ (ترجمہ) اُن میں شریعت
کتب جاری کرنے کے لئے وہ زینت ہے جملہ زہاد کے لئے خدا کی حمد کرو: اشعیا کا ۴۲ باب

اس کے مناسب ہے اس لئے ہم لکھتے ہیں ان کا دستور ہے کہ کبھی کسی پیشین گوئی کرتے ہیں اور
کبھی کسی پر کچھ ترتیب نہیں ہے بیت المقدس اور بنی اسرائیل سے پیشتر ان کا کلام تعلق رکھتا ہے
הֵן עַבְדִּי אֶתְמָךְ־בּוֹ בְּחִירִי רָצְ
תָה נַפְשִׁי נָתַתִּי רוּחִי עָלָיו מִשְׁפָּט לַגּוֹ
יִם יוֹצִיא : ہن عبدی اِتمک بو بحیری راصتا نفشی
ناتتی روحی عالاو مشپاط لگویم یوصی : **لغات** הֵן ہن حرف تنبیہ ہے
بمنزلہ عربی اسکے مثل فارسی میں עֶבֶד عبید بمعنی عبد بندہ غلام אֶ
תְמָךְ اتمخ اس کا مادہ תָּמַךְ تمخ ہے بمعنی اٹھاکے کھڑا کرنا בְּ
חִיר بحیر مصطفےٰ منتخب (ترجمہ) دیکھو اپنے بندہ کو اٹھا کھڑا کروں گا اپنے مصطفےٰ
نے میری جان رضامند ہوئی اس کو جی دونگا میں شریعت قوموں کے لئے نکالے گا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب احکام ہونے والا ہے جس کی یہ خبر ہے کیونکہ شریعت نکالنا دوسرے کا
کام نہیں بعد موسیٰ کے کوئی رسول سوائے ہمارے پیغمبر کے دوسرا نہیں ہوا اس پیغمبر کو خدا
عبدی کر کے کہتا ہے یہ کلمہ نہایت پیار کا ہے عبودیت کے مراتب علماء نے بہت کچھ شرح و بسط کے
ساتھ لکھے ہیں ہم کو اعادہ کی ضرورت نہیں اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ مطابق
اس پیشین گوئی کے ہے رسول تو منتخب ہوتا ہے לֹא יִצְעַק וְלֹא
יִשָּׂא וְלֹא יַשְׁמִיעַ בַּחוּץ קוֹ
לוֹ : لو یصعق ولو یشا ولو یشمیع بحوص قولو **لغات** יִצְעַק
مادہ اس کا צָעַק صعق ہے اس کے معنی ہیں چلانا شور کرنا : יִשָּׂא
یشا اٹھانا تکبیر کرنا (ترجمہ) نہ چلائے گا اور نہ اپنی آواز بلند کرے گا اور نہ باہر
سنائے گا مقصود یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہایت نرم دل ہوگا اور اس کی آواز بہت نرم ہوگی چنانچہ
یہ بات ہمارے پیغمبر میں تھی لو کنت فظا غلیظ القلب קָנֶה רָצ

קָנֶה רָצוּץ לֹא יִשְׁבּוֹר וּפִשְׁתָּה כֵהָה לֹא
יְכַבֶּנָּה לֶאֱמֶת יוֹצִיא מִשְׁפָּט
׃ قانہ راصوص لو یشبور و فشتہ کہیا لو یخبنہ لامت یوصی مشپاط:

شکستہ بیل کو نہ توڑے گا اور دھوندلی بتی کو گل نہ کرے گا۔ تصدیق شریعت جاری کرے گا مقصود یہ ہے کہ مظلوموں کو نہ ستائے گا وہ بڑا عادل ہوگا۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ بیت المقدس کو خراب نہ کرے گا بلکہ محفوظ رکھے گا شکستہ بیل سے مقصود بیت المقدس ہے چنانچہ اب مسلمان اس مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہیں اور دھوندلی بتی سے مقصود توارت ہے یعنی اس کے احکام بالکلیہ نہ زائل کرے گا۔

לֹא יִכְהֶה וְלֹא יָרוּץ עַד
יָשִׂים בָּאָרֶץ מִשְׁפָּט וּלְתוֹרָתוֹ
אִיִּים יְיַחֵלוּ: لو یخہ ولو یاروص عد یاسیم باآرص مشپاط و لتوراتو ایّیم یحیلو (ترجمہ) نہ مضمحل ہوگا نہ دوڑے گا جب تک کہ نہ قائم کرے گا ملک میں دین یعنی جب تک اس کی شریعت اہل ہند قبول کریں مقصود یہ ہے کہ وہ پیغمبر جب تک دین کو پورا نہ کرے گا اور اس کی شریعت ملک میں جاری نہ ہوئے گی اس دنیا سے رحلت نہ کرے گا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کو اور سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ کو ملاحظہ کرو

כֹּה־אָמַר הָאֵל יְהוָה בּוֹרֵא הַשָּׁמַיִם
וְנוֹטֵיהֶם רֹקַע הָאָרֶץ וְצֶאֱצָאֶיהָ
נֹתֵן נְשָׁמָה לָעָם עָלֶיהָ וְרוּחַ לַהֹלְכִים
בָּהּ کوہ امر ہا ایل یہوا بوری ہشامیم ونوطیہم روقع ہا ارض

وبوصئیا ہا نوطیہن رقا کالا ہا عام عالیہا ورؤخ لہولخیم باہ (ترجمہ) یوں کہا اُس
قوی خدا نے جس نے آسمانوں کو بنایا اور اُن کو کھڑا کیا جس نے زمین کو پھیلایا اور اُس کے
موالید کو جس نے اُس کے رہنے والوں کو جان دیا اور روح اُس میں چلنے والوں کو:

אֲנִי יְהוָה קְרָאתִיךָ בְצֶדֶק וְאַחְזֵק.
בְּיָדֶךָ וְאֶצָּרְךָ וְאֶתֶּנְךָ לִבְרִ
ית עָם לְאוֹר גּוֹיִם: לִפְקֹחַ. עֵינַיִם עִוְרוֹ
ת לְהוֹצִיא מִמַּסְגֵּר אַסִּיר מִבֵּית כֶּלֶ
א יֹשְׁבֵי חֹשֶׁךְ: אֲנִי יְהוָה הוּא
שְׁמִי וּכְבוֹדִי לְאַחֵר לֹא אֶתֵּן וּתְהִ
לָּתִי לַפְּסִילִים: הָרִאשֹׁנוֹת הִנֵּ
ה בָאוּ וַחֲדָשׁוֹת אֲנִי מַגִּיד בְּטֶרֶם
תִּצְמַחְנָה אַשְׁמִיעַ אֶתְכֶם انی یہوا قراتیخا بصدق واَحزیق
بیادخا واصرخا واتنخا لبریت عام لاور گوئیم لفقوح عینایم عیوروت لہوصی
ممسگیر اسیر مبیت کلی یوشبی ہوشخ: انی یہوا ہو شمی وخبودی لاحیر لواتین
وتہلاتی لپسلیم: ہاریشونوت ہنہ باؤ وحداشوت انی مگید بطیرم تصمحنا اشمیع
اتخم (ترجمہ) میں خدا ہوں بلایا تجھے صداقت سے اور تیرا ہاتھ پکڑا (یعنی پابند کیا یا مسیح بنایا)
اور تیری حفاظت کی اور دیا تجھ کو شریعت قوموں کی روشنی (نور) دیدی اندھوں کی آنکھ
کھولنے کو حبس سے قیدیوں کے نکالنے کو قید خانہ سے اندھیری کے رہنے والوں کو۔ میں
خدا ہوں وہی میرا نام ہے اپنا جلال میں اجانب کو نہ دوں گا اور اپنی خوبی (یعنی کمال) کو:
مقصود یہ ہے کہ جب شریعت دوں گا تو ابراہیم کی اولاد کو دوں گا۔ نہ بت پرستوں کو کیونکہ
کہا ہے זֶרַע אַבְרָהָם אֹהֲבִי: ابراہیم کی اولاد

مجھے پیاری ہے۔ سارہ سے ہو خواہ ہاجرہ سے: امورات ماضیہ تو ہو چکیں اور حوادث کی
خبریں تم کو دیتا ہوں قبل اس کے کہ وجود پذیر ہوں۔ اب خبر دیتا ہے اس اخبار میں بڑا
اہتمام کیا ہے: שִׁירוּ לַיהוָה שִׁיר חָדָשׁ תְּהִלָּתוֹ
מִקְצֵה הָאָרֶץ יוֹרְדֵי הַיָּם וּמְלֹאוֹ
אִיִּים וְיֹשְׁבֵיהֶם׃ יִשְׂאוּ מִ
דְבָּר וְעָרָיו חֲצֵרִים תֵּשֵׁב קֵדָר יָרֹ
נּוּ יֹשְׁבֵי סֶלַע מֵרֹאשׁ הָרִים יִצְוָחוּ׃
יָשִׂימוּ לַיהוָה כָּבוֹד וּתְהִלָּתוֹ
בָּאִיִּים יַגִּידוּ׃ יְהוָה כַּגִּבּוֹר
יֵצֵא כְּאִישׁ מִלְחָמוֹת יָעִיר קִנְאָה
יָרִיעַ אַף־יַצְרִיחַ עַל־אֹיְבָיו יִתְגַּבָּר׃
شیرو لیہوا شیر حاداش تہلاتو مقصہ ہا آرص یوردی ہیّام ومِلوایّیم ویوشبیہم
یشئو مدبار وعاراو حصیریم تیشیب قیدار یارونو یوشبی سلع مِروش ہاریم یصوا
خو یاسیمو لیہوا کابود وتہلاتو بائییم یگیدو یہوا کگبور یصی کا ایش ملحاما یعیر
قنا یاریع اَف یصریح عل اویباو یتگبّر۔ لغات יָם
یام۔ بحر۔ سمندر מְלֹא ملو بھرتی۔ کوئی چیز ہو אִי ای خشکی و
جزیرہ יִשְׂאוּ یشئو صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا נָשָׂא
نشا ہے جس کے معنی ہیں بلند کرنا، لادنا، اٹھانا مجازاً سرداری کرنا اسی سے
ناسی معنی سردار نکلا ہے מִדְבָּר مدبار معنی ریگستان חָצֵר
معنی قریہ، گاؤں חָצִיר حاصیر۔ حصار و شہرپناہ۔ خصوصاً دیوار

بیت المقدس جیسے حلیم و حرم יָרֹנּוּ یعنی خوش اس کا مادہ רָנַן
مترنّم ہو جس کے معنی ہیں شور مچانا خصوصاً خوشی سے יָרִיעוּ نعرہ
مادہ اس کا רוּעַ صرف ہے معنی گرجنا، ڈپٹنا (ترجمہ) اے سکانِ بحر
و بر و باشندگانِ جزائر خدا کو نئی تسبیح سے تسبیح کرو۔ سرداری کریں گے
ریگستان اور اس کی بستیاں بیت المقدس میں جنھیں سکے بنی قیدار سکانِ
سنگ لاخ زمزمہ کریں گے پہاڑ کی چوٹی سے شور مچائیں گے۔ خدا کی زکوٰۃ
ادا کریں گے یا اس کی عظمت قائم کریں گے اور اس کی ستائش کے جزائر میں
اعلان کریں گے۔ خدا مثل بہادر کے نکلے گا۔ سپاہی کی طرح غضبناک ہوگا
بگل دے گا بلکہ کڑکے گا، اپنے دشمنوں پر غالب کرے گا۔ تفسیر خدا کو
نئے بھجن سے بھجو یعنی اس کی حمد کرو۔ انتہائے ارض سے سکانِ بحر و بر (اوپر ہم
بیان کر چکے ہیں کہ نئے بھجن سے مقصود قرآن ہے مقصود یہ ہے کہ قرآن سے تمام روئے زمین کے لوگ پڑھیں
یہی مقرر ہوگا) سرداری کریں گے میدان اور اس کی بستیاں حرم میں بیٹھے گا قیدار
زمزمہ سنج ہوں گے کوہستانی پہاڑ کی چوٹیوں سے شور مچائیں گے میدان سے
مقصود میدان عرب ہے وادی غیر ذی زرع سے جو مشہور ہے کتب قدیمہ میں
بھی جابجا اسی ارض کو بو شو یعنی وادی غیر ذی زرع سے بیان کیا ہے
קֵדָר תֵּשֵׁב חֲצֵרִים قیدار نام ہے حضرت اسمٰعیلؑ کے
بیٹے کا جس کی اولاد میں ہمارے پیغمبر ہیں חֲצֵרִים حصیرہم حرم
بیت المقدس کو کہتے ہیں یہ خبر نسبت ہمارے پیغمبر کے نہایت واضح ہے محتاج بسط و
تطویل نہیں خدا کی عظمت قائم کریں گے اور اس کی پرستش دنیا کو بتائے گی (یعنی
بنی قیدار خدا پرستی دنیا میں قائم کریں گے) خدا مثل پہلوان کے نکلے گا مرد سپاہی کی طرح
غضب مشتعل کرے گا کڑکے گا اور ڈپٹے گا اپنے دشمن پر جبر کرے گا۔ یہ سب اشارہ ہے

چاہ کی طرف: הֶחֱשֵׁיתִי מֵעוֹלָם אַחֲרִישׁ
אֶתְאַפָּק כַּיּוֹלֵדָה אֶפְעֶה אֶשֹּׁם
וְאֶשְׁאַף יָחַד׃ تحیشیتی معولام
اخریش اتاپاق کیولیدا افعہ اشوم واشاف یاخد: הֶחֱשֵׁיתִי
تحیشیتی مادہ اس کا חָשָׁה ہے جس کے معنی ہیں سکوت و قرار و
استراحت یہاں صیغہ ماضی کا ابواب تعدیہ سے אַחֲרִישׁ اخریش
اس مادہ کے معنی بہت ہیں یہاں سکوت اختیار کرنا چپ چاپ رہنا۔ אֶפְעֶה
افعہ مادہ اس کا פָּעָה ہے جس کے معنی ہیں چلانا אֶשֹּׁם
اشوم مادہ اس کا شامم ہے שָׁמַם معنی ویران کر دینا۔
(ترجمہ) میں نے ابتداء سے اُن کو آرام و قرار دیا چپ چاپ رہوں گا۔ ضبط
کروں گا زچہ کی طرح چلاؤں گا۔ یکبارگی ویران و تباہ کروں گا۔ مطلب واضح ہے
بدکرداروں کی طرف خصوصاً بت پرست: אַחֲרִיב הָרִים וּגְבָ
עוֹת וְכָל־עֶשְׂבָּם אוֹבִישׁ וְשַׂ
מְתִּי נְהָרוֹת לָאִיִּים וַאֲגַמִּים אוֹבִ
ישׁ׃ וְהוֹלַכְתִּי עִוְרִים בְּדֶרֶךְ
לֹא יָדָעוּ בִּנְתִיבוֹת לֹא־יָדְעוּ
אַדְרִיכֵם אָשִׂים מַחְשָׁךְ
לִפְנֵיהֶם לָאוֹר וּמַעֲקַשִּׁים לְ
מִישׁוֹר אֵלֶּה הַדְּבָרִים עֲשִׂיתִם וְלֹ
א עֲזַבְתִּים׃ נָסֹגוּ אָחוֹר יֵבֹשׁוּ
בֹשֶׁת הַבֹּטְחִים בַּפָּסֶל הָאֹמְרִים

לישעיה מב פסוק טו-טז:

اَحَرِیب ہَارِیم وُگِبَعوٗت وِکَل عِسبَام اَوبِیش وِسَمتی نہَاروٗت لَاایِّیم وَاَغَمِیم اَوبِیش + وِہولَکتی عِورِیم بِدَرِخ لُویَادُوا بِنِتیبُوت لُویَادعُوا اَدرِیخِم آسِیم مَحشَاخ لِفنیہِم لَاوٗر وُمَعَقَشِّیم لِمِیشوٗر اِیلّیہ ہَدّبَارِیم عَسِیتِیم وِلُوعَزَبتِیم + نَاسُوغُوا اَحوٗر یبوٗشو بوٗشِت ہبوٗطِحِیم بَپَاسِل ہَاوٗمِرِیم لِمَسّیکَاہ اَتّم اِلوٗہینُو: חרב

اَحَرِیب مادہ اس کا חרב حَرَب ہے ویران ہونا یہاں الجاب تعدیہ ے ہے הר ہار بمعنی پہاڑ נתיב نِتیب آمدوشد سے جو راہ بن جائے דרך دَرِخ نَاہار بمعنی نہر ، ای بمعنی خشکی איים اَغَم بمعنی تالاب עוֵּר عِوِیر بمعنی اندھا מעקש مَعَقَاش کجی מישור مِیشور بمعنی راستی נסג نَاسُوغ مادہ اس کا נסג نسغ ہے بمعنی مڑجانا (ترجمہ) ویران کردیں گے ہم پہاڑوں کو اور پگ ڈنڈیوں کو اور اُن کی گھاسوں کو سوکھا دیں گے اور ندیوں کو اور تالابوں کو خشک کردیں گے اور اندھوں کو ایسی راہ پر چلاویں گے جسے وے جانتے نہ تھے اور ایسی پگ ڈنڈی پر جس سے وے واقف نہ تھے چلائیں گے اور عوض ظلمت اُن کے سامنے نور کریں گے اور کجی کی راستی یہی باتیں ہم کریں گے اور اُن کو نہ چھوڑیں گے پیچھے مڑیں گے یعنی بہت شرمندہ ہونگے بتوں پر بھروسا رکھنے والے وہ لوگ جو بت کو معبود کہتے ہیں پہاڑوں سے مقصود بت پرست ہیں اور پگ ڈنڈی سے مراد اُن کا دین ہے۔ غایت کلام یہ ہے کہ بت پرستوں کو برباد کریں گے اور اُن کے دین کو برباد کرکے اُن کو راہ راست پر چلائیں گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ پیغمبر خدا اور اصحاب کے وقت میں واقع ہوا جیسے

بت خانے توڑے گئے اور کیسی کیسی سخت قوم بت پرست ایمان لائی۔ بہت عیسائی
جو مثل بت پرست تھے سب راہ راست پر آ گئے۔ خدا پرستی دنیا میں شائع ہوئی۔ یہ سب واضح کہ
حاجت بسط و شرح نہیں حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی شیوع خدا پرستی ہوا لیکن نہ اس قدر
علاوہ بریں ممکن ہے کہ پہاڑ و پگ ڈنڈی سے مراد جبل وسہل ہو مقصود یہ ہے کہ اس زمانہ میں
آباد کوہستان و سہول میں کچھ طاقت نہ رہے گی و علیٰ ہذا القیاس جزائر و باشندگان بحر میں
اور ممکن ہے کہ پہاڑ سے مراد بڑی ریاست ہوں اور پگ ڈنڈی سے چھوٹی اور ممکن ہے کہ
انہار سے مقصود بڑی اوثان ہوں اور تالاب سے چھوٹی جو بہت مروج نہ ہوں اور یہ سب
آنحضرت کے وقت میں برباد ہوئے اور ممکن ہے کہ اندھوں سے مراد دینی قیدار ہوں جو
بعض نافہم و جاہل تھے پر خدا کہتا ہے ہم ان کو چھوڑیں گے نہیں یعنی ان کی شریعت منسوخ
نہ ہوگی הַחֵרְשִׁים שְׁמָעוּ וְהַעִוְרִים הַבִּיטוּ
לִרְאוֹת׃ ہَحیرشیم شِمَاعُو وَہَاعِوریم ہَبِیطُو لِرئوت:
ترجمہ) بہروں نے سنا اور اندھوں نے دیکھا مقصود بہرے سے وہ ہے جس نے حکمت و
دانش کی بات نہیں سنی اور اندھے سے مراد وہ ہے جو ایسی باتیں نہ پڑھے ہو یعنی اُمّی
محض جیسا آگے خود مصرح ہے: מִי עִוֵּר כִּי אִם־עַבְדִּי
וְחֵרֵשׁ כְּמַלְאָכִי אֶשְׁלָח מִי
עִוֵּר כִּמְשֻׁלָּם וְעִוֵּר כְּעֶבֶד יְהוָה׃
می عِوّیر کی اِم عَبدی وِ حیریش کِملاخی اِشلاح می عِوّیر کِمشُلّام وِعِوّیر کِعیبد یہوا:
ترجمہ) کون اندھا ہے سوائے ہمارے غلام کے کون بہرا ہے سوائے ہمارے بھیجے ہوئے
پیغمبر کے کون اندھا ہے مسلمان کا سا اور کون اندھا ہے خدا کی بندگی کی طرح۔ اوپر کی آیت میں
وعدہ تھا کہ بہرے سنیں گے اور اندھے دیکھیں گے یعنی فیضان الٰہی اندھے اور بہرے پر
نازل ہوگا یعنی اُمّی محض پر اب اس آیت میں اس اُمّی کی تصریح ہے کہ اندھے سے

مقصود مسلمان ہے اور جس کا خطاب عبداللہ ہوگا مقصود یہ ہے کہ فیضان الٰہی نازل ہوگا اسی شخص پر جو مسلمان اور رسول اللہ و عبداللہ ہوگا اسی آپ کا ہونا تو ظاہر ہے שְׁלֹם مشلّام کے معنی مسلمان اور کامل آپ کامل ہی تھے اور مسلمان بھی جبرئیل نے مسلمان کے یہی معنی بیان کیا ہے کہ جو نماز پڑھے روزہ رکھے حج کرے زکوٰۃ دے اور پیغمبر کی رسالت کا اقرار کرے یہ سب کچھ آپ میں تھا اور رسول تو بدون کمال کے ہوتا نہیں اور عبداللہ تو آپ کا خطاب ہی ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کو ملاحظہ کرو خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیدار بیت المقدس پر قبضہ کرے گا یعنی اس کی اولاد میں کوئی ایسا ہوگا جو بیت المقدس کو لے لے گا۔ بت پرستوں کو راہ راست پر لائے گا۔ خدا پرستی دنیا میں پھیلائے گا وہ خدا کا رسول ہوگا اور وہ امی ہوگا وہ عبداللہ لقب پائے گا اور مسلمان بلکہ اس کے اتباع بھی مسلمان کہلائیں گے اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْباً عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یسعیاہ اسی مقام کو یاد دلاتا ہے:

רָאוֹת רַבּוֹת וְלֹא תִשְׁמֹר פָּקוֹחַ אָזְנַיִם וְלֹא יִשְׁמָע

راٴث رَبُّوث ولو تشمور پاقووح آزنایم ولو یشماع (ترجمہ) بہت جینا آنکھیں ملاحظہ نہ کریں گی کھلے کان نہ سنیں گے یہ اشارہ بنی اسرائیل کی طرف کہ باوجود واقفیت و تذکرے کے اس امی پر ایمان نہ لائیں گے۔ اکثر یہود کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہیں کہ ہاں محمد نبی تو تھے لیکن بنی اسمٰعیل کے لئے نہ ہمارے لئے ہمارے پاس تو شریعت عطیہ ربانی موجود ہے۔ یہ ایک حیلہ می نوشی کے لئے ہے کیونکہ شراب اس دور میں حرام ہوئی علاوہ بریں روزہ ایک مہینے کا فرض ہوا جو محنت شاقہ ہے۔ نماز پنج گانہ اس پر مستزاد ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں کوئی نماز مقرر نہ تھی۔ علاوہ بریں بہت سے احکام ان کی عادت جاریہ و مالوفہ کے خلاف تھے

بہ باعث عصیان وکفران جن הַחָרוֹן הַפַּם לְבַעֲלוֹ
ד קִלְּבַדְיל תּוֹלְדָה לְדוֹר : یہود حاقین لعین
جہد قوم یغذیل توراویا دیدہ؛ (ترجمہ) خدا رغبت کرے گا (یعنی اُس آنی کی) بہ سبب
اُس کے صدق کے وہ شریعت کو عظمت وقوت دے گا پیغمبر کو قبل نبوت کے بھی لوگ سچا
سمجھتے تھے یہ یقین تھا کہ آپ کذب کے نزدیک نہیں یہاں تک کہ آپ کو لوگ محمد امین
کہتے تھے اور آپ کو مستجاب الدعوات بھی سمجھتے تھے چنانچہ عتبہ کے حق میں آپ نے فرمایا تھا
اللهم سلط عليه كلبا من كلابك تو جب وہ ابولہب کے ساتھ مع قافلہ قریش
ملک شام میں بطور تجارت گیا تھا تو ابولہب نے اُس کی حفاظت میں بڑا اہتمام کیا تھا اور
کہتا تھا کہ مجھکو اس لڑکے کی نسبت محمدؐ کی دعا کا بہت خوف ہے چنانچہ باوجود احتیاط تمام
اُسے شیر نے توڑ ڈالا شعر

یارب صل وسلم دائما ابدا ۔ علی نبیک خیر الخلق کلهم

اس میں شبہ نہیں کہ زمانۂ اسلام میں شریعت کو نہایت عظمت وقوت ہوئی اصول حکماء
ایسے بے کار ہوئے کہ کبھی نہ تھے۔ نجوم کی قدر بالکلیہ جاتی رہی۔ رمل وکہانت کو کوئی
پوچھتا ہی نہیں۔ دیوتا بت پرستوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوگئے۔ سحر وجادو برائے نام
رہ گیا۔ حضرت موسیٰ نے ان سب امور کے مٹانے میں بہت کوشش کی لیکن اُن کے اتباع
کی نالائقی وعیش طلبی سے خوب اتمام اُن تحت احکاموں کا نہ ہوا۔

יְרוּא עַם-בְּזוֹן לְשׁוֹסְפֵי הַתְּהָב
חוֹרִים פְּלִסוֹב בְּתֵי בְּלָאִיס הָה
אֲחוֹ תְּי לְבַן לְתַיִן מְצַל בְּשַׁפַּח
הֵין-אֵת פְּרַק שְׁב : وہ عمر بازو زور تیرا سوی !
جو بھیم کلام ذبائی کلا یہم بجانو ایو لا بزداین مشغل مشت وایمان وہم

باشب: בָּזוֹז بازوز اس کا مادہ בזז بزز ہے بمعنی لوٹ لینا شکار کرنا
یہاں صیغہ اسم مفعول ہے חָשׂוּךְ حشوک مادہ اس کا חשׂך
حشکنا ہے بمعنی روکنا یہ خطاب ہے قیدار کی طرف (ترجمہ) وہ قوم لوٹی ماری جائے گی
شکار کرے گا وہ بندۂ خدا سب جوانوں کو اور حرم میں چھپیں گے تا ہم لٹ جائیں گے اور
کوئی لوٹ بچانے والا نہ ہوگا בָּתֵּי כְּלָאִים باتی کلائیم کے معنی
ہم حرم کہتے ہیں باتی جمع ہے بیت کی جس کے معنی ہیں گھر اور کلائیم کلا ہے کلا سے جس کے
معنی ہیں روکنا و بند کرنا باتی کلائیم کا ترجمہ لفظی روکا و منع کا گھر مقصود حرم ہے جہاں
خوں ریزی وغیرہ ممنوع ہے: בֵּית הַכְּלֶא : بیت ہکلا قیدخانہ
کو کہتے ہیں وہ لفظ اور ہے اور یہ اور یہ خبر ہے فتح مکہ کی جیسا کہ قرآن میں فتح کی خبر دی گئی
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا فتح مبین سے یہی مقصود ہے کہ جس کو ہم اشعیا پیغمبر کے
ذریعہ سے واضح کر چکے ہیں۔ اب ہم یہاں قصۂ فتح مکہ لکھ دیتے ہیں تا کہ لوگ اس خبر سے
منطبق کرلیں حدیبیہ میں جب آنحضرت صلعم سے اور قریش سے صلح ہوئی تو من جملہ شرائط
صلح یہ امر قرار پایا تھا کہ آنحضرت کے حلفاء یعنی ہم عہدوں سے قریش نہ لڑیں نہ ان کے
مخالفوں کی مدد کریں اور ایسا ہی آنحضرت بھی قریش کے حلفاء کے ساتھ کریں وہاں
دو قبیلے تھے خزاعہ اور بنی بکر خزاعہ حلیف یعنی ہم عہد پیغمبر خدا تھے اور بنی بکر کو عہد تھا
قریش کے ساتھ اب اتفاق یہ ہوا کہ دونوں قبیلوں میں جنگ ہوئی زیادتی بنی بکر کی تھی
بنی بکر نے شبخون مارا اور بیس آدمی خزاعہ کے مارے گئے قریش نے خفیہ ان کی مدد کی
بلکہ عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ بعض سردار خود بھی مونہہ چھپا کر گئے آنحضرت صلعم کو اسی وقت
بذریعہ وحی کے معلوم ہو گیا۔ خزاعہ کے راجز یعنی کرخیت نے اسی وقت رات میں آپ کو
پکارا اور استغاثہ کیا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو وہ آواز پہنچا دی اُس وقت آپ نماز میں
حضرت میمونہ کے حجرہ میں وضو کر رہے تھے سنتے ہی آپ نے فرمایا لبیک لبیک لبیک

لیتی ہیں پہنچا۔ حضرت میمونہ نے لبیک سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا راجز خزاعہ مجھے پکار رہا ہے مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ بنو بکر ہم پر شبخون لائے اور قریش نے اُن کی مدد کی پھر آپ نے صبح کو ما جرائے شب حضرت عائشہ سے بیان کیا حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ قریش عہد شکنی پر جسارت کریں گے تلوار نے تو انھیں تباہ کر رکھا ہے آپ نے فرمایا کہ انھوں نے عہد توڑا اب خدا کا ایک حکم اُن میں ظاہر ہوگا (غالباً حکم سے مقصود یہی حکم ہوگا جسے اشیا بیان کر رہے ہیں) پھر تین دن کے بعد عمرو بن سالم خزاعی نے حضور اقدس میں پہنچکر روبرو اصحاب کے سب حال نظم میں عرض کیا بعد وقوع اس قصہ کے قریش کو ڈر ہوا کہ اگر آنحضرت کو خبر ہوگئی تو بے شک فوج کشی کریں گے۔ اس لئے ابو سفیان کو حضور اقدس میں بھیجا کہ حال دریافت کر آئے اور مدت صلح کچھ اور زیادہ کرلائے۔ ابو سفیان مدینہ گیا۔ پہلے ام حبیبہ جو اُس کی بیٹی اور ازواج مطہرات میں تھیں اُن کے پاس گیا۔ جناب رسول اللہ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا ام حبیبہ نے بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا مجھے بچھونے پر بیٹھنے نہیں دیتی ام حبیبہ نے کہا کہ تم مشرک ہو یہ بوریا حضرت سید الطاہرین کے جلوس کا ہے نجاست شرک ہے۔ ابو سفیان نے کہا مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیری خو بدل گئی ہے۔ ام حبیبہ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہے اے باپ تو سردار قوم ہے اور دعویٰ عقل رکھتا ہے مسلمان نہیں ہو جاتا۔ پتھروں کو پوجتا ہے۔ ابو سفیان نے کہا۔ تعجب ہے تو نے میری بے حرمتی کی مجھ سے بھی پھر کر دین آبا چھوڑ دیا اور ناخوش ہو کے اٹھ آیا اور حضور اقدس میں آ کے تجدید عہد کے لئے گفتگو کی آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد ازیں حضرت ابو بکر سے جا کر اپنا مطلب کہا حضرت ابو بکر نے عذر کیا اور کہا میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا اور حضرت عمر نے اور حضرت عثمان نے بھی ایسا ہی جواب دیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ظرافت بھی تھی ابو سفیان نے بہت مبالغہ کیا کہ کچھ تدبیر بتاؤ حضرت علی نے کہا کہ تم مسجد شریف میں آپ کے

سامنے کھڑے ہوکے پکار کے کہدو کہ میں نے قریش کو امان دی محمد میری امان کو نہ توڑیں گے تم بڑے آدمی سردار قریش ہو۔ اس طرح کہدو۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مفید ہوگا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتا جو بات میرے خیال میں آئی سو میں نے کہدی ابوسفیان نے ویسا ہی کیا مسجد شریف میں جاکر اسی طرح کہدیا۔ بعد ازاں روانہ مکہ ہوئے وہاں پہونچ کے قریش سے سب حال بیان کیا۔ سبھوں نے بہت نفرین کی اور کہا کہ نہ تو خبر صلح لایا کہ اطمینان ہوتا اور نہ خبر جنگ کہ تیاری کرتے علیؓ نے تجھ سے ٹھٹھا کیا اور تو نہ سمجھا ویسا ہی کر گزرا۔ ہند زوجہ ابوسفیان نے کہ بہت زبان دراز تھی ابوسفیان کو بہت لعنت ملامت کی۔ آنحضرت صلعم نے تیاری لشکر کشی کی کمر پر کی اور خبریں بند کردیں کہ قریش کو آپ کے عزم کی خبر نہ ہو۔ اچانک اُن کے سر پر جا پہونچیں۔ حاطب ابن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا اور آپ کے عزم کی اطلاع دی اور ایک عورت کو وہ خط دیا کہ پہنچے سے لے کے وہ روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حال سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے حضرت علی اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بلا کے فرمایا کہ جھپٹ کے مکے کی راہ پر روضۂ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اُسے لاؤ۔ تینوں صاحب گھوڑا دوڑاتے روضۂ خاخ تک کہ ایک جگہ مکے کی راہ میں ہے پہونچے۔ وہاں ایک عورت ملی تلاشی میں اُس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علی نے تلوار نکال لی اُس عورت کو دھمکایا اور کہا کہ پیغمبر نے جھوٹ خبر دی ہے؟ خط تیرے پاس بے شک ہے اگر تو مجھے نہ دیگی تو میں تجھے ننگا کروں گا۔ تب اُس نے اپنے جوڑے سے خط نکال کے دیا۔ حضور اقدس میں لائے۔ اُس خط میں بنام سرداران قریش لکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلعم مع لشکر جرار تم پر آتے ہیں اگر وہ تنہا بھی تم پر قصد کریں تو خدا نے تعالیٰ اُن کو تم پر غالب کرے تم اپنی فکر کرو۔ آپ نے حاطب کو بلا کے حال پوچھا۔ انھوں نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ کام براہ ارتداد نہیں کیا بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اور سب مہاجرین کے مکے میں ایسی قرابت ہے جس کی

ت سے آن کے اقارب قریش اُن کے عیال واطفال کی محافظت کریں گے اور میں قریشی
نہیں ہوں کہ وے میرے عیال واطفال کی حفاظت کریں اور یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
آپ کو فتح دے گا۔ میرے اس لکھنے سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے۔ حضرت عمر
نے کہا اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمر یہ اہل بدر سے
ہے تم نہیں جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ توجہ خاص فرمائی ہے۔ انھیں کہا ہے
اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی تم جو چاہو سو کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔
یہ سنکر حضرت عمر پر رقت طاری ہوئی۔ آپ نے حاطب کو رخصت کر دیا۔ آپ نے مع لشکر
مہاجرین وانصار و دیگر قبائل عرب کو کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے اور
کوچ بہ کوچ روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت عباس ملے کہ ہجرت کیے ہوئے آتے تھے
جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عباس کی ہجرت آخری ہے جیسے میری نبوت آخری ہے اور
حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ اسباب مدینہ کو روانہ کر دو اور تم ساتھ چلو۔ جب قریب مکہ
پہونچے منزل مَرّ الظہران میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ رات میں ہر شخص اپنے خیمے کے
آگے آگ روشن کرے۔ عرب کا یہی دستور تھا۔ حضرت عباس نے خیال کیا کہ اگر یکبارگی
یہ لشکر مکہ پہونچ جائے گا تو قریش سب تباہ ہو جائیں گے لشکر سے نکل کے جانب مکہ روانہ
ہوئے کہ اگر کوئی مل جائے تو اس کی زبانی قریش کو کہلا بھیجیں کہ اپنے بچاؤ کی کچھ صورت
کرلیں۔ آنحضرت صلعم رحیم ہیں اگر بہ تضرع و نیازمندی پیش آئیں گے تو آپ رحم فرماویں گے
ادھر سے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا اس طرف آتے تھے کہ
ان لوگوں نے دریافت حال کے لئے بھیجا تھا آنحضرت کے لشکرکشی کا ان کو خوف تھا مگر کچھ حال
معلوم نہ تھا۔ جب پتے مَرّ الظہران پر چڑھے آگ کی روشنی دیکھ کے متحیر ہوئے۔ آپس میں گفتگو
کرنے لگے۔ بدیل نے کہا قبیلہ خزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا ان کی جماعت اتنی
نہیں ہے کہ اتنی آگ ان کے لشکر کی ہو۔ حضرت عباس وہاں پہونچے اور ان کی باتیں سنیں

ابوسفیان کی آواز پہچان سکے اُس کو پکارا اور اُس نے پہچانا اور حال پوچھا حضرت عباس نے حال کہا۔ بلکہ اُسے اپنے لشکر میں لے گئے۔ ابوسفیان کو حضرت عمر نے دیکھ کر چاہا کہ اُسے قتل کریں حضرت عباس نے کہا کہ میں نے امان دی ہے حضرت عمر جھپٹے کہ حضور اقدس سے اجازت قتل ابوسفیان لے لیں۔ حضرت عباس ابوسفیان کو لے کے پہلے پہونچے حضرت عمرؓ نے حضور میں پہونچ کے عرض کیا کہ یہ دشمن خدا ابوسفیان بے ایمان بے امان آتا ہے حکم ہو تو اُس کی گردن ماروں حضرت عباس نے کہا۔ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عباس اور حضرت عمر میں اس باب میں گفتگو ہونے لگی۔ آپ نے دونوں کو روک دیا اور حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں رکھو۔ صبح کو لے آئیو۔ صبح کو حضرت عباس ابوسفیان کو حضور اقدس میں لے گئے۔ آپ باخلاق پیش آئے اور فرمایا کہ افسوس ہے ابوسفیان اب تک تو نہیں اعتقاد کرتا کہ سوائے خدا کے اور کوئی لائق پرستش کے نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ بڑے رحیم و کریم ہیں باوصف میری ایسی عداوت کے ایسی مہربانی فرماتے ہیں۔ واقعی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں نہیں تو ہماری مدد کرتا۔ آپ نے فرمایا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری پیغمبری کی تصدیق کرے۔ ابوسفیان نے تامل کیا۔ حضرت عباس نے کہا۔ اب تامل کا وقت نہیں ایمان لاؤ نہیں تو عمر آکے ابھی سر کاٹ لے گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ۔ بعد ازیں ابوسفیان آپ سے رخصت ہو کے روانہ ہوا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہیں ابوسفیان مکہ میں جا کے مرتد نہ ہو جائے۔ آپ اُسے جانے نہ دیجئے اور سب لشکر اُسے دکھایا جائے کہ ہیبت اسلام اُس کے دل میں سما جائے۔ آپ نے فرمایا۔ بہتر ہے۔ ابوسفیان کو ٹھیرا لو اور سارے لشکر اُسے دکھاؤ۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو بلایا اُسے لے کے ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سے سب لشکر کا مرور ہو ابوسفیان کے سامنے رسالے سواروں کے اور غول پیدلوں کے الگ الگ اپنے اپنے

اسیروں کے ساتھ نکلنے لگے۔ ابوسفیان کی آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت عباس سے کہنے لگا کہ تمھارا بھتیجا بڑا بادشاہ ہوگیا۔ سہ بھتیجے مگر تا چہ شاہی گرفت۔ حضرت عباس نے کہا پیغمبری ہے کہ بادشاہی۔ غرض کہ ابوسفیان نے سب لشکر دیکھا۔ حضرت عباس نے بوقت اسلام ابوسفیان حضور اقدس میں عرض کیا تھا کہ ابوسفیان اپنی نمود اور ظہور سرداری کو بہت دوست رکھتا ہے۔ اُس کے لئے کوئی بات ایسی ارشاد ہو جائے جس میں اُس کا فخر ہو۔ آپ نے فرمایا من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن یعنی جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اُس کو امان ہے اور آپ نے فرمایا جو مسجد حرام میں داخل ہو اُسے امان ہے جو ہتھیار ڈال دے اُسے امان ہے اور جو دروازہ بند کرلے اُسے امان ہے۔ بعد ازیں موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک کوئی لڑائی تم سے نہ کرے قتال نہ کرو۔ ایک جانب سے عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ کچھ جماعت لے کر مقابل ہوئے اُس جانب سے لشکر حضرت خالد بن ولید کا تھا۔ اُنھوں نے اُن سے قتال کیا۔ لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارتے مارتے قریب دروازہ حرم تک کافروں کو پہونچایا۔ چوبیس کفار بنی بکر کے اور چار ہذیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے۔ ایک مسلمان عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ یہ خبر سُن کر متبسم ہوئے۔ اصحاب کو تعجب ہوا آپ نے وجہ تبسم ارشاد فرمائی کہ قاتل و مقتول کو دیکھا کہ ساتھ بہشت میں چلے جاتے ہیں۔ اس سے سامعین کو اور تعجب زیادہ ہوا کیونکہ عکرمہ کافر تھا اُس کا اسلام دشوار جانتے تھے مگر آپ کی پیشین گوئی کے مطابق وہ مسلمان ہوگیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم مکے میں داخل ہوئے حضور اقدس میں استغاثہ ہوا کہ خالد اہل مکہ کو قتل کئے ڈالتے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہدے ارفع عنھم السیف یعنی تلوار قریش سے اُٹھالو اُس نے جا کے کہا ضع فیھم السیف یعنی تلوار قریش میں رکھو خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی

کی یہاں تک کہ ستر آدمی قتل ہوئے۔ آپ نے خالد پر عتاب کیا اور سبب نافرمانی پوچھا خالد نے عرض کیا۔ مجھے حکم ممانعت نہیں بلکہ قتل کا حکم پہونچا تھا۔ آپ نے حکم لے جانے والے سے پوچھا۔ اُس نے کہا کہ راہ میں ایک شخص مہیب سر آسمان پر پاؤں زمین میں مجھے ملا اور اُس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اُس نے مجھ سے کہا تو یوں کہدے ضع فیھم السیف یعنی قریش پر شمشیر زنی کرو نہیں تو میں تجھے اس حربہ سے قتل کردوں گا۔ مجھ پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سوا اس بات کے کچھ کہہ نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص مہیب فرشتہ تھا اور منظور جناب ایزدی یہ تھا کہ ستر آدمی مقتولان احد کے برابر قتل ہوں اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے بروز احد جب کہ حضرت حمزہؓ آپ کے چچا شہید ہوئے تھے کہا تھا کہ میں اگر قریش پر قابو پاؤں گا ستر آدمی اُن میں قتل کروں گا۔ سو خدائے تعالیٰ نے آپ کی بات پوری کردی۔ دخول مکہ کے وقت میں بنظر تواضع آپ نے سر مبارک بہت جھکا دیا یہاں تک کہ کجاوے سے ریش مبارک لگ گئی۔ بدیں خیال کہ کس طرح یہاں سے نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور کس شوکت و عظمت کے ساتھ رب العزۃ نے داخل کیا کہ میں پہونچ کے آپ نے ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں جا کے غسل کیا اور آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز پڑھیں۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ میرا بھائی علی فلانے کو قتل کیا چاہتا ہے اور میں نے اُسے امان دی ہے وہ حضرت ام ہانی کے شوہر کے اقارب سے تھا۔ آپ نے فرمایا جسے تم نے امان دی اُسے میں نے بھی امان دی۔ بڑے بڑے سردار قریش شہر کے شہر چھوڑ کے بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُن کا قصور معاف ہوا۔ اُن سے آپ نے پوچھا کہ تمہارا مجھ سے کیا گمان ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا انھوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ برادر کریم ہیں ہمارے مالک ہوئے ہیں ہم پر رحم فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے حق میں وہ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ آج تم کو کچھ ملامت نہیں

اللہ تم کو بخشے جو سب رحم کرنے والوں سے بڑھکر رحیم ہے۔ گرد خانہ کعبہ کے مشرکین نے تین سو ساٹھ بت رکھے تھے اور پاؤں اُن کے سیسے سے جما دیئے تھے۔ آنحضرت صلعم جس وقت وہاں تشریف لے گئے ایک لکڑی آپ کے ہاتھ میں تھی آپ یہ آیت پڑھتے تھے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا: یعنی آیا حق اور مٹا باطل بے شک باطل مٹنے والا ہے۔ اور لکڑی سے آپ بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے سو جس کے منہ کی طرف آپ اشارہ کرتے تھے وہ بت چت گر پڑتا تھا اور جس کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اوندھا گرتا تھا اس طرح سب بت اوکھڑ اوکھڑ کے گر پڑے اور تصویریں جو دیوار کعبہ پر کھینچی تھیں اُس کو آپ نے زمزم سے پانی منگوا کے دھلوا ڈالا۔ اُن میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی صورتیں جو تھیں اُن کے ہاتھوں میں تیر قمار کی بنا دی تھی آپ نے فرمایا کہ مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں پیغمبر نے یہ کام کبھی نہیں کیا براہ شرارت اُن کے ہاتھ میں تیر قمار کی صورت بنا دی تھی۔ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے ہدر فرمایا تھا یعنی جہاں پاؤ مار ڈالو۔ مرد تو یہ ہیں: عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن اُمیہ وحشی قاتل حمزہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کعب بن زہیر۔ ہبار بن اسود۔ عبداللہ بن زبعری عبدالعزیٰ بن خطل مقیس بن ضبابہ۔ حارث بن طلاطلہ۔ حویرث بن نقید یہ چار پچھلے قتل ہوئے باقی سب مسلمان ہوئے اور عورتیں ایک ہند زوجہ ابی سفیان۔ دوسری قرتنا۔ تیسری قریبہ چوتھی ارنب پانچویں سارہ چھٹی ام سعد یہ چار پچھلی قتل ہوئیں۔ عبدالعزیٰ بن خطل آکر کعبے کے پردوں سے لپٹ گیا۔ لوگوں نے حضور اقدس میں یہ حال عرض کیا آپ نے فرمایا وہیں مار ڈالو چنانچہ قتل کر ڈالا۔ اللہ جل جلالہ نے اُس دن حرم میں اجازت قتل کی آپ کو دی تھی۔ لہذا آپ نے وہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ پہلے مدینہ میں آکے مسلمان ہو گیا تھا آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ پہلے عبدالعزیٰ تھا۔ آپ نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو اُس کو بھیجا تھا۔ اُس سفر میں اُس نے اپنے خدمتگار کو کہ کھانا پکانے میں اُس نے دیر کی

مار ڈالا۔ پھر اس ڈر سے کہ آنحضرت صلعم قصاص میں اُسے قتل کریں گے۔ مدینہ کو نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لے کے مرتد ہو کے مکے چلا گیا۔ اس لئے آپ نے اُس کا خون ہدر کیا تھا کہ مارا گیا۔ یوں ہی حضرت سلیمان نے یوات کو بیت المقدس کے اندر جہاں خون کرنا جائز نہ تھا قتل کروا دیا۔ ملاخیم اول باب دوم ۲۸ سے ۳۴ تک دیکھو۔ مقیس بن ضبابہ کا یہ جرم تھا کہ اُس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کے قتل کیا تھا۔ آنحضرت نے دیت دلوا دی مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔ روز فتح وہ مشرکین کے ساتھ مکہ میں ایک گوشے میں شراب پی رہا تھا۔ نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو خبر ہوئی اُنھوں نے اُسے قتل کیا۔ حارث بن طلاطلہ بھی آنحضرت صلعم کو ایذائیں دیتا تھا۔ حضرت علی نے اُسے قتل کیا۔ حویرث بن نقید کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ گھر میں بیٹھ رہا تھا حضرت علی اس کے دروازہ پر اُس کی تلاش میں گئے۔ گھر میں سے کہا کہ جنگل کو گیا ہے۔ حضرت علی وہاں سے چلے آئے۔ تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علی کو مل گیا۔ اُنھوں نے قتل کیا۔ وہ شاعر تھا آنحضرت صلعم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکے سے بھاگ گیا۔ ام حکیم اُس کی زوجہ مسلمان ہو گئی اور اُس نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ نے عکرمہ کو امان دی۔ تب ام حکیم نے عکرمہ سے جا کر کہ وہ جہاز پر چڑھ کے ارادہ بھاگ جانے کا رکھتا تھا حال بیان کیا۔ اُس نے بڑا تعجب کیا کیونکہ بنظر اپنی ایسی عداوت کے جو بدرجۂ اتم تھی امان کو محال سمجھتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کو ایسی ایذائیں دیتا رہا اُس پر بھی امان دی۔ ام حکیم نے کہا کہ آپ ایسے کریم و رحیم ہیں کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ عکرمہ ام حکیم کے ساتھ ہو لیا۔ حضور اقدس میں آ کر براہ تعجب عرض کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دی۔ آپ نے فرمایا کہ سچ کہتی ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ اتنا حلم سوائے پیغمبر کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اُسی وقت مسلمان ہو گیا پھر تو حضرت عکرمہ بڑے مقبول ہوئے۔ کہا ہے کہ قرآن دیکھ کے انھیں وجد ہوتا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارہ لشکر اپنی ابتدائی خلافت میں واسطے

رفع فتنۂ مرتدین اور قتال کفار کے مامور کیا۔ اُن میں ایک لشکر کے سردار عکرمہ بھی تھے اور اُسی عہد میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے صفوان بن امیہ کو آپ نے مہلت دی یہاں تک کہ غزوہ حنین واقع ہوا اُس کے لئے آپ نے کچھ زرہیں صفوان سے بطور عاریت لیں اور بعد فتح حنین کے کہ غنیمت بہت اہل اسلام کے ہاتھ آئی تھی اور ایک پہاڑ سارا غنیمت کے بھیڑوں اور بکریوں دنبوں سے بھرا ہوا تھا صفوان بن امیہ نے دیکھ کے تعجب کیا اور کہا کس قدر مویشی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ سب کے سب میں نے تمہیں دیئے اُسی وقت صفوان مسلمان ہو گئے اور کہا اس قدر سخاوت سوائے نبی کے دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔ وحشی کا حال یہ ہوا کہ اس کو مہلت ملی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ : (تو کہہ اے بندو جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہی ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان) تب مسلمان ہوا۔ حالت اسلام میں اس کے ہاتھ سے یہ بہت اچھا کام ہوا کہ مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا عہد ابوبکر صدیق میں مار ڈالا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا قصور یہ تھا کہ وہ کاتب وحی تھا کبھی آخر آیات میں اس جنس کے کلمات میں ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ یا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اُس نے تغیر و تبدل کی اور بھی قبل اس کے کہ آپ فرمائیں اس جنس کا کلمہ اس کی زبان سے نکل جاتا اور فرماتے لکھ لو۔ اُس نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ محمد کو خبر نہیں ہوتی میں جو چاہتا ہوں لکھتا ہوں اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے اور مرتد ہو کے بھاگ گیا وہ حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا حضرت عثمان اُسے اپنے ساتھ حضور اقدس میں لائے اور بمبالغہ تمام التماس کی سفارش کی کہ قصور اُس کا معاف ہوا اور اسلام اُس کا قبول۔ حضرت عثمان کے عہد میں انہیں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ وہ حاکم مصر تھے اور

بعد شہادت حضرت عثمان کے خون مسلمان سے بچنے کی نظر سے کسی طرف شریک نہ ہوئے کعب بن زہیر کا یہ قصور تھا کہ اُس نے آنحضرت صلعم کی ہجو کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق کے پہلے آنحضرت صلعم کی خبر سن کے اپنے بھائی کو واسطے دریافت حال کے بھیجا تھا وہ آ کے بہ سبب اگلی شناسائی کے حضرت ابوبکر صدیق سے ملا اور اُن کی ہدایت سے حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ کعب بن زہیر کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ بلا مشورہ میرے کیوں مسلمان ہوا اور کچھ اشعار لکھ بھیجے اُس میں ایک بیت یہ ہی شعر ؎

سَقَاكَ ابُو بَكرٍ بِكَاسٍ رَوِيَّةٍ ✽ فَأَنهَلَكَ المَامُورُ مِنهَا وَعَلَّكَا

پلایا تجھے ابوبکر نے بڑا پیالہ؛ پھر تو سیراب کیا تجھے مامور نے اُس سے اور دوبارہ دیا۔ مامور اُس شخص کو کہتے ہیں جسے جن سے رابطہ ہو جس کو ہمارے ملک میں اوجھا کہتے ہیں یہ کنایہ کیا تھا آنحضرت صلعم سے اور ہجویں بھی اُس نے کہی تھیں۔ اس لئے خون اُس کا آنحضرت نے ہدر کیا تھا بعد فتح مکہ کے ہاتھ نہ آیا۔ جب آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے بقصد مدینہ روانہ ہوا دن کو چھپ رہتا رات کو چلتا۔ آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے یکبارگی مسجد کے دروازہ پر اونٹنی بٹھا کر اُس نے کہا میں کعب بن زہیر ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور حضور میں حاضر ہو کر قصیدہ بانت سعاد جو نعت میں لکھا تھا سنایا۔ آپ خوش ہوئے۔ ردائے مبارک صلہ میں عنایت فرمائی قصیدہ کے اس شعر میں ؎

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيفٌ يُستَضَاءُ بِهِ ✽ مُهَنَّدٌ مِن سُيُوفِ الهِندِ مَسلُولُ

آپ نے اصلاح فرمائی لسیف کی جگہ لنور کردیا اور سیوف الھند کی جگہ سیوف اللہ اور آپ نے کعب سے پوچھا کہ یہ شعر تیرا ہی ہے؟ ؎

سَقَاكَ ابُو بَكرٍ بِكَاسٍ رَوِيَّةٍ ✽ فَأَنهَلَكَ المَامُورُ مِنهَا وَعَلَّكَا

اُس نے براہ ذہانت دو حرف اُس شعر میں ایسے بدل دیئے جس سے وہ شعر ہجو کا

رہا بلکہ مدح کا ہو گیا کیونکہ میں نے ردیہ دال سے نہیں کہا ہے بلکہ واو سے کہا ہے یعنی خوشگوار اور مامور نہیں کہا ہے مامون کہا ہے یعنی وہ شخص کہ امانت دار ہیں خدا کی وحی میں۔ آپ کعب کی حاضر جوابی اور جودت ذہن سے بہت راضی ہوئے۔ منقول ہے کہ حضرت معاویہ اپنے ایام خلافت میں دس ہزار دینار کعب کو ردائے مبارک کی قیمت کی دیتے تھے۔ انھوں نے نہ بیچی اور کہا تبرک آنحضرت کا میں ہرگز نہ بیچوں گا۔ بعد وفات اُن کی اولاد سے امیر معاویہ نے بیس ہزار کو ردائے مبارک خرید لی۔ ہبار بن اسود کا یہ جرم تھا کہ جب بی بی زینب صاحبزادی کو اُن کے شوہر ابو العاص نے بموجب وعدہ کے مکے سے مدینہ کو ہودج میں بٹھا کے ساتھ ابو رافع اور ایک شخص انصاری کے کہ بحکم آنحضرت صلعم لینے کو اُن کے گئے تھے روانہ کیا۔ ہبار نے چند اوباش قریش کے ساتھ راہ میں پہنچ کے ایک نیزہ بی بی زینب کو مارا۔ وہ ایک پتھر پر گر پڑیں اور حمل اُن کا ساقط ہوا اور وہ بیمار ہو کے اُس صدمہ سے مر گئیں۔ اس لئے آپ نے اُس کا خون ہدر کیا تھا۔ ایام فتح میں کہیں چھپ گیا۔ بعد مراجعت مدینہ آپ ایک دن اصحاب میں بیٹھے تھے کہ یکبارگی ہبار نے آ کے چلا کے کہا کہ میں مقر باسلام آیا ہوں اور مسلمان ہو گیا اور آپ نے قصور معاف کیا۔ ہند عورت ابو سفیان کی بھی حضور میں آئی اور مسلمان ہو کے عرض کیا کہ میرا حال یہ تھا کہ سب سے زیادہ آپ کو دشمن رکھتی تھی۔ اب میں سب سے زیادہ آپ کو دوست رکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اور بھی بہت زیادہ ہو جائے گی پھر ہند نے گھر جا کے جتنے بت تھے توڑ ڈالے اور کہا کہ میں تمھارے فریب میں تھی اور حضور اقدس میں دو بکری کے بچے بطور ہدیہ بھیجے اور عذر کہلا بھیجا کہ میرے پاس بکریاں کم ہیں آپ نے اُس کی بکریوں کے لئے دعائے برکت کی۔ بکریاں اُس کی بہت ہو گئیں۔ ہند کہتی تھیں کہ یہ برکت جناب رسول اللہ صلعم کی ہے۔ قریشا مسلمان ہونے لگیں عورتیں بھی آ گئیں۔ ایام رونق افروزی مکہ میں آپ نے ایک دن کعبہ معظمہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا۔ عثمان بن طلحہ سے کنجی طلب کی وہ لے آئے۔ آپ کعبہ میں داخل ہوئے

حضرت عباس نے درخواست کی کہ سقایہ حاجیوں کا مجھ سے متعلق ہے کنجی بھی عنایت ہو۔ حضرت علی نے بھی کنجی کی درخواست کی۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا : خدائے تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ ادا کرو امانتیں امانت والوں کو۔ آپ نے کنجی عثمان کو دے دی اور فرمایا لو ہمیشہ کے لئے : نہ لے گا تم سے کوئی مگر ظالم۔ مطابق اس پیشین گوئی کے کنجی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ میں اب تک چلی آتی ہے۔ عثمانؓ کے اولاد نہ تھی انھوں نے کنجی اپنے بھائی شیبہ کو بوقت وفات دی شیبہ کی اولاد میں وہ کنجی رہی۔ لہٰذا صاحب مفتاح شیبی کہلاتا ہے اور آپ نے عثمان کو اس وقت وہ قصہ یاد دلایا کہ قبل ہجرت آپ نے ایک مرتبہ عثمان سے کعبہ کے کھولنے کو کہا تھا۔ اس نے نہ مانا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہو گی جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمانؓ نے کہا کہ اس دن قریش بہت ذلیل ہو جائیں گے جو ایسی بات ہو گی آپ نے فرمایا نہیں بلکہ قریش کو اس دن بڑی عزت ہو گی سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقع ہوا۔ غزوات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش پیغمبر کے زمانہ میں کس قدر لوٹے مارے گئے اور ہر قسم کی ذلت و نکبت اُن کو نصیب ہوئی۔ اصنام جن کو وہ معبود سمجھتے تھے توڑے گئے اسیر ہوئے۔ فدیہ دینے میں کیا کیا دقت اُٹھائی ان وجوہ سے اشعیا پیغمبر نے قیدار کو قوم منبروز و مسلوب کہا اور اس وجہ سے بھی وے منبروز و مسلوب تھے کہ حضرت اسمٰعیل مع ہاجر کے نکالے گئے تھے۔ پھر بعد حضرت اسمٰعیل کے فیضان الٰہی بند ہو گیا۔ برکات ایمانی بھی چھین لی گئی۔ بت پرستوں کا غلبہ ہو گیا۔ ہمیشہ کفار کی اطاعت میں رہے۔ پھر پیغمبر کے زمانہ سے حسب وعدہ الٰہی ایسی عزت ہوئی کہ کبھی کسی کو نہ ہوئی۔ یہ معنی جب ہوئے کہ ضمیر قیدار کی طرف راجع ہو اور اگر بندہ خدا کی طرف پھری تو معنی یہ ہوں گے کہ وہ بندہ خدا جس کو اس کی قوم لوٹے گی۔ جو لوگ کو شکار کرے گا کہیں وہ چھین اس کے ہاتھ سے نجات نہ پائیں گے تو اشارہ زمانہ ہجرت و فتوح دونوں کی طرف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

מִי בָכֶם יַאֲזִין זֹאת יַקְשִׁב וְיִשְׁמַע

לְאָחוֹר׃ مِی باخم یا ذین زوث یقشیب ویشمع لآحور :

(ترجمہ) تم سے کون ہو جو اُس پر کان رکھے متوجہ ہو کے قبول کرے۔ خبر آئندہ و یہ کلام حضرت اشعیا کا بطور کشف ہے یعنی بنی اسرائیل اس بات کو جب اُس کا وقت آئے گا تسلیم نہ کریں گے

מִי־נָתַן לִמְשִׁסָּה יַעֲקֹב וְיִשְׂרָאֵל

לְבֹזְזִים הֲלוֹא יְהוָה זוּ חָטָאנוּ

לוֹ וְלֹא־אָבוּ בִדְרָכָיו הָלוֹךְ וְלֹא

שָׁמְעוּ בְּתוֹרָתוֹ׃ וַיִּשְׁפֹּךְ

עָלָיו חֵמָה אַפּוֹ וֶעֱזוּז מִלְחָמָה

וַתְּלַהֲטֵהוּ מִסָּבִיב וְלֹא יָדָע

וַתִּבְעַר־בּוֹ וְלֹא־יָשִׂים עַל־לֵב׃

مِی ناتن لِمشِسّا یعقوب ویسرائیل لبوزِزیم ہلو اڈونائی زو حاطانو لو ولو آبو بِدراخاو ہالوخ ولو شامعو بتوراتو : ویشپوخ عالاو حیما اپّو وعزوز ملحاما وتلہطیہو مسابیب ولو یاداع وتبعر بو ولو یاسیم عل لیب : (ترجمہ) یعقوب کو کس نے تباہ کیا اور اسرائیل کو کس نے لٹوایا۔ جز خدا کے کہ اُس کی خطا کی پھر اُس کی راہ پر چلنا نہ اختیار کریں گے اور اُس کا دین نہ قبول کریں گے تو اُن پر اپنے غضب کی گرمی بہائے گا اور سختیٔ لڑائی کہ ہر طرف سے شعلہ زن ہوگی لیکن نہ سمجھے گا اور اُس کو جلائے گی لیکن نہ خیال کرے گا یعنی یہ کہ بنی اسرائیل نے اگلی خطاؤں پر تو سزا پایا اور پاتے جاتے ہیں۔ اب آس

بندہ کی نافرمانی کریں گے اور اس کی شریعت قبول نہ کریں گے تو وہ غضب کرے گا اور ان کے ساتھ جنگ پیش آئے گا اور سخت لڑائی ہوگی اس لڑائی میں وے خاک سیاہ تباہ ہو جائیں گے تاہم ان کے خیال میں اس کی صداقت نہ آئے گی۔ بنی نضیر کی لڑائی میں مسلمانوں نے درختانِ خرما کاٹ ڈالے تھے اور آگ بھی لگائی تھی: مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ

وهان علی سراة بنی لوی حریق بالبویرة مستطیر ؛ حضرت اشعیا کا باب ۴۳ جو اس مقام کے مناسب ہے لکھ دیتے ہیں۔ וְעַתָּה כֹּה אָ

מַר יְהוָה בֹּרַאֲךָ יַעֲקֹב וְיֹצֶרְךָ
יִשְׂרָאֵל אַל־תִּירָא כִּי גְאַלְתִּיךָ
קָרָאתִי בְשִׁמְךָ לִי־אָתָּה: כִּי־תַעֲ
בֹר בַּמַּיִם אִתְּךָ אָנִי וּבַנְּהָרוֹת
לֹא יִשְׁטְפוּךָ כִּי־תֵלֵךְ בְּמוֹ־אֵשׁ
לֹא תִכָּוֶה וְלֶהָבָה לֹא תִבְעַר־בָּךְ:
כִּי אֲנִי יְהוָה אֱלֹהֶיךָ קְדוֹשׁ יִשְׂרָ
אֵל מוֹשִׁיעֶךָ נָתַתִּי כָפְרְךָ מִצְרַיִם
כּוּשׁ וּסְבָא ———
תַּחְתֶּיךָ: מֵאֲשֶׁר יָקַרְתָּ בְעֵינַי נִכְבַּ

בדת ואני ———

אהבתיך ואתן אדם תחתיך ולא

מים תחת נפשך אל תירא כי א

תך אני ממזרח אביא זרעך ומ

מערב אקבצך: אמר לצפון תני

ולתימן אל תכלאי הביאי בני מר

חוק ובנותי מקצה הארץ: כל הנ

קרא בשמי ולכבודי בראתיו י

צרתיו אף עשיתיו: הוציא עם ע

ור ועינים יש וחרשים ואזנ

ים למו: כל הגוים נקבצו יחדו

ויאספו לאמים מי בהם יגיד

זאת וראשנות ישמיענו יתנו

עדיהם ויצדקו וישמעו ויאמרו

אמת: אתם עדי נאם יהוה

ועבדי אשר בחרתי למען תד

سطر ۲ ——————

נִתַּשׁ מִדְּנוֹ לִי לְתַבְּנוֹ כִּי־תִּבְנִי
חַיִּים לְפָנַי לֹא־נִמְצָא אֵלָיו
תַּסְדִּי לֹא־יִתְנַהּ :

وِعتّا كوامر يهوا يورِتّخا يعقوب ويوجزخا يسرائيل ال شيراكل كالبتّحا وِانى بتجنا لى
اتا + كى تجبور تا يم ارتحّا آنى ونبها روت لوشطفوخا كى تيلّع بعوانيش لوتّخا دو
بالونجز باخ + كى انى يهوّا الوهيخا قدوش يسرائيل موشيعخا نا تتى كفزخا مصرايم
كوش وسبا تحتيخا ؛ ميا شريا قرتا بعينا ى نحبدتا وانى ا ابحّخا وانى ادام تحتيخا
ولاميم تحت نفشيخا ال تيرا كى اتخا آنى ممزراح ابى زرعخا ممعراب اقبصكا :
اومر لصافون تنى ولتيمان ال تحلا ى حابيى بانا ى مراحوق وبنوتا ى مقصه
آرص + كول هنقرا بشمى ولكبودى براتيو يصرتيو اف عشيتيو + هوصى عم عور ويش لو
عينا يم ويوشن وحيرشيم وازنايم لا موه كل كوييم نقبصو يحدا وياسفو لاوميم مى باهم
يكيد زوث وريشونوت يشميعونو يتنو عيديهم ويصدقو وشمعو ويامرو امت :
اتم عيداى نا ام يهوّا وعبدى اشر باحرتى لمعن تدعو وتامينو لى وتابينو كى
انى هو لفانا ى لونوصر ايل واحراى لويهيى ؛ לִיהוּד عنّا مى اب בּר
كو معنى يوں הַ לֵד امر معنى كا בּ נֵה يوں معنى بانى دا ادونكر

یوصیر معنی کمہار گڑھنا بنانا اس کے مادے کے معنی ہیں مادہ יָצַר ناصر کی مجازاً
معنی خلق גָּאַל گئل معنی چھڑا لینا آدمی خواہ اور جانور کو روپیہ دے کر
یا اور طور سے دوسرے معنی دعویٰ کرنا بدلا چاہنا גֹּאֵל הַדָּם
گوئیل ہدام - خون کا بدلا لینے والا שָׁטַף شطف - بہا لے جانا
כָּוָה کاوہ معنی جلانا یہاں باب لزوم سے ہے לֶהָבָה
لِہابا معنی لہب و شعلہ בָּעַר باعر معنی جلانا پھونکنا כֹּפֶר
کوفر معنی قریہ گاؤں و بال و عسر دو کفارہ جو یہاں مقصود ہے (ترجمہ) اے یعقوب
تیرے خالق نے اے اسرائیل تیرے پیدا کرنے والے نے اب یوں فرمایا کہ مت ڈر
کیونکہ میں نے تجھے چھڑا لیا اور تجھکو اپنا خاص کر لیا اگر تو پانی میں جائے گا میں تیرے
ساتھ ہوں اور اگر تو دریا میں جائیگا تجھے بہا نہ لے جائے گا" اگر تو آگ میں جائے گا
تو داغ نہ لگے گا نہ شعلہ تجھے جلائے گا کہ میں موجود تیرا معبود ہوں قدوس اسرائیل
تیرا نجات دہندہ مصریوں کو تیرا فدیہ کیا ہم نے اور اہل حبش اور سبا تیرے تحت میں کئے
ہماری نظر میں موقر ہونے سے عزت پائی تو نے اور میں نے تجھے پیار کیا تو بنی آدم کو
تیرے ماتحت کیا اور اقوام کو تیری جان کا فدیہ تو ڈر مت تیرے ساتھ میں ہوں مشرق سے
تیری نسل کو لاؤں گا اور مغرب سے تجھے اکٹھا کروں گا - شمال سے کہوں گا کہ دے اور
جنوب سے کہ مت رکھ لا میرے لڑکوں کو مسافت دور دست سے میری لڑکیوں کو
انتہائے ارض سے جملہ موجودات کو اپنے نام سے اور اپنی عظمت کے لئے پیدا کیا میں نے
نکالیں گے ہم قوم اندھی جن کے آنکھ ہے اور بہرے جن کے کان ہیں جملہ اقوام مجتمع ہونگے
اور قبائل اکٹھے ہونگے ان میں ایسا نہ ہوگا جو اس کی خبر دے اور گزشتہ کو سنائے
اور ان کی گواہی دے کر دے سچے ہو جائیں اور سن کے کہیں سچ ہے تم لوگ میرے
گواہ ہو۔ خدا کا فرمان ہے ہمارا وہ بندہ ہے جسے ہم نے منتخب کیا ہے تاکہ تم سمجھو اور

ایمان لاؤ ہم پرا و یمجھو کہ میں میں ہوں ہمارے سامنے کوئی قوی نہیں اور نہ ہمارے پیچھے ہوگا۔ تفسیر۔ اب خدا تیرے باری نے اے یعقوب تیرے مصور نے، اے اسرائیل یوں کہا کہ مت ڈر میں نے تجھے لے لیا۔ تجھے اپنے لئے نام زد کیا اگر تو پانی میں جائے گا میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اگر تو دریا میں ہوگا تو تجھے بہا نہ لے جائے گا اگر تو آگ میں جائے گا تو داغ نہ لگے گا اور شعلہ تجھے نہ جلائے گا۔ میں تیرا خدا تیرا معبود ہوں قدوس۔ اسرائیل تیرا کفارہ کیا مصر کو و مدین اور سبا کو تیری تحت میں کیا ہم نے یہ حکایت حضرت موسیٰ کے وقت کی۔ وے لوگ سمندر پایاب آ ترگئے اور سموم عرب نے جو مثل شعلہ تھی کچھ اثر نہ کیا۔ مصری مغلوب ہوئے کہ بنی اسرائیل اُن کے پھندے سے چھٹے اور بالآخر ڈوب کے کنارہ ہوئے اور کوش یعنی اہل مدین بھی مغلوب مقہور ہوئے علی ہذا القیاس۔ اہل سبا چونکہ تو ہماری نظر میں موقر ہوا تو معزز ہوا اور میں نے تیرے ساتھ محبت رکھی کہ بنی آدم کو تیری ماتحت کیا اور امم کثیرہ کو زیر فرمان تو مت ڈر مشرق سے تیری اولاد کو لاؤں گا اور مغرب سے تجھے اکٹھا کروں گا۔ شمال سے کہوں گا دے دے اور جنوب سے کہ مت تھام میرے لڑکوں کو مسافت بعیدہ سے حاضر کر اور میری لڑکیوں کو انتہائے ارض سے یہ وعدہ الٰہی حضرت عزرا کے وقت میں پورا ہوا کہ یہود ان منتشرہ و پریشان بیت المقدس میں جمع و آباد ہوئے جو کچھ ہمارے نام پہ کہا گیا اُسے ہم پیدا کریں گے اُسے ہم تیار کریں گے اُسے ہم کریں گے پہلے خدا نے فضائل و انعام بنی اسرائیل بیان کیا بعد اُس کے جو کچھ فصل گزشتہ میں بیان ہوا اُس کی ایجاد و تکوین کی تاکید کرتا ہے کہ وہ سب بالضرور وجود پذیر ہوگا فصل گزشتہ میں قیدار کی اولاد سے ایک پیغمبر کا ہونا اور اُس کے ہاتھ سے تباہی بت پرستان و تشییع حق پرستی کا بیان ہے۔ اس لئے یہاں کہتا ہے کہ اُسے ہم پیدا کریں گے تیار کریں گے اور تباہی اور تشییع کی نسبت کہتا ہے کہ کریں گے شروع فصل میں جو لفظ اب واقع ہے اُس سے عیاں ہے کہ

یعنی گزشتہ کے بیانات سے متعلق ہے۔ نکالے گا ہمارا جلال قوم اندھی جس کی آنکھیں ہونگی
اور بہرے جن کے کان ہوں گے۔ مقصود یہ ہے کہ قوم جاہل کو اپنا فیض دیں گے یعنی اُن سے
نبی قائم کریں گے اور یہ معنی ہیں کہ ایسی قوم نکالیں گے کہ باوجود آنکھ کے اندھی ہوگی
امور دنیا سے وعلیٰ ہذا القیاس۔ باوجود کان کے بہرے ہونگے یہ شان تھی صحابہ کی؛
باوجود کمال بینائی قلب کے کہ صاحب قوت قدسیہ تھے امور دنیا میں اندھے تھے
احکام ربانی کو بلا پس وپیش اُٹھا لیتے تھے خدا کی راہ میں بڑے شوق سے سر کٹاتے تھے
حضرت عمر کا قصہ یا ساریۃ الجبل الجبل مشہور ہے اگر صحابہ کے ایسے امورات کو
لکھوں تو ایک دفتر ہو جائے۔ الغرض مقصود یہ ہے کہ ایسی قوم پیدا کروں گا کہ سوائے ہماری
باتوں کے نہ دیکھے گی نہ سنیں گی۔ حضرت موسیٰ کے اتباع ایسے نہ تھے حضرت موسیٰ
چالیس دن کا وعدہ کرکے پہاڑ میں گئے تھے ایک دن کا فرق پڑا سو وہ بھی حساب کی غلطی
تھی باوجود حضرت ہارون کے سمجھانے کے مرتد ہو گئے گوسالہ پرستی کرنے لگے واضح ہو کہ
جو آیات گزشتہ میں ہم نے ماضی کو مستقبل سے ترجمہ کیا ہے سو ایسا ہوتا ہے کہ مستقبل یقینی الوقوع
کو بلفظ ماضی وحی بھیجتے ہیں اور اگر ماضی مقصود ہو تو مہمل ہو جائے۔ ظاہر معنی اس آیت کے
یہ ہیں کہ اُس رسول کو جس کی بعثت کا ذکر فصل سابق اور آیات گزشتہ میں ہے قوم جاہل
یعنی قریش نکال دے گی۔ اندھی بہری قوم سے مقصود جاہل قوم ہے یہ اشارہ ہے
واقعہ ہجرت کی طرف چنانچہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کل قومیں اکٹھی ہوں گی اور
اُمم کثیرہ جمع ہوں ان میں کوئی ایسا نہیں کہ اس کی اطلاع دے اور اگلی خبریں سنائے اور
ان کو شواہد دے کہ تصدیق کریں اور سُن کے کہیں کہ سچ ہے اللہ کا فرمان ہے کہ تم ہمارے
اور ہمارے بندہ کے شاہد ہو جسے ہم نے منتخب کیا۔ اس غرض سے کہ تم سمجھو اور ہم پر
ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں ہی ہوں میرے سوائے کوئی معبود نہیں مقصود یہ ہے کہ
اقوام اصنام پرست کو پہلے سے اُس بندہ رسول کی کچھ خبر نہیں دی گئی تم ہیں پہلے سے

سلسلۂ نبوت جاری تھا انبیاء بکثرت تم میں مبعوث ہوئے تم اُن کے نشانات جانتے ہو اور پہلے سے خبر بھی آپ کے بعثت کی دی جاتی ہے تم خود بھی آپ پر ایمان لانا اور دوسری قوموں کو شہادت دینا۔ واضح ہو کہ تسبیح موسیٰ میں ذکر ہے کہ ایک باغی قوم ہوگا اس کی نافرمانی کی بڑی مذمت ہوئی ہے۔ پھر اس تسبیح کے بعد اُسی باب میں یعنی حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۲ باب میں یہ لکھا کہ موسیٰ نے اس تسبیح کے رموز کو مع یوشع بن نون کے قوم کو سنا دیا اور ایصال وحی متعلق احکام ختم کر دیا اور قوم سے کہا کہ تم لوگ اپنا دل لگاؤ ان سب باتوں میں جن کے لئے میں آج تم کو گواہ کرتا ہوں کہ تم اپنی اولاد اس تسبیح پر عمل کرنے کی وصیت کرنا کہ وہ فضول باتیں نہیں ہیں یہی ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ تسبیح موسیٰ میں جس باغی قوم کا ذکر ہے اسی کی یہ نبی تصریح کرتا ہو اور موسیٰ نے قوم کو گواہ کیا تھا یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ تم لوگ گواہ ہو اور تسبیح مذکور کے اول ہی میں خدا نے آسمان وزمین کو گواہ قرار دیا ہے۔ سورۂ آل عمران میں مذکور ہے اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(ترجمہ) یاد کرو جب لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا کہ جب دوں میں تم کو کتاب و حکمت یعنی آئے تمہارے پاس رسول موافق تمہاری کتاب کے تو تم اس پر ایمان لانا ضرور اُس کی مدد کرنا خدا نے کہا تم نے اقرار کیا اور تم نے اس پر عہد کیا تو انھوں نے کہا ہم نے اقرار کیا تو خدا نے کہا گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی بعد اس کے پھر جائے تو وہ فاسق ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب میں وعدہ تھا کہ اب شریعت رعد و برق کے ذریعہ سے نہ دی جائے گی بلکہ نبی تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا جو کچھ وہ حکم دے اُس کی

تعمیل کرنا اور جو کوئی اُس کا حکم نہ مانے گا میں اُس سے سمجھ لوں گا۔ پھر اُسی کتاب کے
۳۲ باب میں ایک تسبیح مذکور ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے اُس میں ایک شخص کی خبر ہے کہ
وہ بانی قوم آئے گا اُس کی مخالفت کی بڑی مذمت مذکور ہے اُس تسبیح کے تسلیم کی بڑی
تاکید ہے اور اسی پر آسمان و زمین کو شاہد کیا اور اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ ہر دور کے
لوگ اپنی اولاد کو دربارۂ تعمیل مضمون تسبیح وصیت کرتے رہیں الغرض بنی اسرائیل سے
خدا نے عہد لیا تھا کہ جب وہ صاحب شریعت آئے تو تم اُس کی مخالفت مت کرنا اُس پر
ایمان لانا لیکن جب وہ آیا تو بنی اسرائیل نے اُس کی تکذیب کی۔ اس لئے قرآن کی آیات
مذکورہ بالا سے اُس عہد کو یاد دلاتا ہے۔ قرآن کی عبارت بھی اس مقام پر پیچیدہ ہے لَمَا
میں تین قرأت ہیں ایک لَمَا جو مشہور ہے دوسری قرأت لِمَا بکسر لام اور مَا کو اس
قرأت میں مصدریہ کہتے ہیں اور تیسری قرأت لَمّا ہے اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے دوسری
پیچیدگی ثم سے پیدا ہوتی ہے سو ثم یہاں ترتیب و مہلت کے لئے نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کہ
بعد ثم کے جملہ ماقبل کا بیان کریں اب لائق بحث یہ سخن ہے کہ جو اقرار شہادت و ایمان
بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا اُسے میثاق النبیین سے کیوں خدا نے تعبیر کیا بعض مفسرین
نبیین کے معنی بنی اسرائیل کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ کہیں کہ وہ اقرار بذریعہ حضرت موسیٰ و
یوشع بن نون لیا گیا تھا اس واسطے اُسے میثاق النبیین سے تعبیر کیا اور اگر موسیٰ
پانچویں کتاب کے ۱۰ باب کو ضم کریں کہ وہ اقرار حضرت ہارون کی زندگی میں ہوا تھا
تو وہ زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اقرار اتباع ہمارے پیغمبر کا لیا گیا تھا ایک مرتبہ وہ تھا
جو ذکر ۱۰ باب مذکور میں ہے۔ پھر وہی اقرار بعد اختتام تسبیح موسیٰ کے لیا گیا۔ اس لئے
مع حضرت ہارون یہاں میثاق النبیین سے بیان ہوا۔ فتا فہم:

לֹא־יָסוּר שֵׁבֶט מִיהוּדָה וּמְחֹקֵק מִבֵּין רַגְלָיו
עַד כִּי־יָבֹא שִׁילֹה וְלוֹ יִקְּהַת עַמִּים:

והשמעתי ואין בכם זר ואת
ם עדי נאם יהוה ואני אל: גם
מיום אני הוא ואין מידי מצי
ל אפעל ומי ישיבנה:

آنوخی آنوخی یہوا واین ہبلعاذی موشیع + آنوخی ہگدتی و ہوشعتی وہشمعتی واین باخم زار و آتم عیدی نام یہوا وانی ایل + گم میوم انی ہو واین میادی مصیل افعل ومی یشیبنا : (ترجمہ) میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں میں نے تمھیں اطلاع دی (یعنی نیک بد سے بزبان موسیٰ علیہ السلام) اور تم کو نجات دی (یعنی اکثر مصائب سے) اور تم کو سنایا (یعنی تبلیغ موسیٰ جو ایک قسم کا عہد تھا) اور تم میں کوئی اجنبی نہیں (یعنی سب رسالت و وحی و دلائل سے واقف ہیں) خدا کا فرمان ہو کہ تم شاہد ہو اور میں معبود ہیں ہمیشہ سے یکساں ہوں اور میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہیں جو میں کرتا ہوں اُس کو کوئی رد نہیں کر سکتا) إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ

כה אמר יהוה גאל
۱۴ כם קדוש ישראל למענכם
שלחתי בבלה והורדתי בריחים כלם וכ
שדים באניות רנתם:

کوہ آمر یہوا گوا لخم قدوش سرائیل لمعنخم شلحتی بابیلا و ہو رَدتی باریحیم کلام و خسدیم باآونیوت رناتام لغات بریح بارح معنی آزاد و خونخوار کہتے ہیں بریح تا حاشیہ بارح ۔ مارخونخوار (ترجمہ) یوں کہا خداوند قدوس اسرائیل تم کو لے لینے والے نے تمہاری خاطر

بھیجا ہم نے اہل بابل کو اور اتارا ہم نے خونخواروں کو اور کسدیم کو مراکب شادمانی
کے ساتھ: אֲנִי יְהוָה קְדוֹשְׁכֶם בּ
וֹרֵא יִשְׂרָאֵל מַלְכְּכֶם انی یہوا قدوشکم بوری اسرائیل
ملکخم (ترجمہ) میں خدا تمہارا قدوس ہوں اسرائیل تمہارے بادشاہ کا پیدا کرنے والا

כֹּה אָמַר יְהוָה —
הַנּוֹתֵן בַּיָּם דֶּרֶךְ וּבְמַיִם עַזִּים
נְתִיבָה: ——
הַמּוֹצִיא רֶכֶב וָסוּס חַיִל וְעִזּוּז
יַחְדָּו יִשְׁכְּבוּ בַּל יָקוּמוּ דָּעֲכוּ כַּ
פִּשְׁתָּה כָבוּ: אַל תִּזְכְּרוּ רִאשֹׁנוֹ
ת וְקַדְמֹנִיּוֹת אַל תִּתְבֹּנָנוּ: הִ
נְנִי —— עֹשֶׂה חֲדָשָׁה עַתָּה תִצְ
מָח הֲלוֹא תֵדָעוּהָ אַף אָשִׂים בַּמִּדְ
בָּר דֶּרֶךְ בִּישִׁמוֹן נְהָרוֹת: תְּכַבְּדֵנִי
חַיַּת הַשָּׂדֶה תַּנִּים וּבְנוֹת יַעֲנָה כִּי
נָתַתִּי בַמִּדְבָּר מַיִם נְהָרוֹת בִּישִׁימֹן
לְהַשְׁקוֹת עַמִּי בְחִירִי: עַם זוּ יָצַרְתִּי
לִי תְּהִלָּתִי יְסַפֵּרוּ:

کو امر یہوا ہنوتین بیام درخ وبمیم عزیم نتیبا ہموصی رخب وسوس
حیل وعزوز یحدا یشکبو بل یاقومو داعکو کپشتہ کبو + ال تزکرو رشونوت
وقدمونیوت ال تتبوننو + ہننی عوسہ حداشا عتا تصمح ہلو تیدا عوہا اف
اشیم بمدبار درخ بیشیمون نہاروت + تکبدنی حیت ہسادہ تنیم وبنوت یعنا
کی ناتتی بمدبار مایم نہاروت بیشیمون لہشقوت عمی بحیری عم زو یاصرتی
لی تہلاتی یسپرو: עַזִּים عزیم جمع ہے مفرد اس کا עַז

عز ہے یعنی مضبوط و مستحکم و قوی یہ صفت ہوتی ہے قوم کی اور ہوا کی اور پانی کی
اور یعنی سنگدل اور ظالم بھی آتا ہے اور یعنی قوت بھی آیا ہے עִזּוּז
عزوز یعنی قوی و سپاہی עִזּוּז واحد مادہ اس کا עָזַז
دعخ ہے یعنی گل ہو جانا جیسے چراغ כַּפִּשְׁתָּה پشتہ یعنی خواہ سن
کی بتی כָּבוּ کابو مادہ اس کا כָּבָה کابہ ہے جس کے معنی ہیں
گل ہو جانا תִּצְמָח تصمح مادہ اس کا צָמַח صمح ہے جس کے
معنی ہیں اوگنا اور حادث ہونا אַף اف معنی نیز ایضا بھی (ترجمہ) یوں کہا
خدا نے جو سمندر میں سڑک نکالتا ہے اور دریا میں راہ جو سواری اور گھوڑا اور لشکر
اور پہلوان معاً نکالے گا۔ سو جائے گی بلکہ کھڑی ہو کے بجھ جائے گی بتی کی طرح یہ خبر
ہے زمانہ بخت نصر وغیرہ ظلمہ کی اگلی باتوں کو یاد مت کرو گزشتہ کا خیال مت کرو اب
نئی بات کرنے والے ہیں وہ بات اب شروع ہو گی۔ کیا تم اسے نہیں جانتے یعنی پہلے
بھی خبر دی گئی بے شک قائم کریں گے ہم بیابان میں سڑک وادی غیر ذی زرع
میں نہریں۔ اب یہاں سے خدا اپنا اصل مطلب بیان کرتا ہے کہ اگلی شرائع و احکام کا

خیال مت کرو۔ اب ہم نئی بات کرنے والے ہیں یعنی نئی شریعت جاری کریں گے
تم لوگ اُسے جانتے ہو جیسا ہم نے موسیٰ کی کتاب میں خبر دی ہے اب اُس کا آغاز ہوگا۔
بیابانوں اس کی توضیح کرتا ہے کہ بیابان میں ہم راہ نکالیں گے اور وادی غیر ذی زرع میں
انہار جاری کریں گے یعنی ملک عرب میں ایسا کچھ موسیٰ کی تسبیح میں مذکور ہے نہر جاری
کرنے سے مقصود نزول وحی ہے اور سبزک سے شریعت اور زبدہ کی نہر سے ظاہر
آیت بھی پوری ہوئی۔ ہماری تعظیم کریں گے جنگلی جانور اژدر و شتر مرغ جب بیابان میں
نہر کا پانی دیں گے ہم اور وادی غیر ذی زرع میں اپنی مقبول قوم کے سیراب کرنے کو
جنگلی جانور و اژدر و شتر مرغ سے مقصود عرب ہیں کیونکہ نہایت جاہل قوم تھی یعنی ملک عرب
نزول وحی ہوگا تو بڑی بڑی جاہل قوم ہماری تعظیم کریں گی۔ قوم مقبول بھی مسلمان
ہیں بنی اسرائیل اس سے مقصود ہو نہیں سکتی ان میں نبوت قدیم الایام سے جاری
اور نہریں بھی مثل فرات و دجلہ وغیرہ کے بہتی تھیں یہ پیشین گوئی بہت واضح ہے۔
جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ
الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اس قوم کو ہم نے اپنے لئے بنایا ہماری حمد کو خوب
بیان کریں گے مسلمانوں کی نماز میں پنجگانہ حمد باری بیان ہوتی ہے۔ سورۂ فاتحہ
پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد ۲۸ آیت تک بنی اسرائیل کی نافرمانی اور خلوص سے عبادت
نہ کرنے کا بیان ہے۔ بعد شکایت و حکایت کے ۲۸ آیت میں اپنا غضب اور نتیجہ بداعمالی کا
بیان ہے:

וַאֲחַלֵּל שָׂרֵי קֹדֶשׁ וְאֶתְּנָה
לַחֵרֶם יַעֲקֹב וְיִשְׂרָאֵל לְגִדּוּפִים:

وءحلیل ساری قودش وءتنا لحیرم یعقوب ویسرائیل لگدوفیم (ترجمہ)
قدس سرداروں کو چھوڑ دیں گے ہم اور یعقوب کو لٹا دیں گے اور اسرائیل کو منقطع
کر دیں گے یعنی فیضان جو ان پر نازل ہوتا ہے بند کر دیں گے اور منقطع کر دیتے

مقصود یہ ہے کہ نبوت اُن میں سے جاتی رہے گی چنانچہ یہ سب کچھ ہوا۔ یہ آیت مطابق ہے
جو اس صحیفہ کی دوسرے باب میں ثبت ہے וְהָיָה בְּאַחֲרִית הַ
יָּמִים נָכוֹן יִהְיֶה הַר בֵּית יְהוָה בְּרֹאשׁ
הֶהָרִים וְנִשָּׂא מִגְּבָעוֹת
וְנָהֲרוּ אֵלָיו כָּל־הַגּוֹיִם׃

وہایا باحریث ہیّامیم ناکون یہیہ ہر بیت یہواہ بروش ہہاریم ونسّا
مگّبعوث ونا ہرو الاو کل ہگویم : (ترجمہ) ان ایام کی انتہا میں بیت اللہ کا
قائم ہوگا اور سب پہاڑوں سے اونچا ہوگا وہاں قربانی کریں گے جملہ اقوام۔ انتہائے
ایام سے مقصود وہ ایام ہیں جب شریعت موسوی منسوخ ہوگی و زمانہ بعثت سید المرسلین
ہر دور کے مناسب شریعت جاری کی جاتی ہے پھر جب وہ دور بھر پورا ایام منقضی ہو جاتا ہے
تو وہ شریعت منسوخ ہو جاتی ہے آتنے ہی دن کے واسطے دی گئی تھی اگر بالفرض وہ دور
عود کرے تو وہی شریعت واجب التعمیل ہوگی تو مقصود آیت یہ ہے کہ جب شریعت موسوی کا
وقت منقضی ہو جائے گا اور دوسری شریعت کا وقت آئے گا تو قربانی و حج کے لئے
بیت اللہ کا پہاڑ قائم ہوگا اور وہاں جملہ اقوام قربانی کریں گے۔ بیت اللہ کے پہاڑ سے
مراد مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ بیت المقدس کا پہاڑ مقصود نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہاں تو قربانی
مدت دراز سے ہوتی تھی۔ اشعیاء کے زمانہ میں تو وہ قائم ہی تھا۔ یہ خبر ہمارے پیغمبر کے وقت میں
پوری ہوئی کہ وہاں جملہ اقوام حج و قربانی کرتی ہیں۔ بیت المقدس میں صرف بنی اسرائیل
قربانی کرتے تھے: וְהֶעֱלָה שְׁלֹמֹה שָׁלֹשׁ פְּעָמִים בַּשָּׁנָה
עֹלוֹת וּשְׁלָמִים עַל הַמִּזְבֵּחַ אֲשֶׁר בָּנָה
לַיהוָה וְהַקְטֵיר אִתּוֹ אֲשֶׁר לִפְנֵי
יְהוָה וְשִׁלַּם אֶת הַבָּיִת

כִּי מִצִּיּוֹן תֵּצֵא תוֹרָה וּדְבַר־יְהוָה
מִירוּשָׁלִָם׃ وہالخو عمیم ربیم واَمرو لخو ونعلہ ال ہر یہوا ال بیت الوہی یعقوب ویورینو مدراخاو ونیلخا باورحوتاو کی مصیون تیصی تورا ودبر یہوا میروشالایم (ترجمہ) اور جائیں گی بہت قومیں اور کہیں گی چلو چلیں خدا کے پہاڑ کی طرف یعقوب کے معبود خدا کے گھر اور بتاوے ہم کو اس کی راہ کہ جائیں گے ہم اس کی روشنیوں میں کیونکہ صیہون سے نکل جائیگی شریعت اور خدا کا کلام (یعنی وحی) اورشلم سے یعقوب کا معبود وہی ہستی پاک واجب الوجود تعالیٰ شانہٗ ہے اور اُسی کی پرستش کعبۂ معظمہ میں بھی زمان بعثت سید المرسلین سے جاری ہوئی آیت میں اہتمام کعبۂ معظمہ جانے کا بیان ہوا ہے علت اس کی یہ مذکور ہے۔ شریعت بیت المقدس سے نکل جائے گی اور وحی بنی اسرائیل سے منقطع ہوگی آیت واضح ہیں: וְשָׁפַט
בֵּין הַגּוֹיִם וְהוֹכִיחַ לְעַמִּים רַבִּים
וְכִתְּתוּ חַרְבוֹתָם לְאִתִּים וַחֲ
נִיתוֹתֵיהֶם לְמַזְמֵרוֹת לֹא יִשָּׂא גוֹי
חֶרֶב וְלֹא יִלְמְדוּ עוֹד מִלְחָמָה׃
وشافط بین ہگویم وہوخیح لعمیم ربیم وکتتو حربوتام لاتیم وحنیتو تیہم لمیزموت لو یسا گوی ال گوی حرب ولو یلمدو عود ملحما (ترجمہ) عدالت کرے گا قبائل پر اور ہدایت کرے گا اقوام کثیرہ کو کہ توڑ ڈالیں گے اپنی تلواروں اور نیزوں کو مزامیر بنائیں گے ایک قبیلہ دوسرے پر تلوار نہ اٹھائیں گے اور لڑنا نہ سیکھیں گے۔ مقصود یہ ہے کہ اُس پاک مقام میں نہایت امن ہوگا خدا کی عبادت وہاں جاری رہے گی چنانچہ قبل زمانہ سید المرسلین ملک عرب میں قبائل میں جو جدل ہمیشہ ہوا کرتی تھی وہ بالکل موقوف ہوئی۔ اب بھی موقوف ہے الا شاذ و نادر

یہ نہیں مقصود ہے کہ تمام دنیا میں ایسا ہو جائے گا بلکہ یہ فقط ملک عرب کو کہتا ہے جہاں ترائی کا ذکر ہے مسلمانوں میں باہم خون ریزی نہایت مستکرہ تھی چنانچہ حضرت عثمان نے اپنا مرنا قبول کیا اور مسلمانوں میں خون ریزی نہیں ہونے دی۔ پس جب تمامی ملک عرب مسلمان ہو گیا تو وہ قتال و جدال جو پہلے ہوتا تھا بند ہو گیا۔ خدا کا حکومت کرنا اُس کی شریعت کا جاری ہونا ہے: בֵּית יַעֲקֹב לְכוּ וְנֵלְכָה בְּאוֹר יְהוָה : بیت یعقوب لخو و نلخا باور یہوا (ترجمہ) اے خاندان یعقوب خدا کے نور میں چلو جیسا ہم چلتے ہیں یعنی خدا کے احکام پر بتصدیق و ایمان عمل کرو۔ یہ حکایت ہے دعاۃ اسلام کی کلام کی چنانچہ اہل اسلام ایسا ہی اہل کتاب بھی کہتے ہیں اُسی وقت کی حکایت اشعیا کی زبان سے ہو رہی ہے قال اللہ تعالیٰ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ پیغمبر خدا نے ہرقل کو لکھا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا (ترجمہ) یوں ہی بھیجا ہم نے تیرے پاس روح عالم امر سے (یعنی جو جسم و جسمانی نہیں) تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ لیکن کیا ہم نے کتاب کو نور جس سے راہ دکھاتے ہیں ہم جسے چاہتے ہیں۔ یہ وہی نور ہے جس میں چلنے کو اشعیا کہہ رہے ہیں: כִּי נָטַשְׁתָּה עַמְּךָ בֵּית יַעֲקֹב : کی ناطشتا عمخا بیت یعقوب: (ترجمہ) کیونکہ پریشان کر دیا تو نے اپنی قوم کو اے خاندان یعقوب۔ یہ فقرہ آیت گذشتہ سے

متعلق ہے لیکن یہود ما بعد سے ملاتے ہیں مقصود یہ ہے کہ جب تم میں ضلالت و گمرہی پھیل گئی تو تمہارے لئے خیر یہی ہے کہ تم شریعت جدیدہ کو بدل و جان قبول کرو کי מל

או מקדם ועננים כפלשתים וב
ילדי נכרים ישפיקו׃ ותמלא ארצו
כסף וזהב ואין קצה לאצרתיו
ותמלא ארצו סוסים ואין קצה ל
מרכבתיו׃ ותמלא ארצו
אלילים למעשה ידיו יש
תחוו לאשר עשו אצבעתיו׃ וישח אד
ם וישפל־איש ואל־תשא להם׃
בוא בצור והטמן בעפר מפני פ
חד יהוה ומהדר גאנו׃ עיני גבהות
אדם שפל ושח רום אנשים
ונשגב יהוה לבדו ביום הה
וא׃

کی مالو مقدم وعونیم کپلشتیم: بیلدی نخریم یشپیقو: وتمالی ارصو کیسف وزاہب واین قیصہ لاوصروتاو: وتمالی ارصو سوسیم واین قیصہ لمرکبوتا: وتمالی ارصو الیلیم لمعسہ یادا او یشتحوو لاشر عاسو اصبعوتاو: وشیح آدام ویشپل ایش وال تشا لاہم: بوء بصور وہطامن بعافار مفنی پحد یہوا ومہدر گیونو: عینی گبہوت آدام شافیل وشح روم

اَنَا بِرشَیْم وِنَنگَب پہُو اَبِنْذُ ذبیُّوم تہو: لغات בְּ کی زبانی یعنی
جب קֶדֶם قدیم اصل معنی اس کے ہیں پورب مشرق پھر اطلاق اس کا
ایک حصہ عرب پر ہوا جو پورب طرف ہو اور فلسطین سے بھی شرقی ہے وہاں مسکن حضرت
ابراہیم کے آبا کا تھا حرّان اُس کے شہروں میں سے ہو۔ ربقّا حضرت اسحٰق کی بی بی کا
میکا وہیں تھا جسے حضرت ابراہیم نے حفظ نسب کے لئے اپنے خاندان سے کنعان میں
منگا کر حضرت اسحٰق سے مزدوج و کدخدا کیا پھر جب ربقا کو حضرت یعقوب کی ہلاکت کا
خوف ہوا تو اُن کو اپنے بھائی کے پاس روانہ کیا ملک قدیم میں جیسا توراۃ کے
بیانات سے واضح ہو یہاں کے لوگوں کا مذہب صابئی تھا جو ارواح کواکب وملائکہ
کی پرستش کرتے اور اُن کے نام پر اصنام رکھتے تھے وسحر و کہانت وغیرہ اعمال اُن کا
شعار تھا۔ زمانۂ اسلام میں وے نیست ونابود ہوئے۔ ثابت ابن قرہ بھی اولاً یہی مذہب
رکھتا تھا۔ قوم کی سرزنش سے دامن اسلام میں پناہ لیا۔ خلفائے عباسیہ کے دور میں بغداد
میں رہتا تھا ریاضی ونجوم میں اس کو ید طولیٰ تھا۔ رمل میں کمال وشتاق رکھتا تھا زحل کو
اس سے بڑی مناسبت دلقت تھی اکثر مصائب میں اس کا معین رہتا تھا۔ غرض شہر
جہاں حضرت ایوب کا مسکن تھا اسی حصہ میں واقع تھا اس کی سرحد شام وعراق تک تھی
وہاں کے سکان בְּנֵי קֶדֶם بنی قدم یعنی بنی قدم کہلاتے تھے اور
کبھی קֶדֶם قدیم سے بنی قدم مراد ہوتے ہیں جیسا اسی آیت میں עֹנְנִים
عونین مادہ اس کا עֹנֵן عانن ہو یہ صیغہ اسم فاعل ہو مجرد اس کا مستعمل
نہیں ہو باب معیل پیدائش باب ۹ آیت ۱۴ میں آیا ہو اصل معنی اس کے چھپانا پھر
بدل جانا اسی سے עָנָן عانان یعنی ابر آیا ہو جیسا عربی عنان باب پوعیل سے
بھی آیا ہو עוֹנֵן : עֹנְנָה ; עוֹנְנִים ماضی عونین مضارع یعونین اسم
فاعل معونین اصل מְעוֹנְנִים معنی دجل وتلبیس و بعض نظر بندی کثیر الاستعمال

چنانچہ اکثر علمائے یہود اس کی یہی تفسیر کرتے ہیں سوائے ربی عقیبا کے کہ وہ مُعُونِنِیم یعنی

בְּלַמְעֹנְנִים منجم کہتا ہے پس عوننین معنی منجم خواہ نظربندی جیسا קֹסֵם

قوسیم یعنی فال گو خواہ رمال کے ہیں چونکہ اعمال ارباب تنجیم وغیرہ ظنی قابل وثوق

نہیں اس لئے انبیاء ان کی طرف متوجہ ہونے کو منع کرتے ہیں حضرت موسیٰ نے اس

بارہ میں بہت مبالغہ کیا ہے و یایہم باب ۱۸ آیت ۱۰ و ۱۴ کو دیکھو لیہ יַשְׂפִּיקוּ

یسپیقو مادہ اس کا סָפַק سفق ہے یعنی ہاتھ مارنا معاہدہ کرنا יִשְׁתַּחֲווּ

۔ کی ابلیں بت ۔ نیّاح تشح مادہ اس کا שחח شحح ہے یعنی

خم ہونا رکوع צדק صور اسمائے حسنیٰ سے ہے یعنی قوی اور جس سے کوئی قوم

بچے یعنی خلیفہ و رسول جیسا تفسیر موسیٰ میں گزرا (ترجمہ) جب بھر جائیں بنی قدم اور

منجمین سے اہل فلسطین کی طرح اور اجانب سے معاہدہ کریں اور بھر جائے اُن کا ملک

بے حد چاندی سونے سے اور بے حد گھوڑوں سے اور مملو ہو جائے اُس کا ملک اصنام

اپنے ہاتھ کی مصنوعات کو سجدہ کریں جنہیں اُن کی انگلیوں نے طیار کیا ہو اور جھکیں آدمی

اور پست ہوں انسان اس طرح کہ اُن کی فریاد سنی نہ جائے تو نہایت خاکساری سے

جا رسول کے پاس خدا کے خوف اور اُس کے جلال کی شوکت سے کہ نخوت سے آنکھیں

نیچی ہونگی اور بلند پست ہونگے اُس دن تنہا خدا کا حکم جاری ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ جب

بنی اسرائیل میں خصائل بنی قدم یعنی سحر و کہانت وغیرہ و منجمین بھر جائیں اور دوسرے

اجانب سے ہم عہد ہوں اور اُن کو انواع اقسام کی ترقی حاصل ہو اور پھر اُن کو

دولت و سکنت نصیب ہو تو اُن کی فلاح اسی میں ہے کہ وے بڑی خاکساری کے ساتھ

رسول وقت کے پاس حاضر ہوں جب بڑے بڑے جبار و متمرد پست ہوں اور فرمان الٰہی

پر بموجب عمل در آمد ہو یہ خبر دی گئی ہے بنی اسرائیل کے واقعات کی اور اُن کے نجات

کی صورت بتائی گئی یعنی وے انتہائی ضلالت کو پہونچیں گے سحر و کہانت، فال گوئی

دلی تعظیم کے معتقد ہونگے اور بت پرستی اور عظمت روحانیات اُن کے دلوں میں متمکن ہوگی اور بت پرستوں سے ہم عہد ہونگے۔ چنانچہ منسّی بن حزقیا کے وقت سے اس کی بڑی ترقی ہوئی اور خزائن و اموال و عساکر و مراکب فراہم ہونگے پھر ذلت و مسکنت بدرجۂ اتم اُن کو حاصل ہوگی جیسا بخت نصر و طیطوس کے وقت میں اُن کو نصیب ہوئی پہلے مدت دراز تک یہ حال رہا کہ بنی اسرائیل بارتکاب اصنام پرستی وغیرہ معاصی مقہور و مغضوب ہوتے لیکن توبہ و گریہ و زاری سے سبب اُن کے گناہ معاف ہوجاتے اور خدا اُن کا معین رہتا لیکن بعد خرابی بیت المقدس بار ثانی باوجود توبہ و گریہ و زاری خضوع و الحاح بسیار اُن کی نہ توبہ قبول ہوتی نہ اُن کی دعا مقبول وہ حالت اُن کی اب تک ہے اب اس پیغمبر کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو یہ خبر دی گئی ہے کہ جب تمہاری یہ حالت ہوجائے تو تمہاری نجات کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ تم رسول وقت کی جس کا ذکر موسیٰ کی شریعت میں ہے بعجز و خشوع کے ساتھ اطاعت کرو۔ اب اُس کے بعد اُس رسول کا بیان ہے۔

נשא ושפל: ועל כל ארזי הלבנ
ון הרמים והנשאים ועל כל אלוני
הבשן: ועל כל ההרים הרמים ועל
כל הגבעות הנשאות: ועל כל מגדל גב
ה ועל כל חומה בצורה: ועל כ
ל אניות תרשיש ועל כל שכיות
החמדה: ושח גבהות האדם ושפל
רום אנשים ונשגב יהוה לבדו ביום
ההוא: והאלילים כליל יחלף:

ובאו במערות צורים ובמחלו
ת עפר מפני פחד יהוה ומהדר
גאונו בקומו לערץ הארץ: ב
יום ההוא ישליך האדם את א
לילי כספו ואת אלילי זהבו
אשר עשו לו להשתחות לח
פר - פרות ולעטלפים:

کی یوم لِیہوا صبا ئوث عل کل گیا ورام وِعل کل نشا وِشافیل + وِعل کل
ارزی ہلبانون ہارامیم وہنسائیم وعل کل الونی ہباشان + وعل کل
ہہاریم ہارامیم وِعل ہگبا عوت ہنسا ئوث + وِعل مِگدال گابوہ وِعل
کل حوما بِصورا + وِعل کل اونیوث ترشیش وعل شخیوث ہحمداہ + وشح گبہوث
ہآدام وِشافیل روم اناشیم ونِسگب یہوَا لبدو بیوم ہہو: وہا الیلیم کالیل
یحلوف وبا ئو بمعاروث صوریم وبمحلوث عافار مپنی پحد یہوا ومہدر گیونو
بقومو لعروص ہاآرص + بیوم ہہوا یشلیخ ہاآدام اث الیلی کسپو واث
الیلی زہابو اشر عاسو لو لہشتحووث لحپور پیروث ولا عطلفیم : - ح

ח		کی بلند	ם	رام بلند	בְּשָׁלֵם	رث نا بلند	
פל		شافیل پست	וְ	ابرز مراد		از نجی صنوبر	

یہ درخت نہایت خوبصورت اور اُس کی لکڑی بہت عمدہ و مضبوط ہوتی ہے لְבָ
נוֹן لبانون یہ سلسلۂ پہاڑ کا نام ہے جو ملک کنعان کے شمالی حصے میں واقع ہے
جس کے دامن میں صور و صیدا کی آبادی تھی جسے عبری میں صور بوا و مجہول و
صیدون کہتے ہیں شہر صیدا ۳۰ درجہ ۲۸ دقیقہ ۲۲ ثانیہ طول اور ۲۲ درجہ ۴۰ دقیقہ
عرض پر اقلیم سوم میں ہے یہ شہر قدیم زمانہ میں دارالسلطنت تھے وہاں کے لوگ بڑے
دولت مند تھے اس پہاڑ کی دو اونچی چوٹیاں ہیں غربی کو بالخصوص لبانون کہتے ہیں
عربی میں لبنان اور شرقی کو جو بیشتر برف سے چھپی رہتی ہے کلدی میں טוּר
שַׂנְיָא طورشنیا یعنی جبل الثلج کہتے ہیں اسی کو اہل فرنگ انتی لبانس
کہتے ہیں اس پہاڑ کی جانب جنوب کوہ חֶרְמוֹן حرمون یعنی جبل الشیخ
واقع ہے ان سب حصص کو یونانی میں فنیشیا کہتے ہیں اس پہاڑ میں صنوبر بہت ہوتا ہے
چنانچہ حضرت داؤد کے زمانہ میں وہاں کے حاکم نے اس کی لکڑی بیت المقدس کی
بنا میں کام میں لانے کو بھیجی تھی۔ پھر حضرت سلیمان کے وقت میں حیرام کے راجہ نے
بہت لکڑیاں اس کی ارسال کیں جو بیت المقدس کی تعمیر میں صرف ہوئیں ہے
אֹרֶן اُرن یہ قسم درخت ہے جس کی لکڑی بہت مضبوط ہوتی ہے عبرانی لفظ
בָּשָׁן باشان یہ جنوبی حصہ ارض کنعان کا ہے کوہ حرمون یعنی جبل الشیخ سے
جانب جنوب۔ اسی لئے جبل الشیخ کو کوہ باشان کہتے تھے اس کی حد کسی زمانہ میں
بحرین تک تھی عوج بن عوق یہاں کا بادشاہ تھا اس کو عربی میں بثنیہ بوزن جہینہ کہتے
ہیں۔ اُرن کے درخت اس علاقہ میں بہت ہوتے ہیں גִּבְעָה گبعا پہاڑ
اور پہاڑی بلاد אֳנִיָּה اونیا۔ کشتی جہاز תַּרְשִׁישׁ
ترشیش فرنگستان خصوصاً اسپانیہ רֵחַיִם ریحیا صورت
חֶמְדָּה حمدا مطبوع مرغوب חָלַף حلف سے جانا

... ۲ ۱۲ مارٖس معنی ڈرانا (ترجمہ) کہ خدا کا حکم جاری ہوگا ہر بلند و پست پر
سب صنوبران لبنان پر جو بلند و مرتفع ہیں اور الون شینہ پر اور سب اونچے پہاڑ پر اور
جبال شامخات پر اور منارات عالیہ پر اور محیط شہر پناہوں پر اور مراکب فرنگ پر اور ہر
مصنوعہ محمودہ پر: اور پست ہوجائے تعلّی انسان کی اور تکبر آدمیوں کا خدا ہی کا حکم جاری
رہیگا - اصنام بالکلیہ مٹ جائیں گے خدا کے خوف اور اس صور یعنی رسول کے جلال
و عظمت سے مغارات اور خاک میں جائیں گے جب وہ رسول دنیا کی تنبیہ کو مستعد
ہوگا اس زمانہ میں پھینک دے گا - آدمی چاندی سونے کے بتوں کو جسے سجدہ کرنے کیلئے
بنایا تھا نامرس اور چمگادڑ کو بظاہر تو بیان یہ ہے کہ اس وقت جب حکم خدا کا ہر بلند و
پست پر ہوگا مگر دقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اس سے معجزات اس رسول کے ہیں
کیونکہ معجزہ فی الواقع فعل خدا کا ہوتا ہے جو انبیاء کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اسی واسطے
اسے معجزہ کہتے ہیں کہ قوت بشری ایسے افعال کے اصدار سے عاجز ہوتی ہے - دیکھو
حضرت ابراہیم ایسے آتش کدہ سے صحیح و سالم نکل آئے اور اس میں پھرتے رہے
حدت نار کو معطل کر دینا یہ فعل خاص خدا کا ہے یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا
عَلٰی اِبْرَاهِيمَ علی ہذا القیاس حضرت موسیٰ نے سمندر کو پھاڑ کر راہ بنا دیا یہ ہرگز
کسی انسان کا کام نہیں ایسے افعال بضرورت ظاہر کئے جاتے ہیں ظاہر مطلب آیت مراد
نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کا حکم پست و بلند پر ہر وقت میں ہے تو مقصود آیت یہ ہے کہ اس رسول کا
حکم پست و بلند سب پر ہوگا پست سے مراد زمین ہے اور بلند سے افلاک و کواکب یعنی
کل عناصر و افلاک اس کے اختیار میں ہوگا۔ اس لئے اس کا حکم عناصر پر بھی ہوگا
کواکب پر بھی یہ ایک نشان ہمارے پیغمبر کا اشعیا کی زبانی بیان کیا گیا چنانچہ یہ
نشان آپ میں پایا جاتا تھا حکم آپ کا عناصر و موالید ثلٰثہ و کواکب سب پر ظاہر ہوا اس کو
مختصر ہم بیان ذکر کرتے ہیں - آپ کے حکم سے زمین سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اس کے

شکم تک گھس گئی اور وہ زمین سخت تھی اور پھر آپ ہی کے حکم سے اُسے چھوڑ دیا۔ حضرت
ابوبکر جو آپ کے ساتھ تھے سراقہ کو دیکھ کر ڈرے تھے۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ
إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا کیا اطمینان کا یہ کلام ہے ایسا ہی حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا جب قوم نے
کہا۔ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي یہ فعل شبیہ ہے حضرت موسیٰ
کے فعل کی کہ اُن کے ایما سے قارون زمین میں خسف ہو گیا وہ مرتد ہو کر حضرت موسیٰ
سے باغی ہو گیا تھا۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۶ باب میں اُس کا قصہ مذکور ہے حضرت نے
سراقہ کو اُس کے عجز و الحاح سے چھوڑ دیا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ وہ مرتد نہ تھا اور نیز
اُس میں مصلحت یہ تھی کہ سراقہ نے عہد کیا تھا کہ قوم جو تعاقب پر چلی آتی ہے اُسے ہم
لوٹا دیں گے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ایک نصرانی مسلمان ہو کے پیغمبر کی خدمت
میں رہتا تھا اور کتابت اُسی کے متعلق تھی پھر وہ مرتد ہو کے مشرکین سے جا ملا پیغمبر نے
فرمایا زمین اُسے قبول نہ کرے گی چنانچہ بار بار اُسے گاڑا لیکن زمین نے قبول نہیں کیا
وہ باہر پڑا رہتا تھا۔ پس زمین نے پیغمبر کے حکم کی اطاعت کی اور اُس کی لاش کو
قبول نہیں کیا۔ اس سے زمین کا مطیع ہونا ثابت ہے صحیحین میں انس ابن مالک سے روایت
ہے کہ ایک سال پیغمبر خدا کے زمانے میں قحط پڑا آپ بروز جمعہ خطبہ کر رہے تھے کہ ایک
شخص نے شکایت امساک باران کی اور دعائے مطر کے لئے التماس کیا۔ آپ نے
دعا کی اُس وقت بدلی کا ٹکڑا بھی نہ تھا مگر بادل اُٹھا۔ آپ منبر سے اُترے بھی
نہ تھے کہ مینہ برسنے لگا وہ مینہ دوسرے جمعہ تک رہا۔ لوگ مینہ سے تنگ ہو رہے تھے
کھل جانے کی درخواست کی آپ نے دعا کی مینہ کھل گیا۔ اس سے حکومت ہوا پر ظاہر ہے
کہ آپ کے مرضی کے مطابق اُس نے سحاب مجتمع کر کے مینہ گرایا۔ انتہیٰ۔ ایسا چند بار
ہوا ہے۔ انس فرماتے ہیں کہ آپ مقام زوراء میں جو ایک مکان ہے مدینہ میں تھے آپ نے
ہاتھ برتن میں رکھدیا۔ آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا جسے تین سو آدمیوں نے

وضو کیا ایسا ہی عبداللہ ابن مسعود بھی بیان کرتے ہیں کسی سفر میں ہوا مستحیل بآب ہوئی
آپ کے حکم سے ہوا پانی ہو جاتی تھی جیسا کتب فلسفہ میں ثابت کیا گیا ہے: صحیحین میں
جابر سے روایت ہے کہ لوگ معرکۂ حدیبیہ میں پیاسے ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ پانی
اسی قدر ہے جو آپ کے رکوہ میں ہے رکوہ ایک ظرف ہوتا ہے پانی رکھنے کا آپ نے ہاتھ
اس میں رکھدیا۔ پانی آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا تو لوگوں نے پیا اور وضو کیا جابر نے
بیان کیا کہ پندرہ سو آدمی تھے۔ ایسا ہی براء ابن عازب بھی روایت کرتے ہیں۔ واضح ہو
کہ ہیولیٰ عناصر اربع کا ایک ہے۔ اب ہم کچھ تصرفات مرکبات عنصریہ کے لکھتے ہیں جابر سے
روایت ہے کہ میں رسول خدا کے ساتھ ایک وادی وسیع میں تھا۔ آپ قضائے حاجت کے لیے
تشریف لے گئے وہاں سوائے دو درختوں کے کچھ جنگل و جھاڑی کا نشان نہ تھا۔ آپ
ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ڈال پکڑ کے کہا چل میرے ساتھ
تو وہ چلا یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس سے فرمایا کہ
میری اطاعت کر۔ وہ بھی اسی طرح چلا۔ پھر دونوں کے منتصف فاصلہ پر آپ نے فرمایا
دونوں مل جاؤ تو دوسے مل گئے۔ بعد اس کے آپ وہاں سے پھرے اور دونوں
درخت متفرق ہو کے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ عبداللہ ابن عباس سے روایت
ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور پیغمبر خدا سے کہا کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تم رسول ہو آپ نے فرمایا کہ
اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاؤں اور وہ میری رسالت کی تصدیق کرے تو تم تصدیق
کرو گے۔ پھر آپ نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ خوشہ آپ کے پاس آ گرا۔ بعد ازاں آپ نے
کہا لوٹ جا وہ لوٹ گیا۔ تب وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ
رسول خدا کسی سفر میں تھے ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا تو میری
رسالت کی تصدیق کرتا ہے اس نے کہا آپ کے دعوے کی کون تصدیق کرتا ہے۔ آپ نے
اس درخت کی طرف اشارہ کیا۔ وہ زمین پھاڑتا ہوا آپ کے پاس آیا اور تصدیق رسالت

کی تین مرتبہ پھر لوٹ گیا جب اس قسم کے معجزات آنحضرت سے بہت دیکھے گئے تو کفار نے کہا کہ ان سے کوئی معجزہ عظیم طلب کرنا چاہیئے۔ چونکہ کرات افلاک میں تصرف دشوار ہے وہ ایک حالت پر رہتے ہیں قابل خرق والتیام نہیں اُن کا تصرف اس کرہ پر بہت ہے بالعکس تب اُنھوں نے معجزہ شق القمر طلب کیا۔ عجب نہیں کہ سائلین میں یہودی رہے ہوں اور بوجب اس آیت کے امتحان کیا ہو تب آپ کے حکم سے انشقاق قمر واقع ہوا۔ یہ فعل آپ کا مشابہ ہوا اُس کے جو حضرت یوشع بن نون نے کیا تھا کہ شمس دائرہ نصف النہار پر چار پہر قائم رہا۔ دیکھو صحیفہ یوشع بن نون باب ۱۰ آیت ۱۲

וַיַּעֲמֹד הַשֶּׁמֶשׁ בַּחֲצִי הַשָּׁמַיִם וְלֹא אָץ לָבוֹא כְּיוֹם תָּמִים׃

وَیَعْمُود ہَشّمش بحصی ہشامیم ولوآص لابو کیوم تامیم: (ترجمہ) ٹھیرا رہا سورج نصف سماء پہ اور جنبش نہ کیا غروب کے لئے قریب دن بھر کے اس معجزہ کی روایت صحیحین میں بھی ہے بہت صحابہ اس کو بیان کرتے ہیں یوئیل نبی نے کہا ہے کہ قریب قیامت کے انشقاق قمر واقع ہوگا ہم اس کو ذکر کرتے ہیں یوئیل باب ۴ آیت ۴

הַשֶּׁמֶשׁ יֵהָפֵךְ לְחֹשֶׁךְ וְהַיָּרֵחַ לְדָם לִפְנֵי בּוֹא יוֹם יְהוָה הַגָּדוֹל וְהַנּוֹרָא׃

ہَشّمش یہافیخ لحوشخ وہیّاریح لِدام لِفنی بو یوم یہواہ ہگادول وہنورا

لغات
שֶׁמֶשׁ شمش۔ شمس، سورج
חֹשֶׁךְ حوشخ۔ ظلمت
יָרֵחַ یاریح۔ قمر
דָּם دام یہ لفظ بمعنی خون کثیر الاستعمال مثل عربی دم کے ہے لیکن بعض محاورات میں اطلاق اس کا مقتول پر بھی آیا ہے بخوف تطویل سند درج نہیں کرتے اور بمعنی منقطع و منشق۔

(ترجمہ) سورج ہو جائے گا تیرہ اور قمر منشق خدا کی بڑے اور بھیانک دن سے

آنے سے پہلے پس مقصود یہ ہے کہ قریب قیامت کے شمس مظلم ہو جائے گا اور قمر شق اس کی حکایت کلام مجید میں بھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ و سیاق کلام سے ظاہر و آشکار ہے وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ یہ پیغمبر کے معجزہ کا بیان ہے کیونکہ بعد آپ کے کوئی پیغمبر نہیں ہوگا جو یہ معجزہ دکھلائے پس حمل کرنا اس کو خبر آئندہ پر تعسف ہے: واضح ہو کہ یوئیل نبی نے خبر دی تھی کہ قریب قیامت کے سورج تاریک ہو جائے گا اور قمر شق ہو جائے گا یہ مقصود نہیں ہے کہ دونوں امر ایک ہی وقت میں ہوگا۔ انشقاق قمر تو آپ کے وقت میں ہوا اور آپ کی پیدائش بھی اشراط ساعت سے ہے کیونکہ وحی منقطع ہو گئی اس لئے فرمایا ورلاتا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ترمذی میں روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے بُعِثْتُ فِي نَفَسِ السَّاعَةِ صحیحین میں انس سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے بعثت انا والساعة کھاتین یا تین سے اشارہ کیا وسطیٰ وسبابہ کی طرف جیسا ترمذی کی روایت میں تصریح ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح وسطیٰ وسبابہ معاً پیدا ہوتی ہیں اسی طرح میں اور ساعت فافہم: اس معجزہ پر مدت سے ملاحدہ اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ پہلے زمانہ میں جو اعتراض مشہور تھا کہ اگر قمر پھٹا ہوتا تو تمام دنیا کے لوگ دیکھتے اور نہیں تو اکثر بلاد میں خبر ہوتی کہیں کی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں جواب اس کا ظاہر و مشہور ہے کہ یہ معجزہ اوائل شب میں نہیں واقع ہوا۔ غالباً آخر شب میں ہوا جب لوگ سوئے ہوئے تھے اس لئے اس کا شہرہ نہیں ہوا اور ایسی سوانح کو ارباب تنجیم و اہل رصد قلمبند کرتے ہیں نہ عام مورخین۔ ایسے لوگوں کی نظر اس پر نہ پڑے تو درج تواریخ نہ ہو۔ علاوہ بریں یہ معاملہ دیر تک رہا نہیں جن لوگوں نے یہ معجزہ طلب کیا تھا ان لوگوں نے بخوبی دیکھ لیا پھر قمر بدستور ہو گیا اتنی دیر تک رہا نہیں جس پر ارباب تنجیم غور کرکے درج کتاب کرتے بلکہ اپنی خطائے نظر پر حمل کیا اس قسم کے واقعات کوئی بھی

بطور روایات تاریخی نہیں لکھے گئے جیسے ٹھیر جانا شمس کا نصف النہار پر حضرت یوشع کے وقت میں واقع ہوا لیکن کسی تاریخ میں درج نہیں قلزم کا پھٹ جانا تو سوانح عظیمہ سے تھا اور اہل مصر صاحب قلم تھے تاہم یہ واقعہ مصریوں کی کتاب میں مذکور نہیں کیفیت یہ ہے کہ جو لکھتے ہیں اُن کا لکھنا محمول ہوتا ہے طرف داری پر اور معاندین لکھتے نہیں اب ہم اصل حقیقت اس شق قمر کی لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ انشقاق قمر دو مرتبہ ہوا یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے پہلے مقام منا میں یہ معجزہ دکھایا گیا پھر کفار نے یہ خیال کرکے کہ قمر زمین سے بہت قریب ہے کسی دوسرے کوکب کو آپ شق کریں تو آپ نے اقمار زحل میں سے ایک قمر کو چار ٹکڑے کر دیا کہ اب تک وہ چاروں ٹکڑے بدستور موجود ہیں اُس وقت ساکنین کو ایسا حدید البصر کر دیا کہ اقمار زحل کو جو بلا آلات منظار نظر نہیں آتے دیکھا۔ سبحان اللہ کیسی وہ ذات بابرکات تھی کہ اب تک جس کا معجزہ قائم و موجود ہے جس کا جی چاہے بآلات دوربین دیکھ لے۔ شعر ؎

یا رب صل وسلم دائما ابدا ٭ علی نبیک خیر الخلق کلہم

ہمارے زمانہ میں اہل فرنگ معہ اُن کے متبع شق القمر پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو قیامت آجاتی کیونکہ نظام عالم اجسام جذب و انجذاب پر ہے اگر قمر شق ہو جاتا تو بعدان جذب یہ نظام درہم برہم ہو جاتا یہ اعتراض مغالطہ ہے ناواقفین کو دھوکہ دینے کے واسطے تراشا گیا اولاً تو نظام عالم جذب و انجذاب پر نہیں ہے دلائل جذب بالکل بودی ہیں ہرگز مفید نہیں اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو شق ہونے سے جذب کیوں باطل ہو جاتا بسیط کے جزو کل کی طبیعت ایک ہوتی ہے اگر جذب اُس کی طبیعت میں ہے تو اُس کے ہر جزء میں ہوگا نظام نہ بگڑے گا۔ دیکھو زمین برابر شق ہوتی ہے اور جذب باطل نہیں ہوتا مقناطیس کو کئی ٹکڑے کر ڈالتے ہیں تاہم جذب نہیں جاتا۔ ایسے اعتراضات واہیہ قابل التفات نہیں اہل فرنگ تو زمین کو بھی سیارات سے سمجھتے ہیں اور اُس کی حرکت کے قائل ہیں اور قمر کو اُس کا تابع

شمار کرتے ہیں باوجودیکہ اس کا انشقاق ہمیشہ دیکھتے ہیں تاہم ایسے اعتراضات پیش کرتے ہیں باعث اس کا تصور نفز ہے مسلمانوں کے نزدیک جملہ اجسام مرکب اجزاء لا تتجزی سے ہیں۔ دی متراطیس حکیم جس کو فن کیمیا میں یدطولیٰ تھا وہ بھی ایسا ہی کہتا تھا بلکہ برہمن کا بھی یہی مذہب ہے میں نے ایک کتاب فن کیمیا میں ترجمہ انگریزی دیکھی تھی اس میں قمر اور بعض کوکب کی ترکیب ایسی ہی لکھی تھی۔ ایسی صورت میں امکان انشقاق قمر و جملہ کواکب و اجسام میں کچھ شبہ نہیں اور افلاطون و اکثر اہل اشراق کے نزدیک جسم بسیط قابل الانفکاک والقسمت ہے ایسی صورت میں بھی انشقاق مستحیل نہیں ارسطو اور مشائین کی رائے بموجب بھی استحالہ انشقاق قمر معلوم نہیں ہوتا اور جب انشقاق ممکن ہے تو دست قدرت واجب الوجود تعالیٰ شانہ کو جلت برہانہ اس سے قاصر نہیں ہو سکتا اور معجزہ درحقیقت فعل حکیم مطلق ہوتا ہے اگر اس کے استحالہ پر کوئی دلیل ہو تو معاندین پیش کریں میں نے ایک کتاب اہل فرنگ میں دیکھا تھا اس میں لکھا تھا کہ فلاں سنہ میں ایک کوکب ذو ذنب پھٹ گیا تھا۔ حالانکہ دوسرے لوگ ایسے کواکب کو ہوا و ارضیہ سے شمار نہیں کرتے اور اس کی ضخامت قمر سے بہت زیادہ تھی باوجود اس کے اعتراض شق قمر پر عجب ہے اس کی انتہا یہی ہے کہ جس کو ہم نہیں دیکھتے نہیں مانتے جیسا بعض فلاسفہ کہتے ہیں جو محسوس نہیں موجود نہیں۔ واضح ہو کہ امکان انشقاق قمر پر اہل ملت اعتراض نہیں کر سکتے ان کے اصول کے خلاف نہیں جب وہ واجب تعالیٰ کو فاعل مختار و بالارادہ کہتے ہیں اور حکماء جو ترکیب اجسام جواہر فرد سے ثابت کرتے ہیں بھی انکار نہیں کر سکتے اور اہل اشراق جن کے نزدیک اجسام حقیقت واحدہ ہیں اختلاف ان میں صرف خواص و اعراض سے ہے وہ بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ صرف ارسطو کے مذہب پر اعتراض ہو سکتا ہے اگر امتناع خرق و التیام کواکب ثابت ہو سو وہ ثابت نہیں ہاں یہ بحث کہ ایسا ہوا یا نہیں کر سکتے ہیں واضح ہو کہ انشقاق قمر ایک مشہور معجزہ آنحضرت کا ہے جس میں بعض اہل اسلام کو بھی اختلاف ہے دوسرے لوگ اس آیت کو جو قرآن میں واقع ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ : تاویل کرتے ہیں کہ یہاں ماضی مستقبل کی جگہ واقع ہو کیونکہ عرب کبھی مستقبل ضروری الوجود کو ماضی سے تعبیر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ انشقاق قمر قریب قیامت ہوگا قسطلانی میں لکھا ہو کہ قائل اس کا عثمان ابن عطا ر ہو اگرچہ قرأت وقد انشق القمر اس کی منافی ہو باعث اس کا خیالات فلسفی ہیں بعض فلاسفہ سوائے مرکبات عنصریہ کے کسی کو لائق فنا نہیں سمجھتے اور ایسے ہیں کہ کسی موجود کو قابل عدم نہیں جانتے دلائل اس گروہ کے بالکل ناتمام ہیں اپنے خیالات وموہومات سے کہتے ہیں۔ اعتراض ناقابل التفات ہو اب ہم یہاں اُن احادیث کو نقل کرتے ہیں جن میں انشقاق قمر مصرح ہو۔ صحیح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے ادھر ہو گیا اور دوسرا اُس کے پاس تو فرمایا رسول اللہ صلعم نے دیکھو صحیح بخاری میں بھی عبداللہ ابن مسعود سے ایسی ہی روایت ہو اُس میں بیان منیٰ نہیں ہو فقط اسی قدر ہو کہ ہم لوگ پیغمبر کے ساتھ تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ پیغمبر نے فرمایا دیکھو دیکھو اس حدیث سے انشقاق قمر ضرور ثابت ہوتا ہو مگر یہ نہیں ثابت ہوتا کہ از خود ہوا یا بطور معجزہ اور ایسا ہی بیان عبداللہ ابن عمر کا بھی ہو دوسری روایت صحیحین میں عبداللہ ابن عباس سے ہو اُس میں اسی قدر ہو کہ پیغمبر کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔ صحیح بخاری میں انس سے روایت ہو کہ اہل مکہ نے رسول اللہ سے معجزہ طلب کیا تو دکھلایا اُن کو انشقاق قمر صحیح مسلم میں ایسی ہی روایت ہو لیکن ایک روایت میں اس قدر زیادہ ہو کہ دکھایا اُن کو انشقاق قمر دو مرتبہ۔ عبداللہ ابن مسعود کا بیان ہو کہ شق القمر منیٰ میں واقع ہوا اور انس کا ظاہر بیان یہ ہو کہ مکہ میں ہوا اس سے بھی نکلتا ہو کہ شق قمر دو مرتبہ ہوا واللہ اعلم۔ صحیح مسلم مطبوعہ جو میرے پاس ہو اُس میں لفظ مرتین موجود ہو اب ہم ایک معجزہ پیغمبر آخر الزمان کا اور لکھتے ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں آنحضرت جناب امیر کے زانو پر سر رکھ کے سو گئے۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر جناب

علی مرتضیٰ کی قضا ہو گئی جب آپ بیدار ہوئے اس کا تذکرہ جناب اقدس میں کیا آپ نے اشارہ کیا شمس لوٹ آیا اور جناب علی مرتضیٰ نے نماز عصر ادا کی معجزہ رد شمس متعدد طرق سے ثابت ہے یہ معجزہ بمقام خیبر اس غرض سے ظاہر کیا گیا کہ وہ مقام مسکن یہود تھا اور یہود قائل تھے کہ شمس حضرت یوشع بن نون کے حکم سے ٹھیر گیا تھا تاکہ اس کو دیکھ کے انھیں معجزہ حضرت یوشع یاد آجائے اور سمجھیں کہ الا ماابراہیم واسحٰق اس پیغمبر کے ساتھ بھی ہے لیکن قساوت و بدبختی نے اکثروں کو ایمان سے روکا خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے اور ایک وجہ اس کی اور بھی ہے آگے ہم لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے خبر دی تھی کہ سورج ٹھیر جائے گا اور چاند بیٹھ جائے گا تو یہ معجزہ وہاں ظاہر کیا گیا کہ یہود بکلام یوشع کو ملاحظہ کریں وہاں کی عبارت پیچیدہ ہے اس لئے ہم اسے نقل کرتے ہیں کتاب یوشع باب ۱۰ آیت ۱۲ و ۱۳

וַיֹּאמֶר לְעֵינֵי יִשְׂרָאֵל שֶׁמֶשׁ
בְּגִבְעוֹן דּוֹם וְיָרֵחַ בְּעֵמֶק אַיָּ
לוֹן׃ וַיִּדֹּם הַשֶּׁמֶשׁ וְיָרֵחַ עָמָד עַד־
יִקֹּם גּוֹי אֹיְבָיו הֲלֹא־הִיא כְתוּבָ
ה עַל־סֵפֶר הַיָּשָׁר וַיַּעֲמֹד הַשֶּׁמֶ
שׁ בַּחֲצִי הַשָּׁמַיִם וְלֹא־אָץ לָבוֹ
א כְּיוֹם תָּמִים׃

ویّومیر لعینی یسرائیل شمش بگبعون دوم ویارح بعیمق ایالون ؞

وَیِّدُم ہَشِّمش وِیَرِح عَامَد عَد یِقُّوم گُوی اُویبَاو ہَلُو[له] ہِی کِتُوبَا عَل سِفر ہَیَاشَر
وَیَّعمُود ہَشِّمش بحَصِی ہَشَّامَایِم وِلُو آص لَابُو کِیوم تَامِیم : لغات خیّا پیتی خلا

له واضح ہو کہ یہ وہ معجزہ یعنی انشقاق قمر و ردّ شمس بہت بڑے ظاہر ہوئے جو بغرض اثبات نبوت پیش ہوئے امکان شق قمر میں کچھ شبہ نہیں حیثیت اس کے امکان انشقاق پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو جسم قابل قسمت ہوتا ہے اس کے اتحاد پر کوئی دلیل نہیں اور سمانین کی طرف سے یہ اعتراض تھا۔ اتحاد خرق و التیام اگر ثابت بھی ہو تو فلک الافلاک سے تجاوز نہ کرے گا۔ بعد ثبوت امکان انشقاق قمر بحث اس قدر رہی کہ ایسا ہوا یا نہیں ایسے واقعات صرف اخبار سے ثابت ہوتے ہیں اگر حد تواتر کو پہنچیں تو مفید یقین ہوتے ہیں جیسے اخبار مکہ و کلکتہ وغیرہ۔ اگر کوئی شخص منکر تواتر ہو تو محل سخافت ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص انکار کرے کہ جوالا مکھی سے شعلہ نہیں نکلتا ہم نے دیکھا نہیں تو آنے والے اتفاقاً یاد آ جائیں گے۔ اگر کوئی شخص انکار کرے کہ کب ذوذنب نہیں نکلا حالانکہ ہزاروں آدمیوں نے دیکھا ہو تو سخافت و تعصب کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ انشقاق قمر حد تواتر کو پہنچا ہے۔ پہلے یوشع بن نون نے خبر دی کہ قمر شق ہو جائے گا۔ پھر موسیٰ نبی نے بیان کیا کہ قرب قیامت کے شق ہو گا۔ گویا یہ علامت قیامت کے شمار ہوا۔ جب ان انبیا کی سینکڑوں باتیں مطابق واقع کے ہوئیں تو اس خبر کا بھی کبھی نہ کبھی واقع ہونا ضرور تھا چنانچہ یہود و نصاریٰ کو اعتقاد ہے کہ قرب قیامت کے ایسا ہو گا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ آنحضرت کے وقت میں آپ کے اشارہ سے قمر شق ہو گیا اس کو وہ تواتر سے ثابت کرتے ہیں اور اس امر کی صداقت پر ایک دلیل لطیف یہ ہے کہ بعد معائنہ انشقاق قمر لوگوں نے تصدیق رسالت کی اور مسلمان ہو گئے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ سحر دکھایا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر یہ واقعہ ہوا نہ ہوتا تو کفار سحر پر محمول نہ کرتے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایام حج میں کفار رات کو جمع تھے ان میں ابوجہل بھی ایک یہودی کے ساتھ تھا۔ آنحضرت دعویٰ نبوت سب کو سنا رہے تھے سب نے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ کہو وہ تامل میں ہو کر دکھائیں۔ اس یہودی نے کہا کہ ان سے انشقاق قمر کی درخواست کرو۔ ابوجہل نے کہا کہ تم چاند کے دو ٹکڑے کر دو آپ نے جانب سے اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو دیکھو یہودی فی الفور مسلمان ہو گیا۔ ابوجہل و بعض کہنے لگے یہ سحر دکھایا ہے اس کا ثبوت قوی ہے اسی کی حکایت قرآن مجید میں ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ وکذبوا واتبعوا اھواءھم وکل امر مستقر۔ (ترجمہ) قیامت قریب ہوئی کہ چاند پھٹ گیا۔ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں جاری جادو ہے جھٹلایا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگے حالانکہ ہر بات قرار پا چکی ہے۔ یعنی ان کے جھٹلانے سے کچھ ہوتا نہیں خدا کے نزدیک نبوت تیری قرار پا چکی ہے۔ اسی طرف اشارہ ہے جو سورۂ حجر میں واقع ہے ولو فتحنا علیہم

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

شمش-شمس בְּגִבְעוֹן گبعون یہ ایک مقام کا نام ہے ملک شام میں وہاں بنی اسرائیل سے اور کنعانیوں سے حضرت یوشع کے وقت میں جنگ عظیم ہوئی تھی اس کا نام عربی میں حبیت ہے וְיָרֵחַ בְּעֵמֶק אַיָּלוֹן عمیق ایالون یہ بھی ایک مقام کا نام ہے ملک شام میں דּוֹם دوم یہ صیغہ امر ہے مادہ اس کا דָּמַם دامم ہے جس کے معنی ہیں توقف ٹھیرجانا וַיִּדֹּם ویدّم יִדּוֹם یدوم یہ صیغہ مضارع ہے مادہ دامم سے جس کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں واؤ جو اس پر داخل ہے وہ وصل ہے مثل عربی کما کے یعنی جیسا یہ واؤ نیز والقیا کے معنی میں بیشتر آتا ہے مثل عربی קָם کم کے بحرف تعویل اسناد پیش نہیں کرتے گرنیں دیکھو مادہ اس ادہ עָמַד کی اصل معنی قیام کے ہیں لیکن کبھی اس کے معنی کسر و ٹوٹ جانے کے بھی آتے ہیں اس وقت یہ قلب מָעַד کا ہوتا ہے جس کے معنی کسر کے متعارف ہیں جیسا کی داؤد باب کی، آیت میں واقع ہے וּמָתְנֵיהֶם תָּמִיד הַמְעַד کمر ڈھا تو نے اُن کے لیے کمروں کو چانچ یہاں بھی قلب مادہ ہے بمعنی کسر יִקֹּם یقوّم صیغہ مضارع ہے اور نقم سے جس کے معنی ہیں سزا دینا (ترجمہ) کہا یوشع نے بنی اسرائیل کے سامنے شمس مقام گبعون یعنی حبیت میں ٹھیرجا اور قمر وادی ایالون میں جیسا ٹھیرجائے گا سورج اور ٹوٹ جائے گا چاند یہاں تک کہ سزا دے قوم اپنے دشمن کو کیا یہ لوح محفوظ پر نہیں لکھا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون۔ لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینٰہا للناظرین۔ وحفظناہا من کل شیطان رجیم (ترجمہ) اگر کھول دیتے ہم اُن پر آسمان کا دروازہ اور دن بھر اس میں چڑھتے بھی رہتے کہ ہماری نظربندی کی ہے جادو سے۔ حالانکہ آسمان میں برج ہیں بنائے ہیں دیکھنے والوں کے لیے معلوم ہوئے اور اسے ہر شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شق القمر آیت دیکھ دیتا اگر ہم آسمان میں دروازہ کھول دیں بھی اس میں پھرتے جیسا کہ وہ آپ کے سحر پر محمول کرتے حالانکہ آسمان کو ہم نے ہر شیطان سے محفوظ کیا ہے اُس پر اثر سحر کا نہیں ہو سکتا اور چونکہ حرکت شمس کی ارادی ہے تو زیادہ مجال گفتگو نہیں فافہم۔

تب ٹھیر گیا سورج نصف سما پر اور جنبش نہ کیا غروب کے لئے قریب دن بھر کے مقام گبعون یعنی جبت میں لڑائی ہو رہی تھی جہاں آفتاب پرستی بڑی زور شور سے ہوتی تھی اور اُس کی حوالی میں قمر پرستی. تو حضرت یوشع نے شمس سے فرمایا کہ ٹھیر جا اور قمر کو بھی ایسا ہی اشارہ کیا چنانچہ وہ ٹھیر گیا جن کی حکایت اخیر آیت میں ہے اور بیچ میں بطور جملہ معترضہ کے یہ بیان ہے کہ جیسا شمس ٹھیر جائے گا اور قمر ٹوٹ جائے گا پس یہ پیشین گوئی تھی کہ کسی زمانہ میں ایسا ہوگا۔ اس خبر کے پورے ہونے کے واسطے یہ معجزہ وہاں دکھایا گیا کہ یہود اس کو لحاظ کرکے آپ کی رسالت کی تصدیق کریں اور عذاب دنیا اور آخرت سے نجات پائیں۔ یہود اس کے معنی یہ کہتے ہیں کہ ۱۲ آیت میں بیان ہے کہ یوشع نے شمس و قمر سے کہا کہ ٹھیر جاؤ اور ۱۳ آیت میں اُن کے ٹھیر جانے کا بیان ہے یعنی وہ حسب ایمائے یوشع ٹھیر گئے تا جنگ ختم ہو۔ اگرچہ یہ معنی ظاہر ہیں لیکن قباحت یہ ہے کہ آیت میں تکرار لازم آتی ہے کیونکہ بعد ہی اس کے مذکور ہے کہ سورج نصف آسمان پر ٹھیر گیا بعد اس کے ۱۴ آیت میں یہ لکھا ہے کہ اُس دن کا سا کوئی دن مستجاب الدعوات نہ پہلے تھا نہ پیچھے۔ جب خدا بنی اسرائیل کی طرف سے لڑا اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ایسا فعل نہ پہلے کبھی ہوا نہ بعد کو فتدبروا یا اولی الابصار اس مقام میں لفظ سراج جو واقع ہے اُس سے ثابت ہے کہ جنگ خیبر یہود کے قصور سے واقع ہوئی کیونکہ وہ اپنی خباثت سے بت پرستوں کو مسلمانوں کی ہلاک کے لئے چڑھا لائے تھے غزوہ خندق کے بانی یہود تھے حالانکہ اُن کو یہ مفسدہ پردازی مناسب نہ تھی بت پرستو کی موافقت بمقابلہ موحدین سراسر بے جا تھی فقط

اب کچھ بیان معجزہ وسحر باختصار یہاں مناسب ہے اس لئے لکھتے ہیں وباللہ التوفیق معجزہ عبرانی میں اس کو مُوفیث מופת کہتے ہیں اور اسے اوث بھی کہتے ہیں جیسا عربی میں آیت ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی نشان ہیں دوسری زبانوں میں اس کے معنی گرنین میں لکھے ہیں کہ وہ نشان ہوتا ہے تصدیق رسالت کا ایسا ہی

ربی اسحٰق نے شموث یعنی موسیٰ کی دوسری کتاب کے ۴ باب کی تفسیر میں لکھا ہے ایسا ہی خود توراۃ کے بیان سے بھی نکلتا ہے اسی کتاب کے ۴ باب میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ نے جناب باری میں التماس کیا کہ وہ لوگ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے کہیں گے کہ خدا تجھ پر متجلی نہیں ہوا خدا نے کہا کہ تیرے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے پھینک دے۔ انھوں نے جو پھینکا تو وہ اژدر ہوگیا پھر حکم کیا کہ دم پکڑ لے۔ جب دم پکڑ لی تو وہ پھر سونٹا ہوگیا۔ پھر کہا اپنا ہاتھ جیب سے جاؤ اور نکال۔ جب ایسا کیا تو وہ براق ہوگیا۔ پھر جب دوبارہ ایسا کیا تو وہ ہاتھ بدستور ہوگیا۔ تب خدا نے کہا کہ اگر وہ پہلی آیت پر ایمان نہ لائیں تو دوسری آیت دکھانا۔ اس کلام سے ظاہر ہے کہ نشان جو انبیاء کو تصدیق نبوت کے واسطے ملتا ہے وہی آیت ہے اسی کو معجزہ بھی کہتے ہیں[1]۔ لیکن اتنی سے حقیقت معجزہ کی منکشف نہیں ہوتی کہ وہ کیا چیز ہے اور

---

[1] قال اللہ تعالیٰ ورسولاً الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذٰلک لآیۃ لکم ان کنتم مومنین (ترجمہ) کہے گا یعنی مسیح) میں بنی اسرائیل کے پاس رسول بھیجا گیا ہوں بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس خدا کی طرف سے نشان۔ ہاں میں بنا تا ہوں تمہارے سامنے مٹی سے چڑے کی صورت اور اس میں پھونکتا ہوں وہ خدا کے حکم سے چڑیا بن جائے گا اور اچھا کردوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کردوں مردے کو بحکم خدا اور بتادوں تمہیں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں رکھ چھوڑتے ہو ضرور اس میں تمہارے لئے حجت ہے۔ اگر سمجھو انتہیٰ۔ اس سے ظاہر ہے کہ خرق عادت جو اثبات نبوت کے لئے پیش کی جائے وہی آیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وقالوا مھما تاتنا بہ من آیۃ لتسحرنا بھا فما نحن لک بمومنین ٭ فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین ٭ (ترجمہ) ان لوگوں نے کہا جو نشانی تو ہمارے سامنے لایا کہ ہم پر جادو کرے ہم تجھ کو ماننے والے نہیں پھر تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور لہو کئی نشانیاں جدی جدی پھر بھی سرکشی کی انھوں نے یہ تو قوم مجرم تھی) یہاں بھی اطلاق آیت کا خوارق پر ہوا ہے جس سے مقصود اثبات رسالت تھا۔

(بقیہ نوٹ برصفحہ آئندہ)

سحر میں اُس میں کیا فرق ہے۔ خلاصہ کلام اعلم بزدوی صاحب کا یہ ہے کہ معجزہ اُس خرق عادت کو کہتے ہیں جس کا سا خلق سے نہ ہو سکے اور بغرض تصدیق رسالت ظاہر کیا جائے فقط خرق عادت اُس فعل کو کہتے ہیں جس کی قوت طبیعت انسانی میں نہ ہو۔[1] پس ایسے افعال اگر احیاناً کسی آدمی سے ظاہر ہوتے ہیں خواہ بذریعہ سحر کے ہوں یا بطور معجزہ تو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں اور اُس آدمی کو معزز جانتے ہیں پس سحر و معجزہ میں التباس ہے۔ سحر کے معنی لغت میں دو لکھے ہیں ایک خدع و فریب دوسرے جس کا ماخذ لطیف و دقیق ہو چنانچہ بیضاوی میں بھی لکھا ہے ما خفی سببہ یعنی جس کا سبب مخفی ہو اور اصطلاح میں اُس خرق عادت کو کہتے ہیں جو بواسطہ کسی قول یا فعل کے صادر ہوں یہ چند طور پر ہوتا ہے کبھی

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) قال اللہ تعالیٰ۔ لقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات فسئل بنی اسرائیل اذ جاءھم فقال لہ فرعون انی لاظنک یا موسیٰ مسحورا (ترجمہ) ہاں دیا ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں ثابت کرنے والیں تو پوچھ تو بنی اسرائیل سے جب آیا اُن کے پاس موسیٰ اور فرعون نے اُس سے کہا کہ اے موسیٰ ہم تجھے جادوگر سمجھتے ہیں۔ فتدبر چونکہ قرآن کا سا کوئی بنا نہیں سکتا چہ بنظر فصاحت کلام چہ بنظر تعلیمات حقہ چہ بنظر اخبار بالغیب چہ بنظر عجائب بانیرات۔ لہذا وہ معجزہ ہے قال اللہ تعالیٰ۔ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (ترجمہ) اگر اکٹھے ہوں آدمی اور جن قرآن کا سا بنانے کے لئے تو اس کا سا نہ بنا سکیں گے گو آپس میں بعض بعض کے مددگار ہوں۔ پھر فرمایا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (ترجمہ) اگر تم کو کچھ شک ہو اُس میں جسے ہم نے اپنے بندہ پر اُتارا ہے تو اس کی ایک سورۃ کا سا تو بنا دو۔ اشاعرہ نے معجزہ کی تعریف میں لکھا ہے ۔ جس سے اظہار صدق رسالت مقصود ہو مواقف میں معجزہ کی سات شرطیں لکھی ہیں اکثر فضول ہیں ہاں یہ شرط کہ وہ خارق عادت ہونا چاہیے ضرور ہے قرآن نے جا بجا معجزہ کو بینہ سے تعبیر کیا ہے گو بینہ کے معنی عام ہیں مثلاً تعلیمات حقہ بلا کتاب ہو جیسے ہو سکتے ہیں بینہ معجزہ۔

[1] شرح مقاصد میں خوارق عادات کے تعریف میں لکھا ہے امر یعجز عنہ نفس بشر کی ہوں اور من حیث العادۃ محال یعنی آنے کے وقوع کی عادت نہ ہو ۱۲

(ب) بواسطہ اصوات ہوتا ہے جیسا عزائم و منتر سے اگر اپنے شرائط کے ساتھ پڑھے جائیں وجود پذیر ہوتا ہے اور کبھی بواسطہ نقوش و طلسم کے عزائم کا رواج سریانیوں میں بہت تھا اور نقوش کا مصریوں میں اور یونان و ہند میں دونوں کا۔ ایسے افعال کبھی بعاونت نقوش کواکب اور ملائکہ ملاءِ اعلیٰ کے صادر ہوتے ہیں اُسے علوی کہتے ہیں اور کبھی باستعانت اجنہ اور نقوش عنصریہ سے مطلوب حاصل ہوتا ہے اس کو سفلی کہتے ہیں۔ پھر سحر دو قسم ہوتا ہے کبھی تصرف فی الخیال کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں جو اشیاء دکھائی جاتی ہیں وہ واقع میں نہیں ہوتیں محض انسان کو نظر آتی ہیں اس کو اس زمانہ میں نظر بندی کہتے ہیں یہ کثیر الوقوع ہے دوسرا قسم سحر یہ ہے کہ وہ خرق عادت واقع میں ہوتی ہیں جو کچھ ہو لیکن بلا اعانت و وساطت کسی فاعل کے نہیں حادث ہوتے بخلاف معجزہ کے وہ بلا اعانت و ترکیب کے ہوتا ہے علاوہ بریں بہت سی چیزیں ویسی امور واقع ہوتے ہیں جو ہوا کرتے ہیں چونکہ انسان میں اُس کی اصدار کی قوت نہیں ہوتی اس لئے وہ خارق عادت ہوتے ہیں ورنہ بنظر صدور و وقوع وہ بھی کچھ بھی نہیں ہوتے جیسے تمریض و ازالۂ مرض کہ بذریعہ عزائم و خواہ نقوش سحر بیمار کر دیتے یا صحیح کرتے ہیں پس چونکہ انسان میں اس کی قوت نہیں تو یہ اس نظر سے خرق عادت ہے ورنہ صحت و مرض خواص حیوانات ہے ہمیشہ مشاہدہ ہے وعلی ہذا القیاس اہلاک و تالیف بین جس کی حکایت قرآن میں بھی ہے فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ اور سانپوں کو جو سپیرے اپنے بس میں کرتے ہیں وہ بھی تصرف فی الخیال ہے یا اسی قسم کی بات ہے کیونکہ حیوانات دوسرے طریق سے انسان کے اختیار میں ہو جاتے ہیں الغرض ایسے امور جو کبھی اس عالم کون و فساد میں نہیں ہوتے وہ بذریعہ سحر کے پیدا نہیں ہوتے ہیں تو واقع میں نہیں ہوتے بطور نظر بندی کے مشاہد ہو جاتے ہیں چنانچہ گروہ منکر سحر یہی کہتے ہیں کہ اشیاء جو سحر سے دکھلائے جاتے ہیں وہ نفس الامر میں نہیں مقصود ان کا یہی ہے اور جو امور کہ ہوا کرتے ہیں جیسے تمریض وغیرہ وہ ان کے

نزدیک خارق عادت نہیں مگر چونکہ قرآن میں اُس پر اطلاق آگیا ہے جیسا گزرا تو ہم لوگوں کو چاہئے نہیں ہے ہم اُسے سحر جانتے ہیں اور بنظر قصور قوت بشری وہ خارق عادت کہے جاتے ہیں اور معجزہ ایسے امور ہوتے ہیں جو اس عالم کون وفساد میں کبھی کسی طرح نہیں ہوتے حتی کہ نیچری اُسے محال سمجھیں گے دیکھو عصا کا اژدرہ ہو جانا یا سمندر کا پھٹ کر بارہ رستے ہو جانا یا سورج کا ٹھیر جانا یا انگلیوں سے اتنا پانی جاری ہونا جس سے پندرہ سو آدمی اپنی رفع حاجت کریں یا چاند کا شق ہو جانا یا مردہ کا زندہ ہونا۔ یہ امور ایسے ہیں کہ کبھی واقع نہیں ہوتے اور نہ اُن کے وقوع کے لئے کوئی تدبیر ہے بجز حکم الٰہی کے یہ امور واقع نہیں ہو سکتے یہ محال عادی ہیں علاوہ بریں معجزہ ایسا خرق عادت ہوتا ہے جو کسی دوسرے سے ہو نہیں سکتا یعنی وہ کسی دوسرے سے نہ پہلے ہوا ہوتا نہ بعد اُس کے ہوتا جیسا یوشع بن نون کی ۱۰ باب کے ۱۳ آیت میں مذکور ہوا شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکی میں لکھا ہے کہ معجزہ جو کسی نبی سے ظاہر ہوتا ہے وہ نہ پہلے ہوا ہوتا نہ بعد کو کبھی ہوتا۔ لیکن میرے نزدیک اُس نبی سے چند بار ہو سکتا ہے دوسرے سے نہیں جیسا حضرت موسیٰ نے عصا کو بارہا اژدر بنایا لیکن دوسرے کسی نے ایسا نہیں کیا علی ہذا القیاس۔ تکثیر میاہ وطعام آنحضرت صلعم سے چند بار ہوا اور سحر میں ایسا نہیں ہوتا جو ایک ساحر کرتا ہے ویسا دوسرے بھی کر سکتے ہیں اس میں تعلیم وتعلم ہوتا ہے اب معجزہ وسحر میں کسی طرح التباس نہ رہا۔ فرعون سے یہی غلطی ہوئی کہ اس نے معجزہ کو سحر سمجھا اور جب سحرہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں عاجز رہے تو اس نے یہ تصور کیا کہ یہ ان سب کے بڑے ہیں اور گمان سازش کا بھی ہوا۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ جو سورہ طٰہ میں مذکور ہے اُسے لکھ دیتے ہیں کہ سحر کا اطلاق نظربندی پر بھی آیا ہے کہ وہ دراصل فریب ہوتا ہے اور نیز ایک معجزہ ایک پیغمبر سے بارہا ہوتا ہے اور انبیا کے مقابل میں وہ بیکار ہو جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ

هُدًى فَلَمَّا أَتٰهَا نُودِيَ يٰمُوسٰى إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۔ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ۔ إِنَّنِي
أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي ۔ إِنَّ السَّاعَةَ
آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا
مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰى وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى قَالَ
هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ
أُخْرٰى ۔ قَالَ أَلْقِهَا يٰمُوسٰى فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا
وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولٰى وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ
تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ آيَةً أُخْرٰى لِنُرِيَكَ مِنْ آيٰتِنَا الْكُبْرٰى
اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغٰى : (ترجمہ) موسیٰ کی بات تو تو نے سنی ہو
جب اُس نے آگ دیکھکر اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو میں نے دیکھی ہے شاید ایک چنگاری
ل جائے یا کچھ پتا راہ کا ملے پھر جب وہاں پہونچا آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا مالک ہوں
اپنے پاؤں سے جوتیاں اُتار ڈال تو ہے پاک میدان طویٰ میں سو تو میرا پیام سن میں اللہ ہوں
میرے سوا سچا معبود نہیں تو میری عبادت کر میری یاد کے لئے نماز قائم کر قیامت آئے گی
اُسے مخفی رکھتا ہوں۔ جزا سے اعمال کے لئے سو کہیں روک نہ دے تجھے اُس سے وہ
جس کو اُس کا یقین نہیں ہے اور اپنی اُمنگ میں رہتا ہے کہ تو ٹپکا جائے۔ تیرے داہنے
ہاتھ میں یہ کیا ہے بولے موسیٰ کہا یہ میرا سونٹا ہے اُس سے میں ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں
اپنی بکریوں کے لئے اور اس میں کئی کام ہیں۔ کہا اُسے ڈال دے اے موسیٰ پھر جب
ڈالدیا تو وہ سانپ ہو کے دوڑنے لگا اور کہا کہ پکڑلے اُس سے ڈر مت وہ بدستور

ہوجائے گا اور اپنا ہاتھ پہلو سے ملا کے برابر نکال کے دوسری آیت دکھا کر دکھائیں تجھکو بڑی
نشانیاں۔ جا فرعون کے پاس کہ اس نے سر اٹھایا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ
اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ
يٰمُوْسٰى فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا
لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ
وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى۔ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى۔ قَالَ
لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ
وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى
قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا
وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا وَقَدْ
اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ
مَنْ اَلْقٰى قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا
كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى۔ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ (ترجمہ) جب دکھا دیں ہم نے

اس کو اپنی سب نشانیاں تو اس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ بولا کیا تو آیا ہے اے موسیٰ کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکالنے کے لئے اے موسیٰ سو ہم بھی تجھ پر ویسا ہی جادو کریں گے۔ ٹھہرا ہمارے اور اپنے بیچ میں کوئی وقت جس سے نہ ہم بچاؤ کریں نہ تو کسی صاف میدان میں۔ کہا وعدہ تمہارا جشن کا دن ہے کہ دیکھے جائیں لوگ دن چڑھے تب لوٹا فرعون اور اپنے مکر کو اکٹھا کر کے آیا۔ موسیٰ نے ان سے کہا کمبختو تمہارا جھوٹ نہ بولو اللہ پر کہ کھپا دے تم کو عذاب سے اور نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا تب جھگڑے وہ اپنے معاملہ میں مشورہ چھپا کر بولے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ بزور سحر تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری بھلی راہ اٹھا دیں تو جمع کرو اپنے مکر اور آؤ قطار باندھ کر پھر تو جیت گیا وہ جو غالب رہا۔ بولے وہ یا تو ڈال دے نہیں تو ہیں پہلے ڈال دیں۔ موسیٰ نے کہا تمہیں پہلے ڈالو پھر تو ان کی رسیاں اور سونٹے بزور سحر دوڑتے متخیل ہوئے جس سے موسیٰ کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ کہا مت ڈرو تو ہی غالب رہے گا۔ ڈال دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے ان کی بناوٹ کی بناوٹ فریب ہے نظر بند کا نظر بند کو فلاح نہیں جدھر آ نکلے۔ پھر تو نظر بند سب اوندھے پڑ گئے بولے موسیٰ اور ہارون کے معبود پر ایمان لائے ہم۔ وہ بولا تم لوگ بلا اجازت ہمارے ایمان لائے یہ بزرگ ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ سورۂ شعراء میں بھی اس کا ذکر ہے اور تورات میں اس کا ذکر ہے اور تورات میں بھی ایسا ہی کچھ مذکور ہے اب ہم کو کچھ اور لکھنا ضرور ہے جس سے معجزہ و کرامت و سحر میں بخوبی ہو جائے وعلیہ التوکل وبہ الاعتصام۔ انسان فقط اس کا نام نہیں ہے بلکہ گوشت پوست سے علیحدہ ایک چیز اور ہے نہ وہ جسم ہے نہ جسمانی کمیت و کیفیت وہ بالکل منزہ ہے زمان و مکان سے پاک و مبرا ہے کاٹنے سے کٹے نہ جلانے سے جلے حرکت و سکون سے دور وہ عجیب ایک جوہر لطیف و سراسر نور ہے دانشمندوں نے اس کو ثابت کیا ہے اس کو فنون حکمت میں نفس ناطقہ کہتے ہیں اسی کو عرف میں روح کہتے ہیں ہندی میں جان کہتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (ترجمہ) تجھ سے لوگ روح کو پوچھتے ہیں بیان کر روح عالم

امر سے ہو یعنی جو نہ جسم ہو نہ جسمانی مجردات کو امر کہتے ہیں اور عالم اجسام کو خلق قال اللہ تعالیٰ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ خدا ہی کا خلق ہو اور خدا ہی کا امر مدرک بالذات وہی ہے فرح و غم و انقباض و انبساط و شہوت و غضب اُسی کی شان ہو بعض اشیاء کو وہ خود ادراک کرتی ہو بعض کو بواسطہ آلات جسمانی۔ وہ درحقیقت ملک ہو ہاں اپنے استکمال میں محتاج بدن ہو بخلاف ملک کے خدا ہی اُسے ملک کے ساتھ ملا دیتا ہو يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ - تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ یہیں سے حافظ کہتا ہو شعر ؎

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود ٭ آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

اس جوہر لطیف کی دو خاصیت ہیں جس سے وہ تمامی اجسام سے ممتاز ہو اور یہی اُس کی بزرگی کا باعث ہو۔ ایک علم دوم قدرت یہ دونوں صفتیں ملائکہ کی ہیں اگرچہ روح من حیث الذات ملک ہو لیکن من حیث الصفات دونوں میں بڑا فرق ہو ملائکہ کے جملہ کمالات فطری ہیں اُن کو حاجت اکتساب نہیں بخلاف ارواح کے کہ قبل تعلق بالبدن اُن کو دونوں صفتوں سے خالی سمجھنا چاہیے ہاں علم حضوری سے خالی نہیں ہوتیں۔ پھر جب بدن سے تعلق ہوتا ہو تو بذریعہ قواے مدرکہ و محرکہ اُس کی دونوں صفتیں قوی ہوتی جاتی ہیں پھر اگر جسمانیت اُس پر غالب ہوئی اور لذائذ جسمانی میں پھنس گئی تو یہ دونوں صفتیں ایک درجہ کو پہونچ کے رہ جاتی ہیں اُن کی ترقی نہیں ہوتی اور اپنے کمال کو نہیں پہونچتیں اور اگر ملکیت غالب ہوئی اور خواہش جسمانی مضمحل تو یہ دونوں صفتیں رفتہ رفتہ کمال کو پہونچ جاتی ہیں اور سعادت سرمدی نصیب۔ اول حال میں یہ جان کمزور و ناتوان رہتی ہو جو کچھ کرتی ہے بواسطہ آلات جسمانی کے کرتی ہو لیکن جب اپنے عیوب نفسانی یعنی حرص و حسد و کبر وغیرہ سے جو مثل زنگ کے ہیں كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ پاک کرتا ہو تو علم و قدرت دونوں

کمال کو پہونچتی ہیں یہاں تک کہ جو عوام کو خواب میں نظر آتا ہو وہ اُس کو تیقظ میں دکھائی دیتا ہو جو کسی کو بتانے سے معلوم ہوتا ہو وہ اُن کو خود منکشف ہوتا ہو جیسا اُس کو اپنے جسم میں تصرف کا اختیار ہو دوسرے اجسام میں بھی بلا وساطت کسی آلہ و ذریعہ کے تاثیر کرتی ہے یہی اُس کی فلاح و نجات ہو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (وفلا ینجو) ... اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کو لحاظ کرو۔ الغرض تجربہ و قیاس سے روح کا تصرف بدن میں بخوبی ثابت ہو کہ وہی اُس کی مدبر ہو دیکھو وہ اُس کو موافق اپنے ارادہ کی حرکت دیتی ہو اور غصہ سے تمام بدن گرم ہو جاتا ہو وعلی ہذا القیاس جملہ حرکات ارادیہ کا منشاء وہی ہو پھر جب تزکیہ سے پاک وصاف ہو جاتی ہو تو وہ دوسرے اجسام میں بھی تاثیر کرتی ہو مثلاً اگر شیر پر ہیبت ڈالے تو وہ مطیع و رام ہو جاتا ہو۔ سعدی اپنی آنکھ کی دیکھی حکایت کرتے ہیں : ؎

یکے دیدم از عرصۂ رودبار   کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار

اور اگر کسی بیمار کی طرف توجہ کرے تو وہ اچھا ہو جائے اور اگر صحیح کی طرف ہمت باندھے تو بیمار ہو جائے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آئے تو اُس کا دل آپ سے کشاں کشاں اُس تک پہونچائے یہ سب تجربہ سے معلوم ہوتا ہو حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہو کہ اگر تم خدا کی اطاعت کروگے تو کوہ دریا سب تمھارے مطیع ہونگے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اسی کی طرف اشارہ ہو۔ الغرض جب روح ورتا منس اپنے مجاہدے سے متحلی بفضائل و متخلی عن الرذائل ہوکے کمال کو پہونچ جاتی ہو تو اُس کی قوت بہت بڑھ جاتی ہو کہ اُس سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو قوت جسمانی سے باہر ہوں اس قوت کی استعداد جملہ نفوس میں ہے کفر و اسلام کو اس میں چنداں مداخلت نہیں انبیاء و اولیاء و حکماء و ساوہ وسنت و قسیس و رہبان سب کو جو اُس کی روش اختیار کرتے ہیں کچھ نہ کچھ ہوتی ہے اُس کی مراتب شدت وضعف کے بہت ہیں۔ البتہ فاسق کو یہ قوت نہیں ہو سکتی یہ قوت انبیاء کو

نہایت درجہ کی ہوتی ہے ویسی کسی کو نہیں ہوتی۔ اس لئے اُن کا تصرف بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ قوت اُن کو بلا اکتساب حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کو باکتساب۔ پس جو خوارق کہ اس قوت سے صادر ہوں تو اگر انتہائی قوت سے اُن کا حدوث ہو تو وہ معجزہ ہے اور نہیں تو کرامت ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے معجزے سے بشر عاجز رہتا ہے ہاں کرامت سے عجز نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ امام الحرمین اور ابو سعد متولی کہتے ہیں کہ کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی لیکن ایسے خوارق پر اطلاق سحر کا نہیں ہوتا۔ صاحب ارشاد القاصد اس کو سحر میں داخل کرتا ہے اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں لیکن محاورہ واستعمال سے کچھ مدد نہیں ملتی امام غزالی بھی منشاء معجزہ وکرامت وسحر کا اسی قوت کو ٹھہراتے ہیں لیکن محاورہ قرآن واحادیث اس کے برخلاف ہے إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ وَسَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ وغیرہ مقامات کو ملاحظہ کرو غالب اطلاق سحر کا نظر بندی ہی پر ہوتا ہے اور چونکہ یہ فریب ہے تو حرام بھی ہے۔ خدا ایسی اس کی مذمت میں کہتا ہے وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى۔ اس کو عبرانی میں حشوف کہتے ہیں ایسے ساحروں کو قتل کا حکم دیا تھا حضرت موسیٰ نے بحکم توراۃ سحر حرام کہا ہے حضرت سلیمان کے زمانہ سے سحر بنی اسرائیل میں شروع ہوا۔ سحر ہی کے ذوق میں روحانیات کی پرستش بنی اسرائیل میں رواج پائی تکمیل سحر کے لئے اجنہ کی پرستش بھی کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تم اور جن کی تم پرستش کرتے ہو جہنم میں جائیں گے مقصود وہی شیاطین ہیں کہ وہی ایسی تعلیم کرتے تھے۔ لہذا عابد ومعبود دونوں مستحق نار ہوئے سحر کی وجہ سے انسان خدا پرستی سے باز رہتا ہے اور اپنے کمال سے محروم۔ اس لئے توراۃ میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حزقیل کے پاس وحی آئی کہ تم بنی اسرائیل کے حال کو ملاحظہ کرو انھوں نے مراقبہ میں دیکھا تو چالیس یہود خاص بیت المقدس میں شمس کو سجدہ میں پڑے ہیں یہ سب سحر کی بدولت تھا پس وہ اقسام سحر جن میں شائبہ

کفر یا قریب بہ حرام ہوگا اُس کی مذمت قرآن میں آئی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَمَّا جَاءَهُمْ
رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ؛ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ
عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ
النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ
وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ
مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ
مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَلَقَدْ
عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (ترجمہ) جب اُن کے پاس
کوئی رسول خدا کا مصدق تورات آیا تو بہتیرے اہل کتاب نے کتاب اللہ کو اپنے پیچھے پھینکا
گویا نہیں جانتے اور پیچھے لگے اُس کے جسے پڑھتے شیاطین بعہد سلیمان۔ سلیمان نے تو
کفران نہ کیا لیکن شیاطین نے کفر پھیلایا۔ لوگوں کو سحر سکھاتے اور پیچھے لگے اُس کے جو دو
فرشتے ہاروت ماروت پر بابل میں نازل ہوا وہ نہیں سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہہ لیں
کہ ہم لوگ امتحان ہیں پس تو کافر مت ہو پھر تو سیکھتے ہیں ایسی چیز جس سے مرد و عورت میں
جدائی ڈالتے ہیں۔ لیکن وہ ضرر نہیں پہونچا سکتے بے حکم خدا کے۔ سیکھتے ہیں جو انہیں مضر ہو
نہ نافع۔ یہود کو معلوم ہوچکا ہے کہ جس نے اسے خریدا وہ آخرت میں بے نصیب ہے۔ معجزہ و
سحر میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ تاثیر سحر قطعی نہیں ہے کبھی اس سے اثر ہوتا ہے کبھی نہیں کیونکہ
اقوال و افعال مثلاً اصوات و نقوش جن کو ذریعہ خوارق کرتے ہیں علت تامہ نہیں
یہ تجربہ سے بخوبی ثابت ہے خدا بھی اشارہ کرتا ہے وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ إِلَّا
بِإِذْنِ اللّٰهِ مسلمانوں کے مذہب میں علت فاعل سوائے ذات واجب الوجود کے کچھ
مقصود یہ ہے کہ باوجود انبیاء بنی اسرائیل کو روحانیات کی پرستش و سحر و جادو سے

بموجب حکم تورات ممانعت کرتے تھے لیکن وہ اس پر کچھ التفات نہ کرتے تھے صحف انبیاء ایسے مواعظ سے مالامال ہیں ہاں وہ سحر بازی کی دھن میں رہتے تھے کبھی اجنہ سے سیکھتے تھے اور کبھی ہاروت ماروت سے۔ ہر چند ہاروت و ماروت اُس کے نہ سیکھنے کی ہدایت کرتے تھے مگر وہ سیکھتے تھے۔ پھر خدا کہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ تعلم سحر اُن کو مضر تھا کیونکہ کمال نفس انسانی سے محروم رہتے تھے تاہم وہ مانتے نہ تھے۔ حالانکہ تورات کے ذریعے سے وہ جانتے تھے کہ سحرہ حسن عاقبت سے محروم ہیں اس سے ظاہر ہے کہ جس سحر میں استمداد شیاطین سے ہو وہ قطعاً ممنوع ہے جیسے نظر بندی اور جس سحر میں روحانیات سے مدد ملتی ہو اگر اُس میں شائبہ کفر ہو تو وہ بھی ویسا ہی ہے کیونکہ فلا تکفر ہدایت ملک ہے اور وعید جو آخر آیت میں ہے وہ بھی راجع اسی طرف ہے۔ پیغمبر نے بھی سحر کو سبع موبقات سے شمار کیا ہے اس سے بھی مقصود وہی سحر ہوگا جو ناجائز ہے یعنی جس کی ممانعت قرآن خواہ حدیث سے ثابت ہو مطلق سحر کی ممانعت ثابت نہیں ہے رقی کو آپ نے جائز رکھا ہے جو ایک قسم سحر سے ہے۔ انبیاء پر باقتضائے بشریت کبھی سحر اثر کرتا ہے آنحضرت پر سحر کی تاثیر کی حدیث مروی ہے لیکن اُس کا علاج وہ خود کر لیتے ہیں لیکن دل و دماغ محفوظ رہتا ہے یہ تاثیر ویسی ہے جیسی ادویہ میں ہوتی ہے۔ حضرت ایوب پر جو تباہی آئی وہ اثر سحر کا تھا۔ بالآخر انھوں نے اپنا علاج کر لیا۔ ایوب کی کتاب کو بغور دیکھو۔ امام فخر الدین رازی نے مباحث مشرقیہ میں اس بارہ میں جو لکھا ہے اُسے بجنسہ نقل کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ احوال عجیبہ غریبہ جو اس دنیا میں حادث و پیدا ہوتے ہیں دو حال سے خالی نہیں اُن کے اسباب یا تصورات نفسانی ہونگے یا امور جسمانی۔ اگر حدوث غرائب صرف تصورات جسمانی سے ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا اُن عجائب و غرائب سے مقصود صلاح خلق ہدایت راہ راست ہوگی یا نہیں۔ صورت اول معجزہ ہے اور ثانی سحر۔ اور اگر حدوث غرائب اسباب جسمانی سے ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا اُن کا حدوث قوائے ارضی و سماوی کی تمزیج سے ہوگا یا اُن

حدوث بسبب اُن خواص غریبہ کے ہوگا جو اجسام عنصریہ میں موجود ہوں۔ اوّل طلسمات میں اور ثانی نیرنجات انتہیٰ۔ بلاشبہ یہ بیان بہت قریب تحقیق ہے لیکن بعض باتیں ناپسندیدہ ہیں فرق معجزہ و سحر میں اعتباری رہ جاتا ہے[1] عقلاء خود امتیاز کر لیں گے۔ اس کا بیان بہت طولانی ہے ہم کو فقط معجزہ کا لکھنا مقصود تھا اس لئے زبان کو روکتے ہیں اور اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس آیت میں تو اُس رسول کے معجزہ کا بیان ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ اُس کا حکم صنوبرانِ لبنان پر ہوگا یعنی حصہ شمالی کنعان اُس کے قبضہ میں ہوگا۔ جہاں صنوبر بکثرت ہوتا ہے اور اَلون بیشہ سے حصہ جنوبی اُس کا جس کی حد علاقہ بحرین تک تھی وہاں یہ درخت بکثرت ہوتا ہے اور اونچے اونچے پہاڑوں سے کوہستانی بلاد مقصود ہیں اور مغارات عالیہ سے ملک مصر

---

[1] چونکہ حکماء کے نزدیک معجزہ و کرامت میں کچھ ایسا فرق نہیں لہٰذا وہ معجزہ کی جہاں تین قسمیں لکھتے ہیں وہاں اس سے مراد عام ہے کہ معجزہ ہو یا کرامت اُس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ قسم اوّل ترک و رودگان ہے قوت معتادہ کا ایک مدت تک یعنی آب و دانے کا مدت سے معطل کر دینا سبب اس کا انجذاب نفس ہے عالم قدس کی طرف اور تحلیل مادہ بدن سے بے پروا ہو جانا یعنی جو نفوس کدورات بشری سے پاک ہوتے ہیں خواہ بعنایت فطری ہوں جیسے انبیاء کو ہوتی ہے خواہ بتصفیہ یا بہ ریاضت جیسا اولیاء و ارباب اشراق کو جب وہ عالم قدس کی طرف منجذب ہو جاتے ہیں تو وہ ایسی حالت میں محتاج بدن نہیں رہتے اور ہوا و بدن کو تحلیل نہیں کرتا۔ دیکھو اکثر امراض میں جب نفس مقاومت و دفع مرض میں مشغول ہوتا ہے تو تحلیل مواد بدن کو نہیں کرتا۔ اور مریض بعض اوقات بھوکا نہیں ہوتا اور کچھ نہیں کھاتا۔ کیونکہ جب اجزاء محمودہ بدن تحلیل نہیں ہوتے تو ضرورت بدل ما یتحلل بھی نہیں ہوتی۔ اگر اُس کا نصف صحت میں روکے تو مریض مر جائے جب طبیعی حالات میں یہ حال ہے تو ولی نفوس جو سلسلہ ملاء اعلیٰ میں منخرط ہیں اُن میں کہاں گفتگو کر سکیں۔ کیونکہ اُن کو لذات روحانی جو انوار قدسیہ سے حاصل ہوتے ہیں قائم مقام غذا ہو جاتے ہیں۔ قال اللہ تعالےٰ بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی۔ اس کے شواہد بہت ہیں حضرت ابوبکر سات روز تک کھانا نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ اکثر جہاد میں رہتے تھے و ازواج مطہرہ رکھتے تھے ضعف اصلاً نہیں ہوتا تھا۔ فافہم۔ قسم دوم قول۔ جیسے اخبار بالغیب سبب اس کا انجذاب نفس ہے ملائکہ سماوی کی طرف اور ان میں سے اُن کے صور کا انتقاش۔ قسم سوم فعل جیسے ایسا کام کر دینا جو دوسروں سے نہ ہو سکے۔ قرآن معجزہ قولی و فعلی دونوں ہے۔ فتدبر

جہاں کے ستارے مشہور ہیں اور محیط شہر پناہوں سے ملک فارس جس کی حد تا سرحد ہندوستان تھی۔ مراکب فرنگ سے مقصود ملک یورپ ہے اور صور ممدودہ سے مقصود ترکستان و گرجستان ہے چنانچہ اس سب ملکوں پر مسلمانوں کا قبضہ بخوبی ہوا اس کے بعد لکھا ہے کہ کبر و نخوت آدمیوں کا زائل ہوگا یعنی اس رسول کے فیض صحبت سے آدمی نفس امارہ کے پھندے سے چھٹے گا۔ چنانچہ قصہ مشہور ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے ایک کافر کو پٹک کر اس کے سینہ پر سوار تھے سر کاٹنے کو اس نے آپ پر تھوکا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا کہ اب قتل خالص خدا کے واسطے نہ ہوگا اور صحابہ کی شان میں کہاں تک لکھوں۔ اور نیز یہ بھی مقصود ہے کہ بڑے بڑے سرکش زیر فرمان ہو جائیں گے بعد اس کے بت پرستی مٹانے کا ذکر ہے۔ یہ سب کچھ واقع ہوا حضرت عیسیٰ پر یہ منطبق نہیں۔ میخا نبی کے ۴ باب کی ۳ آیت تک جو کچھ ہے وہی ہے جو اشعیا کے ۲ باب کی ۲ آیت سے ۴ تک ہے کسی قدر تفاوت ہے اس لئے اس کو ہم نقل کرتے ہیں واضح ہو کہ بنی اسرائیل ہمیشہ سحر و جادو کے پیچھے رہے اس کی طمع میں کواکب و روحانیات کی پرستش کرتے تھے سحرہ باطل محیط تھے سلاطین ان کے قبضہ میں تھے اپنے کو نبی کہتے کہلاتے تھے خدا پرستی کی طرف اصلا توجہ نہ تھی وہ سحرہ کچھ خبر آئندہ کی بھی بتا دیتے تھے اور اپنے شعبدہ اور نیرنجات سے یہود کو اپنے دام میں لا کر چوپٹ کئے تھے بالکل اعمال ان کے خلاف مرضی الٰہی جو توریت میں مصرح ہے ہوا کرتے تھے بظاہر تو وہ پیروان توریت سے تھے لیکن باطن میں بالکل انہیں سحرہ کے مطیع رہتے تھے۔ اور نصوص توریت کو اپنے مطلب کے موافق تاویل کرتے تھے اور فسق و فجور میں رات دن منہمک رہتے تھے خدا پرست ان میں بہت کم تھے اس کے بیان سے تمامی صحف انبیاء بھرے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو بادشاہ اسرائیلی کو جنگ پیش تھی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شہر میں کوئی نبی ہے معلوم ہوا کہ اس شہر میں پانسو نبی ہیں۔ یہ درحقیقت کاہن تھے اپنے کو نبی کہتے تھے اور غلطی سے عوام خواص بھی ایسا ہی کہتے تھے۔ بادشاہ نے ان کو بلا کے پوچھا کہ اس لڑائی میں ہم کو فتح

نصیب ہوگی یا شکست ہوگی سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ لڑیں فتح ہوگی۔ تب اُس بادشاہ نے کہا کہ اب کوئی باقی اور نہیں معلوم ہوا کہ ایک اور نبی ہے وہ بلایا گیا عندالاستفسار اُس نے کہا کہ شکست ہوگی۔ تب وہ پانسو گرے کہ مکاشفہ پانسو کا بمقابلہ ایک شخص کے رد ہو جائے گا۔ اُس نے کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے بتایا ہے۔ بالآخر بادشاہ نے کثرت رائے پر عمل کیا اور لڑنے گیا اور جنگ میں اُس کی شکست ہوئی۔ یہود کو علوم حکمت مثل فلسفہ و نجوم وغیرہ میں ید طولیٰ تھا۔ اگرچہ علماء اسلام نے فلسفہ و نجوم وغیرہ کی جڑ کھود ڈالی تاہم یہ مادہ اُن میں ابھی کسی نہ کسی پیرایہ میں اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ علاؤالدین خلجی کے زمانہ میں ایک پنڈت کہ جس کا نام راگھو تھا نیرنجات میں بڑا دخل تھا۔ راجہ رتن سین جس کی رانی پدماوت تھی اُس کا بڑا معتقد تھا اُس کی بات بہت مانتا تھا۔ اس واسطے قریب دو سو پنڈت کے جو اُس شہر میں تھے سب اُس کے دشمن تھے۔ ایک مرتبہ راجہ نے سب پنڈتوں سے پوچھا کہ آج چاند نظر آئے گا یا نہیں چونکہ اُس روز دوج بہت کم تھی تو سب نے کہا کہ چاند نظر نہ آئے گا لیکن راگھو جی نے اپنی نفسانیت سے کہا کہ چاند نظر آئے گا۔ جب شام کو سب چاند دیکھنے کو جمع ہوئے تو چاند بڑا سا نظر آیا اور سب پنڈت راجہ کے حضور میں جھوٹے ہو گئے۔ پنڈتوں نے کہا کہ یہ چاند فی الواقع چاند نہیں ہے۔ یہ راگھو جی کا کرشمہ ہے آپ اور مقامات سے دریافت کریں۔ بعد دریافت کے معلوم ہوا کہ چاند کہیں نظر نہ آیا۔ پنڈتوں کو موقع ہاتھ آیا راجہ کے دل کو راگھو کی طرف سے ایسا پھیرا کہ اُس نے نکال دیا۔ تب وہ شہر دہلی میں گیا اور اپنے شعبدہ وغیرہ سے اپنی عزت یہاں تک بڑھائی کہ علاؤالدین خلجی کا ندیم ہو گیا۔ کسی روز موقع پاکر اُس راگھو نے راجہ رتن سین کی رانی پدماوت کی تعریف ایسی کی کہ علاؤالدین فریفتہ ہو کر راجہ کو گرفتار کرکے دہلی میں قید کیا اور رانی کی گرفتاری کی فکر میں تھا کہ رتن سین کی بیٹی نے پدماوت کے حیلہ سے کئی سو راجپوت مسلح ڈولوں میں سوار کر دہلی روانہ کیا۔ وہ سب راجہ کو قید سے نکال لے گئے۔ علاؤالدین کے لشکر نے اُن کا تعاقب کیا۔ بالآخر راجہ بہت زخمی ہو کر مر گیا

اور منادیاں سب سچی ہو گئیں۔ علاء الدین خائب و خاسر۔ یا یہ نقل بد اُسی سحر کی بدولت صادر ہوا۔ ہمارے زمانہ میں اگرچہ بدولت انگلشیہ جوان لغویات سے دور ہیں ان سب امور کی کساد بازاری ہے تاہم پھونک جھاڑ۔ نقش و تعویذ والے معزز و ممتاز رہتے ہیں گو وہ کیسے ہی ہوں۔ اب تک یہود کے دماغ میں وہ دھواں بھرا ہے پیغمبر خدا پر بھی ایک یہودی نے سحر کیا تھا پس میکا کے تیسرے باب میں بنی اسرائیل کی طرف خطاب ہے کہ سنو اے سرداران یعقوب و قضات اسرائیل تم شریعت کو پیش نظر رکھو۔ اے اشرار ظلمہ جنھوں نے ہماری قوم کو تباہ کیا تم خدا کے سامنے فریاد کرو گے اور کچھ شنوائی نہ ہوگی اُن سے اپنا موہنہ چھپا لے گا۔ جیسا انھوں نے اُسے اپنے کردار سے ناراض کیا۔ اُن نبیوں کی نسبت جنھوں نے بنی اسرائیل کو گمراہ و خراب کیا۔ یوں فرمایا کہ مکاشفہ تم پر تیرہ و تار ہو جائے گا۔ اور سحر سے تم پر ظلمت چھا جائے گی۔ اُن نبیوں پر سورج اولٹ پڑے گا (یعنی جن کی وہ پرستش کرتے ہیں) اور دن اُن پر تیرہ ہو جائے گا۔ اہل کشف شرمندہ ہونگے اور سحرہ برباد ہونگے۔ تب ہم روح اللہ کو قوت و جبروت و صداقت سے بھر دینگے کہ یعقوب کو اُس کے گناہ اور اسرائیل کو اُس کی خطا سے اطلاع دے (روح اللہ سے مقصود حضرت عیسیٰ ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کو اخلاق حسنہ بتاتے تھے کہ تم دل کا تنقیہ کرو یعنی عیوب نفسانی سے اُسے پاک کرو لیکن اُن کے حافظ اُن سحرہ کے دل پر کب اثر کرتے اور قوم کو کب وہ راہ راست پر آنے دیتے تھے) پس کہتے اے سرداران یعقوب اے قضات بنی اسرائیل شریعت کے معین جنھوں نے ہر راست کو کج کیا۔ راست سے مراد کلام الٰہی ہو اس مقام پر یہ الفاظ واقع ہیں [illegible] ات کل ہیشا رہ یعقیشو۔ کلام مجید میں بھی اس کے مطابق یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وارد ہے اُن کی بے ایمانی سے تحریف لفظی کچھ نہ تھی بیت المقدس کو خون اور اورشلم کو بدکاری سے بھر دیا اُن کے سردار رشوت فیصلہ کرتے ہیں اور ائمہ باجرت ہدایت کرتے ہیں اُن کے انبیاء روپیہ لے کے سحر کرتے ہیں۔ معہذا

وہی کہتے ہیں کہ ہم میں خدا نہیں ہے ہمارا بُرا نہ ہوگا لیکن تمہارے سبب سے بیت المقدس ویران ہوگا اور اورشلم برباد۔ مقصود یہ ہے کہ خدائے عزوجل بنی اسرائیل سے اور اُن کے گروہ سے جو اُن کے سردار پیشوا بنے تھے اور اپنے کو نبی کہتے تھے اور سلاطین سے ہمیشہ کہتے تھے کہ تم پر کوئی بادشاہ فتح نہ پائے گا۔ کہتا ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ تم خدا کے سامنے چلاؤ گے اور کچھ شنوائی نہ ہوگی اور جو نبی بنے ہیں شرمندہ ہونگے۔ چنانچہ بخت نصر کے وقت میں سب کچھ ہوا۔ اگرچہ عزرا و دانیال کے وقت میں کچھ سنبھل گئے تھے لیکن پھر وہی کردار ہو گئے تو حضرت مسیح تشریف لائے اور اُن کو وعظ و نصیحت کرتے رہے اُس کی حکایت بھی بیان ہے۔ اُس کے بعد پھر بیت المقدس کی بربادی کی خبر دی ہے چنانچہ خراب بھی ہوا۔ اب اس کے بعد جو باب ہے اس زمانہ کے بعد کی خبر دیتا ہے اُسے ہم نقل کرتے ہیں

וְהָיָה בְּאַחֲרִית הַיָּמִים יִהְיֶה
הַר בֵּית־יְהוָה נָכוֹן בְּרֹאשׁ הֶהָרִים
וְנִשָּׂא הוּא מִגְּבָעוֹת וְנָהֲרוּ
עָלָיו עַמִּים׃

وہایا بَاَحَریث ہَیّامیم یہیہ ہَربیث یہوا ناخون بروش ہَہاریم وِنِسّا ہُو مگبا عوث وِنا ہرو عالاو عمّیم (ترجمہ) ان ایام کے بعد بیت اللہ کا پہاڑ سب پہاڑوں سے معزز ہوگا اُس پر اقوام قربانی کریں گے یعنی بعد زمانہ مسیح کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بیت اللہ یعنی مکہ معظمہ کا پہاڑ معزز یعنی قبلۂ اقوام ہوگا جہاں اقوام مختلفہ قربانی کریں گے چنانچہ آنحضرت کے وقت میں ایسا ہوا۔ یہود بیت اللہ کے پہاڑ سے بیت المقدس کا پہاڑ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اُس وقت بھی قبلہ تھا اور نہ اُس پر ابعد ملک اقوام مختلفہ قربانی کرتیں اور مسجد مکہ معظمہ پر اطلاق بیت اللہ بعید نہیں اس کو تو یہود بھی تسلیم کریں گے کہ یہ مسجد حضرت اسمٰعیل کے وقت میں بنی تھی اور مسجد بیت المقدس حضرت داؤد

سکے وقت میں قوموں کا بیت اللہ ہونا مقدم ہے

וְהָלְכוּ גוֹיִם רַבִּים וְאָמְרוּ לְכוּ
וְנַעֲלֶה אֶל־הַר־יְהוָה וְאֶל־בֵּית אֱ
לֹהֵי יַעֲקֹב וְיוֹרֵנוּ מִדְּרָכָיו וְנֵלְ
כָה בְּאֹרְחֹתָיו כִּי מִצִּיּוֹן תֵּצֵא תוֹ
רָה וּדְבַר־יְהוָה מִירוּשָׁלָ͏ִם׃

وَہالخو گویم رَبّیم وِاٰمرو لِخو وِنعلہ اِل ہر یہوا وِاِل بیت اِلوہی یعقوب وِیورینو مِدّراخاو وِنیلخا بِاُرحوتاو کی مِصّیون تیصی تورا ودِبر یہوا میروشلایم

(ترجمہ) اور چلیں گی بہت قومیں اور کہیں گی چلو چڑھ چلیں خدا کے پہاڑ پر یعنی سچے معبود کے گھر اور کہیں گے بتاوے ہمیں اس کی راہ کہ ہم اس کی راہ پر چلیں کہ صیون سے نکل جاوے گی شریعت اور کلام الٰہی اورشلم سے۔ اس میں نسخ توراۃ کی خبر ہے۔ اس مقام میں یعقوب کے معبود کا لفظ واقع ہے جس کا ترجمہ ہم نے سچا معبود کیا ہے کیونکہ وہ سچے معبود کی پرستش کرتے تھے۔

וְשָׁפַט בֵּין עַמִּים רַבִּים וְהוֹכִיחַ
לְגוֹיִם עֲצֻמִים עַד־רָחוֹק וְכִתְּתוּ
חַרְבֹתֵיהֶם לְאִתִּים וַחֲנִיתֹתֵיהֶ
ם לְמַזְמֵרוֹת לֹא־יִשְׂאוּ גּוֹי אֶל־גּוֹ
י חֶרֶב וְלֹא־יִלְמְדוּן עוֹד מִלְחָמָה׃

وِشافط بین عمیم ربیم وِہوخیح لِگوئیم عصومیم عد راحوق وِکتّتو حربوتیہم لِاتیم وحنیتوتیہم لِمزمیروت لو یِسّو گوی اِل گوی حِرِب ولو یلمِدو عود ملحامہ۔

(ترجمہ) اور اقوام کثیرہ میں شریعت پھیلاوے گا اور بڑے بڑے گروہوں کو وعظ کرے گا دور تک وہ اپنے ہتھیار کو توڑ ڈالیں گے اور نیزوں کو بے کار کر دیں گے۔ ایک قبیلہ

دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور پھر قتال نہ سیکھیں گے۔ واضح ہو کہ خدا خود تو شریعت پھیلاتا نہیں اور نہ خود وعظ کرتا۔ بالضرور کسی پیغمبر کے ذریعہ سے کرے گا۔ یہ خبر ایک پیغمبر کی نسبت ہے جس کے وقت میں توراۃ منسوخ ہوگی اور شریعت جدید جاری ہوگی اور قربانی بیت المقدس میں اقوام کثیرہ کریں گی اور امن و تعدیل شائع ہوگی۔ یہ سب کچھ ہمارے پیغمبر کے وقت میں ہوا۔

וְיָשְׁבוּ אִישׁ תַּחַת גַּפְנוֹ וְתַחַ
ת תְּאֵנָתוֹ וְאֵין מַחֲרִיד כִּי־פִי יְה
וָה צְבָאוֹת דִּבֵּר׃

ویاشبو ایش تحت گفنو وتحت تیناتو واین محرید کی پی یہوا صباءوت دِبِّر

(ترجمہ) اور ہر شخص اپنے انگور اور اپنے انجیر کے نیچے بے خوف و خطر بیٹھے گا۔ یہ خدا کے منہ کی بات ہے۔ بخاری میں عدی ابن حاتم سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تو دیکھے گا کہ ایک عورت حیرہ سے ہودج میں بیٹھ کر آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے گی۔ پھر عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حیرہ ایک موضع ہے کوفہ کے پاس کہ وہاں تک اس وقت تک مسلمانوں کا قبضہ نہ تھا۔ مقصود پیغمبر کا یہی تھا کہ دور اسلام میں بڑا امن ہوگا۔ چنانچہ ہوا جیسا بتایا تھا نبی نے خبر دی تھی۔ شعر ؎

یارب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلھم

כִּי כָּל־הָעַמִּים יֵלְכוּ אִישׁ בְּשֵׁ
ם אֱלֹהָיו וַאֲנַחְנוּ נֵלֵךְ בְּשֵׁם־יְה
וָה אֱלֹהֵינוּ לְעוֹלָם וָעֶד׃

کی کل ہاعمیم یلخو ایش بشیم الوہاو وانخنو نیلیخ بشیم یہوا الوہینو لعولام واعد

کیونکہ سب قومیں چلیں گی اپنے معبود کے نام پر اور ہم لوگ چلیں گے اللہ کے نام پر جو ہمارا قدیم معبود ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص اپنے معبود کی پرستش کرے گا اور

ہم لوگ اُس ہستی پاک کی پرستش کریں گے جو ہمارا معبود قدیم ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں
اقوام بت پرست باشندہ ارض اسرائیل کو امان نہ تھی قتل ہوتے تھے اور اُن کے مال واسباب
جلائے جاتے تھے۔ اب ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں اصنام پرست جزیہ دے کے بے خوف
ہو جاتے ہیں بلکہ اُن کے مال واسباب وجان ومذہب کی نگرانی اسلام کے ذمہ ہو جاتی۔
وعلیٰ ھذا القیاس۔ یہود ونصاریٰ باداے جزیہ امن میں ہو جاتے ہیں۔ یہاں
اُس کی حکایت واطلاع ہے کہ تا بجان وحی خدا لم یزل ولایزال کی پرستش کریں گے
اور دیگر فرق اپنے اپنے معبود کی بلا تعرض عبادت کریں گے בַּיּוֹם הַהּ
הוּא נְאֻם יְהוָה אֹסְפָה הַצֹּלֵעָה וְ
הַנִּדָּחָה אֲקַבֵּצָה וַאֲשֶׁר הֲרֵעֹתִי:
וְשַׂמְתִּי אֶת הַצֹּלֵעָה לִשְׁאֵרִית וְהַנַּהֲלָאָה
לְגוֹי עָצוּם וּמָלַךְ יְהוָה עֲלֵיהֶם בְּהַר
צִיּוֹן מֵעַתָּה וְעַד עוֹלָם:
بَیُّوم ھَھُوم نِیوا اوسِفا ھَصّولیعا وَھَنِّدّا حا اَقبّصہ واَشِر ھِرِعوتی : وَسَمتی اَت
ھَصّولیعا لِشِیئرِیت وِھَنّہلاآ لِغوی عاصوم وَمالخ یِھوا عِلیھم بھر صِیُّون مِعَتّا وِعَد
عُولام (ترجمہ) فرمان الٰہی یوں ہے کہ اُس زمانہ میں جمع کریں گے ہم منتشر کو اور حق کو
گمراہ کو اکٹھا کریں گے اور جسے ہم نے بدحال کیا اور کریں گے ہم منتشر کو یادگار اور خانہ بدوش
بڑے گروہ اور حکومت کرے گا اللہ اُن پر کوہ صیہون پر ہمیشہ۔ منتشر سے مراد بنی اسرائیل ہیں
اور گمراہ سے عرب وغیرہ کفار اور بدحال سے فلسطین وکنعان والے بت پرست جو بعض
وقت خراب وخستہ ہوئے تھے مقصود یہ ہے کہ اقوام مختلفہ کو سلسلۂ اسلام میں لا کر ایک کر دینگے
بنی اسرائیل قلیل رہ جائیں گے اور خانہ بدوش یعنی عرب کو بڑی قوم بناؤں گا اور
بیت المقدس ہمیشہ اسلام کے قبضہ میں رہے گا اور وہاں حکم الٰہی یعنی قرآن جاری ہ

تا غزر ہے کہ سبب کیا آنحضرت کے زمانہ میں ہوا صیون بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے۔
حضرت اشعیا نے بھی لکھا ہے کہ پھر بیت المقدس میں نامختون کا دخل نہ ہوگا جسے ہم کسی موقع پر
لکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وְאַתָּה מִגְדַּל־עֵדֶר עֹ
פֶל בַּת־צִיּוֹן עָדֶיךָ תֵּאתֶה וּבָאָה
הַמֶּמְשָׁלָה הָרִאשֹׁנָה מַמְלֶכֶת לְ
בַת־יְרוּשָׁלָם׃
وَاَتّا مِغدَل عِیدِر عُوفِل بَث صیون عادیخا تیتی وَبَاءا ہَمِّمشالا ہارِیشُونا مَملِخَت لِبَث
یروشالیم מִגְדַּל مغدال معنی منارہ و برج مغدال ایل نام ایک گاؤں کا
ہے نفتالی کی حدود میں مغدل کا دیبی نام ہے ایک قریہ کا מִגְדַּל־עֵדֶר
مغدل عیدر ترجمہ لفظی منارہ گلہ یہ ایک مقام کا نام ہے بیت اللحم کے پاس עֹפֶל
عوفل اس کے معنی ہیں پہاڑی ٹیکرہ اور ایک پہاڑی کا نام ہے قریب صیون کے جانب
شرقی בַּת־צִיּוֹן بث صیون سے مراد نور الٰہی ہوتا ہے (ترجمہ) اے
منارہ گلہ نور الٰہی کے پہاڑ تیری جماعت آئے گی اور پہلی حکومت یعنی سلطنت اور شلیم قائم
ہوگی یہ خطاب ہے بیت المقدس کی طرف کہ تیری جماعت یعنی اہل اسلام آئیں گے اور
حکومت اول جو داؤد کے وقت میں تھی خالص سحر و کفر و اجنہ و روحانیات کی پرستش سے
قائم ہوگی ایسی سلطنت جو سراسر عدالت مطابق حکم الٰہی کے ہو بعد حضرت سلیمان کے کبھی قائم
نہیں ہوئی جز دور اسلام کے۔ سلاطین بنی اسرائیل اور ان کی جماعت کے حالات سے جو واقف
ہوگا بخوبی سمجھ لے گا کہ خبر دور اسلام کے سوائے کسی دور پر منطبق نہیں صحف انبیاء مثل
اشعیا و ارمیا وغیرہ و کتب تواریخ کو دیکھو کہ یہود ہمیشہ مثل ہنود وغیرہ کنعانیوں کے روحانیات
کی پرستش میں رہے۔ وہ کب جماعت نور الٰہی ہوسکتے ہیں۔ اس آیت میں نور الٰہی کی طرف
خطاب ہے کہ تیری جماعت آئے گی مسلمان خالص خدائے لایزال کی پرستش کرتے ہیں۔ سوائے

اُس کے کسی کو لائق عبادت نہیں جانتے لا الٰہ الا اللہ اُن کا وردِ زبان ہے جو
افضل الاذکار لا الٰہ الا اللہ ہر رنگ و پے سے اُن کے ہی صدا و بیان ہے۔ فتدبر

עַתָּה לָמָּה תָרִיעִי רֵעַ הֲמֶלֶךְ
אֵין־בָּךְ אִם־יוֹעֲצֵךְ אָבָד כִּי־הֶחֱזִי
קֵךְ חִיל כַּיּוֹלֵדָה׃

عتالاما تریعی راع ہمیلخ این باخ ام یوعیصخ آبد کی ہجزیقخ حیل کیولیدہ :
(ترجمہ) اب تو کیوں نالہ کرتی ہے تیری بادشاہ نہیں ہے مدبر سے خالی ہے جو اس قدر
بے چین ہے یہ بھی خطاب ہے اُسی نور کی طرف جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا تھا -

חוּלִי וָגֹחִי בַּת־צִיּוֹן כַּיּוֹלֵדָה כִּי עַ
תָּה תֵצְאִי מִקִּרְיָה וְשָׁכַנְתְּ בַּשָּׂ
דֶה וּבָאת עַד־בָּבֶל שָׁם תִּנָּצֵ
לִי שָׁם יִגְאָלֵךְ יְהוָה מִכַּף אֹ
יְבָיִךְ׃

خولی وگوحی بت صیون کیولیدا کی عتا تیصی مقریا وشاخنت بسادہ وبات
عد بابیل شام تناصیلی شام یگالیخ یہوا مکف اویبایخ (ترجمہ) وجد لا اور
قرار پکڑ اے نور بیت المقدس زچہ کی طرح کہ اب تو نکلے گا گاؤں سے اور بیٹھے گا میدان
میں اور بابل تک پہونچے گا وہیں تو آزاد ہوگا۔ وہیں تجھے خدا تیرے دشمنوں کے پنجہ سے
چھڑائے گا۔ بیت المقدس ایک آباد جگہ ہے اُس کے اطراف میں دور تک آبادی ہے اور
ملک سیر حاصل اور کعبہ وادی غیر ذی زرع میں ہے اب خدا اُس نور کو جو بیت المقدس میں تھا
پیغمبر کے زمانہ کی بشارت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو وجد کر کہ اب تیرا مقام کعبہ میں ہوگا۔ وہاں
تو اپنے دشمن یعنی شیاطین کے ہاتھ سے چھوٹے گا یعنی وہاں اُس نور میں خاص

بعل کی پرستش ہوگی نہ سحر ہوگا نہ نجوم شمس کی تعظیم ہوگی نہ قمر کی۔ بابل تک پہونچنے سے
اشارہ ہے سلطنت بنی عباس کی طرف اور نیز اس وجہ سے کہ وہ جگہ مقام سحر سازی تھا ہمارے
پیغمبر کے زمانہ میں ان امور کا خوب قلع و قمع ہوا جس سے خدا کو کمال نفرت ہے اور
بنی اسرائیل اُس کے پھندے میں ؛ וְעַתָּה נֶאֶסְפוּ עָלַ
יִךְ גּוֹיִם רַבִּים הָאֹמְרִים תֶּחֱנָף וְתַחַ
ז בְּצִיּוֹן עֵינֵינוּ׃ וְהֵמָּה לֹא־יָדְעוּ
מַחְשְׁבוֹת יְהוָה וְלֹא הֵבִינוּ עֲצָתוֹ כִּי
קִבְּצָם כֶּעָמִיר גֹּרְנָה׃ קוּמִי וָדוֹשִׁי
בַת־צִיּוֹן כִּי קַרְנֵךְ אָשִׂים בַּרְזֶל וּפַרְ
סֹתַיִךְ אָשִׂים נְחוּשָׁה וַהֲדִקּוֹת עַ
מִּים רַבִּים וְהַחֲרַמְתִּי לַיהוָה בִּצְעָם
וְחֵילָם לַאֲדוֹן כָּל־הָאָרֶץ׃

وعتّا نِاسفو عالَیخ گویم رَبّیم ہااومریم تحناف وتحز بصیّون عینینو وہمّا لو یادعو
محشبوت یہوا ولو ہیبینو عصاتو کی قبّصام کعامیر گورنا قومی وادوشی بت صیّون
کی قرنیخ آسیم برزل وپرسوتایخ آسیم نحوشا وہدقوتی عمیم رَبّیم وہحرمتی یہوا
بصعام وحیلام لاادون کل ہاآرص تֶּחֱנָף تحنف مادہ اس کا ח נ ף
جس کے معنی ہیں کفر کرنا חָנֵף حونیف معنی کفر חֹנֵף
کافر תַּחַז تحز اس کا مادہ חָזָה حازاہ ہے بمعنی تکنا۔
עֵינֵינוּ عینیر گتھا بولا۔ גֹּרְנָה گورنا۔ خرمن۔ کھلیان בַּרְזֶל
سیخ פַּרְסָה پرسا بمعنی ٹاپ הֲדִקּוֹת

ہو تی ہی اس کا דּ דִּשׁ מָה مادہ دُشْ ہی بمعنی کوٹنا۔ چور چور کرنا דּוּשׁ דּוּשׁ بمعنی منافع وظلم منافع ناواجب (ترجمہ) اور اب مجتمع ہونگے تجھ پر اقوام کثیرہ جوکہیں گے خراب ہو گی (یعنی بیت المقدس) اور ہماری آنکھیں صیہون (یعنی بیت المقدس) کو تکیں گے اور وہ خدا کی مشیت کو نہیں جانتے اور اس کی تجویز کو نہیں سمجھتے کہ ان کو خرمن کے بوجھ کی طرح اکٹھا کردیا ہو۔ آٹھ اے نور بیت المقدس اور پامال کر کہ تیرے سینگ کو لوہا کروں گا اور تیری ٹاپ کو تانبا بہت قوموں کو لاغر کردوں گا اور فی سبیل اللہ کردوں گا ان کی لوٹ اور ان کے لشکر کو تمام دنیا کے مالک کے لیئے یہ خبر سلطان صلاح الدین کے زمانہ کے فتنہ کی ہو جس میں تیس لاکھ عیسائی جمع ہو کر چاہتے تھے کہ بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین لیں مسلمانوں پر جہاد قائم کیئے تھے اور ترک بہت تھوڑے تھے لیکن خدا کی عنایت نے جیسا اس میں خبر دی گئی ہو سب پامال ہوئے اس وقت سے آج تک پھر حوصلہ بیت المقدس پر چڑھائی کا نہوا۔ עַתָּה תִּתְגֹּדְדִי בַת־גְּדוּד מָצוֹר שָׂם עָלֵינוּ בַּשֵּׁבֶט יַכּוּ עַל־הַלְּחִי אֵת שֹׁפֵט יִשְׂרָאֵל׃ عتّا تتگودِدی بَت گدود ماصور سام عالینو بشّیبط یکّو عل ہلّحی ات شوفیط یسرائیل۔ لغات תִּתְגֹּדְדִי تتگودِدی مادہ اس کا גָּדַד گادد ہی مضارع גְּדַד یا خود اصل معنی اس کے قطع کاٹنا۔ عربی میں جد یجد بمعنی قطع اسی سے نکلا ہو۔ یہاں جو مذکور ہو وہ باب افتعال سے ہو جو مثل عربی افتعال کے ہو بمعنی کٹ جانا یا غم سے بدن پر خراش کرنا بھرنا ہجوم کرنا גְּדוּד گدود زخم خراش ہرای یعنی نشان مل ایک حصہ لشکر پلٹن قطار پا בַּת־גְּדוּד بنت گدود غول خصوصاً ڈاکو چور מָצוֹר کا صیغہ ابدا حصار ہر ی (ترجمہ) بالفعل غم سے اپنے چہرہ پر خراش کر کر ڈاکوؤں نے ہم کو محصور کرلیا ہا

بنی اسرائیل کے موزہ پر جنت ماریں گے۔ یہ کلام ہے حضرت میخا کا صیہون یعنی بیت المقدس کی طرف خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ بالفعل تو عزم کر کہ بنی اسرائیل کو شیاطین نے محاصرہ کر لیا ہے کہ اصنام پرستی ظلم و جور و سحر و کہانت میں مشغول رہتے ہیں کلام انبیاء کی طرف التفات نہیں کرتے جس کی وجہ سے اُن کی سلطنت زائل ہوگی۔ یہ خبر زمانہ بخت نصر کی ہے۔ اب ہم اس کتاب کا پانچواں باب جس میں حضرت مسیح اور ہمارے پیغمبر کی خبر ایک ساتھ دی گئی ہے نقل کرتے ہیں

וְאַתָּה בֵּית־לֶחֶם אֶפְרָתָה צָעִיר לִהְיוֹת
בְּאַלְפֵי יְהוּדָה מִמְּךָ לִי יֵצֵא לִהְיוֹת
מוֹשֵׁל בְּיִשְׂרָאֵל וּמוֹצָאֹתָיו מִקֶּדֶם מִימֵי
עוֹלָם׃ לָכֵן יִתְּנֵם עַד־עֵת יוֹלֵדָה יָלָדָה
וְיֶתֶר אֶחָיו יְשׁוּבוּן עַל־בְּנֵי יִשְׂרָאֵל׃

واتّا بیت لحم افراتا صاعیر لہیوت بالفی یہودا ممکا لی یصے لہیوت موشیل بیسرائیل ومو صاأوتاو مقدم میمی عولام: لاخین یتنم عد عیت یولیدا یالدا ویترا احیو یشوبون عل بینی یسرائیل

لغات אֶפְרָת افرت معنی پھلدار و ثمرآور قبیلہ קֶדֶם قدم قبل و مقام و مشرق و پورب اور نام ہے ایک حصہ عرب کا جو فلسطین سے پورب واقع ہے افراتا تک پھیلا ہے یعنی عراق جسے اب بدیہ الشام کہتے ہیں افراتا ایک مقام ہے شام میں יוֹם یوم مثل عربی یوم کے بمعنی روز آتا ہے اور کبھی بمعنی مطلق زمانہ اور کبھی بمعنی زمانہ خاص یعنی کسی واقعہ عظیم کا زمانہ جیسے یوم بدر وغیرہ تقریر עוֹלָם عولام بمعنی مدت مدید اور دنیا و عالم و ابد (ترجمہ) اے بیت اللحم افراتا تو قبیلہ یہودا میں چھوٹا ہے تجھ سے میرا خاص نکلے گا بنی اسرائیل پر حکومت کے لیے جن کا خروج قبل عہد ابدی کے ہوگا (یعنی شریعت ابدی کے) لیکن اُن کو آسے دے گا اس زمانہ تک کہ

جنے ایک عورت ایک لڑکا جس کے بقیہ برادران بنی اسرائیل کی طرف رجوع کریں۔
تفسیر۔ بیت لحم عربی بیت اللحم یہ ایک گانوں کا نام ہے اور شلیم یعنی بیت المقدس سے چھ میل پر یہیں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ اے بیت لحم تو علاقہ یہودا میں بہت چھوٹا ہے تجھ سے میرا خاص نکلے گا۔ بنی اسرائیل پر حکومت کے لئے۔ اس کا خروج قبل شریعت ابدی کے ہوگا۔ شریعت ابدی ہمارے پیغمبر کی ہے کہ کبھی منسوخ نہ ہوگی اور اب کوئی نبی نہ ہوگا اور نیز اس کا خروج قریب قیامت کے ہوگا (خاص خدا کا پیغمبر ہوتا ہے بنی اسرائیل پر حکومت سے مقصود یہ ہے کہ اس کی اطاعت بنی اسرائیل پر تھا جب ہوگی چنانچہ ہزارہا یہود عیسائی ہوئے) لیکن قائم رکھے گا اُسے خدا اُس وقت تک کہ جننے والی جنے اور بقیہ بھائی اُس کے بنی اسرائیل کی طرف رجوع ہوں مقصود یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی رسالت اُس وقت تک واجب التسلیم ہوگی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اُس کے بھائی بندیہود سے اتفاق کرلیں گے چنانچہ قریش باتفاق یہود آنحضرت سے لڑتے تھے یہ خبر موافق اُس کے ہے کہ حضرت اشعیا نے خبر دی ہے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام ایل گبور وغیرہ ہوگا اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے چونکہ پیغمبر کا حکم پیغمبر ہی سے منسوخ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لڑکا پیغمبر ہوگا اُس کی رسالت سے حضرت عیسیٰ کا منسوخ ہو جانے گا۔ اس میں ایک جملہ יתנם עד עת יולדה ילדה : یتنیم عد عث یولدہ یلدہ۔ یتنیم معنی انہیں قائم رکھے گا۔ عد معنی تک عث معنی وقت، یولدہ معنی زچہ، یلدہ معنی جنے: عث یولدہ یلدہ کے عدد بحساب جمل ۵۷۴ ہوتے ہیں۔ مفردات اس کے یہ ہیں۔

ع	ث	ی	و	ل	د	ہ	ی	ل	د	ہ
۷۰	۴۰۰	۱۰	۶	۳۰	۴	۵	۱۰	۳۰	۴	۵

مطلب یہ ہے کہ زمان قیام رسالت حضرت عیسیٰ ۵۷۴ سال چنانچہ آپ ۵۷۴ سال پر بعد رفع حضرت عیسیٰ نبی ہوئے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ۳۳ برس اس دنیا میں رہ

اور سنہ جو مروج ہے وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ہے اور رفع اُن کا ۳۳ سنہ عیسوی میں ہوا اب سنہ عیسوی ۱۸۸۸ ہو چکا ہے۔ اُس میں سے ۳۳ سال ایام زندگانی حضرت عیسیٰ کو طرح دینے سے ۱۸۵۵ سال باقی رہتے ہیں کہ اس قدر زمانہ رفع سے گزرا اور سال ہجری ۱۳۰۵ گزر چکا ہے چونکہ سال شمسی قمری سے بڑا ہوتا ہے تو تحویل سے ۱۳۰۵ سے ۱۲۶۶ سال شمسی حاصل ہوگا۔ اب اس کو ۱۸۵۵ سے طرح دینے سے ۵۸۹ حاصل ہوتا ہے پھر اس میں سے ۱۳ سال زمانۂ نبوت قبل ہجرت کو طرح دینے سے ۵۷۶ سال شمسی حاصل ہوتے ہیں کہ اس قدر زمانہ آغاز نبوت ہمارے پیغمبر تک رفع حضرت عیسیٰؑ سے گزرا تھا جو یہاں مقصود ہے۔

וְעָמַד וְרָעָה בְּעֹז יְהוָה בִּגְא
וֹן שֵׁם יְהוָה אֱלֹהָיו וְיָשָׁבוּ כִּי־עַתָּה
יִגְדַּל עַד־אַפְסֵי־אָרֶץ׃

وعامد ورعا بعوز یہوا بگاؤن شیم یہوا الوہاو ویاشابو کی عتا یگدل عد افسی آرص یاشب یہاں اس کے معنی ہیں سلاطین کا تخت پر جلوس کرنا (ترجمہ) پھر تو کھڑا ہوگا اور چوپانی کرے گا خدا کی قوت سے اُس کے معبود اللہ کے نام سے تخت نشین ہوں گے کہ اب وہ قوت پکڑے گا۔ انتہائے ارض تک یہ سب بیان ہے لڑکی کا اور اُس کی اُمت کا کہ وہ آسمانی قوت سے سلطنت کریں گے

וְהָיָה זֶה שָׁלוֹם אַשּׁוּר כִּ
י־יָבוֹא בְאַרְצֵנוּ וְכִי יִדְרֹךְ בְּאַרְ
מְנֹתֵינוּ וַהֲקֵמֹנוּ עָלָיו שִׁבְעָה
רֹעִים וּשְׁמֹנָה נְסִיכֵי אָדָם׃ וְרָעוּ אֶת־אֶ
רֶץ אַשּׁוּר בַּחֶרֶב וְאֶת־אֶרֶץ נִמְרֹד
בִּפְתָחֶיהָ וְהִצִּיל מֵאַשּׁוּר כִּי־יָבוֹא
בְאַרְצֵנוּ וְכִי יִדְרֹךְ בִּגְבוּלֵנוּ׃

وِہایاُ زِہ شَالوم اَشُّور کی یَابُوا بَارْصِینُو وِکی یِدْرُوخ بِاَرْمِینُوتِینُو وَہَقِیمُونُو عَالَاوْ شِبْعَا رُوعِیم وُشْمُونَا نِسِیکِی آدام ۞ وِرَاعُو اِت اِرِص اَشُّور بِحِرِب وِاِت اِرِص نِمْرُود بِفِتَاحِیہَا وِہِتْصِیل مِاَشُّور کی یَابُو بَارْصِینُو وِکی یِدْرُوخ بِغْبُولِینُو ۞

لغات שלום شَالوم معنی سلام وصحت تندرستی پورا بھرپور محفوظ سلامت سالم قرار گیر دوست موافق امن وخیریت ودوستی وغیرہ אשור اَشُّور اس کا مادہ אשר اَشَر ہے جس کے معنی ہیں راستی اس لئے اَشُّور کے معنی ہیں راست وخدا پرست اور نیز اشور نام ہے ایک خطہ کا ملک شام میں ארמון اَرْمُون قلعہ وقصر۔ (ترجمہ) اور یہ ہوگا سالم وراست (یعنی ۲ ل) کہ آئے گا ہمارے مقام میں اور راہ نکالے گا ہمارے قصروں میں ہم قائم کریں گے اُس پر سات چرواہے اور آٹھ خلفاء נסיך نسیخ امام وخلیفہ کو کہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ وہ لڑکا کامل وصدیق ہوگا جو شان ہے انبیاء کی اور ہم اُس کی حفاظت کے لئے سات محافظ یعنی سبعہ سیارہ کو اُس کا نگہبان مقرر کریں گے قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ چنانچہ جب کفار نے بقصد قتل آپ کا مکان گھیر لیا اُس وقت آپ گھر سے نکلے اور ایک مٹھی خاک کفار کی طرف پھینکی اور پڑھا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کفار کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔ آپ نظر نہ آئے۔ اندھا کر دینا یہ کرشمہ زحل کا تھا جنگ بدر میں کفار کے سر کٹتے جاتے تھے اور قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا۔ یہ مریخ کی نگہبانی تھی مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک صحابی ایک کافر کے پیچھے بقصد قتل جاتے تھے انھوں نے آواز سنی اقدم یا حیزوم یعنی بڑھ اے حیزوم اور ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی پھر اُس کافر کو اپنے سامنے گرا پایا ناک اُس کی پھٹ گئی تھی کوڑے کے اثر سے۔ حضور اقدس میں اس بات کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ آسمان سوم کا تھا۔ فلک مریخ زحل کی جانب سے

تیسرا آسمان ہے۔ جب آپ پر ایک یہودی نے سحر کیا تھا تو دو شخص آپ پاس آئے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ان کو کیا ہوا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ فلانے یہودی نے سحر کیا ہے یہ وحایت شمس و قمر تھی بعینہ سیارہ کو چرواہے کے لفظ سے اس واسطے بیان کیا کہ اُس حکیم علی الاطلاق نے ان کو مدبر اس کرہ کا مقرر کیا جس کی تفصیل سے کتب نجوم مملو ہے اور اٹھ خلیفوں سے مقصود حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت زبیرؓ حضرت ابوعبیدہؓ ہیں یہ صحابہ بڑے جان نثار و محافظ رسول اللہ صلعم کے تھے ان کے فضائل کتب احادیث میں مروی ہیں بیان بسط کی ضرورت نہیں ہے اب مقام و قصر پر اسنے سے مقصود قصہ معراج ہے کہ آنحضرت نے جبروت و لاہوت کی سیر کی بلا آپ کے مکان سے متبعین کو بھی اُس کا شائبہ ہوتا ہے۔ وہ تلواریں لگے تلوار سے ارض اشور پر یعنی ایران پر قبضہ کرینگے اور ارض نمرود کو پھر جب فراغت کریں گے تو آئیں گے ہمارے حدیں۔

مقصود یہ ہے کہ اہل اسلام کے قبضہ میں تمام ملک شام آجائے گا۔ چنانچہ غزوہ خندق میں ایک پتھر نہیں ٹوٹتا تھا صحابہ نے شکایت کی کہ وہ پتھر نہیں ٹوٹتا۔ آپ تشریف لے گئے ایک کلہاڑی اُس پر ماری اور فرمایا کہ الحمد للہ خدا نے ملک شام مجھکو دیا۔ پھر دوسری کلہاڑی ماری اور فرمایا للہ الحمد کہ مجھکو ملک فارس بھی عطا ہوا۔ بعد ازاں تیسری کلہاڑی ماری پھر فرمایا کہ سبحان اللہ مجھکو یمن بھی عنایت ہوا۔ پھر وہ پتھر چور چور ہو گیا۔ چنانچہ یہ سب ملک اسلام میں آگیا

קדיק שָׁה דית יעלב ב בהן
ד עלמים לבים בטל תאת יחזן כב
בים עלמי־ עשב השך לאת יבקה
שי קלא ידיהל כבלי שדם : יחיה
זית ד עלמב בקונים בקרוב עלמים דב
לבים דבים בשך דיפתא מונת יעק

בִּכְפִיר בְּעֶדְרֵי צֹאן אֲשֶׁר אִם עָבַר
וְרָמַס וְטָרַף וְאֵין מַצִּיל׃ תָּרֹם
יָדְךָ עַל־צָרֶיךָ וְכָל־אֹיְבֶיךָ יִכָּ
רֵתוּ׃

وِہایا شِئیریث یَعقوب بِقِرب عَمّیم رَبّیم کِطَل یائیث یہوا کِرِبیم عَلی عِسب اَشیر لو یِقَوّہ لاِیش ولو یِحیَل لِبنی آدام۔ وِہایا شِئیریث یَعقوب بگویم بِقِرب عَمّیم رَبّیم کاَریہ بِبہیموث یَعَر کِکفیر بِعِدری صَون اَشیر اِم عابَر وِرامس وِطارف وِاَین مَصّیل۔ تارُوم یادِخا عَل صارِیخا وِخل اویبیخا یِکّارِیتو۔

(ترجمہ) اور ہوں گے بقیہ یعقوب قوموں میں قبائل کثیرہ میں ربانی شبنم کی طرح جیسے بوندیاں گھاس پر کہ وہ امید نہ رکھیں گے آدمی سے اور بنی آدم سے ان کی چشم داشت نہ ہوگی اور وہ ہوں گے جیسے شیر جنگلی بہائم میں جیسے بھیڑیا بھیڑ کے گلوں میں اگر وہ گزرے روندے و پامال کرے تو کوئی بچا نہ سکے گا۔ اپنا ہاتھ اپنے دشمنوں پر اٹھا کہ تیرے سب اعدا مٹ جائیں گے بقیہ بنی اسرائیل سے مراد وہ ہیں جو ایماندار شیاطین کے پھندے میں نہ تھے سحر و جادو و عقائد فاسدہ سے و بدعات محرمہ سے پاک تھے یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور یہ سمجھا کہ خدا کا حکم جس عنوان و زبان میں ہو قبول کرنا چاہئے ان کی شان میں جو لکھا ہے وہ پورا ہوا: וְהָיָה בַיּוֹם הַהוּא
ם־יְהוָה וְהִכְרַתִּי עָרֵי אַרְצֶךָ וְהָרַסְ
תִּי כָּל מִבְצָרֶיךָ׃ וְהִכְרַתִּי כְשָׁפִים מִיָּ
דֶךָ וּמְעוֹנְנִים לֹא יִהְיוּ לָךְ׃ וְהִכְרַתִּי
פְסִילֶיךָ וּמַצֵּבוֹתֶיךָ מִקִּרְבֶּךָ וְלֹא

תִשְׁתַּחֲוֶה עוֹד לְמַעֲשֵׂה יָדֶיךָ׃ וְנָ
תַשְׁתִּי אֲשֵׁירֶיךָ מִקִּרְבֶּךָ וְהִשְׁמַדְ
תִּי עָרֶיךָ׃

وہایا بیّوم ہَہُو نائم یہوا وہِکرتی عاری ارصیخا وہارستی کل مبصاریخا وہکرتی
کشافیم میادیخا و معونِنیم لو یہیو لاخ وہکرتی پسیلیخا و مصبوتیخا مقربیخا ولو
تشتحوہ عود لمعسہ یادیخا ونا تشتی اشیریخا مقربیخا وہشمدتی عاریخا :-

(ترجمہ) اور اس ایام میں حسب فرمان الٰہی یہ ہوگا کہ قطع کریں گے تیرے گھوڑوں کو اور نابود کرینگے تیری کاری اور منہدم کریں گے تیرے شہروں کو اور توڑ دیں گے تیرے قلعوں اور کاٹ دینگے سحرہ کو تیرے ہاتھ سے اور فال گو تجھ میں نہ رہیں گے اور توڑ دیں گے تیرے بتوں کو اور تیرے ستونوں کو پھر تو اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے کو سجدہ نہ کریگا اور تیرے اشیرا کو توڑ ڈالیں گے اور تیرے شہروں کو برباد کر دیں گے אֲשֵׁירָה اشیرا نام بت ہے واضح ہو کہ بنی اسرائیل سحر و جادو میں بہت اشتغال رکھتے تھے اور اس کی طمع میں تصاویر بناتے تھے اور اس پر کچھ پڑھتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے وہ سب پیغمبر کے زمانہ سے فنا یعنی اس کی تاثیر بہت کم ہو گئی جیسا ظاہر ہے

یا رب صل وسلم دائمًا ابدًا ⁂ علی نبیک خیر الخلق کلھم

اب ہم صفنیا نبی کے تیسرے باب کو لکھتے ہیں اس کو بنظر انصاف دیکھو:

הוֹי מֹרְאָה וְנִגְאָלָה הָעִיר הַיּוֹנָה׃

ہُوی موراَ ونِگا لاہا عیر ہیّونا لغات הוֹי ہوی کلمہ تاسف کا
מֹרְאָה موراَ - خطرناک ہیبتناک נִגְאָלָה نگالا ناپاک
עִיר عیر شہر הַיּוֹנָה ہیونا - کبوتر - محبوب کہ اس زمانہ میں

کبوتر سے تعبیر کرتے تھے (ترجمہ) افسوس ہے اُسے شہر محبوب، خطرناک و نجس ہو۔ یہ گفتگو ہے
بہ نسبت اورشلیم کے جو بسبب نورالٰہی کے نہایت محبوب و پیارا تھا لیکن اس زمانہ میں بوجہ
کثرت عصیان کے نجس ہولناک ہو گیا تھا: לֹא שָׁמְעָה בְּקוֹל
לֹא לָקְחָה מוּסָר בַּיהוָה לֹא בָטָחָה אֶל־
אֱלֹהֶיהָ לֹא קָרֵבָה׃

لوٗ شامعا بقول لو لاقحا موسار بیہوا لو باطحا اِل اِلوہیہا لو قاربیٰ۔
(ترجمہ) بات نہ مانی ادب قبول نہ کیا خدا پر تکیہ نہ کیا اپنے معبود کے پاس نہ گئے
اُسی شہر کو کہتا ہے جس کی نسبت اوپر افسوس کیا ہے اب وجہ افسوس کی بیان کرتا ہے۔
שָׂרֶיהָ בְקִרְבָּהּ אֲרָיוֹת שֹׁאֲגִים שֹׁפְטֶיהָ
זְאֵבֵי עֶרֶב לֹא גָרְמוּ לַבֹּקֶר׃

ساریہا بقربا اَرایوت شوٗاگیم شوفطیہا زئیبی عرب لوگارمو لبوقر:
لغات שֹׁאֲגִים شوٗگیم تڑپتا ہوا جیسے شیر (ترجمہ) اُس کے
سردار اُس میں تڑپتے شیر ہیں۔ بھیڑیے ہیں یعنی ظالم و خونخوار ہیں: נְבִיאֶיהָ
פֹּחֲזִים אַנְשֵׁי בֹּגְדוֹת כֹּהֲנֶיהָ
חִלְּלוּ־קֹדֶשׁ חָמְסוּ תּוֹרָה׃

نبیایا پوحزیم اَنشی بوغدوت کوہنیہا حِلّلو قودش حامسو تورا:
لغات נְבִיאֶיהָ نابی کی פֹּחֲזִים پوحزیم بمعنی خبیث ہے
אַנְשֵׁי בֹּגְדוֹת انشی بوغدوت مکار חָמְסוּ حامسو اس کا
مادہ חָמַס حمس ہے اس کے معنی پھاڑ ڈالنا ہے اور معنی بھی ہیں لیکن یہاں
یہی مقصود ہے (ترجمہ) اُس کے انبیاء خبیث و مکار ہیں اُس کے امام نے پاک کو
نجس کیا توریت کو بگاڑ دیا۔ انبیاء سے مقصود سحرہ ہیں جو اپنے کو نبی کہتے تھے اور قوم بھی

اُن کی نبوت کو تسلیم کرتی تھی۔ اس میں انبیا اور ائمہ بنی اسرائیل کی اور خود قوم کی شکایت
ہو کر کفر و ضلالت سے بھر گئی تھی اور بیت المقدس کو فسق و فجور سے نجس کر دیا تھا اور توریت
کی بھی تحریف کرتی تھی۔ اُن کے دل میں ایمان نہ تھا۔ ایماندار بہت تھوڑے تھے اُن کی کوئی
سنتا نہ تھا۔ تحریف معنوی میں تو کچھ شبہ نہیں عجب نہیں کہ کچھ تحریف لفظی ہوئی ہو جیسا کہ
מִסֵּפֶר הַתּוֹרָה کا جو تورا کا لفظ دلالت کرتا ہو مثل اس آیت کے تحریف کی
کے ۲۲ باب میں بھی مذکور ہو בְּבֵית יְהוָה סֵפֶר הַתּוֹרָה
اُس کے کاہنوں نے ہماری شریعت کو بگاڑ دیا۔ شریعت بھی تورات تھی اشعیا کے ۲۴ باب
میں لکھا ہو וְהָאָרֶץ חָנְפָה תַּחַת יֹשְׁבֶיהָ כִּי
עָבְרוּ תוֹרֹת חָלְפוּ חֹק הֵפֵרוּ בְּרִית
עוֹלָם : وہا آرِص حانفا تحت یوشبیہا کی عابرو
تورُوت حالفو حوق ہیفرو بریت عولام : (ترجمہ) زمین نجس ہوئی اپنے مکان
سے جنھوں نے شرائع کو چھوڑ دیا حکم الٰہی کو بدل دیا۔ عہد قدیم کو کاٹ دیا یہاں لفظ
חָלְפוּ کا لفظ وارد ہو جس کے معنی ہیں بدل دیا اقل درجہ ہو کہ معنی بدل دیا جیسا کہ
عبداللہ ابن عباس یحرفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ای یتاولونہ
یعنی اُس کی تاویل کرتے ہیں لیکن اُن فساق سے جو جھوٹا دعوی نبوت کرتے تھے اور
روحانیات کی پرستش بدل و جان کرتے تھے اور سحر و جادو اُن کا شعار تھا اور کتب مقدسہ
بسبب سیادت و امامت اُن کے قبضہ میں رہتی تھیں۔ تحریف لفظی بھی بعید نہیں اور یہ تحریف
کا قبل زمانہ حضرت مسیح کے بڑا موقع تھا۔ بعد قیام دین مسیحی یہود کی قوت بہت سلب
ہو گئی تھی۔ ضرورت تحریف کم پڑی یہاں بحث تحریف نہیں ہو جو ہم بسط کریں۔ اب
حضرت صفنیا کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں : דְּבַר יְהוָה אֲשֶׁר הָיָה
אֶל צְפַנְיָה בֶן כּוּשִׁי בֶן גְּדַלְיָה

מִשְׁפָּטוֹ יִתֵּן לָאוֹר לֹא נֶעְדָּר וְלֹא־
יוֹדֵעַ עַוָּל בֹּשֶׁת:

یہوا صدیق بقربا لو یعسہ عولا ببوقر ببوقر مشپاطو یتین لاآور لو نعدر ولو یودع
عوال بوشت: لغات עַוְלָה عولا ظلم עַוָּל عوال ظالم
בַּבֹּקֶר ببوقر صبح اور یہ محاورہ بعثت کسی پیغمبر کا ہے נֶעְדָּר نعدر ابواب
لازم سے مثل انفعال معنی باقی رہنا ہے جاتا شکر ترتیب دیا (ترجمہ) سچا خدا اُن کے
بیچ میں ہے وہ برا نہیں کرتا وقتاً فوقتاً دیتا ہے شریعت روشنی کے لیے کچھ باقی نہیں رہتا
(یعنی سب کچھ بتا دیتا ہے) لیکن شریر کو شرم نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شریعت ہمیشہ
نہیں رہتی وقتاً فوقتاً بدلا کرتی ہے یہی مذہب یہود کے خلاف ہے: הִכְרַתִּי ג
וֹיִם נָשַׁמּוּ פִּנּוֹתָם הֶחֱרַבְתִּי חוּצוֹתָם
מִבְּלִי עוֹבֵר נִצְדּוּ עָרֵיהֶם מִבְּלִי
אִישׁ מֵאֵין יוֹשֵׁב:

ہکرتی گویم نا شمو پنوتام ہحربتی حوصوتام مبلی عوبیر نصدو عاریہم مبلی ایش
مائین یوشب لغات פִּנּוֹתָם پنا۔ فصیل נִצְדּוּ نصدو اس کا
مادہ נָצַד نصد ہے ویران کرنا۔ (ترجمہ) محو کریں گے قوموں کو ویران
ہو جائیں گی اُن کی فصیلیں اُجاڑ دیں گے اُن کے نواح کو بدون آئندہ روند ویران ہو جائیں گے
شہر بلا انسان و باشندہ ہو جائیں گے) اس کے بیان سے واضح ہے کہ کوئی زمانہ ایسا
آئے گا جس میں اقوام منتقل ہونگی اپنے دین و اصول کو چھوڑ کے دوسرے لباس میں ہو جائیں گے

כִּי־אָז אֶהְפֹּךְ אֶל־עַמִּים שָׂפָה בְרוּרָה
לִקְרֹא כֻלָּם בְּשֵׁם יְהוָה
לְעָבְדוֹ שְׁכֶם אֶחָד:

آمَرْتِی اَخ تیرِ ای اُوتی تِقحی مُوسار ولو ئیکّارِیت مِعُوناہ کُل اَشرِ پاقدِتی عالیہا
آخین ہشکیمو ہشحیتو کل علیلوتام لغات אָכֵן اخ فقط صرف
כֵּן آخین لیکن הִשְׁכִּימוּ اشکیمو۔ روانہ کیا صبح کو اٹھے
הִשְׁחִיתוּ اشحیتو۔ برے کام کئے (ترجمہ) میں نے کہا صرف مجھ سے
ڈرو ادب سیکھو مبادا برباد ہو جاؤ اپنی معصیت سے جس پر ہم نے توجہ کی۔ لیکن صبح
ہوتے ہی بدکرداری میں مشغول ہوئے پس بموجب اس زبان کے وہ مستحق عذاب ہوئے
عذاب دنیا ہو یا آخرت۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ یہود نہایت مرتبہ میں ذلیل وخوار و پریشان
برباد ہوئے) اب اس کے بعد ان کے نجات کی صورت بتاتا ہے کہ اس کے سوائے کوئی
صورت نجات نہیں اگر اس پر عمل کریں تو فلاح دنیا وآخرت حاصل ہو۔ לָכֵן חַ

כּוּ־לִי נְאֻם יְהוָה לְיוֹם קוּמִי לְעַד כִּי
מִשְׁפָּטִי לֶאֱסֹף גּוֹיִם לְקָבְצִי מַמְ
לָכוֹת לִשְׁפֹּךְ עֲלֵיהֶם זַעְמִי כֹּל חֲרוֹן
אַפִּי כִּי בְּאֵשׁ קִנְאָתִי תֵּאָכֵל
כָּל־הָאָרֶץ:

لاخین حکولی نام یہوا لیوم قومی لعد کی مشفطی لا سوف گویم لقبصی ممالخوت
لشپوخ علیہم زعمی کل حرون اپی کی باش قنآتی تیاخیل کل ہا ارص:
(ترجمہ) لیکن ہماری طرف رجوع کرو۔ جب ہم ہمیشہ کے لئے قائم ہوں (یعنی جب ہماری
شریعت ابدی قائم ہو) قوموں کے جمع کرنے کو سلطنتوں کے اکٹھا کرنے کو ان پر غصہ ڈالنے کو
ہمارے غضب کی آگ سے تمام دنیا جل جائے گی۔ مقصود یہ ہے کہ جب ہم شریعت ابدی جاری
کریں اور اقوام مختلفہ کو بذریعہ اسلام ایک کریں اور بڑے بڑے بادشاہوں کو توڑ تاڑ کے
ایک کریں اس وقت تم اس شریعت کو تسلیم کرو ہمارے غضب سے ڈرو کہ اس سے

پیروز قیامت تمام دنیا جل جائے گی۔ اگر تم ایمان لاؤ گے تو فلاح دنیا و آخرت کو فائز ہو گے
شریعت ابدی شریعت محمدی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لا نبی بعدی چنانچہ آج تک
کسی نے جھوٹا دعویٰ بھی نبوت کا نہ کیا۔ یہ خبر زمانہ اسلام کے سوا اور کسی زمانہ میں منطبق نہیں کیا
فتدبروا یا اولی الابصار۔ اب اس کے بعد اس زمانہ کا ایک نشان اور بتاتا ہے
כִּי־אָז אֶהְפֹּךְ אֶל־עַמִּים שָׂפָה בְרוּרָה
לִקְרֹא כֻלָּם בְּשֵׁם יְהוָה לְעָבְדוֹ שְׁכֶם
אֶחָד׃
کی آز اِھپوخ اِل عمیم سافا برورا لقرو کلام بشیم یہوا لعبدو شخم احاد
لغات אָז آز تب אֶהְפֹּךְ الخ اس مادہ کے معنی متعارف ہیں
اولٹ دینا لیکن اس کے معنی کبھی اوپر پھینکنا یا نیچے گرانا بطور ضدین کے بھی آئے ہیں
سفر الصفنات باب ۳ آیت ۹ دیکھو (ترجمہ) جبکہ نازل کریں گے ہم قوموں کے
پاس کلام فصیح ہر ایک کے نماز پڑھنے کے لئے اس کو بجماعت عبادت کے لئے یہ مطابق اس
کے ہے جو حضرت موسیٰ کے پیشہ میں گزرا کہ ہمارا کلام مثل مینہ کے نازل ہوگا مقصود یہ ہے کہ جب ہم
کلام فصیح عبادت جماعت کے لئے نازل کریں اس وقت اگر تم خدا کی طرف رجوع کرو گے
تو تم کو فلاح دنیا و آخرت حاصل ہوگی چنانچہ جو یہود مسلمان ہوئے وہ مصداق آیت ہوئے
کلام فصیح سے مراد قرآن ہے اس سے فصیح کوئی نہیں یہاں تک کہ معجزہ ہے: שָׂפָה בְרוּרָה
سافا برورا کلام فصیح کو کہتے ہیں اور جماعت کی نماز جیسا اہل اسلام
میں ہے کبھی نہ تھی تورات میں نماز پڑھنے کا طریق بتایا نہ گیا۔ اس وقت میں قربانی ہی تھم پایا
تھی اور انجیل میں کچھ نماز کا ذکر نہیں اس میں صرف اخلاق کی باتیں ہیں اور نہ انجیل نماز میں
پڑھی جاتی۔ مسلمانوں کے نزدیک تو قرآن ہی پڑھنا نماز ہے جیسا اس آیت میں مذکور ہے
فاقرءوا ما تیسر من القرآن اول انقلاع اقوام بیان ہوا۔ پھر ان کا اکٹھا ہونا

یہ دونوں ہو نہیں سکتا جز اس کے کہ اقوام اپنا دین و مذہب چھوڑ کے ایک مذہب اختیار
کریں۔ آمس کا وقت نزول کلام فصیح بیان ہوا اس لئے جز زمانہ پیغمبر خدا کسی زمانہ پر منطبق نہیں
انجیل اگرچہ کلام ربانی ہو لیکن نماز میں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں اور نہ وہ کلام فصیح ہے۔[1]

מעבר לנהרי כוש עתרי בת-פוצי
יובלון מנחתי׃

میعبر لنہری کوش عتاری بت پوصی یوبیلون منحاتی لغات עתרך
عتاتا رہ مقدار پرست (ترجمہ) دریائے نیل کے پرے سے ہمارے عباد و زہاد میرے لئے
ہدیہ لائیں گے ایام حج میں دیکھو کہاں کہاں سے بلایا اور قربانی آتی ہے۔ ביום

ההוא לא תבושי מכל עלילתיך
אשר פשעת בי כי-אז אסיר מקרבך
עליזי גאותך ולא-תוספי לגבהה
עוד בהר קדשי׃ והשארתי ב
קרבך עם עני ודל וחסו בשם יהוה׃
שארית ישראל לא-יעשו עולה ולא
ידברו כזב ולא-ימצא בפיהם
לשון תרמית כי-המה ירעו ורבצו ואין
מחריד׃

שופט בתורה ثانہ پرور شریعت و احکام الٰہی کو زندہ کرتے ہیں اس لئے اس آیت کے
معنی یہ ہوتے ہیں کہ کتب بدل دیں گے ہم شریعت کا نزول قرآن شریعت موسوی جاری تھی ۱۲

بَیّوم ھہو لو تیبوشی مکل علیلوتائخ اشر پاشعت بی کی از اسیر مقربخ علیزی گاوتخ
ولو توسیفی لغبہا عود بہر قدشی : وہشارتی بقربخ عم عانی ودال حاسو بشیم
یہوا شارت اسرائیل لو یعسو عولا ولو یدبرو کازاب ولو یماصی بفیہم لشون ترمیت
کی ہیما یرعو ورابصو واین محرید : لغات تیری ... علیزت ...

ח ... گادا کبر، نخوت ... ח ה ה ... گبہا نعل ... ה ס ... حاسو

مادہ اس کا ח ס ה ہے جس کے معنی ہیں توکل ...

ترمیت - فریب، تلبیس (ترجمہ) اس زمانہ میں تو شرمسار نہ ہوگی (یہ خطاب ہے بیت المقدس
کی طرف) اپنی بدکرداریوں سے جو تو نے نافرمانی کی کیونکہ اس وقت نکال دیں گے ہم تجھ سے
متانی کبر کو اور پھر تجھ میں تعلی نہ ہوگی ہمارے پاک پہاڑ پر اور رہ جائے گی تجھ میں قوم مسکین اور
شکستہ جو خدا کے نام پر توکل کریں گے باقی ماندہ اسرائیل شرارت نہ کریں گے اور نہ جھوٹ
بولیں گے اور ان کے منہ میں سخن تلبیس نہ ہوگا۔ وہ چریں گے یعنی ترقی کریں گے اور
بیٹھیں گے بلا تردد مقصود یہ ہے کہ زمانہ اسلام میں جب بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں
آئے گا اور یہود ایمان لائیں گے تو معاصی ان کے معاف ہو جائیں گے جیسا اسلام سے خطایا معاف
محو ہو جاتے ہیں تو بیت المقدس کو شرمساری نہ ہوگی اس وقت میں بیت المقدس میں کبر و نخوت
اثر نہ ہوگا اس میں قوم مسکین و شکستہ یعنی عرب قیام کریں گے جو خدا کے نام پر تکیہ کریں گے
نہ سحر و جادو و نجوم و رمل پر اور باقی ماندہ اسرائیل یعنی جو قرآن پر ایمان لائیں گے شرارت
نہ کریں گے اور جھوٹ نہ بولیں گے و جل و تلبیس سے محفوظ ہوں گے تو وہ لوگ بلا کھٹکے و
تردد زندگانی بسر کریں گے۔ דְּבַת הָדְ עֲנָו : שְׁכֻבִּ
שׁמְתּ: רְעָלֶיךָ וְהַכְּלִי וְעָלָיו קָב בּ
ת- הֲדֵקָ לְ: ס הַסִּיד וְחוֹנ מִשְׁכְּ

פִּנָּה אֹיְבֵךְ מֶלֶךְ יִשְׂרָאֵל יְהוָה
בְּקִרְבֵּךְ לֹא תִירְאִי רָע עוֹד:

رنی بث صیون ہاریعو یسرائیل سمحی وعلزی بکل لیب بث یروشلایم ہیسیر
یہوا مشپاطیخ پنّا اویبیخ ملخ یسرائیل یہوا بقربیخ لو تیرئی راع عود :

لغات پنّا - نکال دے گا (ترجمہ) اے صیہون

خوش ہو، اے اسرائیل قربانیوں کر اے قدہ اورشلیم تمام دل سے وجد کر کہ خدا نے تیری
تیری شریعت منسوخ کی تیرے دشمن کو نکال دیا سلطان اسرائیل اللہ تیرے بیچ میں ہے
پھر برائی تو نہ دیکھے گی۔ یہ بشارت ہے خیر القرون قرنی کی کہ اس وقت میں شریعت موسوی
وقت ہی منسوخ ہوئی خصوصاً جو یہود نے اجتہادات وہم سے اس شریعت کو خراب کر رکھا
تھا نزول قرآن سے جو شریعت بیضا ہے وہ آ گیا اور وہ راہ راست سب کے لئے نکالی گئی
یہود تورات میں حکم ہے کہ زابحتا و آکلتا یعنی ذبح کرو اور کھاؤ۔ اب فقہاء یہود
کہتے ہیں کہ چھری ایسی تیز ہو کہ اگر اس کی دھار پر ناخن چلائیں تو کہیں نہ رکے
بھی ایسی شرائط ذبح بڑھائیں کہ اب ذابح کم پھیرتے ہیں یہاں تک کہ بعض کہتے ہیں
چھری بارہ انگل کی ہو تورات میں لکھا ہے کہ بکری کے بچے کو اس کی ماں کے دودھ میں
پکانا اب یہود کہتے ہیں کہ گوشت کو گھی میں پکا کے کھانا حرام ہے۔ کیونکہ گھی اسی دودھ سے
ہے کہ وہ اس کا ایک جز ہوتا ہے۔ چونکہ یہ حکم تین مقام میں آیا ہے تو کہتے ہیں کہ گوشت تین قسم
بہیمہ وحش وطیر اس لئے ہر سہ اقسام لحم کو گھی میں پکانا درست نہیں یہ عجب بات ہے
دودھ میں تین جز ہوتے ہیں۔ دہنیت، مائیت، جبنیت تو اب چاہیے کہ پانی میں پکانا بھی
نہ ہو۔ علاوہ بریں اس میں تو بکری کے دودھ میں پکانا منع تھا تو اسی سے گھی میں
درست ہوتا حالانکہ مقصود آیت سے یہ ہے کہ تم لوگ مثل اقوام بت پرست کے ٹونکا

مت کرو۔ وہ لوگ افزائش حبوب و اثمار کے لئے بکری کے بچہ کو اس کی ماں کے دودھ میں پکا کے کھیتوں پر رکھتے تھے اس قسم کے وہمیات بے حد ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ دشمن سے نکال لینے سے مقصود یہ ہو کہ شیاطین جن کے پھندے میں یہود پڑ کے روحانیات کی پرستش بغرض تکمیل سحر کیا کرتے ہیں وہ سب نکالے جائیں گے۔ بیت المقدس ان نجاسات سے پاک ہوگا اور اب قتل و خون ریزی بنی اسرائیل کی نہ ہوگی چنانچہ دور اسلام میں ان کا قتل و نہب لوٹ مار بند ہوا۔ בַּיּוֹם הַהוּא יֵאָמֵר לִירוּשָׁלִַם אַל־תִּירָאִי צִיּוֹן אַל־יִרְפּוּ יָדָיִךְ׃ بیوم ہَہُوْیا میر لیروشالائم اَل تیرئی صیون اَل یرفو یاداییخ (ترجمہ) اس ایام میں اورشلیم کے حق میں کہا جائے گا کہ مت ڈر اے صیون تیرے ہاتھ سست نہ ہوں گے: יְהוָה אֱלֹהַיִךְ בְּקִרְבֵּךְ גִּבּוֹר יוֹשִׁיעַ יָשִׂישׂ עָלַיִךְ בְּשִׂמְחָה יַחֲרִישׁ בְּאַהֲבָתוֹ יָגִיל עָלַיִךְ בְּרִנָּה׃ یہوا الواہیخ بقربیخ گبور یوشیع یاسیس عالاییخ بسمحہ یحریش باہابتو یاغیل عالاییخ برنا۔ لغات גִּבּוֹר گبور اس کے معنی متعارف شجاع بہادر ہیں اور کبھی جبار کے معنی میں بھی مستعمل ہو۔ مجازاً مٹانے والا یعنی ماحی۔ یہ پیغمبر کے اسما سے ہو جیسا کہ اشعیا نے بیان کیا اور اوپر گزر اپس گبور وہی ماحی ہو שׂ ישׂ یاسیس اس کا مادہ שׂוֹשׂ سوس ہو جس کے معنی ہیں سرور و وجد גִּיל گیل یعنی طواف خوشی سے دور کرنا (ترجمہ) خدا تیرا معبود تیرے بیچ میں ہوگا (یعنی تجھ پر توجہ کرے گا) ماحی تجھے اخلاص کرے گا۔ وجد کرے گا تجھ پر خوشی سے اس کی محبت میں تجھ رہے گا۔ طواف کرے گا تجھ پر مسرت سے شب معراج میں آپ بیت المقدس میں تشریف

لے گئے تھے وہ کمال سمت کا مقام تھا۔ قال اللہ تعالیٰ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ؛ پس آپ کا بیت المقدس تک جانا شب معراج میں مخصوص ہے اسی کی خبریاں دی گئی ہے۔ آپ چونکہ مثل موسیٰ کے تھے اس لئے بطور متعارف بیت المقدس میں تشریف نہ لے گئے بلکہ جس طرح حضرت موسیٰ نے سرحد شام تک پہونچ کے انتقال کیا اسی طرح آپ بھی سرحد شام میں فوج بھیجنے کی تیاری میں تھے کہ آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت اشعیا کے ۵۲ باب میں بھی ایسی ہی بشارت مذکور ہے اس کا لکھنا مناسب ہے۔ واضح ہو کہ ہر دین کے ساتھ کوئی نہ کوئی کوکب متعلق ہوتا ہے کہ وہ اس کا حامی ہوتا ہے۔ بت پرستی کے ساتھ متعلق قمر کو ہے اور یہود کے دین کو تعلق زحل سے ہے۔ چنانچہ شب معراج میں آنحضرت نے موسیٰ علیہ السلام کو فلک ہفتم میں پایا اور ملت نصاریٰ متعلق بشمس ہے اور دین اسلام کو تعلق زہرہ سے ہے۔ اہل اشراق کے نزدیک ہر چیز کے ساتھ ایک ملک رہتا ہے جو مربی اس کا ہوتا ہے نفوس کواکب بھی ملائکہ ہیں۔ ارباب تنجیم و اہل اشراق کا مذہب اس مقام پر ایک ہے اور مشائین بھی کواکب کو متحرک بالارادہ کہتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک بھی ان کی ملکیت ثابت ہے چونکہ زحل کی تاثیر اہل ارض کے منافی ہوتی ہے اس لئے اس کو لوگ منحوس جانتے ہیں ثابت ابن قرہ جو اولاً صابی مذہب رکھتا تھا اور اس کو فنون حکمیہ میں کمال تبحر تھا اس کو زحل سے آشنائی تھی ایک مرتبہ خلیفۂ بغداد نے اس کی گرفتاری کے لئے فوج متعین کی قبل پہونچنے لشکر کے زحل نے اسے آگاہ کیا اور کہا کہ فرار کرو۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا اور خلیفۂ وقت سے جان اپنی بچائی واللہ اعلم بالصواب پس جہاں جہاں کتب انبیاء میں لفظ בת ציון بت صیون واقع ہے یعنی بنت صیون اس سے مقصود روحانیت زحل ہے کہ وہی حامی دین یہود ہے اور کہیں בת ירושלים بت یروشالائم یعنی بنت اورشلیم بھی واقع ہے مقصود وہی

سے

جب اس قدر تمہید ہوا تو لکھتے ہیں یشعیا باب ۵۲ עוּרִי עוּרִי לִבְשִׁי
עֻזֵּךְ צִיּוֹן לִבְשִׁי בִּגְדֵי תִפְאַרְתֵּךְ
יְרוּשָׁלִַם עִיר הַקֹּדֶשׁ כִּי לֹא
יוֹסִיף יָבֹא־בָךְ עוֹד עָרֵל
וְטָמֵא׃ عوری عوری لبشی عزیخ صیون لبشی بغدی
تفاریخ یروشالایم عیر مقودش کی لو یوسیف یابو باخ عود عارل وطامی

(ترجمہ) بیدار ہو بیدار ہو پہن اپنا جلال اے صیہون پہن اپنے جمال کے کپڑے اے اورشلیم پاک شہر کہ اب تجھ میں نامختون اور نجس نہ آوے گا خبر ہو نسبت بیت المقدس کی کہ یہ مسجد پھر آباد ہو گی اور اس میں نماز پڑھی جائے گی اور جلال و جمال یزدان پاک وہاں نازل ہوگا اور پھر اس پر قبضہ نامختون و ناپاک کا نہ ہوگا نامختون سے جملہ اقوام بت پرست و نصاریٰ مقصود ہیں جن کا ختنہ نہیں ہوتا اور نجس سے مقصود یہود ہیں جن کی طرف جا بجا صحف انبیاء میں نجاست کی نسبت ہوئی ہے حزقیل کی باب ۲۲ کے ۴ آیت دیکھو یہ نسبت بوجہ اُن کی کفران و اصنام پرستی و سحر سازی و فسق و قتل و خونریزی و فریب و دغا بازی سے واقع ہوئی۔ مقصود یہ ہے کہ خوش ہولے بیت المقدس کہ اب تجھ پر کسی قوم بت پرست اور یہود و نصاریٰ کا قبضہ نہ ہوگا چنانچہ جب سے اہل اسلام کے قبضہ میں آیا پھر کسی قوم کا قبضہ اُس پر نہ ہوا۔ مسلمانوں کی طہارت ظاہر و باطن میں کچھ شبہ نہیں اُن کا مذہب ہر قسم کے اوہام و شکوک سے پاک ہے اور روحانیات کے کچھ بھی غفلت نہیں جادو و سحر سے مبرا ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (ترجمہ) وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں رسول اُن میں سے جو پڑھتا ہے اُن پر اُس کی آیتیں اور پاکیزہ کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے

آنھیں کتاب وحکمت. اگرچہ وہ پہلے بڑی گمراہی میں تھے۔ مقصود یہ ہے کہ وہ رسول بھی اُن پڑھ ہے۔ اگرچہ اُس کو علم اولین وآخرین سب کچھ دیا گیا تھا وعلمناہ من لدنا علما یعنی اُس کو جملہ علوم بلااکتساب حاصل ہیں کہ یہی شان انبیاء ہے اور نیز اُس میں اشارہ ہے حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب کی طرف کہ اُس میں وعدہ تھا کہ تم میں سے تمھارے بھائیوں میں سے موسیٰ کا سا نبی بھیجوں گا پس اس آیت میں خدا یاد دلاتا ہے کہ وہ وعدہ ہم نے پورا کیا یتلوا علیھم آیاتہ سے یاد دلاتا ہے۔ اُس وعدہ کو جو سفر موسیٰ میں گزرا کہ ہمارا کلام مینہ کی طرح نازل ہوگا اور پاکیزہ کرتا ہے آنھیں یعنی عیوب نفسانی سے پاک کرکے فضائل انسانی اُن میں بھرکر اُن کو ستھرا بناتا ہے اور کتاب سے مقصود عالم مثال ہے جس میں تمامی کلیات عالم موجود ہیں اُس کی تعلیم سے مقصود وہاں کی سیر ہے کلی سے مطلب ہمارا کلی منطقی نہیں بلکہ اصل اُس کی جو اس عالم میں موجود ہے یہ عالم اُس کا پرتو ہے۔ بیان اُس کا بہت طولانی ہے اور یہی انسان کی دانش وکمال ہے کہ اُس عالم کی سیر کرے وقبل بعثت پیغمبر کے تمام دنیا ضلالت میں تھی اصنام پرستوں کی ضلالت تو ظاہر ہے اور یہود کی ضلالت سے صحف انبیاء لبریز اور نصاریٰ کی تثلیث اُن کی گواہ ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہے المومن لاینجس اور مسلمان مختون بھی ہوتے ہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ اُن کے یہاں ختنہ نہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۲ آیت میں اس کی تاکید ہے۔ הִתְנַעֲרִי מֵעָפָר קוּמִי שְׁבִי יְרוּשָׁלִַם הִתְפַּתְּחִי מוֹסְרֵי צַוָּארֵךְ שְׁבִיָּה בַּת־צִיּוֹן׃

ہتنعری معافار قومی شبی یروشالایم ہتپتحی موسری صوّاریخ شبیّا بت صیّون (ترجمہ) بدن جھاڑ کے خاک سے اُٹھ اے اورشلیم تو لی ماری کھول دی اپنی گردن کے طوق اے بیت المقدس دیلان כִּי־כֹה

אָמַר יְהוָה חִנָּם נִמְכַּרְתֶּם וְלֹא בְ
בְכֶסֶף תִּגָּאֵלוּ׃

کی کو آمر یہوا حِنّام نِمکرتم ولو بِخسف تگائیل : (ترجمہ) خدا نے یوں فرمایا کہ تم لوگ مفت فروخت ہوئے روپیہ سے آزاد نہ ہو گے) یہ حکایت بخت نصر کے زمانہ کی ہے جب بنی اسرائیل اسیر ہو گئے اُس کی غلامی میں تھے تو وہ مفت فروخت ہوئے اور اُن کی آزادی روپیہ سے ممکن نہ تھی کیونکہ اُن کی غلامی کی وجہ کفران و معصیت تھی تو آزاد کی صورت توبہ و ایمان سے نظر آتی وہی خدا یہاں ہدایت کر رہا ہے پھر کہتا ہے :

כִּי כֹה אָמַר אֲדֹנָי יְהוִה מִצְרַיִם
יָרַד עַמִּי בָרִאשֹׁנָה לָגוּר שָׁם וְאַשּׁוּר
בְּאֶפֶס עֲשָׁקוֹ׃ וְעַתָּה מַה־לִּי־פֹה
נְאֻם־יְהוָה כִּי־לֻקַּח עַמִּי חִנָּם
מֹשְׁלָו יְהֵילִילוּ נְאֻם יְהוָה וְתָמִיד
כָּל־הַיּוֹם שְׁמִי מִנֹּאָץ׃ לָכֵן יֵדַע עַ
מִּי שְׁמִי לָכֵן בַּיּוֹם הַהוּא כִּי־אֲ
נִי־הוּא הַמְדַבֵּר הִנֵּנִי׃

کی کو آمر اَدنای یہوا مِصرایم یارَد عمّی بارِشوناہ لاگور شام واشّور بِاِفِس عشاقو وعتّا مالی پہ نام یہوا کے لقح عمّی حِنّام مشالاؤ یہیلیلو نام یہوا وتامید کل ہیوم شِمی مِنوّاص : لاخین یِیدَع عمّی شِمی لاخین بیّوم ہَہو کی اَنی ہو ہمدبیر ہِنّینی (ترجمہ) خدا ہمارے مالک نے یوں فرمایا ہے کہ ہماری قوم اولاً مصر میں آتری وہاں اقامت کے لئے پھر عراق میں انتہائی ظلم سے ہمارا کیا ہے جب ہماری قوم مفت ماخوذ ہوئی اُس کے حکام بہا تم صفت کرتے ہیں

اُن دنوں ہمیشہ ہمارا نام متروک رہے گا لیکن ہماری قوم سمجھے گی ہمارا نام اُس دن کہ میں وہی ہوں جو اس وقت گفتگو کر رہا ہوں حضرت اشعیا بموجب وحی کے کہہ رہے ہیں کہ اولاً بنی اسرائیل ملک مصر میں آ ترے کہ وہاں اقامت گزیں ہوں یعنی زمان حضرت یعقوبؑ میں کہ چار سو برس تک مصریوں کی غلامی میں رہے پھر جب حضرت موسیٰؑ کے وقت میں وہاں سے بدقت تمام نکل کر ارض کنعان میں پہونچے پھر انتہائی ظلم سے قید بابل میں پھنسے اور آزاد ہوئے بزمان عزرا و دانیال لیکن پھر وہی کردار اختیار کرکے ماخوذ ہوئے تو اب ہمارا بیان کیا ہے۔ جب ہماری قوم مفت یعنی بوجہ کفران و معصیت کے ماخوذ ہوئی اس وقت اُس کے حکام یعنی ہمارے بہائم صفت تڑپتے ہیں اور ہمارا نام بالکل متروک ہے۔ یہاں تک سرگزشت بنی اسرائیل کی تا زمان ہمارے پیغمبر کے جو ضروری الوقوع تھے بیان کرکے رجوع کیا زمان پیغمبر کی طرف اور کہتا ہے کہ ہماری قوم ہمارا نام اُس وقت سمجھے گی یعنی بزمان پیغمبر آخرالزمان جب سے بیت المقدس پر قبضہ نا مختون و نجس کا نہ ہوگا کہ میں وہی ہوں جو اس وقت اشعیا سے گفتگو کر رہا ہوں مقصود یہ ہے کہ اس پیغمبر کے وقت میں بلحاظ معجزات آیات بینات و تعلیمات حقہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اس پیغمبر کے ساتھ ہم یہاں ہی ہوں یہ وہم اُن کو نہ خراب کرے کہ بنی اسمٰعیل میں نبی نہیں ہو سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

מַה־נָּאווּ עַל־הֶהָרִים רַגְלֵי מְבַשֵּׂר
מַשְׁמִיעַ שָׁלוֹם מְבַשֵּׂר טוֹב מַשְׁמִיעַ
יְשׁוּעָה אֹמֵר לְצִיּוֹן מָלַךְ אֱלֹהָיִךְ׃

مَہ نَاوُو عَل ہِہارِیم رَگلِی مِبَشِّر مَشمِیع شالوم مُبَشِّر طوب مَشمِیع یشوعا اومیر لصیون مالخ الوہایخ (ترجمہ) کیا ہی جم گئے پہاڑوں پر قدم بشیر کے سلامتی سنانے بشیر فلاح مخبر نجات کے جو کہ بیت المقدس سے کہے گا کہ حکومت تیری معبود کی ہوئی لقب ہے ہمارے پیغمبر کا کیونکہ آپ بشارت جنت کی دیتے تھے۔ ایمان داروں کو اور

عذاب آخرت سے ڈراتے تھے مَآ اَنَا اِلَّا بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ ۔ اب خدا کہتا ہے کہ اس بشیر کے پاؤں پہاڑوں پر کیسے جم گئے یعنی اس کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوگی اور نہ اس کی حکومت بیت المقدس سے جائے گی جیسا اوپر اس کا بیان ہو چکا ہے سلام سنانے سے مقصود یہ ہے کہ اب انسان کے بعد الموت سالم رہنے کی تدبیر بتاتے تھے ۔ من آمن باللہ والیوم الآخر فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون علاوہ بریں اذان میں پانچ وقت حی علی الفلاح لوگوں کو سنایا جاتا ہے ۔ علاوہ بریں مسلمانوں میں السلام علیک کہنا سنت ہے ۔ ان سب باتوں کی طرف سلام سنانے سے اشارہ کیا ہے ایسا ہی ناحوم نبی کی کتاب میں مذکور ہے آگے ہم اس کے بعد تائیداً لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

קוֹל צֹפַיִךְ נָשְׂאוּ קוֹל יַחְדָּו יְרַנֵּנוּ
כִּי עַיִן בְּעַיִן יִרְאוּ בְּשׁוּב יְהוָה צִיּוֹן ׃

قول صوفیخ ناسو قول یحدا و یرنینو کی عین بعین یرو بشوب یہوا صیون ۔

صوفو اصل میں یہ لفظ اس پر بولا جاتا ہے جو منارہ پر بیٹھا رہے اس غرض سے کہ حوادث کی خبر دے لیکن اطلاق اس کا نبی پر ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی غیب کی خبر دیتا ہے ۔ (ترجمہ) کلام تیرے نبی کا اٹھالیں گے اور ایک زبان ترنم کریں گی جب بالمشافہ رجعت الٰہی بیت المقدس کی طرف دیکھیں گے) یہ حال صحابہ و جماعت مسلمین کا بیان ہوا ہے کہ وہ لوگ کلام موسیٰ کا اٹھالیں گے یعنی اس کی تصدیق کریں گے اور اس کے اکثر احکام پر عمل ہوگا جیسے خدا پرستی اور جادو سحر سے اجتناب نجوم و تطیر و رمل و قیافہ و فال گوئی ، اوہام باطلہ سے احتراز و حلال و حرام میں امتیاز طہارت و پاکی و حج و زکوٰۃ و صوم و صلوٰۃ و قربانی و ذبح و ختنہ وغیرہ توراۃ و قرآن کے احکام بہت ملتے ہیں البتہ بعض بعض احکام منسوخ ہوئے ہیں ایک زبان ترنم کرنے سے مقصود نماز جماعت ہے یعنی وہ لوگ جماعت

کی نماز پڑھیں گے جماعت کی نماز کا یہ طور کبھی نہ تھا۔ اور خدا کی جہت بیت المقدس کی طرف اس سے مقصود واقعہ معراج ہے جب آنحضرت بیت المقدس میں تشریف لے گئے تھے بیت المقدس تک تشریف لے جانا آپ کا منصوص ہے۔

واقعۂ معراج

اب ہم کو یہاں کچھ واقعۂ معراج لکھنا ضرور ہے۔ معراج کے اصل معنی ہیں سلّم و نردبان و سیڑھی و عروج لیکن مقصود معراج انبیاء سے انتہائی کمال انسانی ہے۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ روح انسانی میں دو وصف ہیں۔ ادراک و تصرف اس میں جملہ ارواح متساوی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے وانا بشر مثلکم یعنی نفس الادراک و تصرف میں تم لوگ میرے شریک ہو لیکن ارواح ان دونوں وصفوں میں بسبب شدت وضعف متفاوت ہیں۔ ارواح انبیاء ان دونوں صفت میں بدرجہ اعلیٰ میں ہوتی ہیں کہ کسی بشر کی روح اس درجہ کو نہیں پہونچتی پس انبیاء کا اپنے کمال کو جو اُن کے لئے ممکن ہے پہونچنا یہی معراج ہے لیکن بمجرد نبوت یہ درجہ اُن کو حاصل نہیں ہوتا جب اس درجہ کو پہونچتے ہیں تو اُن کی نبوت تام و مکمل ہو جاتی ہے۔ عالم ملکوت اُن پر انکشاف ہو جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ اُن کو بعد المعراج حاصل ہوا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ آنحضرت کو فرمایا لنریہ من آیاتنا اور تصرف سے بڑے بڑے معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور پانی اور ہوا پر چلنے کی قوت غیر انبیاء کو بھی حاصل ہوتی ہے گو اس درجہ کی نہ ہو۔ اس کے امکان میں تو کوئی شبہ نہیں۔ استحالہ کی کوئی وجہ نہیں حضرت الیاس سے جب ملکہ ایزبل نے کہا کہ کل میں تم کو قتل کروں گی۔ وہ وہاں سے جا کر ایک مقام پر سو رہے۔ فرشتہ نے آکر جگایا اور روٹیاں اور پانی دیا کہ کھاؤ پھر وہ کھا پی کے سو رہے پھر فرشتہ نے آکر جگایا اور روٹیاں اور پانی دیا کہ کھاؤ اور پھر تم کو مسافت بعید قطع کرنا ہے اس کی تاثیر سے وہ

چالیس دن رات کی راہ طے کرکے کوہ طور پر پہونچے یہ اُن کی معراج تھی۔ یہ قصہ سلاطین اول باب ۱۹ میں بھی مذکور ہے۔ حضرت الیاس میں یہ قوت بہت شدید تھی جہاں چاہتے تھے فوراً پہونچ جاتے تھے جیسا سیاق کلام کتاب مذکور سے سمجھا جاتا ہے۔ جب راجہ داہیر بمقابلہ محمد ابن قاسم مارا گیا تو برہمنوں نے اُس کی نعش کو چھپا دیا اور مشہور کیا کہ راجہ لنکا گیا ہے وہاں سے فوج جرار لے کر آئے گا جب اس کو بہت دن گزرے تو راجہ داہیر کا بیٹا بہت تنگ ہوکر وہاں ایک جوگن رہتی تھی اُس کے پاس گیا اور راجہ داہیر کا حال پوچھا کہ وہ لنکا میں ہے یا نہیں جوگن نے کہا کہ اس کا جواب کل دوں گی۔ صبح کو میرے پاس آنا۔ جب صبح کو وہ اُس جوگن کے پاس گیا تو اُس نے ایک تازہ ٹہنی ایک درخت کی جو خاص سرندیپ میں ہوتا ہے نکالی اور کہا کہ میں رات بھر میں تمام لنکا گھوم آئی وہاں راجہ نہیں ہے۔ یہ شاخ میرے تصدیق کی گواہ ہے اب دیکھیے کہ وہ جوگن رات بھر میں سمندر طے کرکے گئی اور لنکا سے لوٹ آئی۔ ذوالنون مصری نے لکھا ہے کہ میں جہاز پر سوار جاتا تھا اُس جہاز میں ایک درویش بھی چڑھا تھا میرا جی بے اختیار چاہتا تھا کہ اُس سے کچھ بات کروں لیکن اُس کے رعب سے کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ اتفاقاً اہل مرکب میں سے کسی کا ایک جوہر بیش قیمت گم ہوا۔ ناخدا نے سب کی تلاشی لینی شروع کی۔ یہاں تک کہ نوبت اُس درویش تک پہونچی۔ جب اُس سے ناخدا نے تلاشی کے لئے کہا اُس نے اپنے سب کپڑے دکھا دیئے جوہر نہ ملا بعد اُس کے درویش سمندر میں اُتر پڑا اور مثل خشکی کے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اہل مرکب کے نظر سے غائب ہوگیا۔ واللہ اعلم کہاں گیا۔ انحی مصرعہ ؎

کہ ابدال در آب و آتش روند

ایک مرتبہ رابعہ بصری اور ایک درویش ساتھ ساتھ کہیں جاتے تھے جب ظہر کا وقت ہوا تو درویش نے وضو کرکے اپنی جا نماز پانی پر بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔ رابعہ بصری یہ دیکھ کر اپنا مصلیٰ ہوا پر بچھا کر نماز پڑھنے لگیں۔ بعد انفراغ رابعہ بصری نے کہا کہ

پانی پر چلنا خواہ ہوا پر موجب فخر نہیں پانی پر جملہ حیوانات آبی چلتے ہیں اور ہوا پر مکھی بھی چلتی ہے۔ حضرت یونس کے قصہ کو بحالہ کرو کہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن علاوہ رات رہے اور مچھلی کے پیٹ کی آگ نے ان پر کچھ اثر نہ کیا۔ بالآخر مچھلی نے اُن کو اُگل دیا۔ وہاں سے نینوا تین دن کی راہ تھی حضرت یونس نے آدھے دن بھر میں طے کیا۔ ان سب حکایات کی معاذین بلا وجہ اپنے تصور نظر سے تکذیب کریں گے۔ واضح ہو کہ حرکت و سکون خواص جسم سے ہے لیکن اجسام سرعت بطوء میں متفاوت ہیں حرکت اولیٰ جس سے طلوع و غروب ہوتا ہے نہایت سریع ہے کہ جتنی مدت زمانہ میں لفظ دو حرفی یعنی سبب خفیف جیسے قل بل بسرعت تمام ادا ہوتے ہیں اتنی دیر میں اجسام اس حرکت سے دو ہزار میل سے زیادہ قطع کرتے ہیں حرکات کو ایک کو بحالہ کرو۔ کوئی سریع ہے اور کوئی بطی۔ قمر کیسا سریع السیر ہے اور زحل بطی عناصر بھی بعض سریع ہیں بعض بطی حیوانات میں بھی بعض سریع الحرکۃ ہیں اور بعض بطی الحرکۃ ہیں سرعت بطوء حرکت کی کوئی علت ہوگی وہ علت جسمیت نہیں ہو سکتی کیونکہ کبھی چھوٹا جسم حرکت سریع کرتا ہے اور بالعکس منشاء اس کا بظاہر قوت و ضعف محرک ہے اور محرک حرکات ارادیہ میں نفس مجرد ہوتی ہے جس کی قوت گھٹتی بڑھتی ہے۔ دیکھو جنین رحم میں دودی حرکت کرتا ہے۔ پھر اس کی حرکت کسی قدر زیادہ ہو جاتی ہے پس اگر نفس ناطقہ میں وہ قوت آجاوے جو موکل ہوا میں ہے تو وہ بدن کو ہوا کی طرح حرکت دے سکے گی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ یہ امر محال نہیں کہ ہر جسم ہر جسم کی حرکت کر سکتا ہے نا ممکن نہیں فقط۔ اگرچہ انبیاء کو اپنے استکمال میں حاجت اکتساب نہیں تاہم قطع علائق جسمانی میں کچھ کچھ تفکر کرنا پڑتا ہے قال اللہ تعالیٰ وتبتل الیہ تبتیلا یعنی اسی کا ہو رہ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے ابتداء عزلت و گوشہ نشینی غار حرا میں اختیار کی کہ دفعۃً جبرئیل وہاں آئے اور آپ کو زور سے گود میں دبایا جس کے اثر سے تعلقات جسمانی مضمحل ہو گئے اور آپ کو اقرأ باسم ربک الذی خلق پڑھا کے نبی کر دیا پھر تو وحی نازل ہونے لگی۔ پھر لیلۃ الاسراء میں آپ کی نبوت کامل و مکمل ہو گئی اور آپ اس جسم سے بتحریک

روحانی بیت المقدس تک تشریف لے گئے جس کی حکایت سورۂ بنی اسرائیل میں نازل ہوئی:
سبحان الّذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ
الّذی بارکنا حولہ لنریہ من آیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر ۝
(ترجمہ) کیا پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک
جس کے گرد اگرد ہم نے برکت دی اپنی آیات دکھانے کے لئے وہی سمیع و بصیر ہے) الّذی
سے مفسرین کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ مراد ہے۔ میرے نزدیک الّذی سے مراد وہی عبد ہے یعنی
مسجد اقصیٰ تک لے گیا اُس بندہ کو جس کو برکت دی یعنی کامل و مکمل کر دیا اپنی آیات ظاہر
کرنے کے لئے اگر حول کے معنی قوت کہیں تو نہایت مناسب ہے ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض مکہ
ہے اور ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ بیت المقدس کا عرض ہے۔ فاصلہ درمیانی ۱۰ درجہ ۱۰ دقیقہ ہے ایک درجہ
ارضی ۶۹ میل دو ثلث میل ہوتا ہے پس فاصلہ درمیانی کعبہ و بیت المقدس قریب سات سو
میل کے ہے جسے آپ نے چند منٹ میں طے کیا یہ آپ کے کمالات روحانی سے تھا۔ ظاہری
عبارت قرآن دلالت کرتی ہے کہ آپ خود وہاں تشریف لے گئے نہ براق تھا نہ کوئی سواری
یہی کمال نفس ناطقہ ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ پانی پر چلتے تھے۔ آپ نے فرمایا
کہ اگر تمہارا یقین بڑھے گا تو تم ہوا پر چلو گے۔ قریش سے جب آپ نے یہ واقعہ بیان کیا تو
انہوں نے تکذیب کی اور نشانات بیت المقدس کے پوچھنے لگے آپ نے ایک ایک نشان
بیت المقدس کے بیان کئے بلکہ ایک قافلہ مکہ کا جو اثنا راہ میں تھا اُسے بھی بیان کر دیا کہ
اتنی دور ہے جب وہ نہایت تعجب سے بولے ھذا سحر مبین جابر بن عبداللہ انصاری
سے روایت ہے صحیحین میں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب جھٹلایا مجھے قریش نے تو میں کھڑا ہوا
حجر میں جو ایک مقام ہے کعبہ میں پھر تو خدا نے بیت المقدس کو مجھ پر آشکارا کر دیا اور میں نے
اُس کے ایک ایک نشان بیان کر دی اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا یہ حدیث
متفق علیہ ہے چونکہ آپ تھوڑی ہی دیر کے واسطے وہاں تشریف لے گئے تھے تو احتمال تھا

کہ شاید بیان آیات میں کچھ فرق واقع ہو اس لئے خدا نے بیت المقدس کو آپ کی نظروں کے سامنے کر دیا اور جو سوالات کفار کے آپ نے جواب دیئے۔ اس سے تکمیل ادراک ثابت ہے۔ جیسا وہاں جانے سے تکمیل تصرف کہ یہی معنی معراج ہیں چونکہ حضرت اشعیا کی معرفت اس آیت میں آنا پیغمبر کا بیت المقدس میں موعود تھا اور اس پر ایمان لانا باعث فلاح یہود بیان ہوا تھا اس لئے خدائے عزوجل بکمال شفقت بذریعہ اس آیت کے جو سورۂ بنی اسرائیل کے اول ہی میں واقع ہو جتاتا ہے کہ وہ وقت آ گیا وہ نبی بیت المقدس میں گیا تم لوگ اس پر ایمان لا کے فائز المرام ہو اس کے بعد ہی خدا اپنے وعدوں کو بیان کرتا ہے جو کچھ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ معراج پیغمبر کو نبوت سے پندرہ مہینے پر ہوا تھا اور ایک حکایت آپ نے آسمانوں پر سیر کرنے کی فرمائی وہ ماجرا دوسرا ہے جس کی روایت صحیح مسلم و بخاری میں انس ابن مالک سے بہت بسط و تفصیل سے مذکور ہے لیکن علماء حدیث نے دونوں کو ایک میں ملا دیا۔ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پیشتر واقع ہوا۔ ۲۷ ربیع الاول کو جیسا کہ حربی کہتا ہے اور زہری کا بیان یہ ہے کہ ہجرت سے آٹھ برس پیشتر کا یہ ماجرا ہے زہری کا قول اقرب الصواب ہے کیونکہ اس اسراء میں نماز فرض ہوئی اور اس میں اتفاق ہے کہ حضرت خدیجہ نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وفات خدیجہ ہجرت سے پانچ برس پیشتر ہوئی اور آنحضرت مکہ میں بعد النبوۃ تیرہ سال رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسراء نبوت سے پانچ برس بعد ہوا۔ یعنی ہجرت سے آٹھ برس پہلے۔ اسی کو نووی نے شرح مسلم میں پسند کیا اس اختلاف کا باعث یہی ہے کہ اسراء دو مرتبہ ہوا۔ اسراء بیت المقدس جو نبوت سے پندرہ ماہ بعد ہوا اور اسراء سموات جو نبوت سے پانچ برس بعد ہوا۔ انس ابن مالک اس حدیث کی روایت مالک بن صعصعہ اور ابوذر سے کرتے ہیں پس اصل راوی اس کے دو صحابی جلیل القدر ہیں غالباً انس ابن مالک نے خود آنحضرت سے نہیں سنا ہے اور روایات جو بخاری و مسلم میں مذکور ہیں ان میں کچھ کچھ اختلاف بھی ہے قدر مشترک یہ ہے کہ آپ مکہ میں

تھے درمیان نوم و یقظہ کے کہ مکان کی چھت پھٹ گئی اور فرشتہ آیا اور صدر مبارک کو شق کیا اور پھر بدستور کیا اور آپ کو براق پر سوار کر کے آسمانوں پر لے گیا۔ وہاں انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور بہت عجائبات آپ نے مشاہدہ فرمائے۔ پھر وہاں اُمت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی لیکن حضرت موسیٰؑ کے مشورہ سے آنحضرتؐ کی درخواست پر پانچ وقت کی رہ گئی۔ چونکہ بادی النظر میں اس جسم خاکی کا جانا افلاک پر مستبعد ہے اس لئے اہل نظر نے اس میں بحث کی ہے کہ یہ واقعہ خواب میں تھا یا بیداری میں اکثر فقہا و محدثین اور متکلمین کہتے ہیں کہ آپ نے جسد مبارک سے آسمانوں کی سیر کی تھی اور جو کچھ دیکھا وہ اسی آنکھ سے دیکھا اور بہت لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سب خواب میں تھا چنانچہ حضرت عائشہ کا بھی یہی مذہب تھا بچند وجوہ اولاً تو بعض روایت میں ہے کہ اُس وقت میں بین النائم والیقظان تھا یعنی کچھ سوتا تھا اور کچھ جاگتا تھا۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ بالکل بیدار نہ تھے۔ امام نووی نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ حالت فرشتے کے آنے سے پہلے تھی بعد آنے ملک کے آپ بیدار ہوئے دوسری دلیل یہ ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں وارد ہے، وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (ترجمہ) ہم نے اُس خواب کو جو تجھے دکھایا لوگوں کے لئے فتنہ یعنی امتحان بنا لیا۔ آیہ کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ معراج خواب میں تھا۔ اور اُس کو دوسرے خواب پر جھٹلانا تکلف بے فائدہ ہے۔ انبیاء کے خواب ہم لوگوں کے سے نہیں ہوتے وہ تو نبوت کا ایک جز ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں عکرمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عباس نے اس رویا کے معنی آنکھ کا دیکھنا کہا ہے جو پیغمبر خدا کو دکھایا گیا اُس رات کہ جب آپ بیت المقدس میں گئے تھے رویا کے معنی رویت کے کم آتے ہیں حریری وغیرہ اہل لسان کو انکار ہے کہ رویا آنکھ کے دیکھنے کا مصدر نہیں آیا ہے اُس کا مصدر رویت ہے لیکن جب عبداللہ ابن عباس رویا کے معنی رویت فرماتے ہیں تو اُن کے سامنے حریری وغیرہ کا قول معتبر ہو نہیں سکتا۔ عبداللہ ابن عباس فصحائے عرب سے تھے

مگر اہل لغت رؤیا کے معنی رؤیت کے نہیں سمجھتے جو کچھ ہو اگر رؤیا کے معنی رؤیت کے ہوں تو بوجہ تخصیص اسراء کی آیت دلالت کرے گی کہ تا بیت المقدس آپ اسی جسم سے تشریف لے گئے اور عجائبات بیت المقدس آنکھ سے مشاہدہ فرمائے۔ جیسا کہ اسریٰ بعبدہ سے بیت المقدس تک جانا اسی جسم سے ثابت ہے قریش کے انکار سے بھی نکلتا ہے کہ آپ نے بیت المقدس تک جانا اسی جسم سے فرمایا۔ اس لئے قریش نے انکار کیا اور نشانات بیت المقدس پوچھے۔ اگر آپ نے خواب فرمایا ہوتا تو انکار نہ ہوتا اور نہ وہ کفار کو مستبعد تھا اور نشانات بیت المقدس پوچھنا اور بیان کرنا دلالت کرتا ہے کہ آپ نے وہیں کا جانا بیان فرمایا جیسا آیات سے نکلتا ہے۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول لما کذبنی قریش حین اسری بی الی بیت المقدس قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاته وانا انظر الیه جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر کو فرماتے سنا ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جب میں بیت المقدس پہنچا گیا کھڑا ہوا میں حجر میں تو خدا نے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تو میں اس کے نشانات بیان کرنے لگا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ قریش نے بیت المقدس جانے کی تکذیب کی اور اسی کے نشانات پوچھے۔ اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے بیت المقدس ہی جانے کا اظہار کیا تھا۔ ابو سلمہ سے روایت ہے افتتن ناس (یعنی عقیب الاسراء) فجاء ناس الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فذکروا له فقال اشھد وانا انه صادق فقالوا وتصدقه انه اتی الشام فی لیلة واحدة ثم رجع الی مکة قال نعم اصدقه بابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء قال فسمی بذلك الصدیق (ترجمہ) فتنہ میں پڑے لوگ یعنی بعد اسراء کے تو کچھ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ذکر کیا تو کہا کہ سچ مانو انھوں نے کہا تو تصدیق کرتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام گیا اور مکہ لوٹا۔ کہا ہاں میں اس سے بھی مستبعد بات اس کی

مانتا ہوں اُس کی آسمانی خبر کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ کہا اسی سے اُس کا نام صدیق ہوا۔ اس حدیث کی روایت بیہقی وترمذی ونسائی وغیرہ میں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت نے بیت المقدس ہی جانا قریش سے بیان فرمایا تھا اُسی کا استبعاد یہاں مذکور ہے۔ الغرض احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت آنحضرت نے اپنا جانا بجسمہ تا بیت المقدس فرمایا تھا جس کی تکذیب قریش نے کی اور نشانات پوچھے۔ آپ نے نشانات بیان کرکے ثابت کردیئے لیکن یہ معنی عبداللہ ابن عباس نے اپنی رائے سے کیے ہیں۔ رویا کو ارینا کا مفعول کہنے میں وقت ہے معنی بلا تاویل درست نہیں ہوتے تاہم خیال کرنا چاہیے کہ عبداللہ ابن عباس نے رویا کے معنی رویت عین کے تو فرمائے لیکن نہ خاص کیا اُس رویت کے ساتھ جو آپ نے اسرار بیت المقدس کی شب کو دیکھا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اسرار دو مرتبہ ہوا ایک اسرار بیت المقدس جس میں آیات آپ نے آنکھ سے دیکھیں اور ایک دوسرا اسرار جس کا ذکر سورۂ نجم میں ہے تو بالضرور اُس میں جو رویت ہوئی وہ اس آنکھ سے نہیں ہوئی کیونکہ اس رویت کو خاص کیا اسرار بیت المقدس کے ساتھ اور یہ کہنا کہ جس رات کو آپ بیت المقدس میں تشریف لے گئے اُسی شب کو آسمانوں پر بھی گئے یہ روایات صحیح مسلم و بخاری کے خلاف ہے کیونکہ جملہ روایات میں آسمان ہی پر جانے کا بیان ہے۔ بیت المقدس میں جانے کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ سوائے روایات ثابت بنانی کے جو صحیح مسلم میں ہے سو اُس روایت میں یہ بھی ہے کہ دودھ وشراب کے پیالے بیت المقدس میں آگئے تھے کہ یہ جملہ روایات کے خلاف ہے۔ جملہ روایات میں یہ ہے کہ یہ پیالے آسمان پر آئے تھے۔ اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ براق ہم نے بیت المقدس کے حلقہ میں باندھ دیا تھا۔ حالانکہ اُس کے باندھنے کی ضرورت نہ تھی جبرئیل تو ساتھ ہی تھے۔ اس لیے ضرور ہے کہ اس روایت میں کسی راوی سے غلط واقع ہوا۔ واضح ہو کہ رویت سے مقصود کبھی رویت عین ہوتی ہے اور کبھی رویت قلب۔ رویت عین آنکھ کا دیکھنا ہے خواہ وہ خواب میں ہو خواہ بیداری میں۔ خواب میں جو

اشیاء نظر آتی ہیں وہ بذریعہ بنطاسیا کے نظر آتی ہیں۔ بنطاسیا جسے حس مشترک بھی کہتے ہیں وہ
ایک قوت ہے جو حواس خمسۂ ظاہری کا کام کرتی ہے وہ خواب میں کام کرتی ہے بیداری میں بند
رہتی ہے پس من حیث العمل وہ باصرہ وسامعہ ولامسہ وذائقہ وشامہ سب کچھ ہے۔ بعض ریاضت
سے وہ قوت بہت قوی ہو جاتی ہے اور جاگتے میں بھی کام کرتی ہے اس لئے ارباب ریاضت کے
نزدیک مسافات بعیدہ کی چیزیں مکشوف ہو جاتی ہیں لیکن یہ کشف مخصوص بالمحسوسات ہے اور
رویت قلب متعلق بالمعقولات ہے۔ اس روایت سے انکشاف عقول ونفوس ناطقہ و تصدیق
قضایا ہوتا ہے جب یہ انکشاف علم حضوری کی شبیہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں ابن عباس کی
روایت سے کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ ابن عباس کا مقصود یہ ہے کہ رویت قلب مراد نہیں خواب
بیداری سے کچھ بحث نہیں اس سے بطلان خواب نہیں لازم آتا۔ گو مقصود رویا عین ہو
مگر وہ بھی داخل ہے جو خواب میں ہوتا ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ مقصود بیداری کا
دیکھنا ہے الا فتنۃ للناس کو اس کا قرینہ بیان کیا اس بنا پر کہ خواب دیکھنے پر انکار
نہیں ہو سکتا خواب میں ہر انسان امور مستبعد دیکھتا ہے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ ہاں
بیداری کے دیکھنے میں مجال انکار ہے اس لئے وہ فتنۃ للناس ہو سکتا ہے مگر چونکہ
انبیاء کا خواب عوام الناس کا سا نہیں ہوتا اس لئے قریش نے رویت آسمانی کا انکار کیا تو
آیت ہے ما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس اس لئے حضرت ابوبکر نے
کہا میں اس کی آسمانی خبر بھی تصدیق کرتا ہوں۔ پس جب روایت ابن عباس و تقریر
قاضی عیاض مفید نہ ہوئی تو رویا کے معنی جو خواب کے ہیں وہی لینا چاہیئے اور یہ
آیت دربارۂ معراج تو ایک واقعہ خواب ہوگا یعنی آسمانوں پر جانا۔ فتدبر چونکہ
آنحضرت نے قریش سے اپنا جانا بیت المقدس بالجسم بیان کیا تھا اور کسی وقت آسمانوں پر
اور قریش نے دونوں کو بالجسم جانا سمجھے تھے اس لئے منکر ہوئے اس لئے
ما جعلنا الرؤیا نازل ہوا۔ پس رویا کے معنی عام ہیں جو خواب و بیداری دونوں کو

شامل ہیں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ بخاری کتاب التوحید میں ایک حدیث شریک سے مروی ہے اس کے آخر میں لکھا ہے واستیقظ وھو فی مسجد الحرام اور جاگے تو وہ مسجد حرام ہی میں تھے اس سے ثابت و مبرہن ہے کہ یہ معراج خواب میں تھا اور یہ تاویل کہ بعد اسراء کے آپ سوئے پھر جاگے تو مسجد حرام میں تھے، نہایت ناپسندیدہ ہے جس پر نہ کوئی قرینہ ہے نہ کچھ ضرورت۔ سراسر بناوٹ ہے۔ ائمہ حدیث پر اگرچہ اعتراض کرتے ہیں لیکن اس لفظ پر کچھ گفتگو نہیں کرتے اور اگرچہ اس پر اعتراض کئے گئے ہیں لیکن حدیث کو قبول کرتے ہیں البتہ اس حدیث کی وہ باتیں جو احادیث مشہورہ کے خلاف ہیں ان کو محمول کرتے ہیں وہم پر۔ باقی کل حدیث کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لفظ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا ہے لہذا یہ حدیث مثبت مرام ہے۔ علاوہ بریں بعض روایات سے آنحضرت کا ملاقات کرنا ارواح انبیاء سے آسمانوں پر ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ ابدان انبیاء کی صرف روح تھی جسم تو ان کا تھا نہیں اور ارواح سے ملاقات جسمانی ناممکن تو بالضرور ملاقات روحانی ہوئی ہوگی تو پھر جسم کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور نہ اس پر کوئی دلیل ہے۔ خواب سے مقصود ہمارا یہ خواب متعارف نہیں ہے بلکہ وہ ایک حالت ہوتی ہے جو انبیاء اور اولیاء پر طاری ہوتی ہے کہ اس وقت علائق جسمانی بالکل منقطع ہو جاتے ہیں وہ حالت بین النوم والیقظہ ہوتی ہے نہ اس کو خواب کہہ سکتے ہیں نہ بیداری۔ ادراک اس وقت بیداری سے بڑھ کے ہوتے ہیں چونکہ اس وقت روح کو توجہ جسم کی طرف نہیں ہوتی اور قوائے جسمانی معطل ہو جاتے ہیں اس لئے تعبیر خواب ہوتی ہے۔ اس لئے اس حالت سے افاقہ کو بیداری سے تعبیر کرتے ہیں وہ حالت اعلیٰ درجہ کی بیداری ہے اس کے سامنے یہ بیداری خواب ہے۔ یہ حالت انبیاء کو نہایت شدت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اولیاء کو بھی آپ کے فیضان سے علی حسب المراتب کچھ نہ کچھ ہوتی ہے اس وقت عجائب عالم ملکوت نظر آتے ہیں تو اگر کہیں کہ معراج آپ کو بیداری میں ہوا تو بے جا نہیں اور کہیں کہ خواب میں ہوا تو بھی غلط نہیں ہاں آپ کا تشریف لے جانا افلاک پر اس جسم خاکی کے ساتھ ثابت نہیں گو ممکن ہو

معراج تو آپ کو بار بار ہوتا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل پہلی پہل جو ہوا تھا اس کی آپ نے حکایت کر دی ہے معراج تو آپ کے ادنیٰ کمالات سے ہے۔ الغرض آپ بیت المقدس تک اس جسم خاکی کے ساتھ تشریف لے گئے اور بہت عجائبات مشاہدہ فرمایا۔ اسی کو لیلۃ الاسراء میں سمجھنا چاہیے۔ پھر دوسری مرتبہ سیر افلاک و ملائکہ فرمائی۔ ان دونوں واقعوں کو معراج سمجھنا چاہیے سورۂ نجم کے بیان سے بھی ایسا ہی مستفاد ہوتا ہے اس لیے اس کو نقل کرنا ضرور ہے۔ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ

لغات۔ شدید القویٰ زور دار۔ مقصود جبرئیل عبرانی میں یہ گبری ایل ہے جس کے معنی ہیں خدا کا بہادر۔ ایل خدا کا نام ہے اس فلک کو تعلق ہے انبیاء کے ساتھ۔ مرۃ۔ استحکام متانت۔ ذو مرۃ متین۔ استویٰ بمعنی استقام۔ استوار و استقامت بمعنی راستی یعنی انسان کی اس کی تہذیب قوت نظری عملی ہے جو اس کا کمال ہے۔ افق نہایت درجہ کا کمال بالافق۔ مرد کامل۔ دنیٰ قرب مشتق ہے دنو سے تدلیٰ بمعنی قرب بے پایاں۔ قاب بمعنی بمقدار قوس۔ کمان۔ ادنیٰ بمعنی اقرب۔ فواد = دل۔ تمارون۔ مشتق مراء سے جس کے معنی ہیں مجادلہ۔ نزلہ بمعنی مرہ۔ سدرہ۔ بیر کے درخت کو کہتے ہیں جیسا اس کے پھل کو نبق کہتے ہیں۔ (ترجمہ) سکھایا اسے جبرئیل نے جو متین ہے مہذب ہو گیا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کامل ہوا۔ پھر تو قریب ہوا اور نزدیک ہوا پھر تو دو کمان مسافت رہ گئی بلکہ اس سے بھی نزدیک پھر تو وحی بھیجی اللہ نے بندہ کے پاس جو وحی

نہیں کچھ غلطی نہ کی دل نے جو دیکھا تم اُس سے جھگڑتے ہو دیکھنے پر اور دیکھ لیا اُسے دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے نزدیک جنت ہو جب چھوپ لیا تھا اُس کو جو کچھ چھوگئی رہی ہاں دیکھ لیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں) یہاں پیغمبر کی تعلیم و استکمال کا بیان ہوا اور کفار کی تنبیہ بھی مقصود ہو کہ وہ آنحضرت کے کمال و مقام کو سمجھ گئے اطاعت کرکے فلاح دنیا و آخرت حاصل کریں۔ کیونکہ کامل کی نافرمانی موجب خسران ہو۔ کیونکہ کفار عرب و شام خصوصاً بنی ابراہیم اور اُن کے متبعان جانتے تھے کہ آدم کی نافرمانی و عداوت سے شیطان مردود ہوا۔ نوح کی نافرمانی سے زمین ڈوب گئی ابراہیم کی نافرمانی سے فرود اور اُس کی قوم برباد ہوئی۔ قوم لوط بھی عصیان ہی سے تہ و بالا ہوئی پس خدائے عزوجل بمقتضائے رحمت و مہربانی سمجھاتا ہو کہ جس طرح آدم بہ تعلیم ربانی کامل ہوئے اُسی طرح اس امی کو جو تمہارا ساتھی ہو اور تم طفولیت سے اُس کا حال جانتے ہو اُسے جبرئیل نے جو بڑے قوی ہیں اور اُن کی تعلیم نہایت موثر ہو سکھایا ہو اُس تعلیم کے اثر سے وہ مستقیم و مستوی یعنی علائق جسمانی و دور ہو کے مہذب ہوگیا۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہو کہ پہلے غار حرا میں جبرئیل آئے اور آنحضرت کو اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پڑھایا پھر آکے نماز و وضو کا طریق سکھایا پھر ایک روز آپ چلے جاتے تھے ایک آواز آئی آپ نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر آواز آئی تو آپ نے اوپر دیکھا تو جبرئیل بڑی شان و شوکت کے ساتھ جلوہ نما ہیں اُس وقت آپ پر ایک خوف طاری ہوا۔ آپ دولت خانہ میں آکر سو رہے کہ یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ مدثر چادر تانے ہو اور قائل رجز نجاست (ترجمہ) اے غافل اُٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی عظمت ظاہر کر اور اپنا کپڑا پاک کر اور نجاست کو چھوڑ) ڈرانے سے مقصود یہ قوت غضبی اور شہوی کو رام کرنا اور کپڑے پاک کرنے سے مقصود تزکیہ روح ہو اور نجاست سے مقصود علائق جسمانی ہیں پس مقصود یہ ہو کہ مستعد ہو کے اپنے غضب اور شہوت کو رام کر اور اپنی

جان کو پاک کر علائق جسمانی کو دور کر تب خدا کی عظمت و جبروت کو مشاہدہ کر۔ وربک فکبر کے معنی یہی ہیں کہ اپنے رب کی عظمت دیکھ اور والرجز فاھجر سے ایما ہے بیت المقدس جانے کا کیونکہ رجز سے اصنام بھی ارادہ کرتے ہیں صحیح بخاری میں ہے الرجز ھی الاوثان کتاب التفسیر دیکھو: اس وقت کعبہ بتوں سے بھرا تھا پس مقصود یہ ہے کہ پاک و صاف ہو کے آپ کعبہ کو چھوڑ کے بیت المقدس تشریف لے جائیے اور آیات ربانی مشاہدہ کیجئے کیونکہ اس کے بعد ہی کہا ولا تمنن تستکثر یعنی تھک مت بہت سیر کر منن کے معنی ہیں سیر سے تھک جانا۔ اس لئے تستکثر سے مقصود تستکثر السیر اور منن کے دوسرے معنی یہاں موافق نہیں چونکہ انبیاء کا مادہ نہایت مستعد ہوتا ہے تو بہت جلد مکمل ہو گیا اور آپ بیت المقدس تشریف لے گئے جس کی حکایت سورۂ بنی اسرائیل میں واقع ہے۔

الغرض آپ تدریجاً کامل ہوئے جس کی تعبیر خدا استواء سے اس سورہ میں کر رہا ہے پھر افق اعلیٰ پر ہونے سے بیان کرتا ہے کہ وہ انتہا درجہ کا کامل ہوا اور خدا سے بہت ہی قریب ہو گیا۔ یہ خلاصہ ہے دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین کا واضح ہو کہ خدا منزہ ہے زمان و مکان سے تو قرب و بعد اس کی شان سے دور ہے اور اگر قرب سے مراد وہ تعلق ہے جو علت کو معلول کے ساتھ ہوتا ہے تو واجب تعالیٰ کو وہ قرب جملہ موجودات کے ساتھ ہے اس سے تو کوئی خالی نہیں کیونکہ واجب الوجود جو ہستی ہے تمام ممکنات کی اور ہستی کسی چیز کی اس سے جدا نہیں ہوتی اسی وجہ سے کہتا ہے، ونحن اقرب الیہ من حبل الورید پس مقصود قرب سے یہاں تشبہ بالملک ہے یعنی آپ میں جملہ صفات ملکی آ گئیں اور بار نزول وحی کے متحمل ہوئے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ جب آپ کامل مثل ملائکہ ہو گئے تو خدا نے وحی بھیجی اپنے بندہ کے پاس جو وحی بھیجی اس وحی کا جو خدا نے بھیجی ذکر نہیں۔ اس سے متبادر مطلق وحی ہے لیکن مقصود اس سے بیت المقدس کا جانا ہے یعنی جب وہ کامل متشبہ بالملک ہو گئے تو ہم نے ان کو بیت المقدس جانے کا حکم بھیجا تھا

جانے کی تصریح سورۂ بنی اسرائیل میں وارد ہے۔ اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ جو کچھ دیکھا یعنی
بیت المقدس میں اُس میں کچھ کذب و دروغ مغشوش نہیں تم لوگوں نے خوب جانچا اُس نے
ٹھیک ٹھیک جواب دیا پھر تعجب سے پوچھتا ہے کہ اب بھی تم اُس کے دیکھنے پر جھگڑتے ہو
یعنی جب ایک جگہ کا دیکھنا تمہاری جانچ میں صحیح و صادق ٹھیرا تو آسمانوں کا حال بھی جو وہ
کہتا ہے اُس کی تصدیق کرو یہاں تک تو بیت المقدس جانے کا اور وہاں آیات ربانی دیکھنے کا
بیان ہے۔ اسی کو لیلۃ الاسرار کہنا مناسب ہے۔ اب کہتا ہے کہ اور دیکھا اُس نے یعنی
آیات و عجائبات کو دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس سے ظاہر ہے کہ معراج
دو مرتبہ ہوا اصل معراج تو وہی تھا جو لیلۃ الاسراء میں ہوا۔ اُس وقت تکملہ پورا ہو چکا تھا
ایک مرتبہ اور آپ نے عجائبات سدرۃ المنتہیٰ کے پاس مشاہدہ فرمایا۔ اُس کی بھی آپ نے
حکایت کی تھی۔ چنانچہ اُس کا ذکر یہاں قرآن میں بھی ہے۔ اس کو بھی اگر مجازاً معراج کہیں تو
بے جا نہیں کیونکہ یہ بھی علامات کمال سے ہے۔ اب یہاں کچھ سدرۃ المنتہیٰ کی بھی تحقیق
مناسب ہے۔ واضح ہو کہ سدرہ عربی میں بیر کے درخت کو کہتے ہیں مشہور یہ ہے کہ وہ
ساتویں آسمان پر ہے لیکن شریک کی روایت سے جو صحیح بخاری میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ
سدرہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے جس کی شرح میں قسطلانی نے لکھا ہے کہ یہ مشہور کے
خلاف اور مسلم میں جو ثابت بنانی سے روایت ہے اُس سے بھی تجاوز سدرہ آسمان سابع
سے مستفاد ہوتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس روایت قتادہ وغیرہ سے۔ الغرض اول درجہ کی صحاح
احادیث سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے اور شرہ کہ کوئی وقعت نہیں جو کچھ ہو۔ آسمان پر
بیر کا درخت نہایت مستبعد ہے اور یہ جملہ شرائع کے خلاف ہے تمام عالم میں اس بیر کی
خبر نہیں اور نہ اُس کا کچھ فائدہ ہے۔ اس لئے میرے نزدیک مراد سدرہ سے فلک ہشتم ہے جس پر
ثوابت بے حد و شمار موجود ہیں جن کو تشابہ تھی یعنی بیر سے ہے اور منتہیٰ اس واسطے کہا کہ
منتہائے بصر ہے اُس کے اوپر نہ کوئی کوکب ہے نہ بصر کچھ کام کرتی اور اگر حرکت اولیٰ

کے لئے اُس کے اوپر مبدا ٗ نہ مانیں تو وہ منتہائے عالم اجسام ہی ہو اس وقت کے فلاسفہ جو حرکت اولیٰ کو زمین کی طرف منسوب کرتے ہیں اُن کے نزدیک فلک ہشتم کے اوپر خلا رہا احادیث میں اُس کے پھلوں کو لکھا ہو کہ کالقلال قلال کی معنی شراح حدیث مٹکے کے بیان کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ جمع قلہ کی ہو یعنی اُس کے پھل مثل پہاڑ کے ہیں یعنی اُن کو حرکت نہیں۔ لیکن حدیث میں یہ بھی آیا ہو کہ اُس کے پتے ہاتھی کے کان کے سے ہیں۔ اوراق سے مراد صور منازل ہیں فتدبر جب آپ بطور روحانیت فلک ہشتم پر تشریف لے گئے تو وہاں عجائبات کو بتوجہ تمام مشاہدہ کیا جس کو یہاں مازاغ البصر وماطغیٰ سے بیان کیا ہو یہاں خدا کے دیکھنے نہ دیکھنے کا کچھ ذکر نہیں ہو واضح ہو کہ معراج میں تین مذہب معتد بہ ہیں، ایک جماعت کی رائے ہو کہ کل خواب میں تھا اور گروہ کی رائے ہو کہ کل با لجسد تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں تا بیت المقدس بالجسم اور آسمان پر جانا خواب میں تھا۔ لیکن اگر جسم سے مراد جسم مثالی ہو تو جملہ نزاع طے ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں کل معراج جسمانی بھی ہو اور کل روحانی بھی۔ ہاں اس جسم خاکی کا جانا آسمانوں پر بلا شبہ مستبعد ہو یہاں کچھ لکھنا مناسب ہو واضح ہو کہ تعلق روح کا اس جسم خاکی کے ساتھ صرف بغرض استکمال ہوتا ہو اگر یہ مطلوب اُس کو حاصل ہو جائے تو وہ بدن سے بے پروا ہو کے چھوڑ سکتی ہو۔ انبیا کو تو یہ تکملہ جلد ہو جاتا ہو لیکن بوجہ تعلیم و تکمیل نفوس انسانی ایک وقت تک بدن کو نہیں چھوڑتے۔ پھر جب یہ معاملہ چل نکلتا ہو تو بحکم ربانی بطرق مختلفہ چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل سرحد شام میں پہونچ گئے اور شریعت موسوی جاری ہو گئی تو بحکم الٰہی ارض لوطا میں پہاڑ پر مقام گی میں بدن چھوڑ دیا اور فرشتے نے اُن کی نعش دفن کیا۔ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۴ باب میں اس کا ذکر ہے۔

וַיִּקְבֹּר אֹתוֹ בַגַּי : یقبور اوتو بگی -

(ترجمہ) دفن کیا اُس کو گی میں - یہ نہیں معلوم ہوتا ہو کہ یقبور کا فاعل کون ہو

سوائے خدا کے کوئی نہیں جس کی طرف ضمیر پھرے ۔ بنی اسرائیل کا لفظ تو قریب ہی نہیں اور اگر ہم تابعی تو اُس کے واسطے صیغہ جمع ہوتا اور ہر یعقوب صیغہ واحد اس لئے ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے۔ خدا نے خود تو دفن کیا نہ ہوگا۔ اس لئے سمجھا گیا کہ فرشتہ نے دفن کیا کیونکہ اُس کے بعد لکھا ہے کہ اُس کی قبر آج تک کسی آدمی کو معلوم نہ ہوئی حالانکہ اُن کے ساتھ چھ لاکھ آدمی تھے۔ آنحضرت کے پاس ہی جب شریعت جاری ہوگئی اور ایسے لوگ جو شریعت جاری کریں اور نفوس انسانی کا تکملہ کرائیں تیار ہو لئے۔ سورۂ اذا جاء نازل ہوئی کہ آپ اب اس بدن خاکی کو چھوڑ دیں تو آپ نے بطور متعارف چھوڑ دیا۔ انبیاء میں بعض تو اس بدن کو بطور متعارف چھوڑتے ہیں اور بعض بطور غیر متعارف کہ نعش اُن کی خلائق کی نظر سے مخفی رہتی ہے۔ حضرت ادریس نے ایسا ہی کیا ان کا نام عبرانی میں حنوخ ہے یہ حضرت آدم سے ساتویں پشت حنوخ بن یارد بن مہلل ایل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ہیں ایک بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے یہ حضرت نوح کے پردادا تھے انھوں نے بہت علوم وفنون شائع کئے۔ اس سے ان کا لقب ادریس ہوا (۳۰۳) برس دنیا میں رہے موسیٰ کی پہلی کتاب کے پانچویں باب کی (۲۴) آیت میں لکھا ہے וַיִּתְהַלֵּךְ חֲנוֹךְ אֶת־הָאֱלֹהִים וְאֵינֶנּוּ כִּי־לָקַח אֹתוֹ אֱלֹהִים ویتہلخ حنوخ اث ہالوہیم و اینونی لاقح اوتو الوہیم (ترجمہ) ادریس فرشتوں کے ساتھ چلتا تھا اور وہ مرنے کے لائق نہ تھا کہ اُس کو اللہ نے لے لیا۔ مقصود یہ ہے کہ ادریس کا سلوک مثل ملائکہ تھا یعنی وہ مثل ملک کے ہوگیا تھا تو اُس نے بحکم خدا جسم خاکی کو چھوڑ دیا حالانکہ قوت مزاجی اور حرارت غریزی لائق زندگانی اُس میں باقی تھی ربی اسحٰق نے اُس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ادریس صدیقین سے تھا لیکن اُس کے خیال میں آیا کہ لوگوں کو گمراہ کرے اس لئے خدا نے قبل اجل کے مار ڈالا یہ معنی نہایت بیہودہ خلاف نص کے ہیں نص میں تو مذکور ہے کہ

وہ مثل ملک ہو گیا تھا اُس پر تفضیل کا تہمت اپنے کو نصیحت کرتا ہو آپ ہی اُن کو صدیقین سے شمار کرتا ہو آپ ہی یہ تہمت بھی لگاتا ہو۔ قرآن شریف میں آپ کی شان میں وارد ہے۔
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا : یاد کر کتاب میں ادریس کو کہ وہ بہت سچا نبی تھا اور ہم نے اُس کو بڑا درجہ دیا۔ شب معراج میں آنحضرتؐ نے ادریسؑ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آنحضرت کو فرمایا تھا۔ مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح اور ایسا ہی اور انبیاء نے بھی آپ کو لفظ اخ سے خطاب کیا تھا سوائے حضرت آدم و حضرت ابراہیم کے کہ ان صاحبوں نے بلفظ ابن خطاب کیا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ شریعت آپ کی شریعت ابراہیمی تھی اس سے حضرت ابراہیمؑ نے پیار سے ابن لفظ خطاب کیا اور حضرت آدمؑ نے اس وجہ سے کہ وہ اول الانبیاء تھے اور آپ آخر الانبیاء۔ فقط۔ سفر ہیاشار ایک کتاب ہے جو قبل زمانہ بخت نصر کے ترتیب دی گئی اور بہت معتبر یہودیوں میں۔ اُس میں ادریسؑ کا حال یوں لکھا ہے کہ جب (۲۴۳) برس خلافت ادریسؑ کو گزرے کہ اُس وقت حضرت آدم کا انتقال ہوا تھا اور ادریس کے دل میں عزلت و تنہائی کا شوق پیدا ہوا تو وہ تین روز خلوت میں رہتے چوتھے روز مجمع میں بیٹھتے اور لوگوں کو تعلیم کرتے اور تہذیب اخلاق سکھاتے مدت تک یہی دستور رہا پھر ہفتے میں ایک بار جلوہ فرماتے، پھر ایک ماہ خلوت میں رہتے اور ایک روز مجمع میں۔ ایک مرتبہ آپ سال بھر خلوت سے باہر نہ آئے لوگ بہت بے چین ہوئے آپ کی بات سننے کا کمال اشتیاق رکھتے تھے لیکن خوف سے نزدیک نہیں جاتے تھے پھر لوگ مشورہ کر کے قریب دیوار خلوت میں مجتمع ہوئے۔ اُس وقت حضرت ادریسؑ خلوت سے برآمد ہوئے اور وعظ و نصائح و تعلیم و تہذیب حاضرین کی جس سے لوگ نہایت محظوظ و بشاش ہوئے۔ الغرض یہی طور رہا ایک روز آپ مجمع میں بیٹھے ہوئے وعظ و نصیحت میں مصروف تھے کہ فرشتے نے آسمان سے آواز دی کہ چڑھ آؤ اور آسمانی بادشاہت لو۔ اُس وقت ادریس نے مجمع عظیم جمع کیا اور

کہا کہ میں آسمان سے مطلوب ہوں لیکن ابھی جانا میرا متعین نہیں ہوا ہے پھر جو کچھ تعلیم تدریس و صحبت مرکوز خاطر ہوئی وہ لوگوں کو سنا دیا۔ ایک سال تک بعد اس وحی کے یہ سب کرتے رہے بعد انقضائے مدت ایک سال لوگ بیٹھے ہوئے وعظ و کلام حکمت سن رہے تھے نظر جو اوپر اوٹھی تو دیکھا کہ ایک گھوڑا آسمان سے اترا آتا ہے کہ وہ باد رفتار ہے تب لوگوں نے حضرت ادریس سے یہ عرض کیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میرے لینے کو آتا ہے۔ میں اب تم میں سے جاؤں گا۔ مجھ سے اب پھر ملاقات نہ ہوگی۔ تب وہ گھوڑا اوترا اور ادریس کے پاس کھڑا ہوا پھر تو آپ نے پکار دیا اور سب خلائق بڑی کثرت و انبوہ کے ساتھ جمع ہوگئی اور ادریس نے سب کو توحید و خدا پرستی کی تاکید کی اور سب کو دنیا و دین کا اصرار فرمایا۔ پھر حضرت ادریس اُس گھوڑے پر سوار ہوئے اور آٹھ ہزار آدمی اُن کے پیچھے یہ سب لوگ ایک دن چلے گئے تب وہاں حضرت ادریس نے فرمایا تم لوگ پھر جاؤ مبادا مر جاؤ۔ اُس وقت بہت لوگ پھر آئے لیکن کچھ لوگ چھ روز تک پیچھے چلے گئے۔ ہر روز حضرت ادریس اُن سے کہتے کہ پھر جاؤ مبادا مر جاؤ۔ لیکن وہ مانتے نہ تھے۔ چھٹے روز حضرت نے فرمایا کہ اب تم پھر جاؤ میں تو اب آسمان پر جاؤں گا اور جو میرے ساتھ رہے گا وہ مر جائے گا۔ اُس وقت جن کو پھرنا تھا وہ پھر گئے تاہم کچھ لوگ رہ گئے کہ وہ نہیں پھرے اور کہا کہ موت ہی تجھ سے جدا کرے گی تب ساتویں دن ادریس آگ کے گھوڑے پر کہ وہی براق تھا انہیں کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے۔ اُس کے بعد سلاطین نے آدمی وہاں بھیجا جہاں سے حضرت ادریس آسمان پر چڑھے تھے کہ اُن لوگوں کی جستجو کریں وہ لوگ وہاں پہونچے تو بالکل وہ میدان برف سے بھرا تھا۔ برف کو جو کھودا تو اُس میں کل رفقائے ادریس مردہ پڑے تھے فقط۔ الغرض ادریس نے اپنے جسم کو اس طرح چھوڑا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ حضرت ادریس اُس براق پر کرۂ عناصر تک گئے ہونگے وہاں اُن کے اجزائے جسمانی تحلیل ہو گئے ہونگے اور آپ جان لے کے چلے گئے ہونگے یہ معراج حضرت ادریس کا تھا کہ آن کیا

بدن جو پاک جناب قدس سے خالی تھا فافہم ۔ اس کی شبیہ قصہ کبیر داس کا ہے جو کبیروں کے دفاتر میں کتب ہے اور ہندو راما اوتار کو بتاتے ہیں کہ مع اپنے رفقا کے بیکنٹھ چلے گئے اُس کی حکایت بھی قریب قریب اس کے بیان کرتے ہیں ۔ اس کے قریب قصہ الیاس پیغمبر کا ہے یہ قصہ سلاطین دوئم باب دوئم میں یوں لکھا ہے کہ الیاس اور اُن کے خلیفہ الیسع مقام گلگال جو حوالی اردن میں واقع ہے چلے ۔ الیاس نے الیسع سے کہا کہ تم ٹھہرو مجھکو خدا کا حکم ہے بیت ایل جانے کا جو ایک قدیم شہر ہے ملک شام میں ۔ الیسع نے کہا میں ہرگز ساتھ نہ چھوڑوں گا چنانچہ وہ دونوں وہاں گئے ۔ وہاں کے پیرزادوں نے الیسع سے ملاقات کر کے کہا کہ خدا تمہارے مرشد کو تمہارے سر سے لیا چاہتا ہے ۔ اُنھوں نے جواب دیا میں بھی جانتا ہوں ۔ پھر الیاس نے الیسع سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو مجھکو خدا نے یریحو بھیجا ہے ۔ الیسع نے قسم کھائی کہ میں ساتھ نہ چھوڑوں گا چنانچہ دونوں یریحو پہونچے ۔ وہاں کے پیرزادوں نے بھی الیسع سے ویسا ہی کہا جو بیت ایل کے پیرزادوں نے کہا تھا اور ویسا ہی جواب سنا ۔ اب الیاس نے کہا تم ٹھہرو میں دریا پر جاؤں گا ۔ اُنھوں نے کہا میں ہرگز ساتھ نہ چھوڑوں گا ۔ چنانچہ وہ دونوں ساتھ چلے اُن کے ساتھ پچاس پیرزادے بھی ہولئے اور دور سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنے لگے اور دونوں دریائے اردن کے کنارے جا کھڑے ہوئے ۔ پھر الیاس کے اشارے سے اردن کا پانی پھٹ گیا اور اُس میں راہ ہوگئی کہ دونوں آدمی پار اتر گئے اور دونوں باتیں کرتے چلے جاتے تھے کہ آگ کی گاڑی و گھوڑا دونوں کے بیچ میں حائل ہو گیا اور الیاس اندھڑ کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور الیسع دیکھ رہے تھے اور چیخ مارتے تھے فقط اس سے بھی قیاس ہوتا ہے کہ جب الیاس کا تکملہ ہو گیا تو حسب ایمائے ربانی براق آیا اور اس پہ سوار ہو کے اوپر روانہ ہوئے ۔ یہاں تک کہ نظروں سے نہاں ہو گئے ۔ کچھ وقفہ کے بعد اجزاء عنصریہ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور روح پاک عالم قدس کی ہو رہی یہ صورت آپ کے معراج کی تھی ۔ معراج جملہ انبیاء کو ہوتا ہے ۔ چونکہ مزاج انبیا مزاج انسانی ہوتا ہے

لیکن خواص انسانی ہیچ جدا نہیں ہوتے لہٰذا اس جسم خاکی کا مرور کرۂ زمہریر پر اُس کے مزاج کے منافی ہے وہاں زندگی دشوار ہے زندگی انسان بلکہ جملہ حیوانات خشکی بالتنفس و ترویح قلب ناممکن ہے کرۂ زمہریر ایسی ہوا ہے جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہاں بھی ہوا کو آلہ سے کھینچ کر دیتے ہیں کہ اس میں جب جاندار کو ڈال دیتے ہیں مرجاتا ہے۔ لہٰذا یہ جسم خاکی اُس میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر اس کے بعد کرۂ نار ہے جس میں قطع نظر فقدان تنفس تحلیل اجزا عنصریہ ہو جائیگا۔ جب ان ممالک سے تجاوز کر کے آسمان تک پہنچے تو بموجب مذہب مشائین آس میں خرق نہیں ہو سکتا اور اگر آسمان نہ ہو خلاء ہو تو اس میں جاندار جی نہیں سکتا۔ پھر فلک الشمس میں حرارت شمسی کا متحمل کیونکر ہو سکتا ہے۔ الغرض ایسے وجوہ سے ارباب نظر اس جسم خاکی کا آسمان پر جانا بطور متعارف مستبعد سمجھتے ہیں اور ضرورت بھی نہیں خدا ہر جگہ ہے اور قرآن سے ثابت نہیں ہوتا۔ لہٰذا معراج میں اختلاف آراء ہے۔ فتح الباری میں لکھا ہے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بسبب اختلاف روایات کے جمہور محدثین و فقہاء اور متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ اسراء و معراج ایک ہی رات میں واقع ہوا اس جسم سے بعد بعثت کے ٹھیک اُن کا [illegible] ہیں جن سے عدول مناسب نہیں کیونکہ کوئی استحالہ نہیں جس سے تاویل کی جائے۔ ہاں روایات جو اس باب میں ہیں باہم مختلف ہیں۔ اس لئے بعض اہل علم کے نزدیک یہ سب دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ خواب میں پھر بیداری میں اور ابو میسرہ تابعی کبیر کے نزدیک اور جو ان کے موافق ہیں یہ سب خواب میں تھا اور کہتے ہیں یہ دو مرتبہ واقع ہوا۔ یہی مذہب مہلب شارح بخاری کا ہے اور بہت لوگوں کا اور ابو نصر بن قشیری اور ابو سعید کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا[1] کے کئی معراج تھے بعض نوم میں بعض یقظہ میں۔ یہی مذہب ابن عربی کا منقول ہے

---

[1] غزالی نے لکھا ہے جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہو جاتے ہیں اور اپنے میں اترتے ہیں اور خدا کی یاد میں ڈوبتے ہیں یعنی مراقبہ کرتے ہیں جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو تجلیات کا حال اُن کو نظر آتا ہے اس واسطے کہ اُن کی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے منحرف نہیں ہو جاتی لیکن سست ہو جاتی ہے اس سبب سے

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

بعض متاخرین کہتے ہیں کہ قصہ اسرا ایک رات کا ہے اور قصہ معراج دوسری رات کا اور بعض کا
مذہب یہ ہے کہ اسرا بیقظہ میں تھا اور معراج خواب میں۔ واضح ہو کہ اختلاف نوم و یقظہ معراج
میں ہے اسرا میں نہیں یہ سخن طولانی ہے اب اشعیا کے کلام کی طرف رجوع اولیٰ ہے

[illegible]
[illegible]

پچو رننو یحداو حربوت یروشلایم کی نحم یہوا عمو گال یروسلایم (ترجمہ)
دل کے گاؤ اے ویرانو اورشلیم کہ خدا نے رحم کیا اپنی قوم پر آزاد کیا اورشلیم کو قبل بعثت پیغمبر خدا

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) خوف خدا و اندیشۂ عقبیٰ جب اس میں پیدا ہو جاتا ہے تو روح حیوانی اسکو اپنی طرف پھر بھی مشغول نہیں رکھتے تو اس کا حال مردے کے حال سے قریب ہو جاتا ہے لوگوں کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے ان کو یہیں کھل جاتا ہے اور جب پھر آپ میں آتے ہیں اور عالم محسوسات میں پڑتے ہیں تو بعضوں کو اس میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہتا لیکن اس کا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے۔ اگر بہشت کی حقیقت اسے دکھائی ہے تو اس کی خوشی و راحت اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اس کے سامنے پیش کی ہے تو اس کی اداسی و خستگی اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اس میں سے کچھ یاد رہا ہو تو اس کی خبر دیتا ہے اور اگر خود خیال نے اسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کر لیا ہے تو ممکن ہے کہ وہ مثال اسے خوب یاد رہے اور وہ اس کی خبر دے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور مجھے دکھایا گیا۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کو اس جہان میں لاؤں۔ اے عزیز ممکن ہے کہ خوشہ انگور جنت حقیقت کی مثال تھا جسے اس جہان کو لے جانے کا خیال تھا۔ اس واسطے کہ اگر فعلی ہوتا تو آنحضرت اسے اس جہان میں لے آتے اور اس امر کے معلوم ہونے کا سمجھنا مشکل ہے اور اس انتقال کے تلاش کی مجھے کچھ حاجت نہیں اور رائج علماء کا فرق ایسا ہے کہ کسی کو بالکل یہی سوجھ جاتا ہے کہ بہشت کا خوشہ انگور لیا ہے اور کہتا تھا کہ آنحضرت نے دیکھا اور دوسرے نے نہ دیکھا اور کسی کو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرت نے ہاتھ بڑھایا تو الفعل القلیل لا یبطل الصلوٰۃ۔ اس امر کی تفصیل میں وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلوں اور پچھلوں کا علم بھی علم ظاہری ہے کہ جس نے یہ جانا اور اسی طرح پر قناعت کی اور اسی مسئلے کے ساتھ یعنی علم صورت کے ساتھ مشغول ہوا وہ خوش نصیب کا رہا اور اسے علم شریعت سے انکار۔ اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ تو یہ گمان نہ کرے کہ رسول مقبول بہشت کا

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

یہود، عیسائی اور گبر اور دیگر اقوام بت پرست کے ہاتھوں میں شکنجے تھے۔ خدا کہتا ہے کہ تم لوگ خوشی کرو کہ تمہاری آزادی کا زمانہ آیا۔ چنانچہ دورِ اسلام سے وہ سختیاں سب موقوف ہوئیں جو مسلمان ہوئے وہ تو عذابِ دنیا و آخرت سے محفوظ ہوئے اور جو ایمان نہ لائے وہ بھی امن میں ہو گئے۔ زمانہ اسلام یہود کے لئے مقامِ خوشی تھا اس لئے اس کی بشارت ہوا اور ان کو کہا گیا ہے یہ کہا گیا کہ مسلمان ہو کے نماز جماعت پڑھو۔ חָשַׂף יְהוָה אֶת־
זְרוֹעַ קָדְשׁוֹ לְעֵינֵי כָּל־הַגּוֹיִם וְרָאוּ
כָּל־אַפְסֵי־אָרֶץ אֵת יְשׁוּעַת אֱלֹ
הֵינוּ׃

کی حاسَف یہواہ اِث زِروع قَدْشو لِعینی کل ہگوئیم وِراؤ کل اَفسی اَرِص اِث یِشوعت اِلوہینو: (ترجمہ) جب خدا اپنے پاک ہاتھ کو اُگھاڑے گا قوموں کے سامنے تو دیکھیں گی تمام دنیا ہمارے معبود کا نجات دینا۔ مضمون کلام واضح ہے:

סוּרוּ סוּרוּ צְאוּ מִשָּׁם טָמֵא אַל־תִּגָּעוּ
צְאוּ מִתּוֹכָהּ הִבָּרוּ נֹשְׂאֵי כְּלֵי יְהֹ
וָה׃ כִּי לֹא בְחִפָּזוֹן תֵצֵאוּ וּבִמְנוּסָה
לֹא תֵלֵכוּן כִּי־הֹלֵךְ לִפְנֵיכֶם יְהוָה׃
וּמְאַסִּפְכֶם אֱלֹהֵי יִשְׂרָאֵל׃

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) حال جبرئیل سے سن کر اس طرح تعلیم فرماتے تھے جس طرح جبرئیل سے سنے ہوئے کل تو صحیح سمجھتا ہو۔ لیکن رسول اکرم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا۔ جنت کی حقیقت اس جہان میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ آنحضرت اس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہو گئے یہ غائب ہونا ہی آپ کا معراج کا ایک قسم ہے۔ انتہیٰ۔ واضح ہو کہ آنحضرت کو خوشۂ انگور نماز کے اندر نظر پڑا تھا تو آپ نماز کے اندر ہی اس جہان سے غائب ہوئے۔ بدن آپ کا مسجد کے اندر ہی تھا۔ اس کو امام صاحب معراج فرماتے ہیں۔ فتدبر

سُورو سُورو صئو مِشّام عامی اَل تِگا یو صیئو مِتو خا. ہتّا رو نو سِی کلی ہیا
کو ہتیّا زدن تیصیو و یمئو سے لو تلیخون کی مو ریح انتیم ہیوا و ہاشلم.
ابیحی پشرائیل (ترجمہ) بھاگو بھاگو۔ نکلو وہاں سے ناپاک کو چھوڑ مت۔ اُس کے اندر
سے نکل بھاگو۔ مقدس لوگوں نے اسلحہ الٰہی اٹھایا جو گھبرائے ہوئے نہ نکلیں گے اور نہ
بھاگیں گے کیونکہ خدا تمہارے مقابل میں چلے گا معبود اسرائیل تم کو پناہ کرے گا ایسی
خبر اور مرکہ آیا ہے کہ بیت المقدس پر ابتجس وناتخون کا قبضہ نہ ہوگا۔ اب پھر کہتا ہے
ناپاک کو بیت المقدس سے نکل بھاگو کہ اب مقدس لوگوں نے ہتھیار پکڑا ہے۔ ناپاک سے مقصود
اول درجہ میں شیاطین راجنہ ہیں جن کی پرستش بیت المقدس میں مدت دراز سے
ہوتی تھی۔ بدوئم درجہ میں یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود کی نجاست اُن کی اصنام پرستی و
جبر و قتل و خون ریزی و رشوت و کذب و بہتان سے ظاہر ہے جن کی شکایت سے
کتب انبیاء بھرے ہیں اور نصاریٰ کی نجاست تو ظاہر ہے کہ باوجود ان امور کے حلال و
حرام میں کچھ امتیاز نہیں تثلیث علانیہ اُن کا اعتقاد ہے۔ مقدس لوگ جنھوں نے سلاح سنبھالا
مسلمان ہیں کہ بزور جہاد و نفوس قدسیہ ان سب نجاسات سے بیت المقدس کو پاک کیا۔
مجاہدوں کی شان میں ہے کہ بہت اطمینان و وقار سے نکلیں گے ہرگز نہ بھاگیں گے
کیونکہ بھاگنا تو ہمارے مذہب میں سخت گناہ ہے اور شہادت تو اب عظیم مسلمانوں کو شہادت
کا ذوق تھا کس بلطف سے گلا کٹاتے تھے۔ اس وقت کے حالات بچشم انصاف دیکھو
بیشک یہی ہے فتمنوا الموت ان کنتم صادقین یہ خاصہ اہل اسلام کا تھا خدا
کے سامنے چلے گا خطاب ہے انھیں ناپاکوں سے یعنی مسلمانوں کو خدا تمہارے
مقابلہ میں قوت دے گا اور تم کو برباد کرے گا۔ نہ جن رہیں گے نہ جن نہ یہود رہیں گے
عیسائی یا انگلیسی مسلمانوں کا وہاں قبضہ ہو جائے گا۔ تیرہ سو برس بعد یہ خبر پوری ہوئی ہے
پس صلی وسلم دائماً ابدا ✽ علی نبیہ خیر الخلق کلہم

הִנֵּה יַשְׂכִּיל עַבְדִּי יָרוּם וְנִשָּׂא וְגָבַהּ
מְאֹד: ہنہ یشکیل عبدی یاروم ونشا وگابہ مئود (ترجمہ)
دیکھو اب میرا بندہ ہدایت کرے گا بڑی ترقی کرے گا اور بلند ہوگا بے حد۔ میرے بندہ سے
مقصود ہمارے پیغمبر ہیں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ
رَسُوْلُہٗ خدا یہاں بھی پیغمبر کو عبودیت سے خطاب کرتا ہے جیسا حضرت یعقوب کو جابجا
کیاہے: כַּאֲשֶׁר שָׁמְמוּ עָלֶיךָ רַבִּים כֵּן מִשְׁחַת
מֵאִישׁ מַרְאֵהוּ וְתֹאֲרוֹ מִבְּנֵי אָדָם:
ست ممو عالیخا ربیم کین مشحت مایش مرایہو وتوارو مبنی آدام
لغات مشحت اصل معنی اس کے خلافت ورسالت کے ہیں۔ اس لئے رسول وخلیفہ کو
مشیح کہتے ہیں۔ عربی مسیح لیکن اس وقت میں دستور یہ تھا کہ خلیفہ کے سر پر ایک قسم کا تیل
ملتے تھے وہ دستور اب نہ رہا (ترجمہ) جب تباہ ہونگے تیرے سبب سے بہت تو
ذریعہ خلافت ہوگی بذریعہ ایک مرد کے جس کی صورت وشکل بنی آدم کی سی ہوگی۔ اس
بیان سے کہ خلافت ایک مرد کے ذریعہ سے ہوگی جس کی صورت انسان کی سی ہوگی سمجھا گیا
کہ وہ مرد آدمی نژاد نہ ہوگا چنانچہ جبرئیل غار حرا میں بشکل انسان ظاہر ہوکے آپ کو خلیفہ
نوع انسانی کر گئے قبل آنحضرت ﷺ کے شاول یعنی طالوت کے زمانہ سے خلافت سر پر
تیل ڈالنے سے ہوتی ہے چنانچہ داؤد وغیرہ سب کے سر پر روغن خلافت پڑا تھا موسیٰ کے
سر پر تیل نہیں پڑا تھا اُن کو بھی فرشتے نے کوہ طور پر خلیفہ مقرر کیا یہ بھی ایک تمثیل موسیٰ کی
جو اشعیاہ کے باب ۱۰ میں مذکور ہے۔ واضح ہو کہ جب بنی اسرائیل عیسائیوں کے ہاتھ سے
بہت تباہ ہوئے تو خداوند کریم نے حسب الوعدہ آنحضرت ﷺ کو خلیفہ مقرر کیا۔ چنانچہ اس سے
اُن کو بہت آسائش ہوئی جو مسلمان ہوئے وہ تو فلاح دنیا وآخرت کو پہنچے؛
כֵּן יַזֶּה גּוֹיִם רַבִּים עָלָיו יִקְפְּצוּ

קפצו מלכים פיהם כי אשר לא־ספר להם
ראו ואשר לא־שמעו התבוננו׃

کین یزہ گویم ربیم عالاو یقپصو ملاخیم پیہم کی اشر لو سپرلاہم راؤ واشر لو شمعو ہتبوننو (ترجمہ) پھر وہ خوش ہوں گے اس کے سبب سے بہت قومیں بند کریں گے سلاطین اپنا موہنہ کیونکہ جو خبر ان سے بیان نہیں کی گئی وہ دیکھیں گے اور جو نہ سنا تھا سمجھیں گے یعنی معاد کی بات جسے اگلے انبیاء نے بیان نہیں کیا تھا آنحضرت نے بہت بسط و تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا اور قوت روحانی جو کبھی انسان کو حاصل نہ تھی وہ آپ کی تعلیم و تزکیہ سے حاصل ہوئی کہ جس سے سحر و جادو بالکل مٹ گیا خالص خدا کی پرستش کا عمل پھیلا ۔

علیک سلام اللہ یا اکرم الوریٰ ۔ ومن ھو فی الدارین للخلق شافع

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم

واضح ہو کہ اشعیا کی ۵۲ واں باب ہے، آیت میں جو کچھ مذکور ہوا وہ ناحوم کے باب دوم پہلی آیت میں ہے کچھ باختلاف ہوا ہے ہم لکھتے ہیں: הנה על־ה
הרים רגלי מבשר משמיע שלום־
חגי יהודה חגיך שלמי נדריך
כי לא יוסיף עוד לעבור־בך בלי
על כלה נכרת׃

ہنّہ عل ہہاریم رگلی مبسیر مشمیع شالوم حگی یہودا حگیخ شلمی نداریخ کی لو یوسیف عود لعبور بخ بلیعل کلوہ نکرات (ترجمہ) دیکھو پہاڑوں پر ہوں گے قدم بشیر کے جو سلامتی سنائے گا۔ حج کر اے یہودا اپنا حج اپنی نذر ادا کر پھر تجھ میں بیہودہ کار گزرنہ پائے گا سب مٹ جائے گی۔ اس کے بعد کنایات بہت ہیں آگے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ

کتاب بہت بڑھ جائے گی اب ہم یہاں شعیا کا باب ۱۱ و ۱۲ لکھ دیتے ہیں یہود اس کو حضرت امام مہدی پر ٹھہراتے ہیں اور عیسائی حضرت مسیح پر لیکن میرے خیال میں ہمارے پیغمبر کے بارہ میں یہ کلام ہے: וְיָצָא חֹטֶר מִגֵּזַע יִשָׁי וְ
נֵצֶר מִשָּׁרָשָׁיו יִפְרֶה׃ וְנָחָה עָלָיו רוּחַ יְה
וָה רוּחַ חָכְמָה וּבִינָה רוּחַ עֵצָה וּגְבוּ
רָה רוּחַ דַּעַת וְיִרְאַת יְהוָה׃ וַהֲרִיחוֹ
בְּיִרְאַת יְהוָה וְלֹא־לְמַרְאֵה עֵינָיו
יִשְׁפּוֹט וְלֹא־לְמִשְׁמַע אָזְנָיו יוֹכִיחַ׃
וְשָׁפַט בְּצֶדֶק דַּלִּים וְהוֹכִיחַ בְּמִישׁ
וֹר לְעַנְוֵי־אָרֶץ בְּשֵׁבֶט פִּיו וּבְרוּחַ שְׂ
פָתָיו יָמִית רָשָׁע׃ וְהָיָה צֶדֶק אֵזוֹר מָתְנָ
יו וְהָאֱמוּנָה אֵזוֹר חֲלָצָיו׃ וְגָר זְאֵב
עִם־כֶּבֶשׂ וְנָמֵר עִם־גְּדִי יִרְבָּץ וְעֵגֶ
ל וּכְפִיר וּמְרִיא יַחְדָּו וְנַעַר קָטֹן נֹהֵג בָּ
ם׃ וּפָרָה וָדֹב תִּרְעֶינָה יַחְדָּו יִרְבְּ
צוּ יַלְדֵיהֶן וְאַרְיֵה כַּבָּקָר יֹאכַל־תֶּ
בֶן׃ וְשִׁעֲשַׁע יוֹנֵק עַל־חֻר פָּתֶן וְעַל
מְאוּרַת צִפְעוֹנִי גָּמוּל יָדוֹ הָדָה׃
לֹא־יָרֵעוּ וְלֹא־יַשְׁחִיתוּ בְּכָל־הַר קָדְ
שִׁי כִּי מָלְאָה הָאָרֶץ דֵּעָה אֶת־יְהוָה
כַּמַּיִם לַיָּם מְכַסִּים׃

ویاصا حوطر مگزع یشای ونیصر مشاراشاو یفره ونا حاعالاو روح یہوا
روح حکمہ وبینا روح عیصا وجبورا روح دعت ویراث
یہوا وہریحو بیراث یہوا ولولمرئی عینا یشپوط ولو لمشمع ازنا یوکیح وشپط
بصدق دلیم وہوضیح بمیشور لعنوی ارص وہکا ارص بشیط پیو وبروح شفاتا
یامیت راشاع وہایا صدق ایزور متنا وہا اموناہ ایزور حلاصاو: وغار زئیب
عم کبس ونامیر عم گدی یرباص وعیگل وکفیر ومری یاحدو ونعر قاطون نوہیغ بام
وپارا وداب ترعینا یحدا و یربصو یلدیہین وا ریہ کباقار یوکل تبن وشعشع یونیق
عل حور پاتن وعل میؤرت صفعونی گامول یادو ہادا لو یاریعو ولو یشحیتو بکل ہر
قدشی کی مالیاہ ہاآرص دیعہ اث یہوا کمایم لیام مکسیم:

لغات [illegible]

ویاصا نکلا یہ صیغہ ماضی ہے لیکن بوجہ واو کے جو اس کے اول میں ہے یہاں بمعنی مستقبل ہے
[illegible] حوطر شاخ عربی خطر [illegible] گزع = تنہ درخت خصوصاً جنگلی
جھاڑی جمع : [illegible] یشای نام ہے حضرت داؤد کے باپ کا کتابت اس کی عبرانی
میں اس طرح ہے کہ اول میں یا مثناۃ تحتانی ہے اور اس کے بعد شین معجمہ اس کے بعد پھر
یا مثناۃ تحتانی۔ انہیں تین حروف سے اس لفظ کی ترکیب ہے جس کے اعداد ۳۲۰ ہوتے
ہیں وہی تعداد عدد قطورہ کے ہیں جو یہاں مراد ہے قطورہ نام ہے حضرت ہاجرہ کا قطورہ کے
اصلی معنی ہیں ہدیہ و تحفہ کے چونکہ بادشاہ مصر نے ان کو تحفہ دیا تھا حضرت سارہ کو اس لئے
ان کو قطورہ کہتے ہیں حالانکہ وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں پھر اس کے معنی قربان کے بھی
ہیں یعنی جو چیز خدا کے لئے علیحدہ کی جائے یہ معنی بھی ان میں ثابت تھے کہ وہ خدا کی راہ
میں بیٹھنے کے واسطے اپنا دادا باپ چھوڑ کے حضرت ابراہیم کے ساتھ ہو گئیں اور پھر

خانہ کعبہ کی مجاور بننے کے لئے وہاں پہونچائی گئیں اور יִשַׁי یشای کے معنی ہیں موجود اور ہست נֵצֶר نصر بمعنی شاخ שָׁרָשָׁיו جڑ اصل יִפְרֶה وغیرہ اس کا مادہ פָּרָה پارہ ہے جس کے معنی ہیں پھلنا پھل لانا، بڑھنا۔ נָחָה ناحہ صیغہ ماضی ہے بمعنی مستقبل بمعنی ورود و نزول، اترنا רוּחַ روح اس لفظ کے معنی ہوا اور روح اور قوت وغیرہ کے آتے ہیں اور جب خدا کے لفظ سے متصل ہو רוּחַ יְהוָה روح یہوا خدا کی روح تو کبھی اس سے مراد ہوتی ہے روح القدس اور کبھی ایک حالت ہوتی ہے جو انبیا پر طاری ہوتی ہے وقت نزول وحی خواہ وقت مشاہدہ عالم ملکوت وجلال ربانی חָכְמָה حکمہ حکمت בִּינָה بینا فہم وفراست עֵצָה عیصاہ مشورہ وشیست اجتہاد גְבוּרָה گبورہ = جبروت דַּעַת دعت = علم יִרְאַת یرآ خشیۃ ڈر ... عالاس = کمر שְׁפָתָיו ... خوشش ہوا ... حزہ = کمربند وارپین פֶּתֶן پتن = اژدر [illegible] ہرا = سانپ کا بن צִפְעוֹנִי صفعونی = سانپ ... کا بل = سیانا بالع ... הָדָה ہادا یہ مادہ قلیل الاستعمال ہے معنی پھیلانا (ترجمہ) ایشای (یعنی قطب) کے تنہ سے ایک شاخ آگے گی اور اس کی جڑ سے ایک شاخ بڑھے گی نازل ہوگی اس پر روح اللہ کی (یعنی جبرئیل و روح القدس یعنی حالت حکمت وفراست واجتہاد وجبروت وعلم وخشیۃ خدا کی) درست کرے گا اس کو خدا اپنے خشوع سے نہ وہ منہ دیکھ کے انصاف کرے گا اور نہ سنی سنائی پر ہدایت بلکہ وہ صدق سے غریبوں کا انصاف کرے گا اور مساکین کو درستی کی طرف ہدایت کرے گا اور زمین کو رام کرے گا۔ اپنے منہ کے عصا سے اور اپنے ہونٹوں کی پھونک سے شریر کو فنا کرے گا۔ صدق اس کا کمربند ہوگا اور امن اس کا منطقہ بھیڑیا بکری کے ساتھ قیام کرے گا

اور چیتا بکری کے بچے کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھڑو و بچہ شیر ایک ساتھ اور چھوٹا لڑکا اُن کو
ہانک لے جائے گا اور بچھڑوا اور ریچھ ایک ساتھ چریں گے اور اُن کے بچے ایک ساتھ
بیٹھیں گے اور شیر بیل کی طرح گھاس کھائے گا اور کھیلے گا شیر خوار سانپ کے بِل پر اور
سانپ کے من پر سیانا ہاتھ ڈالے گا - ہمارے تمام پاک پہاڑوں پر بدکاری و ظلم کوئی
نہ کرے گا کیونکہ تمام ملک بھوسے مملو ہوگا خدا کو گھیرے رہیں گے جیسے پانی کو سمندر ان آیات
سے ظاہر ہو کر کسی رسول کی خبر ہے کیونکہ نزول روح القدس انبیاء ہی پر ہوتا ہے اُس کی
صفات یہ حکمت یعنی دانش و فراست و اجتہاد و جبروت و علم و خشوع و عدالت و ہدایت جو
خواص انبیاء سے ہو بیان ہوا اور زمین کو رام کرے گا - اپنے مونھ کے عصا سے وہ بڑا
فصیح اللسان ہو گا کہ اُس کی فصاحت بیان سے قلوب سامعین اُس کی طرف کھنچیں گے
اور اپنے ہونٹوں کی ہوا سے شریر کو فنا کرے گا یعنی جس کے حق میں جو کچھ کہدے گا وہ
ہو جائے گا یہ جملہ صفات ہمارے پیغمبر میں پائے جاتے ہیں - قریش آپ کی بددعا سے بہت
ڈرتے تھے - عتبہ کے حق میں آپ نے دعا کی تھی اللھم سلط علیہ کلبا من
کلابك جب سفر میں وہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ گیا تو ابولہب نے اُسے
بڑی حفاظت سے رکھا اُس کے گرد محافظ بٹھلائے اور کہا کہ مجھے محمد کی بددعا کا ڈر ہے
یہ سب اہتمام کیا لیکن رات کو اُسے شیر اُٹھا لے گیا اور نیز یہ مقصود ہو کر آپ کے انفاس قدسی
کے اثر سے شیطان بھاگے گا چنانچہ آپ نے فرمایا ہو کر شیطان جزیرہ عرب سے نکل گیا
جو صحابہ کے حالات کو بچشم انصاف دیکھے گا تو یقین کرے گا کہ شیطان نے کیسا گریز کیا اور
امن و عدل کے بارہ میں اُس کے وقت میں بڑا [illegible] کہ شیر بکری ایک مقام پر رہیں گے ایسے
مقصود یہ ہو کر بڑے بڑے جابر کمزوروں پر کچھ زور نہ کر سکیں گے - نیز بدولت خوبی و قوت و
برکت انفاس قدسیہ اس رسول کے طبائع بھی ایسے ہو جائیں گے - شیر گھاس چرے گا
اس سے یہی مقصود نہیں ہو کر فی الواقع شیر گھاس چرے گا کیونکہ اس کے بعد ہی

لکھا ہے کہ ہمارے پاک پہاڑ پر ظلم و بدکاری نہ ہوگی اُس کی علت یہ بیان کیا کہ تمام ملک سمجھ سے بھر جائے گا اور خدا کو گھیرے رہیں گے یعنی دل و جان سے خدا پرستی کریں گے تمامی عدل و انصاف بموجب احکام الٰہی ہوگا۔ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں یہ سب کچھ ہوا۔ ایک بڑھیا شام سے تن تنہا حج کے لئے مکہ معظمہ آئی تھی اور کوئی متعرض نہیں ہوتا تھا۔ یہ سب خلفاء راشدین کے وقت تک تو یہ عدالت بہت شدت کے ساتھ تھی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ایک بڑا نشان اُس رسول کا یہ لکھا ہے کہ وہ تاجر کی اولاد سے ہوگا یہ نشان تو سوائے ہمارے حضرت کے کسی میں نہیں پایا جاتا۔ اب جھگڑا ہم میں اور یہود میں یہ رہ جائے گا کہ [illegible] یشائی سے مراد قطورہ نہیں ہیں بلکہ حضرت داؤد کے باپ مقصود ہیں جیسا ظاہر عبارت دلالت کرتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مراد اُس سے قطورہ ہیں کیونکہ اب رسول کوئی ہوگا نہیں تو اگر قطورہ مراد نہ ہوں تو یہ خبر غلط ہو جائے گی۔ حضرت اشعیا نے ۳ باب کے اول ہی میں خبر دی ہے کہ اورشلیم اور یہودا سے ریاست سلطنت جاتی رہے گی یہ خبر حضرت مسیح تک پوری ہوگئی کہ اُن کے بعد کوئی نبی اُس خاندان میں نہیں ہوا اگرچہ یہود اُس جناب کو نبی نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یحییٰ نبی کے بعد کوئی نبی ہماری قوم میں نہیں ہوا لیکن آثار و علامات سے اُن کی نبوت میں شبہہ نہیں تو بالضرور اب بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ ورنہ اشعیا کے صحیفہ کی ۳ باب کے اول آیت سے چار تک غلط ہو جائیں گی تو یہ خبر جو ۱۱ باب میں دی گئی ہے کس کی نسبت ہے اگر حضرت مسیح کی نسبت کہیں جیسا کہ عیسائی خیال کرتے ہیں تو اُن پر مطابق نہیں ہوتے کیونکہ حضرت مسیح کو سلطنت عطا نہیں ہوئی تھی اور نہ اُن کے وقت میں ایسا امن تھا جیسا اس آیت میں مذکور ہے بلکہ یہود نے آپ ہی پر ہاتھ بڑھایا تھا اور نہ وہ ایشائی کے اولاد میں سے تھے کیونکہ باپ اُن کے تھا نہیں اور حضرت مریم کا ایشائی کی اولاد میں ہونا ثابت نہیں اور آسمانی بادشاہت جیسا کہ

عیسائی کہتے ہیں ایک بناوٹ تھی ہاں یہ خبر آنحضرت پر صحیح اور پورا منطبق ہو جز اس کے آپ یسّی کی اولاد میں نہیں ہیں تو اس ایک نشان کے نہ ہونے سے یہ خبر جھوٹ ہو جائیگی اس لئے ضرور ہوا کہ یشائی سے مراد قطورہ ہوں کہ یہ خبر مطابق واقع کے ہو۔ اس کے بعد کی آیت سے مطلب زیادہ تر واضح ہوتا ہے

וְהָיָה בַּיּוֹם הַהוּא שֹׁרֶשׁ יִשַׁי אֲשֶׁר עֹמֵד לְנֵס עַמִּים אֵלָיו גּוֹיִם יִדְרֹשׁוּ וְהָיְתָה מְנֻחָתוֹ כָּבוֹד׃

وِہایا بَیُّوم ھَھُو شُورِش یِشای اَشر عُومید لِنیس عَمِّیم الاو گوییم یدرِشُو وِہایتا مِنُوحاتو کابُود

لغات נֵס نیس۔ امتحان יִדְרְשׁוּ یدروش مادہ اس کا דָּרַשׁ دارش ہے۔ اس کے معنی بہت ہیں لیکن مناسب مقام رجوع کرنا و اتباع יִשַׁי ایشای اس لفظ کے معنی ہم اوپر لکھ چکے ہیں ایک معنی اس کے اور ہیں یعنی ہستی کیونکہ יֵשׁ یش کے معنی ہیں ہست מְנֻחָה منوحہ۔ مقام و استراح כָּבוֹד کابود اس لفظ کی اصل معنی بہت ثقل لیکن جلال و عزت و آبرو و شرف میں کثیر الاستعمال ہے (ترجمہ)

اُس ایام میں ایشای (یعنی قطورہ) کی جڑ جو امتحان اقوام کے لئے قائم ہوگی اُس کی طرف قومیں رجوع ہونگی یا اُس کی متبع ہونگی یا اُس سے کمال کو پہونچیں گی اور اُس کا مقام کابود ہوگا یعنی کعبہ کابود سے کعبہ اس وجہ سے مراد ہوا کہ کابود کے معنی ہیں عزت و شرف جسے عربی میں کعب کہتے ہیں۔ کعبہ میں تا ر اہمیت ہے پس کعبہ و کابود دونوں بمعنی شرف ہیں اور دوسرے معنی کابود کے یہاں بتاویل درست ہوتے ہیں۔ یہاں ایک بحث اور ہے کہ יִשַׁי یشای لفظ مہمل نہیں ہے اُس کی اصل معنی کی طرف متوجہ ہونا ضرور ہے اس کا مادہ יָשָׁה یاشاہ ہے۔ یہ مادہ قلیل الاستعمال ہے اصل معنی اس کے ہیں وجود ہونا چنانچہ اس سے יֵשׁ یش معنی ہست

وہی کثیر الاستعمال ہے عربی میں بھی ایسی مثالیں ہیں پھر اس کے معنی مبارک ہونا ہے چنانچہ ברכה میں معنی برکت آیا ہے حضرت سلیمان کی کتاب الامثال میں ہے تمثیل او جبای یش [illegible] ברכה (ترجمہ) اپنے دوستوں کو برکت دینے کے لئے اس صورت میں [illegible] یشای کی معنی مبارک ہونگے حضرت داؤد کے باپ کا نام بامید برکت یہ رکھا گیا ہوگا اور اس مادہ کے معنی ہیں سیدھا کھڑا کرنا جیسے مجازاً اعانت بھی ارادہ کرتے ہیں اس صورت میں یشای کی معنی مستقیم ہونگے بعض اہل لغت نے اس کے معنی دولتمند بھی قرار دیئے ہیں اس مادہ کے معنی قوت کے بھی ہیں جیسے [illegible] توشیہ بمعنی اعانت و مدد مستعمل ہے یہ لفظ حکمت و دانش کی معنی میں بھی آیا ہے پس یشای کے اصل معنی ہیں مبارک اور بعض مستقیم و رئیس بھی اس سے مراد ہو سکتا ہے پس یشای سے مراد یہاں مبارک ہے حضرت داؤد کے باپ مراد نہیں ہیں تو معنی آیت یہ ہیں کہ نہال مبارک سے ایک شاخ بصفت مرقومہ بالا نکلے گی پھر اس کی تاکید ہے کہ اُس کی جڑ سے ایک شاخ بڑھے گی البتہ اُس مبارک نہال کی تعیین میں بحث ہے کہ مراد اُس سے کون ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ مراد اُس سے حضرت اسمٰعیل ہیں قرینہ اس پر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت اسمٰعیل کے حق میں دعا کی تو خدا نے فرمایا کہ میں نے اُسے مبارک کہا پس خدا نے حضرت اسمٰعیل کو مبارک کیا بخلاف حضرت اسحٰق کے کہ اُن کے حق میں یہ لفظ وارد نہیں ہے لہذا ہم نہال مبارک سے حضرت اسمٰعیل کو سمجھتے ہیں اور لفظ יפרה یفرہ بھی جس کے معنی ہیں بڑھیں گے مؤید ہے یہ لفظ وہی ہے جسے خدا نے حضرت اسمٰعیل کے بارہ میں اختیار کی ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے خدا نے حضرت اسمٰعیل کو کہا کہ میں نے اُسے مبارک کیا اور مثمر پس چونکہ حضرت اسمٰعیل طیبان وحی مبارک و مثمر بائی ہوئے تھے اس لئے حضرت اشعیا نے اُن کو نہال مبارک سے تعبیر کیا اب ۱۰ آیت سے ۱۰ تک ایک نشان ہمارے پیغمبر کا اور لکھا ہے اس لئے اُس کی شرح کر دیتے ہیں۔

וְהֶחֱרִים יְהוָה לְשׁוֹן יָם־מִצְרַיִם
וְהֵנִיף יָדוֹ עַל־הַנָּהָר בַּעְיָם רוּחוֹ
וְהִכָּהוּ לְשִׁבְעָה נְחָלִים וְהִדְרִיךְ
בַּנְּעָלִים

וְהָיְתָה מְסִלָּה לִשְׁאָר עַמּוֹ אֲשֶׁר יִשָּׁ
אֵר מֵאַשּׁוּר כַּאֲשֶׁר הָיְתָה לְיִשְׂרָאֵל
בְּיוֹם עֲלֹתוֹ מֵאֶרֶץ מִצְרָיִם׃

وہحریم یہواہ لشون یام مصرایم وہنیف یادو عل ہنّاہار بعیّام روحو وہکاہو لشبعا نحالیم وہدریخ بنعالیم وہاتیاہ مسلاہ لشار عمّو اشر یشار ماشور کا اشر ہاتیاہ لیسرائیل بیوم علوتو میارص مصرایم: **لغات**: יָם یام بمعنی عربی یم لیکن بحیرہ اور بڑے دریا پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے מִצְרַיִם مصرایم یہ نام ہے حام کی بیٹی کا اور ملک مصر کا بصیغہ تثنیہ کیونکہ شمالی مصر کو ماصور کہتے ہیں اور جنوبی کو پتروس۔ יָם מִצְרַיִם یام مصرایم بحر مصر یعنی بحر قلزم اور دریائے نیل کو بھی کہتے ہیں לְשׁוֹן יָם מִצְרַיִם لشون یام مصرایم یعنی لسان نیل دریا جیسا وہ ہر خواہ اس وجہ سے کہ پانی اس کا نیل کا سا تھا یا اس وجہ سے کہ اسے نسبت کیا ہو مصرایم حام کی بیٹی کی طرف کہ اس کا اور اس کی اولاد کا بھی مسکن یہیں تھا בַּעְיָם بعیّام بمعنی عرب مجازاً قوت و طوفانی מְסִלָּה مسلہ۔ راہ خصوصاً جو قدم رہرو سے پڑ جائے (ترجمہ) خشک کر دے گا خدا دریا ساوہ کو اور اُس ندی پر اپنا ہاتھ چلاوے گا اپنے ہوا کے طوفان سے کہ اُس کو سات نالی پر تقسیم کرکے جوتیوں سے راہ بنا دے گا یعنی خشک کر دے گا تب ہو جاوے گی راہ اُس کی باقی ماندہ قوم کے لئے آشور سے (اُس کی قوم سے مقصود وہ قوم ہے جو اس سیاہ

کے جوار میں آباد تھے) جیسا ہوگئی راہ بنی اسرائیل کے لئے جب وہ ملک مصر سے چلے تھے
مقصود یہ ہے کہ اُس رسول کے وقت میں دریاچہ سادہ خشک ہو جائے گا کہ اُس کے جوار کی
قومیں اُس میں خشکی کی طرح چلیں گی جس سے اُس میں راہ پڑ جائے گی۔ جیسا بنی اسرائیل
کے لئے دریائے اردن یوشع بن نون کے وقت میں خشک ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ حکایت
یوشع کی کتاب میں موجود ہے ہمارے پیغمبر کے پیدا ہونے کے بعد دریاچہ سادہ خشک ہو گیا تھا
بیہقی وغیرہ نے اس کا ذکر لکھا ہے یہ ایک بڑا نشان حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر کا یہود کو
بتایا تھا لیکن انھوں نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی بلکہ لاشون یام مصرائم کو بحر قلزم کی شاخ
سمجھے اور بنی اسرائیل کے لئے راہ ہو جانے سے سمجھے کہ جیسا اُن کے لئے قلزم میں راہ
ہو گئی تھی یہ دھوکا اُن کو ظاہر عبارت سے ہوا۔ حضرت عیسیٰ پر یہ اصلا انطباق نہیں رکھتے
پھر اس کے بعد ۲۱ باب میں آخر تک اُسی رسول کا ذکر ہے۔ واضح ہو کہ سادہ نام ہے ایک شہر کا
جو اقلیم چہارم میں ۵۰ درجہ ۳۰ درجہ عرض پر واقع ہے اس کو ملک عرب سے شمار کیا ہے وہاں ایک
بحیرہ تھا مربع جس کا طول و عرض ۶ میل تھا آنحضرت کے زمانہ میں وہ قبضہ میں اہل فارس
کے تھا۔ اُس کے گرد ساکن یہود و نصاریٰ تھے وہ لوگ منتظر تھے کہ جب یہ بحیرہ خشک ہو جائے گا
تو مسیح ہوگا جیسا اس پیشین گوئی سے مستفاد ہوتا ہے لیکن وہ یہ سمجھے تھے کہ وہ قوم بنی اسرائیل
سے ہوگا جب وہ رسول پیدا ہوا تو بہت لوگ جن کی طبیعت صاف تھی اور قوم بنی اسرائیل سے
ہونا اُس کا لازمی نہیں سمجھے تھے ایمان لائے اور جو لوگ اپنے وہم میں پھنسے رہے خواہ
عناد نے اُن کے دل کو زنگ آلود کر رکھا تھا انکار کیا۔ عجب نہیں کہ یہ بحیرہ کھدوایا ہو عام
کے بیٹے مصرائیم کا ہو اس لئے اشعیا نے اُسے لاشون یام مصرائم سے تعبیر کیا ہے۔ اور وجہ
یہ ہے کہ اُس پر ایک مدت سے قبضہ مصریوں کا تھا اور وہ سرحد اہل فارس و
اہل مصر کی تھی۔ اس لئے حضرت اشعیا نے اس نام سے بیان کیا بڑا نشان اُس کا اسی
آیت میں مذکور ہے کہ وہ بحیرہ راہ ہو جائے گا اُس کے باقی ماندہ قوم کے لئے جو اشور سے

یمن اور اشور وہی مقام ہے جس میں بغداد، بابل وغیرہ واقع ہیں سوائے بحیرہ ساوہ کے اور کوئی مصداق اس پیشین گوئی کا نہیں اور وہ آنحضرت کے وقت میں بلاشبہ خشک ہو گیا وساء ساوۃ أن غاضت بحیرتہا + ورد واردھا بالغیظ حین ظمی

اب ۶۶ زبور اس کے مناسب ہوا ہے لکھتے ہیں לַמְנַצֵּחַ שִׁיר
מִזְמוֹר הָרִיעוּ לֵאלֹהִים כָּל הָאָרֶץ
لمنصیح شیر مزمور ہریعو لوھیم کل ہا آرض

لمنصیح یہ لفظ ۵۵ زبور کے اول میں وارد ہے دلی داؤد قمحی وڈشی وابن عزرا اسی تمہید شیر یعنی غنا کے ٹھہراتے ہیں اس کا ترجمہ کیا گیا לַמְנַצֵּחַ :
لیشباحہ یعنی التسبیح شیر و مزمور یعنی لحن و غنا ہاریعو کل مچاؤ وجد کرو (ترجمہ) تمام ملک حاکم کے واسطے وجد کرو۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی حکمران کی خبر ہے آنحضرت کے حکمران ہونے میں تو شبہ نہیں آپ کی زندگی میں تو ہزار ہا آدمی آپ کے جمال و کمال و کلام کے عاشق زار تھے اب بھی عشاق قبر پر وجد کرتے ہیں اس آیت میں ایک بہتر نکتہ یہ ہے کہ الوہیم جس کا ترجمہ ہم نے حاکم کیا ہے اس کے عدد ۹۲ ہیں جو عدد محمد کے ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ تمام روئے زمین محمد کے واسطے وجد کرے چونکہ الوہیم کے معنی حاکم کے ہیں اور نیز وہ من حیث العدد ۹۲ ہوتا ہے اس لئے حضرت داؤد بعض بعض مقام میں آپ کو الوہیم سے بیان کرتے ہیں اور اگر الوہیم کی معنی معبود ہوں جب بھی یہ آیت دور اسلام میں پوری ہوئی ذوق شوق ربانی جیسا دور اسلام میں تمام روئے زمین میں پھیلا کبھی نہ تھا دیکھو تمام روئے زمین کے حجاج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں کس اشتیاق سے جاتے ہیں شہدا کا ذوق و شوق جو سر کٹانے میں تھا اس کا بیان ہو نہیں سکتا۔ זַמְּרוּ כְבוֹד
שְׁמוֹ שִׂימוּ כָבוֹד תְּהִלָּתוֹ :
زمیرو کبود شیمو سیمو کابود تہلاتو گاییو اس کی نام کی عزت معزز جانو

اُس کی ستائش مسلمان ضرور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے اُن کے نام کی عزت گاتے ہیں۔ علاوہ بریں آپ کا نام سُن کے درود پڑھتے ہیں۔ مطابق اس زبور کی قرآن میں حکم ہے۔ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا : כְבוֹד תְּהִלָּתוֹ
אִמְרוּ לֵאלֹהִים מַה־נּוֹרָא מַעֲשֶׂיךָ בְּרֹב עֻזְּךָ יְכַחֲשׁוּ לְךָ אֹיְבֶיךָ :
اِمرو لیلوہیم ما نورا معسیخا بروب عزخا یخشو لخا اویبخا کہو الوہیم (یعنی محمد) سے کیا ہی اچنبھے ہیں تیرے کام باوجود شدت قوت کے تیرے دشمن تیرا انکار کریں گے یہ امر واضح ہو کہ یہ آیت خدا کی نسبت نہیں ہے כָּל־הָאָרֶץ יִשְׁתַּחֲווּ לְךָ וִיזַמְּרוּ־לָךְ יְזַמְּרוּ שִׁמְךָ סֶלָה :
کُل ہاآرص یشتحوو لخا ویزمرو لاخ یزمرو شمخا سیلا۔ تمام زمین تیری تعظیم کریگی اور تیرے لئے زمزمہ کریگی تیرا نام گاویگی۔ مقصود اس سے نماز و حج و کثرت درود وغیرہ ہے לְכוּ וּרְאוּ מִפְעֲלוֹת אֱלֹהִים נוֹרָא עֲלִילָה עַל־בְּנֵי אָדָם : لخو وراو مفعلوت الوہیم نورا علیلہ عل بنی آدام (یعنی محمد) کے کام جو تجربہ دو اچنبھا ہے بنی آدم پر یہ اشارہ آنحضرت کے معجزات و آیات کی طرف اور عمدہ تعلیمات کی طرف הָפַךְ יָם לְיַבָּשָׁה בַּנָּהָר יַעַבְרוּ בְרָגֶל שָׁם נִשְׂמְחָה־בּוֹ : ہافخ یام لیبّاشا بنّاہار یعبرو برجل شام نسمحا بو۔ دریا خشک ہو جائے گا نہر میں اتر جائیں گے پیادہ وہاں۔ اُس سے ہم خوش ہونگے۔ واضح ہو کہ یہ خبر ہے دریائے ساوہ کے خشک ہونے کی جو آنحضرت کی پیدائش کے وقت میں خشک ہو گیا جس کی تصریح خبر ماتقدم میں گزری قبل زمانہ اسلام اُس علاقہ پر قبضہ بت پرستوں کا تھا اور وہ بنی اسرائیل کو تکلیف دیتے تھے اور زمان اسلام سے

اہلیٰ ہو گیا اس لئے حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ اُس سے ہم لوگ خوشی کریں گے :

משל בגבורתו עולם עיניו בגוים
תצפינה הסוררים אל ירימו למו סלה

موشیل بغبوراتو عولام عینا و بگوئیم تصفینا ہسوررِیم ال یارومو لاموسیلا
اپنی قوت سے تسلط کرے گا دنیا پر اس کی آنکھیں اقوام بت پرست کی طرف متوجہ ہونگی
کفار اس کی مدح نہ کریں گے۔ معنی واضح ہیں اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو اس کی مدح نہ کرے
کافر ہے اس کے بعد عبارت ہے اب ہم اس کتاب کا ۵۴ واں باب لکھتے ہیں۔

רני עקרה לא ילדה פצחי רנה וצהלי
לא חלה כי רבים בני שוממה מבני
בעולה אמר יהוה: הרחיבי מקום
אהלך ויריעות משכנותיך יטו אל
תחשכי האריכי מיתריך ויתדתיך
חזקי: כי ימין ושמאול תפרצי
וזרעך גוים יירש וערים נשמות
יושיבו: אל תיראי כי לא תבושי
ואל תכלמי כי לא תחפירי
כי בשת עלומיך תשכחי וחרפת
אלמנותיך לא תזכרי עוד: כי
בעליך עשיך יהוה צבאות שמו וגאלך
קדוש ישראל אלהי כל הארץ יקרא
כי כאשה עזובה ועצובת

וּקְרָאָךְ יְהוָה וְאֵשֶׁת נְעוּרִים
כִּי תִמָּאֵס אָמַר אֱלֹהָיִךְ: בְּרֶגַע
קָטֹן עֲזַבְתִּיךְ וּבְרַחֲמִים גְּדֹלִים
אֲקַבְּצֵךְ: בְּשֶׁצֶף קֶצֶף הִסְתַּרְתִּי פָנַי רֶגַע
מִמֵּךְ וּבְחֶסֶד עוֹלָם רִחַמְתִּיךְ אָמַר
גֹּאֲלֵךְ יְהוָה:

رنّی عقارا لو یالدا پصحی رنّا وصہلی لو حالا کی ربیم بنی شومیما مبنی بعولا آمر یہوا۔ ہرحیبی مقوم آہولیخ ویریعوت مشکنوتایخ یطّول ال تحساخی ہاریخی میتاریخ ویتیدوتایخ حزّقی: کی یامین وسمول تفرصی وزرعیخ گوئیم ییراش وعاریم نشموت یوشیبو + ال تیرئی کی لو تیبوشی وال تکالمی کی لو تحپیری کی بوشت علومایخ تشکاحی وحرپت المنوتایخ لو تزکری عود + کی بوعلایخ عوسایخ یہوا صباؤت شمو وگوالیخ قدوش یسرائیل الوہی کل ہارض یقاری + کی کاشا عزوبا وعصوبت روح قراءخ یہوا واشت نعوریم کی تماایس آمر الوہیخ + برگع قاطون عزبتیخ وبرحمیم گدولیم اقبصیخ + بشصف قصف ہسترتی پانای رگع ممیخ وبحسد عولام رحمتیخ آمر گوالیخ یہوا: **لغات** רָנִּי

رنّی اس کا مادہ רנן رنن ہے معنی اس کے چلانا خوشی سے ہو یا تعجب سے

רִנָּה رنّاہ بمعنی غل خوشی سے خواہ شتاب سے פִּצְחִי

تمارا کا فرقیم - بانجھ פִּצְחִי یعنی مادہ اس کا פָּצַח پانچ
جس کا بیشتر استعمال اس کا رنا کے ساتھ ہوتا ہے دونوں مل کے اس کے معنی ہوتے ہیں
غل مچانا جیسا یہاں ہے וְצַהֲלִי صہلی مادہ اس کا צָהַל صہل ہے
یعنی چیخ مارنا۔ عربی صہیل اسی سے نکلا ہے שׁוֹמֵמָה شومیا - ویران
غیر آباد - اگر عورت پر اطلاق ہو تو مستورہ متروکہ جس کو شوہر نے علیحدہ کر دیا ہو בְּ
عولہ کی بعولا مزدوجہ منکوحہ הַרְחִיבִי ہرحیبی مادہ اس کا
רָחַב رحب بمعنی وسعت یہاں صیغہ امر ہے باب افعال سے بمعنی وسیع کرنا
וִירִיעוֹת یریعوا پردہ - ستون خواہ چوب خیمہ מִשְׁכְּנוֹתַיִךְ مشکان خیمہ
יַטּוּ یطو اس کا مادہ נָטָה ناطا ہے بمعنی خیمہ کھڑا کرنا אַל תַּ
חְשֹׂכִי تحسوخی مادہ اس کا חָשַׂךְ حشخ ہے بمعنی روک لینا הַ
אֲרִיכִי ایریخی - بڑھاؤ دراز کر מֵיתָרַיִךְ میتار طناب
יְתֵדֹתַיִךְ یتیدوتہ - کھونٹی יָמִין یامن - داہنی וּשְׂמֹאול
سموئل - بائیں תִּפְרֹצִי تفرصی مادہ اس کا פָּרַץ پارص ہے
توڑ دینا۔ مجازاً مغلوب کرنا [illegible] ان تکالمی شرمال
ہمت کر תַחְפִּירִי تحفیری مادہ اس کا חָפַר حفر ہے
کھودنا لیکن باب افعال میں بمعنی ندامت و شرمساری مستعمل ہے [illegible]
الیکن [illegible] بغرمیم - طفولیت [illegible] بسغ - سکون
[illegible] شیعف - جا بجا [illegible] تصیف - غیظ

ترجمہ) اے عقیمہ نا زادہ چلا غل مچا۔ خوشی سے شور کر اے زہ نا چشیدہ کیونکہ
بیکس کی لڑکی بڑھ جائے گی منکوحہ کے لڑکوں سے۔ خدا فرماتا ہے اپنے خیمہ کا مقام وسیع کر
اپنے خیمہ کی چوب نصب ہوگی۔ روک مت دراز کر اپنی طناب اور اپنی کھونٹیاں محکم کر

کیونکہ دائیں بائیں تو مغلوب کرے گی اور تیری نسل قبائل کی مالک ہوگی اور ویران شہروں کو آباد کرے گی خوف مت کر کہ خجل نہ ہوگی اور شرمانے کی باتیں مت کر کہ شرمندہ نہ ہوگی بلکہ لڑکپن کی شرمساری بھول جائے گی اور بیوگی کی عار پھر یاد نہ کرے گی کیونکہ تیرا مالک بنانے والا ہے کا نام ذوالجلال ہے اور تیرا آزاد کرنے والا قدوس اسرائیل تمام دنیا کا معبود کہلائے گا جب متروکہ غمگین عورت کی طرح تجھے بلائے گا خدا جب لڑکپن کی عورت ناراض کرے گی تیرا خدا فرماتا ہے تھوڑی مدت کے لئے میں نے تجھے چھوڑا تھا اور بڑی رحمت کے ساتھ تجھے اکٹھا کروں گا۔ مخلوط غصے سے کچھ دیر تجھ سے مونہہ چھپایا میں نے اور دائمی مہربانی کے ساتھ تجھ پر رحم کیا میں نے۔ تیرے آزاد کرنے والے خدا کا فرمان ہے یہ بشارت تھی خدا کی طرف سے مسجد کعبہ کو چونکہ انبیاء بلکہ عموماً خدا پرست خدا کے بیٹے کہلاتے تھے اور مسجد کعبہ میں مدت دراز سے خدا پرستی نہیں ہوتی تھی اور نہ وہاں سے کوئی پیغمبر نکلا۔ بعد حضرت اسمٰعیل کے کچھ دنوں بعد وہاں بت پرستی شائع ہوئی۔ بتوں سے وہ مسجد معمور تھی۔ کواکب پرستی موجب فلاح دنیا و آخرت سمجھتے تھے۔ ہندوستان تک کے لوگ وہاں تیرتھ درشن کے لئے جاتے تھے بخلاف بیت المقدس کے کہ وہاں برابر خدا پرستی ہوتی رہی اور انبیاء برابر ہدایت بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوتے تھے گو یاربعام بن نباط کے وقت سے وہاں بھی کواکب پرستی پھیل گئی تھی تاہم کچھ نہ کچھ لوگ خدا پرستی بھی کرتے تھے کعبہ کی طرح بالکل بت خانہ نہیں ہوگیا تھا۔ پس چونکہ وہاں تا زمان پیغمبر آخر الزمان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اس لئے خدا اس کو عقیمہ کہتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ بہت خوش ہو کہ تیرے حجاج بیت المقدس کے حاجیوں سے بڑھ جائیں گے کیونکہ یہ مسجد ویران تھی اور بیت المقدس آباد۔ اس لئے متروکہ سے مراد کعبہ ہے اور منکوحہ سے بیت المقدس اور لڑکوں سے مراد حجاج ہیں۔ ظاہر ہے کہ بیت المقدس میں صرف ایک قوم کا حج ہوتا تھا اور یہاں تمام دنیا

تک حج کو جاتے تھے پس اولاد متروکہ کی بڑھ گئی منکوحہ کی اولاد سے یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی اور کعبہ کو اس وجہ سے بھی متروکہ کہا کہ وہاں ہاجرہ کی اولاد رہتی تھی جسے حضرت ابراہیم نے ترک کر کے وہاں پہونچا دیا تھا اور حضرت سارہ جو اپنے کو منکوحہ سمجھتی تھیں اُن کی اولاد سے بیت المقدس آباد تھا تو گویا کہا یہ کہ متعلقان اولاد ہاجرہ زیادہ ہو جائیں گے متعلقان اولاد سارہ سے یہ بات برابر اُن میں مشاہد ہے اُس کے بعد کہتا ہے کہ اپنے خیمہ کا مقام وسیع کر عرب کا دستور تھا خیموں میں رہنا خلاف بنی اسرائیل کے کہ وہ شہروں میں آباد تھے اس لئے کہتا ہے کہ اپنے مقام خیام کو وسیع کر یعنی تیرے خیمے ہفت اقلیم میں پھیلیں گے۔ چنانچہ ایسا ہوا اور بیت آگے سے اب گرداگرد حرم بڑھا ہی ہے اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ تیرے ...کی چوب نصب ہوگی یعنی تو قبلۂ عالم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فول وجہک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ وان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم وما اللہ بغافل عما یعملون: (ترجمہ) تو پھیرا اپنا مونہ مسجد حرام (یعنی کعبہ) کی طرف جہاں کہیں ہو مونہ پھیرو اُس کی طرف یقیناً اہل کتاب جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خدا کی طرف سے اور اُن کے کردار سے غافل نہیں) اس کے بعد کہتا ہے کہ اپنی طناب دراز کر اور میخیں محکم کر کیونکہ یمین و شمال کو تو مغلوب کرے گی اور تیری نسل قبائل کی مالک ہوگی اور ویران شہروں کو آباد کرے گی ویران شہر سے مراد بیت المقدس وغیرہ ہے جو نور اسلام سے آباد ہوا یعنی خدا پرستی وہاں بھی جاری ہوئی اور نجس و نامختون نکل گئے اُس کے بعد کہتا ہے کہ خوف مت کر شرمندہ نہ ہوگی یعنی تجھ میں شاہت بت پرستی نہ ہوگی اور تو ہمیشہ جملہ آفات سے محفوظ رہ کر قبلۂ عالم رہے گی۔ اب اُس کے بعد ...کہ یہ کب ہوگا کہ جب لڑکپن کی عورت یعنی بیت المقدس ناراض کرے گی اور

تجھکو متروک و غمگین عورت کی طرح خدا بلائے گا یعنی ہاجر کی طرح خدا تجھکو بلائے گا کہ حضرت ابراہیم نے بعد وفات حضرت سارہ کے اُن کو بلا لیا تھا۔ اسی طرح خدا تجھکو بعد خرابی بیت المقدس کے قبلہ مقرر کرے گا پھر کہتا ہے کہ تھوڑی دن کے لئے میں نے تجھے چھوڑا تھا اور بڑی رحمت سے تجھکو بلاؤں گا یعنی قبلہ مقرر کروں گا کیونکہ یہ حضرت آدم کے وقت سے مسجد پرستش گاہ خدا ذوالجلال وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تھی مگر کچھ دنوں سے بت خانہ ہو گئی تھی۔ بڑی رحمت سے کنایہ ہے ذات بابرکات سرور کائنات سے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ کو خیال کرو۔ کتب احادیث میں آپ کا نام نبی الرحمۃ مرقوم ہے اس کے بعد مذکور ہے کہ دائمی رحمت سے تجھ پر رحم کیا یعنی شریعت جو تجھ سے جاری ہوگی منسوخ نہ ہوگی اور ہمیشہ وہاں حج و قربانی و خدا پرستی قائم رہے گی کفار کے ہاتھ سے مصون و محفوظ رہے گی כִּי־מֵי נֹחַ זֹאת לִי אֲשֶׁר
נִשְׁבַּעְתִּי מֵעֲבֹר מֵי־נֹחַ עוֹד עַל־הָאָרֶץ
כֵּן נִשְׁבַּעְתִּי מִקְּצֹף עָלַיִךְ וּמִגְּעָ
ר־בָּךְ׃ כִּי הֶהָרִים יָמוּשׁוּ וְהַגְּבָעוֹת תְּ
מוּטֶינָה וְחַסְדִּי מֵאִתֵּךְ לֹא־יָמוּשׁ
וּבְרִית שְׁלוֹמִי לֹא־תָמוּט אָמַר מְ
רַחֲמֵךְ יְהוָה׃

کی می نوح زوث لی اشر نشبعتی میعبور می نوح عود عل ہا آرض کین نشبعتی مقصوف عالایخ ومگعار بایخ ۔ کی ہہاریم یاموشو وہگباعوث تمطینا وحسدی میاتیخ لو یاموش وبریت شلومی لو تاموط آمر مرحیمخ یہوا : لغات קְצֹף تصرف معنی غضب [illegible]

(گھڑکنا)۔ عتاب خفگی יָמוּשׁוּ یموشو مادہ اس کا מוּשׁ موش
ہے۔ دور ہونا۔ چھپ جانا תְּמוּטֶינָה تموطینا مادہ اس کا موط ہے
پھٹ جانا۔ یہ مادہ عربی میں بھی مستعمل ہے (ترجمہ) یہ ہمارے لئے مثل طوفان نوح ہے
جس کی نسبت ہم نے قسم کھائی ہے کہ پھر دنیا میں طوفان نہ ہوگا۔ یوں ہی ہم نے کھائی ہے
کہ تجھ پر غضب وغیظ کرنے سے پہاڑ ٹل جائیں اور جبال پھٹ جائیں ہماری رحمت تجھ سے
نہ ہٹے گی اور ہمارا عہد اسلام نہ پھٹے گا یہ حکم ہے خدائے رحیم کا۔ توراۃ میں مذکور ہے کہ
بعد از طوفان خدا نے قسم کھائی ہے کہ میں اب دنیا کو غرق نہ کروں گا اور تھا طوفان نوح کا
آغاز زمین کوفہ سے جو ملک عرب میں ہے سرحد شام میں اُس سے عرب وشام دونوں ڈوب گئے
اور کشتی نوح کا مستقر تھا اس لئے خدا کہتا ہے کہ جس طرح میں نے قسم کھائی ہے طوفان کی جس کے
خلاف اب تک دیکھا نہیں جاتا اُسی طرح میں قسم کھاتا ہوں کہ اب غضب نہ کروں گا۔ چنانچہ
بعثت آنحضرت کے تیرہ سو برس ہوئے اب تک حوادث دیکھے نہیں جاتے اُسی کی توثیق کے لئے پھر
کہتا ہے کہ میرے حکم کے خلاف نہیں ہوگا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ : עֲנִיָּה סֹעֲרָה
לֹא נֻחָמָה הִנֵּה אָנֹכִי מַרְבִּיץ בַּפּוּךְ
אֲבָנַיִךְ וִיסַדְתִּיךְ בַּסַּפִּירִים:
عنیّا سوعرا لو نوحاما ہنّہ انوخی مربیص بپوخ ابانائخ ویسدتیخ بسپیریم۔
لغات עֲנִיָּה عنیا۔ سکینہ סֹעֲרָה سوعرا = شکستہ
נֻחָמָה نوحاما = مرحومہ פּוּךְ پوخ = نگینہ סַפִּיר
سپیر = جوہر (ترجمہ) اے سکینہ شکستہ نامرحومہ ہاں میں تیرے پتھروں کو
نگینوں کی جگہ بٹھلاؤں گا اور جواہر سے تیری بنا ڈالوں گا۔ یہ سب خطاب ہے کعبہ کی طرف
سکینہ وشکستہ نامرحومہ ان الفاظ سے بنظر حال حضرت ہاجر کی ہے کہ وہ بڑی بے کسی سے

اس وادی غیر ذی زرع میں پہونچائی گئیں۔ اب اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی
مٹی کو لوگ مثل تحفہ کے لے جاتے ہیں، پتھر کو کون کہے سونے چاندی جواہر کی کچھ وقعت نہیں۔
ابھی ہمارے زمانہ میں ایک نواب ہند نے ایک ناودان چاندی کا وہاں بھیجا علما نے بڑی بڑی
منت و چاپلوسی سے اس نواب کی قبول کیا لیکن اس طرف لگایا جس طرف عورتوں کا مقام ہے
اس کے بعد اس باب میں ۷ آیت اور ہیں وہ بھی اسی قسم کی ہیں۔ ۶۰ باب קומי

אורי כי בא אורך וכבוד יהוה עלי
ך זרח: כי הנה החשך יכסה־
ארץ וערפל לאמים ועליך יז
רח יהוה וכבודו עליך יראה: והלכ
ו גוים לאורך ומלכים לנגה זר
חך: שאי סביב עיניך וראי כלם נ
קבצו באו־לך בניך מרחוק
יבאו ובנתיך על־צד תאמנה:
אז תראי ונהרת ופחד ורחב לבבך כי
יהפך עליך המון ים חיל גוים יב
או לך: שפעת גמלים תכסך בכ
רי מדין ועיפה כלם משבא יבאו
זהב ולבונה ישאו ותהלת יהוה יב
שרו: כל־צאן קדר יקבצו לך אי
לי נביות ישרתונך יעלו על־רצו
ן מזבחי ובית תפארתי אפאר:

מִי־אֵלֶּה כָּעָב תְּעוּפֶינָה וְכַיּוֹנִים
אֶל־אֲרֻבֹּתֵיהֶם׃ כִּי־לִי אִיִּים יְקַוּוּ
וָאֳנִיּוֹת תַּרְשִׁישׁ בָּרִאשֹׁנָה לְהָבִ
יא בָנַיִךְ מֵרָחוֹק כַּסְפָּם וּזְהָבָם
אִתָּם לְשֵׁם יְהוָה אֱלֹהַיִךְ וְלִקְדוֹ
שׁ יִשְׂרָאֵל כִּי פֵאֲרָךְ׃ וּבָנוּ בְ
נֵי נֵכָר חֹמֹתַיִךְ וּמַלְכֵיהֶם יְשָׁרְתוּנֶךְ
כִּי בְקִצְפִּי הִכִּיתִיךְ וּבִרְצוֹנִי רִ
חַמְתִּיךְ׃ וּפִתְּחוּ שְׁעָרַיִךְ תָּ
מִיד יוֹמָם וָלַיְלָה לֹא יִסָּגֵרוּ לְ
הָבִיא אֵלַיִךְ חֵיל גּוֹיִם וּמַלְכֵי
הֶם נְהוּגִים׃ כִּי־הַגּוֹי וְהַמַּמְלָ
כָה אֲשֶׁר לֹא־יַעַבְדוּךְ יֹאבֵ
דוּ וְהַגּוֹיִם חָרֹב יֶחֱרָבוּ׃ כְּ
בוֹד הַלְּבָנוֹן אֵלַיִךְ יָבוֹא בְּרוֹ
שׁ תִּדְהָר וּתְאַשּׁוּר יַחְדָּו לְפָאֵ
ר מְקוֹם מִקְדָּשִׁי וּמְקוֹם רַגְלַי
אֲכַבֵּד׃ וְהָלְכוּ אֵלַיִךְ שְׁחוֹחַ בְּ
נֵי מְעַנַּיִךְ וְהִשְׁתַּחֲווּ עַל־כַּפּוֹת
רַגְלַיִךְ כָּל־מְנַאֲצָיִךְ׃

قومی اوری کی با اوریخ وکبود یہوا عالایخ زارخ کی ہنّہ ہحوشیخ یکسہ آرص
وعرافل لاومیم وعالایخ یزرخ یہوا وکبودو عالایخ یرائے + وہالخو گوییم لاوریخ
وملاخیم لنوغہ زرحیخ + سئی سابیب عینایخ ورئی کلام نقبصو باؤ لاخ بانایخ
میراحوق یابو ؤبنوتایخ عل صد تیامینا + آز تری ونہرت وفاحد وراحب
لبابیخ کی یہافیخ عالایخ ہمون یام حیل گوییم یابو لاخ + شفعت گملیم تکسیخ بکری
مدیان وعیفا کلام مشبا یابو زاہاب ولبونا یسا او وتہلوت یہوا یبسیرو + کل
صون قیدار یقابصو لاخ ایلی نبایوت یشارتونیخ یعلو عل راصون مزبحی وبیت
تفارتی افایر + می ایلہ کاعاب تعوفینا وکیونیم ال اربوتیہم + کی لی ایم یقوو
وانیوت ترشیش بارشونا لہابی بانایخ میراحوق کسپام وزہابام اتام لشیم
یہوا الوہایخ ولقدوش یسرائیل کی پیاراخ + وبانو بنی نیکار حوموتایخ وملکیہم
یشارتونیخ کی بقصپی ہکیتیخ وبرصونی رحمتیخ + وفتحو شعارایخ تامید یومام
ولایلا لو یساگرو لہابی الایخ حیل گوییم وملکیہم نہوگیم + کی ہگوی وہمملاخا
اشر لو یعبدوخ یوبیدو وہگوییم حاروب یحرابو + کبود ہلبانون الایخ یابو بروش
تدہار وتاشور یحدا لفائیر مقوم مقداشی ومقوم رگلی اکبید + وہالخو
الایخ شحوح بنی معنیخ وہشتحوو عل کپوت رگلایخ کل منا صایخ -

(ترجمہ) اے میرے نور مستعد ہو جا کہ تیرا نور کمال کو پہونچا اور جلال ربانی تجھ پر چمکا۔
جب کہ ظلمت دنیا کو چھپا لے گی اور تاریکی امم کو تب تجھ پر خدا متجلی ہوگا اور انھیں کی عزت

تجھ پر نظر آئے گی اور چلیں گی قومیں تیری روشنی میں اور سلاطین تیرے نور کی کرنوں میں ہر طرف اپنی آنکھ اٹھا اور سب کو دیکھ سب جمع ہو کے تیرے پاس آئیں گے۔ تیرے لڑکے دور سے آئیں گے اور تیری لڑکیاں کندھے پر لدیں گی اُس وقت تو ڈرے گی اور مستتر ہوگی اور خشوع سے تیرا دل منشرح ہوگا جب کہ لوٹ پڑے گا تیری وجہ سے شور دریا کا قوموں کا لشکر تیرے پاس آئے گا اونٹوں کی قطار تجھے چھپا لے گی اور جوان اونٹنیاں مدین و عیفہ کی سب سبا سے آئیں گی سونا اور لوبان لا دلائیں گی اور تسبیحات الٰہی سے خوشنود کریں گی سب بھیڑیاں قیدار کی تیرے پاس جمع ہونگی۔ بجاوران نبایوت تیری خدمت کریں گے رضامندی سے ہمارے مذبح کی طرف چلیں گی۔ جب اپنے بیت الجلال کو ہم رونق دیں گے یہ کون ہیں جو مثل سحاب اوڑ رہی ہیں اور کبوتروں کی طرح اُن کی جھرکوں کی طرف۔ جب جزائر ہمارے مشتاق ہوں گے تو مراکب فرنگستان تیرے لڑکوں کو دور سے لائیں گے اُن کا سونا چاندی اُن کے ساتھ ہوگا۔ تیرے معبود اللہ کے نام کے واسطے اور قدوس اسرائیل کے لئے جس نے تجھے رونق دی اور اجانب تیرا حطیم بنائیں گے اور اُن کے سلاطین تیری خدمت کریں گے ہم نے اپنے غصہ سے تجھے مارا تھا اور اپنی رضامندی سے رحم کیا۔ تیرے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے دن و رات بند نہ ہوں گے۔ تیرے قوموں کی فوج لانے کو اور اُن کے سلاطین چلائے جائیں گے۔ کیونکہ جو قوم و سلطنت تیری خدمت نہ کریں گی مٹ جائیں گی اور دار الحرب ویران ہونگے۔ لبنان کی دولت تیرے پاس آئے گی برش اور ساج اور سرو معاً ہمارے پاک گھر کی تزئین کے لئے اور اپنے پاؤں کی جگہ کو عزت دیں گے ہم اور روانہ ہوں گے تیرے پاس رکوع کرتے ہوئے تیرے پاس دوست اور تیرے سب دشمن تیرے پاؤں پر سجدہ کریں گے۔ یہ چودہ آیت مسجد کعبہ کی شان میں ہے خبر دیتا ہے کہ جب دنیا کفر و ضلالت سے بھر جائے گی اُس وقت خدا کا جلال تجھ پر نظر آئے گا اور وہ نبی آخر الزمان پیدا ہوگا اور سلوک اقوام اُس کی شریعت پر ہوگا اور سلاطین

اُن کے مطابق عمل کریں گے چنانچہ خلفاء اسلام و امراء مومنین حکم قرآنی سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے مگر نفس اُن کے مذہب میں کا فر ہوتا ہے چوتھی آیت میں حج کا بیان ہے یعنی حجاج مسافات بعیدہ سے آئیں گے لڑکے اور لڑکی سے مقصود حجاج ہیں - ا ب پانچویں آیت میں یہ کہتا ہے کہ تیری نورانیت و انشراح قلب جب ہوگی کہ دریا کا شور تیری سبب سے لوٹ پڑیگا - یہ اشارہ ہے دریاے بادیہ سماوہ کے جاری ہونے کی طرف کہ وہ مدت سے خشک پڑا تھا - آنحضرت کے پیدا ہونے سے جاری ہو گیا اور لوٹ جانے کا لفظ اسی سے بھی کہا کہ اُس وقت میں بحیرہ ساوہ خشک ہوگا جس کی خبر اوپر گزری ہے تو گویا بحیرہ ساوہ کا پانی دریاے سماوہ میں لوٹ پڑا - جو عمل پانی کا وہاں ہوتا تھا اب یہاں ہوا اُس کے بعد مضامین سب واضح ہیں - نبایوث حضرت اسمٰعیل کے بڑے بیٹے تھے - آٹھویں آیت میں ذکر ملائکہ کا ہے جو خانہ کعبہ کی زیارت کو مثل سحاب کے محیط تھے - جب آنحضرت پیدا ہوئے اور دسویں آیت میں خبر دی ہے کہ جب قوم تیرے حلیم کو درست کریں گی - چنانچہ یہ خبر ترکوں کے وقت میں پوری ہوئی - باقی مضامین سب واضح ہیں حاجت تفسیر نہیں - یہ سب کچھ آنحضرت کی پیدائش سے پورا ہوا ہے ۔

یارب وسلم دائما ابدا ؛ علی نبیک خیر الخلق کلھم

اب اس کے بعد خطاب ہے بیت المقدس کی طرف ہے جس پہاڑ پر اُس کی تعمیر ہے اُس کا نام عبرانی میں صیون اور عربی میں صہیون (ترجمہ) اے صہیون مقدس اسرائیل متروکہ مبغوضہ اور ویران ہونے کے عوض میں تجھکو جلال ابدی اور سرور سرمدی کے واسطے وضع کروں گا اور قوموں کی شیر نوشش کرے گی اور سلاطین کی چھاتی چوسیگی اور تو جانے گی کہ میں اللہ تیرا نجات دہندہ اور تیرا آزاد کرنے والا قوی یعقوب ہے بعوض تانبے کے سونا لاؤں گا اور بعوض لوہے کے لاؤں گا چاندی اور لکڑی کی جگہ تانبا اور بجائے پتھر آہن اور کروں گا تیرا افسر سلامان اور تیرے حکام راست پھر سنا نہ جائے گا تیرے ملک میں ظلم و جبر

شکست تیرے خط میں اور پڑھے گے تیرے شہر پناہ مناجات اور تیرے دروازے تسبیح
پھر شمس و قمر تیرا نور نہ ہوگا ہمیشہ تیرا نور اور معبود اشد ہوگا۔ تیری رونق کے لئے۔ پھر تیرا
سورج نہ آئے گا اور تیرا چاند نہ اکٹھا ہوگا کیونکہ خدا ہمیشہ تیرا نور ہوگا اور تیرے ایام عداد
پوری ہو جائے گی اور تیری قوم صدیق ہوگی ہمیشہ مالک ارض رہے گی۔ ہمارے درخت کی
شاخ ہمارے ہاتھ کی صنعت رونق دے گی چھوٹا ہزار کے مقابل میں ہوگا اور صغیر بھاری
قوم کے برابر۔ میں اشد ہوں اُس کے وقت پر فوراً کر دوں گا۔ اب یہ بشارت ہی بیت المقدس کو
جو بار بار لوٹا گیا اور وہاں کا حج و قربان موقوف ہو گیا کہ تو پھر آباد ہوگی اور جلال ابدی
اُس میں جاگزیں ہوگا۔ سونے اور چاندی سے مراد مسلمان اور تانبے لوہے سے بنی اسرائیل
بہ نظر اُن کی سنگدلی کے اور عیسائی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بھی ایک شاخ ہیں بنی اسرائیل
کی اور وہ نامختون ہوتے ہیں جن کی نسبت پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ بیت المقدس سے
نکالے جائیں گے اور پھر شمس و قمر تیرا نور نہ ہوگا یعنی ان کی پرستش بیت المقدس میں نہ ہوگی
بلکہ خاص واجب الوجود تعالیٰ شانہ و جلت برہانہ کی عبادت یہاں ہوگی کیونکہ بنی اسرائیل
اُن کی پرستش کرتے تھے اور ہمارے درخت کی شاخ اور ہمارے ہاتھ کی صنعت سے مراد
ہمارے پیغمبر ہیں یہ سب امور آنحضرت کے وقت میں پورے ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ
مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور نیز حدیث صحیح میں وارد ہے۔
لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام و مسجد الرسول محمد و
مسجد الاقصیٰ۔ ان فضائل سے مسلمان وہاں شوق سے نماز پڑھتے ہیں فصل بر۔
واضح ہو کہ ۶۰ باب میں حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر و خانہ کعبہ پر پیشین گوئی کی ہے جو متعدد
معنی تھے ہم نے لکھے بلحاظ قت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشین گوئی مجموعہ ہے دو چیزوں کا ایک
وہ جو حضرت یعقوب نے خبر دی اور دوسری وہ جو حضرت موسیٰ نے بیان فرمایا کہ نور الٰہی بہت
سے متجلی ہوگا۔ کوہ فاران سے حضرت اشعیا کے زمانہ میں ضلالت و گمراہی انتہا کو پہنچی تھی

بنی اسرائیل بت پرستی کرتے تھے شمس و قمر و کواکب کی تعظیم و جادو و سحر کی دھن میں سب افعال ناجائز کرتے تھے۔ کفار کا غلبہ ہر طرف سے ہوتا جاتا تھا۔ اشعیا نبی سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے۔ اُن کے مواعظ محض لاینفع تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شریعت موسوی کی نسخ کا زمانہ قریب ہے تنگ ہو کے حضرت اشعیا پہلی آیت میں بطور روحانیت آنحضرت کے نور کی طرف بڑی محبت سے خطاب کرتے ہیں۔ اے میرے نور مستعد ہو جا اب تیرا نور کامل ہو چکا جلال ربانی تجھ پر چمکا یعنی اب تو ظاہر ہو کے خلق کو راہ راست پر لا۔ بدون تبدیل شریعت اوہام و ظنون قلوب سے دور نہ ہوں گے۔ قرآن میں بھی خدا نے آنحضرت کو نور کہا ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم و یابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون (ترجمہ) کفار چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کر بجھا دیں خدا اس کی مخالف ہے وہ اپنے نور کو کامل کرے گا گو کافروں پر گراں ہو۔ کفار ضرور آنحضرت کے قتل کی فکر میں تھے جس سے ضرورت ہجرت کی ہوئی۔ اس لئے خدا نے فرمایا جو قلم بند ہوا چنانچہ آگے آتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (ترجمہ) اسی نے اپنے رسول کو رہنمائی و دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے جملہ ادیان پر غالب کرے گو مشرکوں پر جبر ہو۔ ان دونوں آیتوں کا منشا ایک ہے۔ آپ کے اسمارے سے علما نے نور بھی شمار کیا ہے منشا راس استدعا کا جو حضرت اشعیا نے کیا وہی مکاشفہ ہے جسے وہ آگے لکھتے ہیں۔ نور محمدی کی طرف اشارہ کر کے کہ جب ظلمت یعنی ضلالت دنیا کو چھا لے گی تب تجھ پر نور الٰہی متجلی ہوگا اور جلال ربانی تجھ پر نازل ہوگا۔ یہ اسی نور کو کہتے ہیں کہ تیرا ظہور اس وقت ہوگا جب تمام دنیا میں گمراہی پھیل جائے گی تعیت و حی قلوب سے محو ہو جائے گی۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ قبائل تیرے نور میں چلیں گے اور سلاطین تیری کرنوں میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب دنیا میں ضلالت بھر جائے گی اُس وقت ایک نور

خدا کی جانب سے ظاہر ہو گا جس سے ہر خاص و عام فیض یاب ہونگے وہ اور راست اختیار کریں گے۔
اس کے بعد کہتا ہے کہ ہر طرف آنکھ اٹھا کے دیکھ سب تیرے لئے جمع ہونگے تیرے پاس آئینگے
تیرے توابع زن و مرد مسافات بعیدہ سے حاضر ہونگے چنانچہ اب تک مقامات دور دست
سے مومنین حج و زیارت قبر شریف کے لئے حاضر ہوتے ہیں لڑکے اور لڑکی سے مقصود
مومنین و مومنات ہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے مقصود آیت اس قدر ہے کہ اس نور کے واسطے
تمام لوگ کیا مرد کیا عورت دور دور سے آئیں گے اس کے بعد کہتا ہے اس وقت تو
وجد کرے گی اور نور افشاں ہوگی اور تیرا شرح صدر ہو گا جب تیری جیب سے دریا لوٹ
پڑے گا اور قبائل کا لشکر تیرے پاس آئے گا یعنی جب وہ نور کمال درجہ نبوت پہ پہونچیگا
دریائے ساوہ خشک جاری ہوگا اور قبائل اس پہ چڑھ آئیں گے چنانچہ آپ کے
وقت میں دریائے بادیہ ساوہ جو مدت سے خشک پڑا تھا جاری ہو گیا اور غزوہ خندق کا
کل کفار مدینہ پر چڑھ آئے تھے اس آیت میں لفظ تیری ہے ופחד کا واقع
ہے جس کا مادہ פחד پڑا ہے اس مادہ کے متعارف معنی ہیں ڈرنا لیکن وجد
کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا گزینیس میں لکھا ہے چنانچہ یہاں یہی معنی ہیں ורחב
کے معنی بھی بشاشت کے ہیں جو اس کے بعد واقع ہے یہ بھی قرینہ ہے کہ یہاں وجد کے
معنی ہیں قال اللہ تعالیٰ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ یعنی وعدہ جو اشعیا کی
زبان سے ہوا تھا وہ پورا ہوا اس کے بعد کہتا ہے۔ اونٹوں کی قطار تجھے چھپا لے گی
مدین و عیفہ کے جوان اونٹنیاں ملک سبا کے سب لوگ آئیں گے سونا اور لوبان لائینگے
اور خدا کی حمد سنائیں گے مقصود یہ ہے کہ تمام عرب اس کی اطاعت کریں گے مدین اور
مصر کے لوگ بھی عیفہ ایک شہر ہے مصر میں اور ملک سبا سے مقصود یمن ہے یعنی یمن کے
لوگ بھی مطیع ہونگے سونا و لوبان وہاں سے آئے گا۔ چنانچہ جناب امیر نے یمن سے
سونا بھیجا تھا جسے آپ نے تقسیم کروا دیا اس کے بعد کہتا ہے کل نبی قیدار دنبا لوٹ تیرے

پاس مجتمع ہوں گے' تیری خدمت کریں گے ہمارے مذبح پر قربانی کریں گے ہم اپنے بیت المحال کو رونق دیں گے۔ یہ سب آنحضرت کے وقت میں ہوا اس کے بعد کہتا ہے یہ کون ہیں جو ابر کی طرح اُڑے آتے ہیں اور کبوتروں کی طرح اپنی کھڑکیوں میں۔ مقصود یہ ہے کہ ملائکہ آ کے گھیرے رہیں گے جب بلوائی مدینہ پر چڑھ گئے کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کریں تو عبداللہ ابن سلام نے منع کیا کہ ایسا مت کرو۔ ملائکہ جو اس شہر پاک کو گھیرے ہیں متفرق ہو جائیں گے۔ بلوائیوں نے کہا تو کیا بکتا ہے اے یہودی بچہ۔ اس کے بعد کہتا ہے جب جزائر کے لوگ ہمارے مشتاق ہوں گے تو مثل ایک فرنگستان تیرے توابع کو لائیں گے جن کا سونا چاندی اُن کے ساتھ ہوگا۔ خدا کے نام کے واسطے اور تیرے معبود کی پیشکش کے لئے۔ اس کے بعد کہتا ہے اجانب تیرے شہر پناہ بنائیں گے اُن کے سلاطین تیری خدمت کریں گے کیونکہ ہم نے غصہ سے تجھے صدمہ پہنچایا اور رضامندی سے رحم کیا۔ مقصود یہ ہے کہ چونکہ ہم نے ہاجرہ پر غصہ کر کے وادی غیر ذی زرع میں پھینکا تو رضامندی تجھ پر رحم کر کے یہ مرتبہ تجھے دیا کہ اجانب تیری شہر پناہ بنائیں گے اور سلاطین تیری خدمت کریں گے اس کے بعد کہتا ہے تیرے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے رات دن بند نہ ہوں گے تاکہ جوق جوق اقوام اور اُن کے سلاطین حاضر ہوں۔ مقصود یہ ہے کہ تیری شریعت منسوخ نہ ہوگی ہمیشہ جوق جوق لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔ اس کے بعد کہتا ہے جو قوم و سلطنت تیری اطاعت نہ کریں گی مٹ جائیں گی یعنی دنیا خواہ عاقبت میں۔ الغرض حضرت اشعیا کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیغمبر کی خبر دیتے ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ تیری روشنی میں لوگ چلیں گے' خدا کا نور اس پر متجلی ہوگا۔ بیان اُن کا یہ ہے کہ ایک نور ظاہر ہوگا کہ اس کی روشنی میں اقوام چلیں گی اور سلاطین اس کے احکام تسلیم کریں گے اور سب اس کے پاس جمع ہو کے آئیں گے مدعوت دور سے اس پر ایمان لائیں گے یہ اس وقت ہوگا جب ایک خشک دریا جاری ہوگا۔ مدین و عصرو مین کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور

خدا کی حمد کریں گے اور بنی اسمٰعیل سب اُس کی خدمت کریں گے اور خدا کی مذبح پر قربانی کرینگے
اب ہم پوچھتے ہیں کہ بعد اشعیا کے کون پیغمبر ہوا جس کے وقت میں یہ امور واقع ہوئے اگر
حضرت مسیح کو کہیں تو بنی اسمٰعیل اُن پر ایمان نہ لائے اُن کے وقت میں کوئی دریا خشکی جاری
ہوا۔ ملک عرب میں دین عیسوی جاری نہ ہوا۔ ۱۴ آیت میں لکھا ہے کہ تیرے دوست کو فتح
کریں گے حضرت مسیح کے دشمن اُن سے مغلوب نہ ہوئے بلکہ اُن کو پھانسی پر چڑھایا۔ بخلاف
آنحضرت کے کہ سب مشرکین عرب جو دشمن تھے مطیع و فرمان بردار ہو گئے۔ اشعیا باب ۲۱
آیت ۶ سے یہاں لکھا جاتا ہے اس میں پہلے ہی متکلمین نے بحث کی ہے۔ כִּי כֹה
אָמַר אֵלַי אֲדֹנָי לֵךְ הַעֲמֵד הַ
מְצַפֶּה אֲשֶׁר יִרְאֶה יַגִּיד׃ וְרָאָה רֶ
כֶב צֶמֶד פָּרָשִׁים רֶכֶב חֲמוֹר רֶכֶב
גָּמָל וְהִקְשִׁיב קֶשֶׁב רַב קָשֶׁב׃ וַ
יִּקְרָא אַרְיֵה עַל־מִצְפֶּה אֲדֹנָי אָ
נֹכִי עֹמֵד תָּמִיד יוֹמָם וְעַל־מִשְׁ
מַרְתִּי אָנֹכִי נִצָּב כָּל־הַלֵּילוֹת׃
וְהִנֵּה־זֶה בָא רֶכֶב אִישׁ צֶמֶד פָּרָשִׁ
ים וַיַּעַן וַיֹּאמֶר נָפְלָה נָפְלָה בָּבֶל׃
כָּל פְּסִילֵי אֱלֹהֶיהָ שִׁבַּר לָאָרֶץ׃
מְדֻשָׁתִי וּבֶן־גָּרְנִי אֲשֶׁר שָׁמַעְתִּי
מֵאֵת יְהוָה צְבָאוֹת אֱלֹהֵי יִשְׂ
רָאֵל הִגַּדְתִּי לָכֶם׃

کی کُوآمَر ایلاؔ اُدُنای لیخ حعمید حمصفیّہ اشیر یراہ یگید۔ ورا نا رِکِب صِمِد پاراشیم رِکِب حَمُور رِکِب گامال وہِقْشِیب قیشب رَب قاشب۔ ویقرا اَرْیِہ عَل مِصفیہ اُدُنای آنُوخی عومید تامید یُومام وعَل مشمرتی آنوخی نِصّاب کُل حلیلوت۔ وہِنّہ زہ با رِکِب ایش صمِد پاراشیم ویعن ویومِر نافلا نافلا بابیل وکُل پسیلی الوہیہا شبیر لاآرِص۔ مِدُشاتی اُو بِن گُرنی اشیر شامعتی مایٔت یہوا صباوت الوہی یسرائیل ہِگَدّتی لاخم

لغات

מְצַפֶּה : مُصَفِّیہ = دیدبان جس کو اونچے مقام پر بٹھلائیں اس غرض سے کہ وہ جو کچھ دیکھے سو بتائے اور کنایہ نبی سے

רֶכֶב رِکِب = راکب

צֶמֶד صِمِد = جوڑا، جفت جیسے کہیں ایک جوڑا کبوتر، ایک جوڑا جوتا

פָּרָשׁ پاراش = سوار

חֲמוֹר حَمُور = گدھا، حمار

גָּמָל گامال = اونٹ، جمل

אַרְיֵה اَرْیِہ = شیر، اسد

מִצְפֶּה مِصفیہ = اونچا مقام اور نام ہے ایک شہر کا جو صدر مقام تھا بخت نصر کے وقت میں وہاں حاکم رہتا تھا

מְדֻשָׁתִי مِدُوشاتا = پامال، مَدُوس

בֶּן גָּרְנִי بِن گُورنی = محصور۔ زراعت جو کاٹ کے خرمن میں انبار ہو۔

(ترجمہ) ہم سے ہمارے مالک نے کہا جا دیدبان قائم کر کے جو دیکھے اُس کی خبر دے تو دیکھا سوار یعنی ایک جوڑ سواروں کی ایک سوار گدھے کا اور ایک اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا پھر آواز دی شیر نے مقام بلند پر اے میرے مالک میں رات دن اپنی خدمت پر کھڑا رہتا ہوں اور یہاں پہونچا سوار یعنی مرد یعنی ایک جوڑ سواروں کی تو جواب دیا خدا نے اور کہا گر گئے گر گئے بابل اُس کے جو بتان معبود ٹوٹ گئے۔ اے میرے پامال خرمن خراب جو میں نے خدا سے سنا تم کو خبر دی۔ واضح ہو کہ گدھے کے سوار سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں

اور اونٹ کی سواری سے ہمارے پیغمبر یہ سواریاں ان صاحبوں کی مشہور ہیں اور شہر سے
دار روحانیت قمر جو مربی تھی اہل بابل کی لیکن وہاں سے اس کی درخواست نامنظور
ہوکے ویرانی بابل کا حکم صادر ہوا - اور حکم ہوا کہ وہاں کے بت سب توڑے جائیں گے
چنانچہ آنحضرت کے خلفاء کے وقت میں وقوع اس کا ہوا - بنو العباس کی سلطنت کا مقام
بغداد تھا جو بابل سے متصل ہے - اب یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی - اس باب کے ۱۳ آیت سے
خبر خاص عرب کی نسبت ہے اس کو ذکر کرتے ہیں מַשָּׂא בַּעְרָב
בַּיַּעַר בַּעְרַב תָּלִינוּ אֹרְחוֹת דְּדָנִי
ם׃ לִקְרַאת צָמֵא הֵתָיוּ מָיִם יֹשְׁבֵי
אֶרֶץ תֵּימָא בְּלַחְמוֹ קִדְּמוּ נ
דֵד׃ כִּי מִפְּנֵי חֲרָבוֹת נָדָדוּ
מִפְּנֵי חֶרֶב נְטוּשָׁה וּמִפְּנֵי
קֶשֶׁת דְּרוּכָה וּמִפְּנֵי כֹּבֶד
מִלְחָמָה׃

مَسّا بَعَراب بَیَعَر بَعَرب تالینو اُورحوت دِدانیم لِقرات صامی ہیتایو مایم یوشِبی
اِرص تیما بِلحمو قدمو نود کی مپنی حَرابوت نادادو مپنی حرب نطوشا ومپنی
قیشت دِروکا ومپنی کوبِد مِلحاما - لغات מַשָּׂא مسّا - بار
בַּעְרָב بیعر جنگل [illegible] تالین - اور تم نے کی אֹרְחוֹת
اورخ اصل معنی اس کے ہیں راہ اور مجازاً قافلہ דְּדָן ددان - علاقہ عرب
اور ایک علاقہ ہے شمال عرب میں جہاں قطورہ کی اولاد آباد رہی [illegible]
تیما لوگی - پہونچی - [illegible] ساکن [illegible] تیما عرب میں ایک گو

تیما بالفتح کہتے ہیں اور عبرانی میں بالکسر اصل معنی اس لفظ کے دونوں زبانوں میں بیابان کے ہیں یہ نام ہے ایک خطہ کا جہاں تیما بن اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد آباد ہے (ترجمہ) حاصل یہ کہ عرب بیابان عرب میں آ رہیں گے۔ قوافل بحرین کے تشنہ کو پانی پہنچا ئیں گے۔ ارض تیما کے سکان پریشان کے سامنے قوت رکھیں گے جو کہ بوجہ قتال پریشان ہوئے یعنی برہنہ تلوار اور چڑھی کمان اور سختی ہنگامہ سے یہ خبر ہے ہمارے پیغمبر کے زمانہ کی۔ واضح ہو کہ بعد فتح مکہ ۸ھ ہجری میں وفود جا بجا سے بہت آئے اور مسلمان ہوتے گئے گو اس کے پہلے بھی قوافل دریافت حال کے لئے آئے تھے چنانچہ کسریٰ نے جب آپ کا نامہ اس کے پاس گیا پھاڑ ڈالا اور باذان صوبہ دار یمن کو لکھا کہ وہ جو دعویٰ پیغمبری کا کرتے ہیں ملک عرب میں اُن کو پکڑ کے بھیجدو تو باذان نے دو سردار مع قافلہ کے مدینہ روانہ کیا اور آپ کو خط لکھا کہ تم ان دونوں آدمیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ دونوں جناب اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں مونڈی' مونچھیں بڑی جیسا ہندوستان میں اب تک رواج ہے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ تمھیں ایسی صورت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی رکھو اور مونچھیں کترواؤ۔ اُن دونوں شخصوں کے دل میں اگرچہ رعب آنحضرت کا چھا گیا تھا بدن اُن کا تھرتھراتا تھا ؎

ہیبت حق ست ایں از خلق نیست

لیکن گفتگو انھوں نے بے باکانہ کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلے چلو نہیں تو اس کا مزاج بہت برا ہے وہ تمھارے ملک عرب کو تباہ کر ڈالے گا۔ آپ نے فرمایا شہر و کل آنا صبح کو اُن دونوں سے کہا کہ رات شیرویہ نے پرویز کو مار ڈالا تم چلے جاؤ اور وہ دسویں جمادی الاولیٰ ۷ھ ہجری روز منگل تھا۔ وہ دونوں سردار روانہ ہوکے باذان پاس پہنچے اور حال بیان کیا۔ باذان نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے تو وہ بے شک پیغمبر ہیں۔ میں سب لوگ سے

چلے مسلمان ہوں گا۔ انھیں دنوں نامہ شیرویہ کا باذان پاس اس مضمون کا پہونچا کہ
پرویز ظالم تھا میں نے اُسے قتل کیا اور تم کو تمہارے عہدہ پر قائم رکھا جو شخص دعویٰ پیغمبری کا
عرب میں کرتے ہیں اُن سے کچھ تعرض نہ کرنا جب تک میرا حکم اس بارہ میں نہ پہونچے۔
وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ سچا کلام ہو۔ باذان اسی وقت مع اپنے بیٹوں کے
مسلمان ہوگیا اور سب اہل یمن وفارسی جو وہاں تھے مسلمان ہوگئے۔ نجاشی بادشاہ حبشہ نے
جب نامۂ مبارک دیکھا تو ایمان لایا اور بہت تعظیم کے ساتھ جواب لکھا اور کچھ تحف و ہدایا آپ کے
پاس روانہ کئے۔ اُس زمانہ میں سلاطین حبشہ نجاشی کہلاتے تھے اس نجاشی کا نام اصحمہ تھا
یہ پہلے مذہب نصاریٰ رکھتا تھا اسی کے عہد میں مہاجران حبشہ حضرت عثمان و حضرت جعفر
وغیرہ رضی اللہ عنہم مکہ سے ہجرت کر گئے تھے اور اسی نجاشی کے بعد وفات سنہ ۹ ہجری
میں آپ نے مدینہ منورہ میں خبر وفات دے کر نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی مقوقس بادشاہ
مصر و اسکندریہ نے آپ کے نامہ کی بہت تعظیم کی اور تحف و ہدایا آپ کو بھیجا دو لونڈیاں
ماریہ قبطیہ اور شیرین کو بھی تحفہ بھیجا تھا چنانچہ ماریہ آپ کی خدمت میں رہیں اور ابراہیم
ابن رسول اللہ اُن کے بطن سے پیدا ہوئے (حضرت ابراہیم کی بی بی ہاجرہ وہیں سے آئی
تھیں یہ سنت ابراہیمی ادا ہوئی) ایک خچر سفید جس کا نام دلدل تھا وہیں سے آیا تھا شعر

یا ربّ صلّ وسلّم دائماً ابداً — علیٰ نبیّک خیر الخلق کلّہم

یہاں ہی جا بجا سے قوافل بیابان عرب میں آ کے ٹھہرتے تھے جس کی حکایت حضرت
شعیا کر رہے ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ ارض تیما کے رہنے والوں نے پیاسوں کو پانی پہونچایا
مقصود یہ کہ گمراہان بادیہ ضلالت کو ہدایت کرنے کا خاص التزام کیا اور پریشانی کے سامنے
ثابت رکھا۔ اُس سے مقصود یہود ہیں جو بوجہ قتل و غارت و خونریزی اور اقوام بت پرست
نصاریٰ کے ظلم و تعدی سے ملک عرب میں مسکن گزین و پناہ گیر تھے اور مسیح کے انتظار
میں بسر کرتے تھے اُن کے سامنے روٹیاں رکھیں لیکن انھوں نے اپنی شقاوت سے بھی

غلط فہمی سے ان روشیوں کو قبول نہ کیا اس کے بعد یہ ہے כי כה אמר
אדני אלי בעוד שנה כשני
שכיר וכלה כל־כבוד קדר׃
ושאר מספר־קשת גבורי בני
קדר ימעטו כי יהוה אלהי
ישראל׃ لغات דבר׃

کی کو امر ادونای ایلای بعود شانہ کشنی ساخیر وخالا کل کبود قیدار وشئیر مسپر
قیشیت گبوری بنی قیدار یمعاطو کی یہوا الوہی اسرائیل دبیر **لغات**
בעוד بعود معنی بعد שנה شانہ معنی سال שכיר
ساخیر = مزدور מספר مسپار = مقدار بقدر מעט
معط = تعین کرنا (ترجمہ) ہم سے ہمارے مالک نے یوں کہا کہ بعد ایک سال ساخیر کے کامل ہو جانے کا فخر بنی قیدار کا اور باقی ماندہ لوگ تیرانداز بنی قیدار کے کمان سے تعین کرنے سے کم ہو جائیں گے کیونکہ خدا معبود اسرائیل نے کہا ہے بنی قیدار سے مراد قریش ہیں اور ساخیر بحساب جمل پانسو تیس (۵۳۰) ہوتا ہے عبرانی میں حروف کتابت یہ ہیں: س ک ی ر جس کا مجموعہ ۵۳۰ ہوا حرف اول اس کا کتابت میں شین معجمہ ہے گو تلفظ اس کا مہملہ ہے یہود کے استعمال کے موافق ہے کتابت و تلفظ و شمار میں اور فخر بنی قیدار ہمارے پیغمبر ہیں تو مقصود یہ ہوا کہ بعد انقضائے مدت قریب پانسو تیس سال کے وہ فخر قریش کامل الجسد ہو کے پیدا ہو گا یعنی زمانہ فترہ جو درمیان دو پیغمبر کے ہوتا ہے اس کی مقدار ۵۳۰ سال کے قریب ہے اس واسطے کہ وقت رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تا زمان نبوت آنحضرت ۵۷۴ سال گزرے تھے جیسا اوپر بیان ہوا اگر منہا کیے ۴۰ برس نبوت کے ساقط کرنے سے ۵۳۴ باقی رہتے ہیں اور اس آیت میں ۵۳۰ کی تفاوت

ہم سال کا پڑتا ہے۔ اس لئے قریب ۵۰۰ برس بتایا گیا یعنی بعد انقضائے ۵۰۰ سال زمانہ قریب
کے وہ پیغمبر پیدا ہوگا۔ ساخیر کے معنی ہیں مزدور۔ اس کے ارادہ کرنے سے کوئی معنی درست نہیں
یہاں ایک تقریر دوسری ہے۔ وہ یہ ہے کہ کل شانا کشنی ساخیر שָׁנָה כִּשְׁנֵי
שָׂכִיר سے مراد عدد ہے۔ مفردات اس کے جو عبرانی میں لکھے جاتے
ہیں یہ ہیں ش ۳۰۰ ن ۵۰ ہ ۵ ک ۲۰ ش ۳۰۰ ن ۵۰ ی ۱۰ ش ۳۰۰ ک ۲۰ ی ۱۰ ر ۲۰۰
جس کا مجموعہ ۱۲۶۵ ہوا۔ اب مضمون آیت یہ ہوا کہ بعد بارہ سو پینسٹھ سال کے عزت و فخر
قریش کا کامل ہو جائے گا۔ عزت و فخر قریش ہمارے پیغمبر ہیں اس لئے مقصود یہ ہوا کہ وہ پیغمبر
بعد ۱۲۶۵ سال کے کامل الوجود ہوگا یعنی پیدا ہوگا، خواہ نبی کامل النبوۃ۔ اب یہاں ثبوت
اس امر کا ضرور ہے کہ بعد اس قدر زمانہ کے آپ پیدا ہوئے خواہ پیغمبر کامل ہوئے۔ تو اریخ کا
بیان مختلف ہے لیکن جہاں تک قریب تحقیق ہے اسے اولاً لکھتے ہیں۔ تاریخ عیسوی حضرت
عیسیٰ کی پیدائش سے مقرر ہوئی۔ مبدا اس تاریخ کا یکم جنوری ہے جس وقت تحویل آفتاب کی
برج جدی میں ہوئی تھی اس وقت سے آج تک ۱۸۸۸ سال پورے ہو چکے ہیں۔ اب انیسویں صدی
شروع ہے۔ یہ سال شمسی اصطلاحی ہے کیونکہ مہینے اس کے شمسی اصطلاحی ہیں۔ دوسری تاریخ رومی
ہے جس کا مبدء جلوس سکندر رومی ہے۔ واضع اس کا ارسطا طالیس ہے۔ بوقت تحویل آفتاب
برج میزان میں ہو تا ریخ تاریخ عیسوی سے ۳۱۲ سال پیشتر مقرر ہوئی یعنی پیدائش حضرت
مسیح سنہ ۳۱۲ سکندرانی میں ہوئی۔ الغرض ۱۰ ماہ کانون الآخر سنہ ۱۳۱۲ سکندرانی کو یہ سنہ مقرر ہوا۔
تیسری تاریخ قبلی ہے۔ یہ تاریخ بخت نصر کے جلوس سے مقرر ہوئی۔ یہ تاریخ ۴۳۶ سال پیشتر
تاریخ رومی سے مقرر ہوئی یعنی سنہ ۷۴۷ قبلی روز اول جلوس سکندر رومی ہے۔ یہ بھی شمسی اصطلاحی
ہے۔ چوتھی تاریخ ہجری ہے۔ یہ سنہ ہمارے پیغمبر کی ہجرت سے شروع ہوا۔ یہ سنہ ۶۲۲ عیسوی سے
شروع ہوا یعنی سنہ ۶۲۲ عیسوی میں آنحضرت ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو بحکم ربانی ہجرت فرمائی۔
جیسا حضرت ابراہیم نے ارض کنعان میں ہجرت کی تھی جب اس قدر عہد ہوا تو کہتے ہیں کہ سنہ ۹۱

مطابق ۸۸۱ سنہ سکندرانی مطابق ۲۸۷ قبطیہ آپ کی پیدائش ہوئی اور ۶۱۰ء مطابق ۱۹۲۱ س
مطابق ۵۲۱ ق میں آپ کو نبوت ہوئی اور ۶۲۲ء مطابق ۹۳۳ سکندرانی مطابق ۳۳۸ ق
آپ نے ہجرت فرمائی چونکہ آپ کو نبوت ۶۱۰ء میں ہوئی اور حضرت عیسیٰ کو رفع ۳۳ء میں تو
بعد نکال ڈالنے ۳۳ سال زمانہ زندگانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۶۰۹ سے ۵۰۵ سال باقی
رہتے ہیں لیکن اگر کسور مزدکر تحویل بانچی جائیں تو زمانہ فترہ درمیان حضرت عیسیٰ اور ہمارے
پیغمبر کی ۵۰۴ سال باقی رہیں گے جیسا اوپر بیان ہوا۔ اور یہاں جو حضرت اشعیا نے بیان کیا
۱۲۶۵ برس بعد بالکل عزت وجلال قیدار کا کمل ہوجائے گا۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ ۵۸۴ قبطیہ
میں بار اول بیت المقدس جلایا گیا اور ستر برس بعد اُس کے یعنی ۵۱۴ ق میں دوبارہ جلایا گیا۔
اور ۱۳۳۱ ق میں حجۃ الوداع واقع ہوا تو حساب سے خرابی بیت المقدس بار ثانی سے جو طیطوس
کے وقت میں ہوئی تھی تا زمانہ حجۃ الوداع ۱۲۶۵ سال ہوتے ہیں یہی کہ حضرت اشعیا
کہہ رہے ہیں کہ اس قدر مدت کے بعد خرابی بیت المقدس سے عزت قریش کی کامل ہوجائے گی
چنانچہ حجۃ الوداع میں جو سنہ ۱۰ ہجری میں ہوا یہ آیت نازل ہوئی بروز عرفہ اَلْیَوْمَ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔
اس سے ظاہر ہے کہ اس روز عزت قریش کی پوری ہوگئی۔ ایک مرتبہ آنحضرت نے کنجی خانہ کعبہ
کی عثمان بن طلحہ سے اُس میں داخل ہونے کی غرض سے طلب کی۔ اُس نے نہیں دی۔ آپ نے
فرمایا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی جس کو چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا کہ اس وقت
قریش بہت ذلیل ہوجائیں گے جو ایسی بات ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اُس دن قریش کو بڑی
عزت حاصل ہوگی۔ سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقع ہوا کہ بعد فتح مکہ کنجی آپ نے عثمان بن طلحہ سے
مانگی انھوں نے حاضر کردی۔ حضرت عباس نے درخواست کی کہ مجھ کو عنایت ہو حضرت
علی نے بھی درخواست کی مگر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ
اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ پس آنحضرت نے کنجی عثمان کو دے دی اور فرمایا۔

دو یہ ہمیشہ کے لیے نہ لے گا تجھ سے کوئی مگر ظالم۔ مطابق اس کے کنجی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ میں اب تک چلی آتی ہے۔ عثمان کی اولاد نہ تھی کنجی انھوں نے اپنے بھائی شیبہ کو بوقت وفات دی شیبہ کی اولاد میں وہ کنجی ہے۔ لہٰذا صاحب مفتاح شیبی کہلاتا ہے۔ وقت سپرد کرنے مفتاح کے آنحضرت نے اپنا کلام عثمان کو یاد دلا دیا تھا ؎

یا رب صل وسلم دائماً ابداً ○ علی نبیک خیر الخلق کلہم

اس کے بعد حضرت اشعیا فرماتے ہیں کہ باقی ماندہ یعنی پیرواں بت پرست جو قتل و نہب سے بچ گئے ہیں وہ بہادران قریش کی کمانوں سے کم ہو جائیں گے چنانچہ یہ سب واقع ہوا فقرہ کے שְׁאָר شار کی معنی ہم نے باقی ماندہ بت پرست کے لکھا ہے اس کے موافق تحقیق باب اول میں مذکور ہو چکے ہم لکھ دیتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

בָּעִים בְּמַלְכָּם : וְהַנִּשְׁבָּ
עִים בְּמַלְכָּם : וְאֵת הַנְּסוֹגִים מֵ
אַחֲרֵי יְהוָה וַאֲשֶׁר לֹא־בִקְשׁוּ
אֶת־יְהוָה וְלֹא דְרָשֻׁהוּ : הַס מִפְּ
נֵי אֲדֹנָי יְהוָה כִּי קָרוֹב יוֹם
יְהוָה כִּין זֶבַח הִקְדִּישׁ קְרֻאָיו :
בְּיוֹם זֶבַח יְהוָה וּפָקַדְתִּי עַ
ל־הַשָּׂרִים וְעַל־בְּנֵי הַמֶּלֶךְ וְעַ
ל כָּל־הַלֹּבְשִׁים מַלְבּוּשׁ נָכְרִי :
וּפָקַדְתִּי עַל כָּל־הַדּוֹלֵג עַל־הַמִּפְ
תָּן בַּיּוֹם הַהוּא הַמְמַלְאִים בֵּית
אֲדֹנֵיהֶם חָמָס וּמִרְמָה : וְהָיָה
בַיּוֹם הַהוּא נְאֻם יְהוָה קוֹל
צְעָקָה מִשַּׁעַר הַדָּגִים וִילָלָה מִן
הַמִּשְׁנֶה וְשֶׁבֶר גָּדוֹל מֵהַגְּבָעוֹת :
הֵילִילוּ יֹשְׁבֵי הַמַּכְתֵּשׁ כִּי נִדְמָה כָּ
ל־עַם כְּנַעַן נִכְרְתוּ כָּל נְטִילֵי כֶּ
סֶף : וְהָיָה בָּעֵת הַהִיא אֲחַפֵּשׂ
אֶת־יְרוּשָׁלִַם בַּנֵּרוֹת וּפָקַדְתִּי
עַל־הָאֲנָשִׁים הַקֹּפְאִים עַל־
שִׁמְרֵיהֶם הָאֹמְרִים בִּלְבָבָם לֹא

ייטיב יהוה ולא ירע: והיה
חילם למשסה ובתיהם = לשמ
מה ובנו בתים ולא ישבו ונ
טעו כרמים ולא ישתו את יי
נם: קרוב יום יהוה הגדול קר
וב ומהר מאד קול יום יהוה מר צר
ח שם גבור: יום עברה היום
ההוא יום צרה ומצוקה יום
שאה ומשואה יום חשך ואפ
לה יום ענן וערפל: יום
שופר ותרועה על הערים הבצ
רות ועל הפנות הגבה
ות: והצרתי לאדם והלכו כע
רים כי ליהוה חטאו ושפך דמם
והלכו כעורים כי ליהוה חטאו
ושפך דמם כעפר ולחמם כ
גללים: גם כספם גם זהבם ל
א יוכל להצילם ביום עברת ?
הוה ובאש קנאתו תאכל כל ה
ארץ כי כלה אך נבהלה יעשה
את כל ישבי הארץ:

آسوت آسیف کول تعل مینی ہا اَ دَمَہ تام ہیوا. آسیف آدام ذیہیا آسیف
عوف عشام ماہم ذو دِی عِیام و عشیوت اِث ہا رشاہیم واحز تی اث ہا آدام
معل مینی ہا آدا مہ تام ہیوا + وِنا ہلیشی یا دِی عَل ہیوہ دا وعل کل یوشبی یرد
شالاہم دِہمز تی من عتا وتم ہمرہ وِاث شہر حبعل اِث شیم عگرا ہیم ہم حکو
حتیم دِاث عشتوہم عل حلتوت الصبا عشا ماہم وِاث عشتوہم عقشبا علیم لیہیوا
و عقشبا ہیم عبلکام وِاث عقسو عیتم ہیاعری ہیوہ دا نہر لو بقشواث ہیوا ولو دِزا شو
قو حصن مینی اذنا ی ہیوا کی قادوب یوم ہیوا کی حیمین رح سجدلس قروِنا ردِ ہا یا
بیوم نہجے ہیو ومقدے علی حتا ہیم و عل بنی حیح وعل کل عشر ہشیم لہو ستس
تحرمی + وتا قد نی عل کل عدو لبخ عل حسان بیوم حمو تحلیم بیث اوسیم
عامس ومرا دِہا ما بیوم حضو ہام ہیوا قول صعا کا رشعو عقتا ہیم ویلالا بن عمشیر
دِشہر کا دول بیعگبا عوث جلیلو یوشی عمیتش کی نذ ما کل عمر کا عن بحر نو کل
تحلی کا سعت دِہا یا باعیث حسی اجمیس اث برو شالہم بیز دوث وتا قدی عل
آتا شیم عقو تیم عل ہرہم کا آو مر ہیم بیتا بتم تو سیلب ہیوا دِلویا یرتع دِ ہا یا جلام
المت و باشیم لشتا ما و دِ ہا تو با ہیم دِ لو بشیو د نا لجو کرا ہیم ولو یشتو بیتام قادوب
یوم ہیوا عگاد دول قادوب و غبیر بیو د وقول یوم کا رشو سع وشام گیتو یوم عبرا
حیوم حمو یوم صا ما و مصوقا یوم شو کا و حشو کا یوم حو شبح وا قبلا یوم عام کان
عرا قل یوم شو مار و شرو عا مل حیعا ہیم حقتعو زوث و عل حیوث عمیر عوت

وَہَصِیروتی لا آدام وہالکو کعوریم کی لیہوا حاطا ووشپخ دامام کعافار ولحوام
کگلالیم گم کسپام گم زہابام لو یوخل لہصیلام بیوم عبرت یہوا وباش قنآتو تاکل
کل ہا آرص کی خالا اخ نبہالا یعسہ ات کل یوشبی ہا آرص ۔

لغات אָסֹף אָסֵף آسوف آسیف مادہ اس کا אסף
אָסַף آسف ہے اس کے چند معنی ہیں اول ڈھیر لگانا و اکٹھا کرنا دوسرے کھینچ لینا
مار دینا سیری مٹا دینا برباد کرنا مار ڈالنا [illegible] הַמַּכְשֵׁלוֹת مخشلوت مسٹم
דְּגֵי הַיָּם مچھلی ۔ سمندر کی ہم הַמַּכְשֵׁלוֹת ٹھوکر ۔ بٹھانا گیا ہم
[illegible] شار بمعنی بقیہ باقی [illegible] بَل ۔ بت [illegible]
כְּרָמִים کرامیم مفرد اس کا כֶּרֶם کرم ہے اس کے معنی ہیں انگور کی
ٹٹی اور مطلق باغ اور آباد شہر اور بعض تصویریں بھی آیا ہے [illegible] نسوخ پھرنے والا
הַס ہس اس کا مادہ הָסָה ہاسا ہے جس کے معنی ہیں چپ رہنا سکوت
اختیار کرنا [illegible] مدبیغ اس کا مادہ [illegible] دلغ ہے جس کے
معنی ہیں کودنا اچھلنا [illegible] نطبل ۔ لدوا ۔ حمال [illegible]
کیسیف ۔ چاندی ۔ نقرہ نطبلی ۔ کاسف کنایۃ از دولت مند [illegible]
اَحَپِّش مادہ اس کا חָפַשׂ حافش ہے جس کے معنی ہیں تلاش کرنا ۔ قوقیم
קֹפְאִים مادہ اس کا קָפָא قافا ہے جس کے معنی سکڑنا جم جانا
[illegible] شمر خیال ۔ عبرا [illegible] غضب [illegible]
معنی سختی [illegible] مصدر تا معنی تباہی و بربادی ۔ شوآ موت
[illegible] عام فنا ۔ (ترجمہ) فرمان خدا ہے کہ فنا کردیں گے ہم سب کو
روئے زمین سے فنا کریں گے آدمی کو بہائم کو اور فنا کریں گے طیور ہوا اور دریا میں مچھلیوں کو

اور شیاطین کو تب منقطع کریں گے آدمی کو روئے زمین سے۔ یہ حکم خدا کا ہے۔ پھیلائیں گے اپنا
ہاتھ یہودا پر اور سکان یروشلیم پر اور مٹائیں گے اس مقام سے باقی ماندہ بت کو اور اصنام کو مع
اُن کے کاہنوں کے محو کریں گے بالاخانات میں ساجدان کواکب کو اور اُن سجدہ کرنے والوں کو
جو خدا کی جگہ اپنے بادشاہ کی قسم کھاتے ہیں اور مرتدوں کو جنہوں نے خدا کی تلاش نہ کی
اور نہ اُس کو پوچھا۔ چپ رہو اپنے مالک خدا کے سامنے کہ خدا کا دن اب قریب ہے خدا نے
قربانی تیار کر لی اور اُس کی ذریت کو مقدس کیا۔ خدا کی قربانی کے دن تلاش کریں گے ہم
سرداروں کو شاہزادوں کو اور مبتدع اور اُس دن تلاش کریں گے ہم اُس ملازم کو
جنہوں نے اپنے مالک کے گھر کو ظلم و فریب سے بھر دیا۔ خدا کا حکم ہے کہ اُس دن بڑا شور ہوگا
باب الحیتان سے اور صیحہ مشنٰی سے شکست عظیم جبال سے چلائیں گے سکان مختیش جب کہ
برباد ہو جائیں گے۔ کل قوم کنعان مٹ جائے گی کل دولتمند اور اُس وقت ڈھونڈیں گے
ہم اورشلیم کو چراغوں سے اور کھینچیں گے اُن لوگوں کو جو اپنے خیال میں جمے ہیں اور
کہتے ہیں کہ خدا نہ نیک کرتا نہ بد تو ہوگی اُن کے غول شکار اور اُن کے گھر ویران،
مکان بنائیں گے مگر رہنا نصیب نہ ہوگا۔ انگور لگائیں گے لیکن اُس کی شراب نہ پئیں گے
خدا کا بڑا دن قریب ہے بہت جلد ہوگا۔ خدا کے دن ایک ڈپٹ ہوگی جہاں بہادر ڈپٹے گا
وہ دن غضب کا ہوگا۔ دن سختی و تنگی کا دن، شور و غوغا کا دن، ظلمت و تاریکی کا دن، بدلی و
گھٹا کا دن، برق و قرنا کا۔ اونچے پہاڑوں پر اور بلند گنبدوں پر۔ تب آدمی کو سختی میں
ڈالیں گے ہم۔ اندھوں کی طرح چلیں گے جن لوگوں نے خطا کی ہے اور اُن کا خون خاک پر بہایا
جائے گا اور اُن کا گوشت غلیظ کی طرح۔ اُن کا سونا چاندی اُن کو بچا نہ سکے گا خدا کے غضب سے۔
اُس کے غضب کی آگ سے تمام روئے زمین جل جائے گی جب تمام سکانِ ارض کو مٹاؤں گا۔

لغات۔ باب الحیتان بیت المقدس میں ایک دروازہ کا نام ہے وعلی ہذا القیاس۔ مشنٰی
جس کو ہم نے مثنیٰ سے ترجمہ کیا ہے مختیش ایک مقام کا نام ہے قریب بیت المقدس کے، اس

باب میں قیامت کا بیان ہے جب دنیا ختم ہو جائے گی چونکہ ہمارے پیغمبر کی بعثت سے نبوت ختم ہو گئی اس لئے آپ کا وجود ضمیمۂ قیامت شمار ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس باب میں آپ کا بھی کچھ ذکر ہے قیامت اور آپ کے زمانہ کا ذکر مخلوط ہے۔ دوسری آیت سے ۴۰ تک قیامت کا ذکر ہے یعنی ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمامی جاندار جمع ہو کے فنا ہوں گے۔ اگرچہ فنا کی نسبت صرف آدمی کی طرف ہوتی ہے لیکن مقصود اس سے کل مرکبات عنصریہ ہیں کیونکہ ادام کی اصل معنی ہیں خاکی اور یہ موالید ثلثہ میں جزو اعظم خاک۔ قرآن میں بھی اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ مذکور ہے۔ اب ۴ آیت سے بیت المقدس سے بت پرستی مٹانے کا ذکر ہے اور نظرات کیا کب سحر سازی و شعبدہ بازی کے نیست و نابود کرنے کا بیان ہے کہ وہ آنحضرت کے وقت سے پورا ہوا اب بیت المقدس میں اس کا نام و نشان نہیں۔ ۵ آیت میں کہتا ہے کہ خدا کا دن قریب ہے۔ خدا نے قربانی تیار کر لی اور اس کی قرأت پاک سے مقصود قربانی مسجد حرام ہے کہ وہاں قربانی بتوں کے لئے ہوتی تھی نہ اللہ واحد قہار کے لئے اور قرأت پاک سے مقصود قرآن ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے ۱۰ باب میں بھی قرآن کو پاک کلام سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے بعد جہاد و جدال و قتال کا بیان ہے جو شان اسلام میں کفار سے پیش آیا۔ جس سے بڑے بڑے سلاطین و شیاطین جو خلائق کو بذریعہ رقی و عزائم بطمع دنیاوی ضلالت میں ڈالے تھے محو و بیکار ہوئے اور عبادت وحدہٗ لاشریک لہ صرف بنظر معاد و آخرت شائع ہوئی۔ واضح ہو کہ اہل نظر نے بحث سے یہ بات ثابت کی ہے کہ صفات واجب الوجود تعالیٰ شانہٗ عین ذات ہیں۔ چنانچہ اکثر فلاسفہ کا مذہب یہی ہے پس یہ خیال منتہی ہوتا ہے اس عقیدہ کی طرف کہ اس ذات پاک میں کوئی صفت نہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نہ وہ مارتا نہ جلاتا نہ خوش ہوتا نہ ناراض۔ چنانچہ اکثر عقلاء نے ایسا ہی سمجھ کے اسے نرگن مانتے ہیں۔ گن صفت کو کہتے ہیں یعنی اس میں کوئی صفت نہیں بعد اس کے ایک فریق اسے مستحق عبادت باستحقاق ذاتی سمجھتے ہیں کہ گو وہ کچھ نہیں کرتا لیکن بنظر کمال ذاتی عبادت کے لائق وہی ہے اس کے سوائے جملہ موجودات ناقص و ناقابل عبادت ہیں

اُس عبادت کا خاصہ ہے سرور سرمدی وفلاحِ ابدی، اور ایک فریق اُس کی عبادت کو فضول سمجھ کر روحانیات کی پرستش کرتے ہیں کہ اصنام سے مقصود وہی ہوتے ہیں جو اوہام الناس اُس میں جملہ صفات کمال تسلیم کرتے ہیں کہ وہ قابلِ عبادت رہے۔ لیکن اشاعرہ نے جب دیکھا کہ صفات کو غیرِ ذات کہنے میں قباحت ہے اور عینِ ذات کہنے میں نفیِ صفات لازم ہوتی ہے جو صریح قرآن کے مخالف ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ نہ عین ہیں نہ غیر لیکن محققین یہ کہتے ہیں کہ وہاں ذات و صفات ایک ہے وہی علم بھی ہے وہی عالم بھی وہی قدرت بھی اور قادر بھی وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس کا بیان نہایت ہی طولانی ہے۔ یہاں بسط وتطویل کے لائق نہیں لیکن اس قدر جاننا چاہیے کہ عام اصول بت پرستی یہی ہے کہ اُس ہستی پاک کی عبادت عبث ہے اور گو عبث بھی نہ ہو چنداں سودمند نہیں اور یہی خیال بنی اسرائیل کا بھی تھا۔ اس سفر ۱۲ آیت ۳۰ میں اس کی نسبت وعید ہے اور شراب نہ پینے سے یہ بھی اشارہ ہے کہ اُس وقت شراب حرام ہو جائے گی تو جو مسلمان ہو جائیں گے وہ بنظرِ حرمت نہ پئیں گے اور جو مسلمان نہ ہوں گے اُن سے جبراً انگور ہی چھین جائیں گے ۱۴ آیت سے پھر قیامت کا ذکر ہے یعنی ایک دن ایسا ہی آئے گا جس میں ایک سخت آواز ہوگی تمام دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا۔ آدمی بدحواسی سے اندھوں کی طرح چلیں گے۔ اُس دن کچھ کام نہ آئے گا، نہ سونا نہ چاندی نہ دولت نہ خزانہ پھر دنیا فنا ہو جائے گی۔ قرآن میں قیامت کا ذکر بہت ہے۔ اگلی کتابوں میں تھوڑا تھوڑا ذکر ہے جیسا اس کتاب میں حضرت موسیٰ کی کتاب میں بھی اُس کی طرف اشارہ ہے۔ تجارب ودلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم اجسام مرکب ہے اجزا لا تتجزیٰ سے یعنی ایسے چھوٹے اجزا جن کی قسمت اب کسی آلہ خواہ تیزاب وغیرہ تدبیرات سے نہ ہو سکے چونکہ وہ متصل حقیقی ہے تو اس کا انفصال محال ہوگا۔ کوئی چیز اپنی ضد کے قابل نہیں ہوتی۔ ہندی میں اسے پرمان کہتے ہیں۔ اُس کو ذرہ کا ساٹھواں حصہ بتاتے ہیں وہ مرئی بصر نہیں بلا اعانت خوردبین اور ترکیب دلالت کرتی ہے تحلیل پر اس لئے قیاس ہوتا ہے کہ عالم اجسام فنا ہو جائے، سبب

اجزا راس کے الگ الگ ہو جائیں لیکن اس کا علم کسی کو نہیں کہ وہ کب تک متصل رہتے ہیں اور کب منفصل ہو جاتے ہیں۔ قوت بشری اس کے ادراک سے قاصر ہے بلکہ اکثر قویٰ ملکی بھی کفایت نہیں کرتے قال اللہ تعالیٰ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا (ترجمہ) یقیناً جدائی کا دن مقرر ہے یعنی ایک وقت مقرر ہے کہ تمام اجزاء عالم منفصل ہو جائیں اور عالم معدوم ہو جائے پھر اس کا نشان بتاتا ہے یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا (ترجمہ) جس دن سخت آواز ہوگی تو تم گروہ گروہ ہو جاؤ گے اور کھل جائیں گے آسمان تو ہو جائیں گے دروازے اور پہاڑ سراب ہو کے اڑ جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایک سخت آواز ہوگی جس سے لوگ خوف زدہ پریشان ہوں گے پھر آسمان پھٹ جائیں گے اور پہاڑ مثل ریگ اجزاء لا یتجزیٰ کو ریگ سے بیان کرتا ہے۔ یہاں تک فقط اجسام کے فنا ہونے کا بیان ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ۔ (ترجمہ) قسم ہے ارواح اور ملائکہ کی جس دن کانپنے لگے جسم و جسمانیات اس دن قلوب مضطرب ہوں گے اور آنکھیں خوف سے بند ہو جائیں گی پھر تو ایک ڈپٹ ہوگی جس سے دفعتاً وہ ریگ ہو جائیں گے)

راجفہ کانپنے والے کو کہتے ہیں جسم ہی قابل حرکت ہیں۔ اس لئے راجفہ سے مراد اجسام ہیں ان کے توابع وہی جسمانیات ہیں۔ ساہرہ ریگستان کو کہتے ہیں۔ اجزاء کی تحلیل ہو جانے پر ان کو ریگستان سے بیان کیا ہے جیسا سراب سے بیان کیا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (ترجمہ) پھر جب ہوگا وہ غل
جس دن بھاگے گا مرد اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے اور جورو لڑکے سے ہر شخص اس دن اپنے حال
میں پھنسا ہوگا کتنے منہ اس دن بحال ہنستے بشاش ہوں گے اور کتنے منہ پر اس دن غبار ہوگا جس پر
سیاہی چڑھے گی وہ کفار بدکار ہوں گے۔ اس سے ثابت ہو کہ اس دن غل یعنی آواز
شدید ہوگی جس سے لوگ گھبرا جائیں گے۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی۔ ہر شخص اپنے حال میں
مبتلا رہے گا الا کاملین جن کو موت کا کچھ اندیشہ نہیں جو ہمیشہ مشاہدہ جمال ربانی میں مست بیٹھے ہیں
قال اللہ تعالیٰ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ
سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ
سُجِّرَتْ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنبٍ
قُتِلَتْ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ
وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ (ترجمہ) جب دھوپ لپٹ جائے
اور جب تارے تیرہ ہو جائیں اور جب پہاڑ اڑ جائیں اور جب بلیاں بے کار ہو جائیں اور جب جانور جمع
کئے جائیں اور جب سمندر بھڑکائے جائیں اور جب جانیں ساتھ کی جائیں اور جب زندہ درگور پوچھے جائیں کہ
کس گناہ پر ماری گئی اور جب کتابیں پھیلائی جائیں اور جب آسمان ادھیڑے ہو جائیں اور جب دوزخ
بھڑکائی جائے اور جب جنت قریب کی جائے تو سمجھیں گے ہر جان اپنا کام) یہ ایک بڑے تغیر عالم کی
خبر ہے۔ جب نیرات بے نور ہو جائیں گے یعنی ان کے اجسام خراب ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ
جو ارواح متعلق ہیں ان کو چھوڑ دیں گے ان کے نور سے مقصود ان کی جان ہو کہ وہی باعث
ہو ان کے نور ظاہری کا اور تعطیل عشار اور حشر وحوش سے مقصود ہیجان ہول و اضطراب ہو
اور بحار کی تسجیر سے مراد تخلخل ہو کہ پہلے میاہ متخلخل ہوں گے پھر مشتعل اور تزویج نفوس سے
مقصود یہ ہو کہ کل اجسام فنا ہو جائیں گے اور ارواح جو ان کے ساتھ متعلق ہیں ان کو چھوڑ کے
ارواح کے ساتھ ہو رہیں گے جب یہ حالت ہولناک بہم پہونچے گی تو آدمی کو اپنے کرتوت

ہوجائیں گے۔ ارواح کو تو فنا ہی نہیں وہ اپنے اعمال کو دیکھیں گی اور صحف سے مقصود یہاں نفوس منطبعہ فلکیہ ہیں اور اُن کا نشر یہی ہے کہ اجسام کو چھوڑ دیں گی اور کشط سما ء تو ظاہر ہے۔ الغرض سب کا نتیجہ یہی ہے کہ جملہ اجسام نیست و نابود ہو جائیں گے فقط ارواح رہ جائیں گی چنانچہ اسی بات کو سورۂ نبا کے اخیر میں بیان کیا ہے۔ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنی بعد فنائے عالم صرف ارواح و ملائکہ رہ جائیں گے اُس وقت حالت کی ادراک سے سب کو حیرت ہوگی اور کچھ بول نہ سکیں گے یعنی متحیر ہوں گے الا ارواح کاملین کہ اُن کو کچھ تحیر نہ ہوگا اُس کے بعد مذکور ہے کہ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا۔ عذاب قریب سے مقصود وہی حیرت و ہول ہے جو ارواح پر وقت فنائے عالم طاری ہوگا کہ اُس وقت تمامی اعمال اُس کے پیش نظر ہوں گے جو منشا ء سرور خواہ حزن کا ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ۔

(ترجمہ) پھر جب آئے گا وہ بڑا ہنگامہ جس دن یاد کرے گا آدمی اپنی کمائی اور نکال جائیگی دوزخ دیکھنے والوں کے لیے تو جس نے نافرمانی کی اور پسند کی حیات دنیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور جو ڈرا اپنے رب کے مرتبہ سے اور روکا جی کو خواہش سے اُس کا گھر جنت ہوگا ۔ بڑے ہنگامہ سے مراد وہی وقت ہے جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائیں گے فقط ارواح رہ جائیں گی تب بوجہ تجرد کے اُن کو اپنے مناسب نظر آئیں گے اُس وقت کاملین کہ جنھوں نے غضب و شہوت کو رام کیا ہے سرور ابدی جس کا نام جنت ہے حاصل ہوگا اور جو لوگ خواہش کے پھندے میں رہے اور لذات جسمانی اُن پر غالب رہیں اور حصول کمالات سے محروم رہے اُن کو حزن و آلام سرمدی نصیب ہوگا

وہی دوزخ ہے قال اللہ تعالیٰ اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ
وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ
وَاَخَّرَتْ (ترجمہ) جب آسمان پھٹ جائے اور تارے جھڑ پڑیں اور سمندر بہ جائیں اور قبریں اکھیڑی
جائیں تو جی جان لے اپنے اعمال۔ بعد اسکے ہو کر ارواح کی تین حالت ہیں۔ ایک حالت تعلق بالبدن کی ہے کہ
اسی کو عرف میں زندگی کہتے ہیں قرآن میں اسی حالت کو جا بجا دنیا سے تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ حالت نہیں
ہوتی ہے لذات جسمانی اور دون درجہ میں ہیں لذات روحانی سے۔ دوسری حالت مفارقت بدن
کی ہے جسے موت کہتے ہیں۔ اس حالت میں جان بوجہ بیکار ہو جانے کے بدن کو چھوڑ دیتی ہے
لیکن تاہم اُسے کچھ نہ کچھ تعلق اجسام کے ساتھ رہ جاتا ہے خصوصاً جسم مثالی جسے اکثر اہل مجاہدہ
تسلیم کرتے ہیں اور بہت جہلا اسی کو روح سمجھتے یعنی ایک جسم لطیف اس جسم کے اندر اور ہے کہ
یہ جسم اس کا غلاف ہے وہ جسم اس کی شبیہ ہے جملہ اعضا اُس میں ایسے ہی ہوتے ہیں دونوں میں
صرف لطافت و کثافت کا فرق ہے وہ جسم بعد فنا ہو جانے اس جسم کثیف کے مدت دراز تک قائم رہتا ہے
کیا عجب ہے کہ یہ جسم تا قیامت باقی رہے مگر چونکہ جسم ہے تو بوجہ ترکیب کے قابل فنا ہے اور اگر ایسے
جسم کو نہ بھی مانیں تو بھی تا قیام عالم اجسام روح کو بعد المفارقت کچھ نہ کچھ تعلق اجسام سے رہتا ہے۔
ہاں جب یہ عالم اجسام بالکلیہ محو ہو جائے گا اُس وقت اُسے کچھ تعلق اجسام سے نہ رہے گا۔
بالکلیہ تجرد حاصل ہو گا۔ پس یہ حالت جو روح کو بعد مفارقت بدن حاصل ہوتی ہے تا قیام قیامت
قبر ہے اس حالت میں جو الم ہوتا ہے وہی عذاب قبر ہے۔ تیسری حالت وہ ہے کہ روح کو کچھ تعلق
اجسام سے باقی نہ رہے یہ اُس وقت ہو گا جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائیں۔ اس حالت میں
جسم مثالی بھی فنا ہو جاتا ہے اسی حالت کو آخرت کہتے ہیں جب یہ سمجھ ہوا تو کہتے ہیں کہ قبروں کا
اکھڑ جانا جو مذکور ہے اُس سے مقصود دوسری حالت کا مٹ جانا ہے۔ خواہ جسم مثالی کے فنا سے
یا تمامی اجسام کے مٹ جانے سے اس حالت میں چونکہ نفس کو نہایت تجرد ہوتا ہے تو ادراک
اُس کا بہت بڑھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمامی اعمال آگے اپنے نظر آتے ہیں فَكَشَفْنَا عَنْكَ

غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ کو بھی یاد کرو۔ قال اللہ تعالیٰ یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (ترجمہ) جس دن اڑائیں گے ہم پہاڑوں کو اور دیکھے گا تو زمین کو خالی اور جمع کریں گے ہم اُن کو اس طرح کہ کوئی چھٹ نہ جاوے اور سامنے کئے جائیں اپنے رب کے قطار قطار تو تم لوگ آؤ گے ہمارے پاس جس طرح اوّلاً پیدا کئے گئے تھے) اس سے ظاہر ہے کہ جب عالم اجسام فنا ہو جائیں گے تو ارواح خدا کے سامنے ہونگی کیونکہ اوّل خلقت ارواح کی بلا اجسام تھی۔ یہ موافق ہے یَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ کے ساتھ قال اللہ تعالیٰ یَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ **لغات**۔ طے چھپانا بولتے ہیں۔ طوی الحدیث یعنی بات چھپایا مشہور کیا سجل۔ جس پر لکھا جاوے جیسے کاغذ خواہ پتا (ترجمہ) جس دن چھپائیں گے ہم آسمان جیسے طومار کتاب کو (یعنی آتے بعد قطرت کا سا کر دیں گے) ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ چونکہ بعد قطرہ اجزاء لا تیجزی تھے اُن کی ترکیب سے آسمان و زمین کل عالم اجسام حاصل ہوا۔ پھر جب وہ اجزاء متفرق ہو کر اجزاء لا تیجزی رہ جائیں گے تو آسمان بلکہ کل اجسام غائب ہو جائیں گے اسی لئے کہتا ہے کہ جس دن چھپا دیں گے ہم آسمان کو بہ تقلیل اجزاء بعد منقطر ہو خلا میں جو جان ہے چلا اجسام مخفی ہو جانے کے جیسے حروف طومار میں چھپ جاتے ہیں پھر اس کے بعد آگ کی ہو کر جیسے وہ اجزاء متفرق ہو جائیں گے اس میں رد ہے اُن کا جو آسمان کی پرستش کرتے ہیں۔ جیسے چین میں ایک فرقہ یہاں طے کے معنی لپیٹنے کے نہیں ورنہ اَلسَّمَاءُ مُنْشَطَتْ کے مخالف ہوگا۔ الحق اَلسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ۔ قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۔ (ترجمہ) ڈرو تم لوگ اپنے مالک سے کہ قیامت کا زلزلہ بڑا ہولناک ہے۔ جس دن تم لوگ اُسے دیکھو گے تو بے سدھ ہو جائیگی ہر مرضعہ اپنے بچے سے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ متوالے معلوم ہونگے حالانکہ وہ متوالے نہ ہونگے لیکن خدا کا عذاب سخت ہے) قال اللہ تعالیٰ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا (ترجمہ) جس دن کپکپینگے پہاڑ اور زمین اور ہو جائیں گے ایک تودہ منتشر (یعنی اُن کے اجزا بالو کی طرح متفرق ہو جائیں گے) یونہی السَّمَاءُ مُنفَطِرَةٌ ۔ قال اللہ تعالیٰ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا (ترجمہ) جس دن آسمان خوب کپکپے گا اور پہاڑ اُڑینگے)۔ قال اللہ تعالیٰ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ (ترجمہ) ایک ہی چیخ میں وہ بجھ جائیں گے)۔ ایضاً إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ (ترجمہ) ایک چیخ میں وہ سب ہمارے پاس حاضر ہونگے (یعنی ایک سخت آواز سے اجسام فنا ہو جائیں گے اور ارواح جناب قدس کی طرف متوجہ ہونگی)۔ قال اللہ تعالیٰ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ (ترجمہ) پھونکا جائے گا نرسنگا تو وہ قبروں سے دوڑیں گے) قبر کے معنی ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پس مقصود یہ ہوگا کہ وہ حالت جو اُن کو بعد الموت حاصل ہو جاتی رہے گی۔ چنانچہ والصافات میں یوں لکھا ہے۔ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ دَاخِرُونَ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ (ترجمہ) کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہو جائینگے تب ہم اُٹھینگے کیا ہمارے بزرگ اگلے بھی۔ کہدے ہاں اور تم ذلیل ہوگے وہ تو ایک ڈپٹ ہوگی کہ وہ فوراً

تکنے لگیں گے کہیں گے کہ افسوس یہ روز جزا ہے یہ جدائی کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے) اس میں صاف بیان ہوا کہ جب وہ سخت آواز ہوگی تو وہ فوراً تکنے لگیں گے کیونکہ اجسام تو فنا ہو جائیں گے اور بسبب کمال تجرد و ادراک ارواح بڑھ جائے گا جیسا گزرا فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ کے بھی معنی ہیں اُن کے تکنے کے کہ اپنے اعمال کو دیکھیں گے اچھے ہوں یا بُرے جو شمار سرور خواہ حزن ہوں گے۔ اس لئے وہ کہیں گے کہ یہ دار الجزاء ہے۔ اُس وقت ملائکہ کہیں گے کہ یہ جدائی کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے یعنی اجزاء لا یتجزیٰ کے تحلیل کا دن جس کی خبر دی جاتی تھی یہی ہے۔ کفار سمجھتے تھے کہ ہم لوگ اسی جسم سابق کے ساتھ اٹھیں گے اور اسی کا انکار کرتے تھے اس لئے خدا نے اٹھنے کے معنی کہہ دیا کہ وہ تکنے لگیں گے یعنی ادراک اُن کا بڑھ جائے گا (چنانچہ کفار سے جا بجا اسی قسم کی بات منقول ہے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ (ترجمہ) کیا جب ہم مرکے مٹی ہو جائیں گے تب زندہ ہوں گے ایسا لوٹنا دور ہے۔ ایضاً فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (ترجمہ) اُن کی بات تعجب کی ہے کہ جب ہم مرکے مٹی ہو جائیں گے تب ہم از سر نو پیدا ہوں گے) ایضاً۔ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً۔ اگر ان کفار سے روح مجرد کے قائل نہ تھے یہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعد الموت کچھ باقی رہتا ہے جیسا بعض حکماء کی رائے ہے۔ سورہ زلزلہ کا بیان صاف ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (ترجمہ) جب سخت بھونچال آئے گا اور زمین اپنا نقل نکال ڈالے گی اور آدمی کہے گا کہ اسے کیا ہوا تو اس دن اس کا حال کھل جائے گا یعنی جس کی نسبت تیرے مالک نے خبر دی اُس دن لوگ جوق جوق رجوع کریں گے اپنے اعمال دیکھنے کی طرف تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی اسے دیکھے گا۔ اشتغال

سے بظاہر تو مقصود پہاڑ و اشجار وغیرہ یعنی موالید ثلثہ ہیں۔ یہ سب فنا ہو جائیں گے۔ لیکن دقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ ثقل ارض اس کی میل طبعی ہے مقصود یہ ہے کہ اس کی طبیعت فنا ہو کے معدوم ہو جائے گی پس مقصود یہ ہے کہ جس دن زمین کو سخت جنبش ہوگی فنا ہو جائیگی تو لوگ یعنی ارواح تعجب سے کہیں گے کہ اسے کیا ہوا تو جب ایسا تغیر ہوگا تو اس وقت زمین کا حال کھل جائے گا کہ مطابق وحی کے فنا ہو گئی اس وقت ارواح اپنے اعمال کی طرف متوجہ ہونگے اور ان کو اپنے اعمال نیک ہوں یا بد نظر آئیں گے یہ گفتگو نسبت ارواح کے ہے کیونکہ اجساد تو قبل فنائے ارض فاسد ہو جائیں گے جیسا سورہ القارعہ میں مذکور ہے اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ (ترجمہ) تو جانتا ہے قیامت کیا ہے جس دن ہو جائیں گے لوگ بکھرے پروانہ کے سے لٹکے پہاڑ جیسے دھنکی روئی تو جس کی تول بھاری ہوگی وہ خورسند گزران ہوگا اور جس کی تول ہلکی ہوگی اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا تو جانتا ہے دوزخ کیا ہے وہ آتش سوزاں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن اجسام فنا ہو جائیں گے اس دن ان کو اپنے اعمال کی قدر معلوم ہو جائے گی پھر جس کے اعمال حسنہ زیادہ ہونگے ان کے لئے فرح و سرور ہوگا اور جن کے کم ہونگے ان کے لئے آتش سوزاں یعنی حزن و آلام سرمدی إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (ترجمہ) تو جانتا ہے دوزخ کیا ہے وہ خدا کی سوزاں آگ ہے جو دلوں میں گھس جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نار سے مقصود حزن و آلام ہے جو مطابق اعمال کے ارواح پر طاری ہونگے۔ قال اللہ تعالیٰ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ

وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (ترجمہ) جب آسمان پھٹ جائے اور اپنے رب کا مشتاق ہو جس کے لائق ہے اور جب زمین پھیل جائے اور جو اس میں ہے اُسے نکال کے خالی ہو جائے اور اپنے مالک کے مشتاق ہو جس کے لائق ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ارواح ان اجسام کی بھی بعد فنائے اجساد مشتاق جناب قدس زیادہ تر ہونگی۔ قال اللہ تعالیٰ

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (ترجمہ)

اب تک رہے ہیں قیامت کو کہ آن پہونچے اُن کے پاس اچانک اور اُن کو خبر نہ ہو۔ اُس دن دوست ہیں باہم محبت نہ رہے گی مگر خدا ترس۔ اے میرے بندو آج تم کو غم و صدمہ نہیں ہے۔ اے ہمارے ماننے والے فرمانبردار جاؤ جنت میں تم اور تمہاری عورتیں تم بشاش کئے جاؤ گے)

يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (ترجمہ) جس دن پھونکے گا صور اور گھیر لائیں گے ہم گنہگاروں کو اُس دن کرنجا (؟) آپس میں سائیں باتیں کریں گے کہ دنیا میں ہم لوگ دس دن رہے۔ ہم کو خوب معلوم ہے اُن کی بات جب بولے گا اُن میں اچھی راہ والا تم لوگ صرف ایک دن رہے۔ تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں تو کہدے کہ ہمارا رب اُسے بکھیر کے اُڑا دے گا اور کر چھوڑے گا اُس کا قعر برابر میدان

نہ دیکھے گا تو اس میں ہوتا ورنہ مثلاً اُس دن پیچھے لگے رہیں گے پکارنے والے کے جس میں کچھ کجی نہیں اور آوازیں نرم ہو جائیں گی خدا کے ڈر سے تو تو نہ سنے گا مگر کھس کھس اس دن کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو خدا نے اجازت دی اور اس کی بات سے رضامند ہو۔۔۔ ہاں اگر عمی آنکھ سے مقصود ضعیف البصر ہے جیسا سفیناً نے کہا ہو کہ اس روز اندھے کی طرح پھریں گے اور بیان قرآنی اوپر گزرا کہ تو دیکھے گا لوگوں کو متوالا۔ یہ ابتدا نفخ میں ہوگا جب تک اجسام فنا نہ ہونگے۔ قال اللہ تعالیٰ

جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِيْ وَنُمِيْتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ ان آیات کثیرہ سے اس قدر ثابت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں ایک سخت آواز پیدا ہوگی جس سے تمام عالم اجسام فنا ہو جائے گا۔ ارواح قائم رہیں گی اور تمام اعمال ان کے پیش نظر ہونگے قال اللہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَأَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

بعث کے معنی ہیں جگانا بَعَثۡنٰہُ مِّنَ النَّوۡمِ (ترجمہ) اے لوگو اگر تم کو شبہ ہو جگانے میں تو ملاحظہ کرو کہ ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر بوند سے پھر خون بستہ سے پھر بوٹی سے تمام و ناتمام تاکہ ظاہر کریں تم سے اپنی قدرت اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جسے چاہتے ہیں ایک مدت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر یہاں تک کہ پہونچو اپنے جوبن کو کوئی تم میں سے مرجاتا ہے اور کوئی تم میں سے پہونچتا ہے نکمی عمر کو تاکہ بعد علم کے بے تمیز ہو جائے اور دیکھتا ہے تو زمین کو پست پھر جب گرایا ہم نے اس پر پانی تو آباد ہوئی اور ابھری اور اگائیں طرح طرح کی خوش نما چیزیں یہ اس واسطے کہ اللہ سچ ہے اور وہ یقیناً مردہ کو زندہ کرتا ہے اور وہ سب چیز پر قادر ہے اور اس میں شک نہیں کہ قیامت آنے والی اور بے شک اللہ جگائے گا قبر میں پڑوں کو)۔ خدا استدلال کرتا ہے تغیرات عالم سے تغیرات بعد الموت پر اور اپنی قدرت کو جتاتا ہے حالت قبر شبیہ نوم ہے۔ اس لئے اس حالت کے زوال کو بعث و جگانے سے تعبیر کرتا ہے۔ دلائل و آیات کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی وقت یہ زمین مواد الیہ تکثرہ سے خالی تھی پھر یہ اشیاء مٹی بشر کے پیدا ہوئیں جیسا اب بھی بہت چیزیں پیدا ہوتی ہیں بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن چیزوں کو روزمرہ دیکھتے ہیں اسی کو ممکن الوقوع سمجھتے ہیں اور جو چیزیں مدتہائے دراز پر اتفاقاً ہو جاتی ہیں اسے قانون قدرت کے خلاف جان کر محال جانتے ہیں یہ قصور نظر ہے اس شئے کا فی نفسہٖ استحالہ و امکان دیکھنا چاہیے۔ تجربات قاصرہ سے ایک نتیجہ عام پیدا کرتے ہیں جو قانون عقل کے خلاف ہے مثلاً دیکھتے ہیں کہ روزانہ سورج پورب سے نکلتا ہے اور پچھم میں ڈوبتا ہے تو اب پچھم سے نکلنا اس کا محال سمجھتے ہیں باوجودیکہ زہرہ وغیرہ کواکب کے رجعت استقامت کی رصد بھی کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص اگر آدمی کا خاک سے پیدا ہونا مستبعد سمجھیں تو بعید نہیں جیسا ہنود نے ایک قاعدہ اندراج تدریج اور استمرار کا بنا رکھا ہے بے شک اب تو ایسا ہی ہے لیکن اگر یہ کہیں کہ ایسا ہی ہمیشہ سے ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوا تو یہ قیاس بے اصل ہے پھر اسی سورہ میں وارد ہے فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ

الْحَمِيمُ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا (ترجمہ) جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لئے آگ کے کپڑے قطع ہیں چھوڑا جائے گا اُن کے سر پر گرم پانی جس سے پگھل جائے گا جو اُن کے پیٹوں میں ہے اور چمڑے اُن کے لئے آہنی گرزے ہیں جب قصد کریں گے اُس سے نکلنے کا یعنی غم سے اُس میں لوٹائے جائیں گے، یہاں خدا نے عذاب کی تفسیر غم سے کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

(ترجمہ) جب پھونکا جائے گا قرنا تو مر جائیں گے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جس کو خدا چاہے پھر دوبارہ پھونکے گا کہ وہ دفعتاً کھڑے تکیں گے اور چمکیگی زمین خدا کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور بلائے جائیں گے انبیاء اور ملائکہ اور اُن کا ٹھیک انصاف ہوگا۔ اُن پر کچھ ظلم نہ ہوگا) اس سے معلوم ہوا کہ دو مرتبہ آواز شدید ہوگی۔ مرتبہ اول میں سب جاندار بےحواس ہونگے۔ دوسری مرتبہ کھڑے تکیں گے یعنی اجسام کل فنا ہوجائیں گے جان اپنے اعمال کو تکیں گے جیسا کہ اوپر کی آیات دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ زمین خدا کے نور سے چمکے گی ظاہر ہے کہ زمین تو اس وقت فنا ہوگی چمکے گی کہاں سے۔ لیکن زمین سے مقصود مکان ہے یعنی خلاء خواہ بُعد مفطور اور خدا کے نور سے مقصود ارواح اور ملائکہ ہیں مقصود یہ ہے کہ نفخہ ثانیہ میں اجسام معدوم ہوجائیں گے اور کتاب سے مقصود نقوش منطبعہ ہیں جو عالم میں موجود ہیں حوادث کے باقی مطلب واضح ہے۔ مُردوں کو اپنے اجسام کے ساتھ اُٹھنے کا یہاں کچھ ذکر نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا۔ واقعہ نام ہے قیامت کا کیونکہ وہ حوادث عظیمہ سے ہے۔

(ترجمہ) جب واقعہ ہو قیامت جس کے وقوع میں کچھ کذب نہیں جدا آرنے گی چڑھانے گی جب کپے گی زمین شدت سے اور ٹکڑے ٹکڑے ہونگے پہاڑ ٹوٹ کر بھر جائیں گے آڑتی دھول) قال اللہ تعالےٰ

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ (ترجمہ

کسی نے پوچھا اُس عذاب کو جو کافروں کو ہونے والا ہے جس کو کوئی روکنے والا نہیں وہ عذاب خدا کی طرف سے ہے جو سیڑھی والا ہے (اُس تک لوگ بتدریج پہونچتے ہیں وہ سیڑھی عالم اجسام ہے کہ انھیں کے ذریعہ سے تکمیل نفوس ہوتا ہے کہ پھر خدا تک پہونچتا ہے۔ ہنود اکثر اہل رائے جو تناسخ کا خیال رکھتے ہیں اس عالم اجسام کو بھوساگر یعنی بحر الحیات سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تا تکمیل ارواح اجسام سے تعلق ہوا کرتے ہیں۔ ایک جسم کو چھوڑتے ہیں دوسرے سے تعلق کرتے ہیں یہاں تک کہ تکمیل ہو جائے یا عالم فنا ہو جائے لیکن یہ عالم اجسام اُن کے خیال میں غیر متکمیل ہے اس لئے وہ نردبان ہے) چڑھیں گے اُس کی طرف فرشتے اور ارواح ایک دن میں جس کا زمانہ پچاس ہزار برس ہے تو خوب صبر کر وے اُس کو بعید سمجھتے ہیں اور ہم اُس کو قریب دیکھتے ہیں جب دن ہو جائیں گے آسمان مس گداختہ اور پہاڑ ردئی اور کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ گنہگار چاہیں گے کہ کاش اُس دن کی سختی چھڑ دو لڑکے بھائی بیبیاں اور تمام دنیا کے فدیہ دے کے چھٹے ہرگز نہ چھوٹیں گے وہ تو آتش سوزاں کلیجہ کھینچنے والی ہے پکارتی ہے کفار کو جنھوں نے پیچھے کر کے منھ پھیرا)۔ واضح ہو کہ ابتدائے خلقت اجسام سے تا فنا ایک دن قرار دیا ہے۔ چنانچہ بروائے قیامت زبان زد ہے بنظر و فکر سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ عالم اجسام فنا ہو جائیگا

لیکن یہ کہ کب فنا ہوگا قوت بشری اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ انبیا کو بھی یہ پوری طور پہ بتایا نہ گیا تو آنحضرت نے قیامت کا ذکر بار بار فرمایا تو کفار نے سوال کیا کہ وہ زمانہ پیچ ہوگا اور ہوگا تو کب ہوگا۔ یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائے گا تو وہی قیامت ہے تو ارواح و ملائکہ تمام دل و جان سے اس ہستی پاک کی طرف متوجہ ہونگے اس کو بیان طرح سے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک دن میں جو مدت بقائے عالم اجسام ہے قیامت آئیگی اور ارواح متوجہ عالم لاہوت ہونگی اس دن کی مدت پچاس ہزار برس ہے یعنی مدت قیام عالم اجسام پچاس ہزار برس ہے جیسا کہا ہے کہ کتب اللہ مقادیر الخلایق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف عام لیکن بات مبہم رہی کہ پچاس ہزار برس دنیا کے مراد ہیں یا اللہ کے دن کیونکہ اللہ کا دن یہاں کے ہزار برس کی برابر بتایا گیا ہے۔ تو اس حساب سے عمر دنیا کی اٹھارہ ارب پچیس کروڑ (۱۸۲۵۰۰۰۰۰۰۰) سال ہوتی ہے۔ یہود عمر دنیا کی سات ہزار برس کہتے ہیں مگر انھیں سنین سے وقت پیدائش آدم سے زبور میں لکھا ہے کہ ایک دن خدا کا یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے[1]۔ تو اگر سات ہزار برس سے خدا کی سنین مقصود ہوں تو مدت بقائے دنیا دو ارب پچپن کروڑ پچاس لاکھ برس (۲۵۵۵۰۰۰۰۰۰) ہوگی۔ پیدائش آدم جس کی نسل میں حضرت ابراہیم ہیں اور آدم کی پہلی مدت سے یہ دنیا تھی اس کے ملانے سے وہی مدت ہوگی جو ہم نے اوپر لکھا ہے لیکن ہنود دیگر مدت بقائے دنیا اس سے زیادہ بتاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ یہ پچاس ہزار برس مدت قطع مسافت ہے مرکز عالم سے تا کنگرۂ عرش۔ اعمال رصدیہ اور قواعد ہندسیہ سے ثابت ہے کہ محدب فلک زحل مرکز عالم سے آٹھ کروڑ ستائیس لاکھ پچیس ہزار ایک سو بائیس میل کہ برابر قوم ہندیہ ۸۲۷۲۵۱۲۲ ہے جس سے دس میل روز کے حساب سے بائیس ہزار چھ سو اکیانوے سال (۲۲۶۹۱) میں قطع کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد فلک ثوابت کا ثخن آتا ہے

[1] قال اللہ تعالیٰ۔ ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون

کسی کو معلوم نہ ہوا نہ اُس کے دریافت کا کوئی قاعدہ ہے۔ کیا عجب ہے کہ محدب زحل سے تا محدب فلک اطلس اس قدر مسافت ہو جسے ستائیس ہزار تین سو نو (۲۷۳۰۹) سال میں قطع کریں لیکن اس کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں سوائے دیگر جواب دیگو اور اگر کہیں کہ مقصود یہ ہے کہ اس قدر مدت میں ملائکہ کا تکمل ہوتا ہے تو ملائکہ سے مقصود وہ ہوں گے جن کو تعلق ہے اجسام کے ساتھ۔ کیونکہ جن کو تعلق نہیں ہے اُن کا کمال فطری ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اتنی مدت میں ملائکہ کامل ہو جاتے ہیں تو وہ اجسام سے تعلق قطع کریں گے تو مطلب یہ ہوا کہ اتنی مدت میں ملائکہ اجسام سے قطع تعلق کرتے ہیں پس راجع ہوگا ہمارے مطلب کی طرف کیونکہ فنائے اجسام نقل و عقل دونوں سے ثابت ہے فتدبر۔ اس سورہ کے اخیر میں ہے يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ (ترجمہ) جس دن نکلیں گے قبروں سے دوڑتے گویا وہ تیر نشانہ کو دوڑتے ہیں اُن کی آنکھیں نیچی ڈر سے چڑھتی ہوئی آتی ہے ذلت یہی دن ہے جس کا وعدہ تھا۔ قبروں سے اٹھنے کے معنی تو ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ حالت جو بعد الموت طاری تھی زائل ہو جائیگی یہاں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بہت سرعت سے قائم ہوگی تو اس کی مدت پچاس ہزار برس خلاف ہے اجسام کا فنا ہونا اور قبروں سے اٹھنا معاً ہوگا۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ (ترجمہ) جس دن بدل جائے زمین غیر زمین سے (یعنی جو زمین نہیں ہے زمین قرار پائے) اور آسمان اور نکل کھڑے ہوں لوگ اللہ واحد زبردست کے سامنے اور دیکھے گا تو اُس دن گنہگاروں کو زنجیروں میں جکڑے اور اُن کے کپڑے گندک کے اور چھپائے اُن کے منہ کو آگ) بظاہر یہ دلالت ہے کہ بروز قیامت بعد فنائے ارض دوسری زمین بنائی جائے گی حالانکہ اس کا مطلب ہے کہ اُس دن جو چیز زمین نہیں ہے مثلاً خلاء وغیرہ معمور زمین قرار پائے گا جس طرح زمین

اکثر اشیاء کا مقرر ہو اُس دن خلا ہی متقرر رہے گا اجزا لا یتجزیٰ متفرقہ کا اور ارواح خدائے ذوالجلال کے سامنے ہونگے مجرمین یعنی ناقصین بری حالت میں ہونگے۔ لہذا آیت سے مخالف اُن کے نہیں نکلتا جزا و سزا ہرگز۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ (جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا عنقریب اُن کو آگ میں ڈالیں گے ہم جب اُن کا چمڑا پک جائے گا تو بدل دیں گے ہم دوسرا چمڑا عذاب چکھنے کے لئے)۔ بظاہر یہ آیت ارباب تناسخ کے موافق ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ بدون جسم کے کچھ ادراک نہیں کرسکتے۔ اس لئے اس کا حزن و الم متعلق بجسم ہے تو بدون جسم کے نہ اُس کو ثواب ہوسکتا نہ عذاب ناچار تکمیل ثواب و عقاب کے لئے اُسے دوسرا جسم ملتا ہے یہاں تک کہ اُس کی تکمیل ہوکر انوار الٰہی میں مستغرق ہوجائے اور بوجہ قدم عالم کے یوں ہی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک آدمی مرنے کے ساتھ ہی پیدا ہوجاتا ہے اُسی کو ہنود آواگون کہتے ہیں۔ لیکن اس حالت کو ردی سمجھتے ہیں۔ عمدہ حالت وہ ہے کہ درجہ کمال کو پہونچ کے مشاہدہ جمال ربانی و انوار یزدانی میں محو رہے ایسا ہی عقیدہ چین والوں کا بھی ہے۔ یہودی بھی ایسا ہی کچھ کہتے ہیں اور اس آواگون کو اپنی زبان میں گلگول کہتے ہیں چونکہ نفس ناطقہ کا ادراک بلا جسم ثابت ہے تو یہ بنا متزلزل ہے۔ اس کا بیان بہت طولانی ہے جس کو ہم یہاں لکھ نہیں سکتے۔ عام مسلمانوں کا یہی خیال ہے آدمی اپنے اُسی بدن کے ساتھ اُٹھے گا جو اُس کا تھا یہ آیت اُن کے لئے دلیل ہے معنی آیت یہ معلوم ہوتے ہیں کہ جب اُن کا ایک خیال پختہ ہوجائے گا اور بوجہ عادی ہوجانے طبیعت کے اُس صورت عقاب کے متحمل ہوجائیں گے دوسری صورت عذاب اُن پر طاری ہوگی۔ دیکھو آدمی جب خواب میں کوئی صورت متوحش دیکھتا ہے تو کیسا بے چین ہوتا ہے پھر بعد انتباہ کے وہ کرب جاتا رہتا ہے لیکن بعد موت کے تو انتباہ ہی نہیں تو مدتہائے دراز تک اُس کرب میں پڑا رہے گا جو صورت عذاب اُس کے سامنے پیش آئے گی یعنی جب عادت

ہوجائے گی تو تحمل سے کرب زائل ہوگا تب اُس وقت دوسری صورت طاری ہوگی جلود
یہاں جمع جلد نہیں ہے بلکہ مصدر ہے بمعنی تحمل و برداشت اس مادہ کے یہ معنی آئے ہیں یقولون
لا تقدلت ابنی و تجلدہ کہتے ہیں فرس مجلد ای لا یفزع من الضرب اور
جلود کے معنی ہیں کوڑا مارنا اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ
وَاحِدٍ حال بالمصدر یا مجاز عذاب قوی یہ ہونگے کہ جب اُن کا عذاب پختہ ہوجائے گا تو عذاب
بدل دیے جائیں گے یا یہ معنی کہیں کہ جب تحمل پختہ ہوجائے گا تو عذاب بدل دیے جائیں گے اب رہا یہ
غیرہا کی ضمیر کس طرف پھرے گی تو وہ پھرے گی عذاب کی طرف جو جلود اول سے سمجھا جاتا ہے
یعنی کلما نضجت جلودھم الخ غزالی نے لکھا ہے کہ مدت تک عذاب سہنے سے وہ
عادی ہوجائیں گے یا اعمال قبیحہ کو بھول جائیں گے آیات جو مذکور ہوئیں اُس سے یہ
بات ثابت نہ ہوئی کہ مردے اپنے بدن کے ساتھ اُٹھیں گے پیدائش باب دوم کی
پہلی آیت یہ ہے: וַיְכֻלּוּ הַשָּׁמַיִם וְהָאָרֶץ וְכָל־צְבָאָם
وَیخلو ہشّامیم وہا ارص وکل صباآم لغات
ویخلو اس لفظ کے دو معنی ہیں تیار ہونگے اور دوسرے فنا ہونگے اس کا مادہ صفرین
ہیں مستقل ہے واو جو اُس کے اول میں ہے اگر یہ و ح ہو تو یہ صیغہ مضارع بمعنی ماضی
ہوجائے گا اور اگر واو استیناف ہو تو مضارع اپنے معنی میں رہے گا۔ اس بنا پر اس
آیت کے دو معنی ہوتے ہیں اول تیار ہوگئے آسمان اور زمین اور جو اُن میں ہے یہی معنی
دفاتر یہود میں ثبت ہیں اور اسی بنا پر تراجم ہیں۔ دوسری معنی فنا ہوجائیں گے آسمان
زمین اور جو کچھ اُن میں ہے۔ یہ خبر دیتا ہے قیامت کی اور یہ خبر ہے اُن کے پیدائش کی یعنی
وہ نہ تھے اور قدرت یزدانی سے ہوئے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ فنا ہوجائیں۔ خبر سے
اُس کی تصدیق کراتا ہے۔ اسی طرح دوسری آیت اور تیسری بھی محتمل المعنیین ہے۔ دوسری
آیت کا مضمون یہ ہے کہ فنا کرے گا خدا ساتویں دن اپنی جملہ مصنوعات کو جسے اُس نے

چنانچہ پھر معطل ہو جائے گا۔ خدا ساتویں دن اپنے جملہ امور سے۔ آیت سوم اور برکت دے گا اللہ ساتویں دن کو اور اُس کو مقدس کرے گا جس میں اپنے سب کاموں سے فراغت کیا۔ اور دیگر صحف انبیاء میں بھی کچھ ذکر ہے۔ واضح ہو کہ معاد میں آراء مختلف ہیں قدماء فلاسفہ کی رائے یہ ہے کہ معاد کوئی چیز نہیں یہ عالم یوں ہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُن کے خیال میں جس طرح نفوس و عقول بسیط ہیں اُسی طرح افلاک و کواکب عناصر بھی مرکب نہیں، اس لئے اُن کو فنا نہیں۔ قابل تغیر فقط مرکبات ہیں سو بھی انواع قابل فنا نہیں، اشخاص البتہ۔ اس خیال کی لوگ بہت ہیں لیکن محققین اولین و آخرین معاد کو تسلیم کرتے ہیں گو اُس کے حدود میں اختلاف کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ معاد میں دو چیز ہیں ایک فنائے عالم دوسری حدوث بعد الفنا۔ فرقہ اول جو فنائے عالم کو نہیں مانتا وہ حدوث بعد الفنا کیونکر تسلیم کرے گا۔ فرقہ دوم جو عالم کو حادث سمجھتے ہیں اُن میں اکثر کی رائے یہ ہے کہ ماسوا اللہ کو فنا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے ذات واجب الوجود سب فنا ہو جائیں گے اور جو فنا کو خاص کرتے ہیں مرکبات کے ساتھ وہ معاد کو مانتے ہیں یعنی مرکبات فنا ہو جائیں گے اور ارواح کو عذاب خواہ ثواب ہوگا۔ اس کے مباحث طویل الذیل ہیں جن سے کتب فلسفہ و کلام بھرے ہیں۔ اُس کو ہم یہاں ذکر نہیں کر سکتے جس قدر متعلق بہ نصوص تھا وہ ذکر کر دیا۔ احادیث اس باب میں بہت ہیں لیکن اُس سے کوئی امر زائد نص سے مستفاد نہیں ہوتا کہیں توضیح ہے کہیں تمثیل۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا رسول خدا سے کہ خدا کہتا ہے: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ تو اُس دن لوگ کہاں رہیں گے آپ نے فرمایا صراط پر ہونگے۔ سوال حضرت عائشہ یہ تھا کہ زمین تو ہوگی نہیں لوگ کس چیز پر قیام کریں گے اُس کے جواب میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ دوسری زمین تیار ہوگی جیسا ظاہر آیت سے متوہم ہوتا ہے بلکہ فرمایا کہ صراط پر۔ صراط راہ کو کہتے ہیں یعنی جس میں حرکت اتم

اور حرکت واقع ہوتی ہے خلاء میں پس مقصود جواب یہ ہوا کہ لوگ خلاء میں ہوں گے۔ یہ بھی جو نظر ظاہر تھا ورنہ ارواح تو مکانی نہیں جو حاجت قیام ہو اور حضرت عائشہ بھی یہ نہیں سمجھی تھیں کہ اس کی جگہ دوسری زمین قائم ہو گی ورنہ ایسا سوال نہ کرتیں۔ صحیح مسلم و بخاری میں ایک حدیث مروی ہے سہل ابن سعد سے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے یحشر الناس یوم القیمۃ علی ارض بیضاء عفراء کقرصۃ النقی لیس فیہا علم لاحد۔ واضح ہو کہ نفخ اول آغاز قیامت ہو گا جس کی شان میں ہے تری الناس سکاری اس وقت کے لئے آپ نے فرمایا ہے کہ لوگ ارض بیضاء میں مجتمع ہوں گے ایسی زمین قطبین کے نیچے ہے کیا عجب ہے کہ لوگ گھبراہٹ میں وہاں چلے جائیں یا مراد زمین شام ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ایک حدیث ابن عباس سے صحیحین میں مروی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے انکم محشورون حفاۃ عراۃ غرلا یعنی تم لوگ جمع کئے جاؤ گے ننگے بھوکے نامختون۔ کیا عجب ہے کہ اس سے مقصود تخلی عن الاجساد ہو اور یہی حدیث حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت مرد عورت سب ایک دوسرے کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا یا عائشہ الامر یومئذ اشد من ان ینظر بعضہم الی بعض جیسا خدا نے فرمایا ہے لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ۔ قال اللہ تعالی کل شیء ہالک الا وجہہ (ترجمہ) ہر چیز بجز ذات واجب الوجود تعالی شانہ کی سب فانی ہے۔ وجہ کے معنی ذات کے آئے ہیں اس آیت سے دلیل لاتے ہیں کہ قیامت میں تمام عالم فنا ہو جائے گا فقط ذات واجب الوجود کی جو قابل عدم نہیں باقی رہے گی اس خیال سے کہ ممکنات بنظر اپنی ذات کے قابل عدم ہیں تو ان کا معدوم ہو جانا محال نہیں اور مخبر صادق خبر دیتا ہے تو بالضرور فنا ہو جائیں گی واضح ہو کہ یہاں قیامت کا ذکر نہیں ہے یہ نہیں کہتا کہ جملہ ممکنات فنا ہو جائیں گی یہاں امر فاعل استقبال کے لئے نہیں ہے مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ ممکنات قابل عدم ہیں ہاں ذات واجب الوجود پر عدم نہیں آ سکتا۔ اس لئے لائق پرستش وہی ہے

علاوہ بریں وجہ کے معنی سردار کے ہیں بھی۔ سردار اُس کو کہتے ہیں جو صاحب رائے
اور مرتبہ وشان ملائکہ اور ارواح کی ہے۔ پس مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ اشیاء فانی
ہیں سوائے ارواح اور ملائکہ کے کہ اُن کو فنا نہیں واللہ اعلم بالصواب اوپر جو
ثبت ہوا وہ معنی متبادر تھے لیکن وقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل باب آنحضرت کے
زمانہ کی خبر دیتا ہے۔ پہلے اس کا ترجمہ لکھیں گے تب تفسیر۔ آیۃ ۲ ہم سب کو روئے زمین سے
جمع کر دیں گے خدا کا حکم ہے۔ آیۃ ۳ جمع کریں گے آدمی کو اور بہائم کو اور طیور سما کو اور
ماہیان دریا کو اور اصنام کو مع اشرار کے تب قطع کریں گے گمراہوں کو روئے زمین سے
یہ فرمان الٰہی ہے۔ آیۃ ۴ تب ہاتھ بڑھائیں گے یہودا پر یک جا ساکنان اورشلیم پر اور
مٹا دیں گے بقیہ بت کو اور اصنام کو مع اُن کے کہنہ کی آیت ۵ اور چھتوں پر ساجدان
کواکب اور اُن سجدہ کرنے والوں کو جو خلاف مرضی خدا کی پرستش کرتے ہیں یعنی جو
بتوں کی قسم کھاتے ہیں آیۃ ۶ اور مرتدوں کو جنھوں نے نہ خدا کی طلب کی نہ تلاش۔
آیت ۷ اپنے مالک خدا کے سامنے چون چرا مت کر اب خدا کا دن قریب ہے کیونکہ
خدا نے تیار کر لی اپنی قربانی اور اپنا کلام پاک۔ آیت ۸ خدا کی قربانی کے دن سزا
دیں گے ہم سرداروں کو اور شاہزادوں کو اور اجنبی لباس پہننے والوں کو۔
آیت ۹ اور سزا دیں گے ہم اُس روز چوکھٹ پر کودنے والوں کو جنھوں نے اپنے
مالک کے گھر کو ظلم و فریب سے بھر دیا۔ آیت ۱۰ خدا کا حکم ہے کہ اُس ایام میں باب شرقی
بیت المقدس سے بڑا غل ہوگا اور دوسرے باب المثنیٰ سے اور بڑی شکست پہاڑوں سے
آیت ۱۱ ماتم کرو مختیش کے رہنے والو کہ کل قوم کنعانی مٹ جائے گی اور تباہ ہو جائیں گے
زردار آیت ۱۲ اُس زمانہ میں تلاش کریں گے ہم اورشلیم کو چراغوں سے اور سزا دیں گے
اُن لوگوں کو جو اپنے خیال پر جمے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نہ نیک کرتا نہ بد آیت ۱۳ اُن کے
گروہ پامال ہوں گے اُن کے گھر ویران ہوں گے گھر بنائیں گے رہنا نصیب نہ ہوگا انگور

بوئیں گے اُس کی شراب نہ پئیں گے - آیت ۱۴ خدا کا بڑا دن قریب ہے بہت نزدیک ہے خدا کے دن کی منادی تلخ ہوگی جہاں بہادر للکارے گا - آیت ۱۵ وہ دن خدا کے جلال کا ہوگا دن صف آرائی و اضطراب کا دن قتال و جدال کا دن ظلمت و تاریکی کا دن بدلی و گھٹا کا - آیت ۱۶ دن بگل و قرنا کا بلاد حصینہ اور اونچے حصاروں پہ - آیت ۱۷ اور گمراہ کو ایسا صدمہ پہونچاؤں گا کہ اندھوں کی طرح چلیں گے کیونکہ اُن نے خدا سے عصیاں کی اُن کا خون کیچڑ کی طرح بہایا جائے گا اور اُن کا گوشت غلیظ کی طرح - تفسیر آیت دوم سوم دلالت کرتی ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آئے گا جس میں تمام ملکوں کے لوگ ایک امر پر اتفاق کریں گے کیونکہ آدمی سے مقصود انسان با تمیز ہیں اور بہائم سے جہلا اور طیور سے مقصود وہ ہیں جو اونچے پہاڑوں پر رہتے ہوں اور ماہیان دریا سے اہل جزائر اور اصنام سے مراد بت پرست ہیں پھر کہتا ہے کہ جب ایسا ہوگا تو گمراہوں کو یعنی بت پرستوں کو برباد کریں گے ہم - الغرض خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ ایک وقت میں تمام ملکوں کے لوگ ایک دین پر متفق ہو کے بت پرستی کو مٹائیں گے - واضح ہو کہ آیت سوم میں مذکور ہے کہ ہم آدمی کو روئے زمین سے مٹا دیں گے جیسے لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت کی خبر دیتا ہے - لیکن آدام کا لفظ جو یہاں واقع ہے غالب استعمال اُس کا معنی آدمی و انسان میں ہے گر کبھی کبھی بمعنی گمراہ بھی آیا ہے چنانچہ میں نے یہاں گمراہ ترجمہ کیا ہے جس سے مقصود بت پرست ہیں - آنحضرت کے زمانہ میں قبائل مختلف عرب جو بت پرست تھے ایک دین پر متفق ہوگئے اور بحرین کے لوگ بھی مسلمان ہوگئے اور یمن وغیرہ و کوہستان کے لوگ بھی مطیع اسلام ہوئے اور بت پرستی ملک عرب سے نیست و نابود ہوگئی - حضرت یعقوب نے بھی آپ کی نسبت فرمایا تھا کہ اُس کے پاس اقوام جمع ہونگی جیسا گزرا ملک عرب میں تو آپ کی زندگی ہی میں اسلام پھیل گیا تھا - آپ کے بعد تو ایشیا و یورپ و افریقہ تمام ملکوں میں اسلام جاری ہوگیا ایسا اتفاق تمام قوموں کا ایک دین پر کبھی نہیں ہوا تھا - اس طرح بت پرستی مٹی حضرت عیسیٰ کے پیروان تو درحقیقت

بت پرست ہیں تثلیث کا مسئلہ ان کو دائرۂ توحید سے باہر کرتا ہے۔ علاوہ بریں حضرت مریم و
حضرت عیسیٰ کی تقاویر گرجوں میں رکھتے ہیں۔ چوتھی آیت میں کہتا ہے کہ ملک شام پر اعتزرہ کے
بقیہ بت کو مٹائیں گے اور ان کی کسنہ کو یعنی جب خوب دین جاری ہوے گا تو ہم ملک
شام پر غلبہ کرکے بتوں کو مٹائیں گے۔ حضرت موسیٰ کے وقت سے وہاں کے بتوں کے مٹانے
کی فکر ہوتی رہی لیکن کچھ کچھ رہ گئی تھے۔ آنحضرتؐ کے وقت میں بالکل نیست و نابود ہو گئے
پانچویں آیت میں کہتا ہے کہ ساجدان کواکب یعنی صابئین و گبروں کو مٹائیں گے۔ مرضی یزدان
پاک ہے۔ بتوں سے مقصود حضرت عیسیٰؑ و مریم ہیں۔ نصاریٰ جن کو معزز جان کے ان کی قسم
کھاتے تھے اور چھٹویں آیت میں ذکر یہود ہے کہ وہ بہ ابتداء دھوکہ کھانات کے فکر میں رہتے تھے
خدا کی تلاش نہیں کرتے تھے۔ ساتویں آیت میں کہتا ہے اپنے مالک کے سامنے چون و چرا
مت کر اس کا حکم جس کی معرفت پہونچے تسلیم کر اب خدا کا دن قریب ہے۔ خدا کے دن سے
مقصود زمانہ اجراے شریعت دائمی ہے جو شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی وہ شریعت
محمدی ہے اس کے بعد کہتا ہے کہ خدا نے اپنی قربانی تیار کر لی بیت المقدس کی قربانی موقوف
ہو گئی اس کے بعد سوائے مکہ کے نہ کہیں حج ہوتا نہ خدا کے واسطے قربانی۔ خدا نے اپنی
قربانی کہاں تیار کر لی سوائے مکہ کے کہیں نشان نہیں تھا اور کلام پاک سے مراد قرآن ہے۔
آٹھویں آیت میں کہتا ہے کہ خدا کے قربانی کے دن سزا دیں گے ہم سرداروں کو اور اجنبی
لباس والوں کو یہ ایک نشان اور بتایا کہ اس قربانی کے ایام میں سرداروں کو سزا دیں گے
چنانچہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جب حج و قربانی خدا کے واسطے فرض ہوئی بہت سرداران کفر
سزایاب ہوے اور بت توڑے گئے اور روحانیات و اصنام ذلیل و خوار ہوئیں۔ بتوں پر
قربانی کا دستور قدیم الایام سے تھا اور اب تک ہے۔ خدا کے واسطے قربانی حضرت ابراہیم
کے وقت سے شائع ہوئی۔ حضرت موسیٰ کے وقت سے بڑی ترقی ہوئی لیکن صرف بیت ایل
میں ہوتی تھی۔ بخت نصر کے وقت میں جب بیت المقدس برباد ہوا تو یہ قربانی بند ہو گئی

پھر عزرا و دانیال کے زمانہ میں بیت المقدس کی از سرِ نو تعمیر ہوئی اور قربانی جاری ہوئی لیکن اُس وقت نہ کسی کی سزا ہوئی نہ غلبہ تھا بادشاہ فارس نے تعمیر بیت المقدس اور وہاں عبادت کی اجازت دے دی تھی صفنیا کے وقت میں بیت المقدس قائم تھا قربانی ہوتی تھی پس اُس وقت خدا کا کہنا کہ اپنی قربانی ہم نے تیار کر لی دلالت کرتا ہے کہ یہ قربانی جو بیت المقدس میں ہوتی تھی خدا کی قربانی نہیں ہے کیونکہ یہود کے قلوب سحر و کہانت کی ذمن میں خدائے پاک سے منحرف ہو کر کواکب و روحانیات کی طرف بہمہ وجوہ راغب تھے وہ لوگ قربانی روحانیات کے لئے کرتے تھے پس خدا نے وہاں کی قربانی بند کرنا چاہا جیسا آیت بھی دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ بخت نصر کے وقت میں بیت المقدس برباد ہوا۔ قربانی بالکلیہ مسدود ہوئی۔ پھر بالاستقلال قربانی جاری نہ ہوئی عزرا و دانیال کے وقت میں باجازت شاہ فارس ذمیوں کے طور پر جاری ہوئی پھر بند ہو گئی۔ مستقل قربانی غلبہ سے مکہ ہی میں خدا کے لئے جاری ہوئی جس کی خبر یہاں ہے یہ کلام فتح مکہ سے پورا ہوا۔ ۱۰ رمضان ۸ھ میں آپ مکہ روانہ ہوئے مکہ فتح ہو گیا۔ کچھ سرداران قریش مارے گئے۔ بت جو سیسے جمائے تھے خود بخود گر پڑے آپ نے فرمایا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ فقط۔ اجنبی لباس پہننے والوں سے مراد قریش وغیرہ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کا چلن چھوڑ کے بت پرستی میں مشغول تھے ان سب کی سزا اپنے موقع پر ہوئی۔ نویں آیت میں بھی یہی لوگ مقصود ہیں جن لوگوں نے خانۂ خدا میں بت پرستی اختیار کی تھی۔ دسویں و گیارہویں آیت میں غازیانِ اسلام کے دھاوے کرنا بیت المقدس پر مذکور ہے اور اقوامِ کنعان کا نیست و نابود ہو جانا۔ چنانچہ دورِ اسلام میں ایسا ہوا۔ بارہویں آیت میں کہتا ہے کہ اُس وقت اورشلیم میں بھی چراغ ہدایت روشن کریں گے۔ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ کریں گے اور بت پرستوں کا خیال دور کریں گے۔ تیرہویں آیت کا مضمون واضح ہے۔ چودہویں آیت میں کہتا ہے کہ خدا کا دن قریب ہے۔ خدا کے دن سے مقصود زمان بعثت پیغمبر آخر الزماں ہے کیونکہ اُس وقت

شریعت موسوی منسوخ ہوگی نیا دین جاری ہوگا تو وہ گویا قیامت ہے۔ آپ کی منادی یہی ہے کہ ایک دن ایسا ہوگا جس میں عالم اجسام فنا ہو جائے گا اور اعمال کا حساب ہوگا جزا اعمال ہر شخص پہ مترتب ہوگی یہ بلا شبہ نئی بات تھی اور سب پر تلخ تھی اور نیز یہ منادی بھی کہ یا ایمان لاؤ یا جزیہ قبول کرو یا قتال کرو۔ یہ کلام چونکہ منجر بقتال یا ذلت تھا لہذا تلخ تھا اور بہادر سے مراد آنحضرت ہیں جو نام آپ کا حضرت اشعیا نے بھی ذکر کیا ہے اس کے بعد کی آیات میں قتال وجہاد و خون ریزی کا ذکر ہے جو آنحضرت کے وقت سے بشدت تمام پھیلا۔ فقط اب دیکھنے والوں کو چاہئے کہ بانصاف دیکھیں کہ یہ بات بجز کسی پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی جز زمانۂ اسلام فتدبر۔ فقط اب ہم حضرت دانیال کے باب ہشتم کو نقل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مطلب کے موافق ہے۔

בִּשְׁנַת שָׁלוֹשׁ לְמַלְכוּת בֵּלְאשַׁצַּר הַמֶּלֶךְ חָזוֹן נִרְאָה אֵלַי אֲנִי דָנִיֵּאל אַחֲרֵי הַנִּרְאָה אֵלַי בַּתְּחִלָּה׃

ویسنت سالوش لملخوت بیلشصار ھملخ حازون نرأہ الای انی دانی ایل احری ہنرأہ الای بتحلا (ترجمہ) بیلشصر بادشاہ کی سلطنت کے تیسری سال میں مجھ دانیال کو ایک خواب نظر آیا۔ بیلشصر سلاطین کسدیم کا اخیر بادشاہ تھا۔

וָאֶרְאֶה בֶּחָזוֹן וַיְהִי בִּרְאֹתִי וַאֲנִי בְּשׁוּשַׁן הַבִּירָה אֲשֶׁר בְּעֵילָם הַמְּדִינָה וָאֶרְאֶה בֶּחָזוֹן וַאֲנִי הָיִיתִי עַל־אוּבַל אוּלָי׃

وارء بحازون ویہی بر لوتی وانی بشوشن ہبیرا اشر بعیلام ہمدینا وارء بحازون وانی ہاییتی عل اول اولای אוּבַל אוּלָי شوشن ایک صوبہ کا نام ہے ملک فارس میں دجلہ کی پورب خلیج فارس سے متصل جس کے پچھم جانب ریاست کلدی ہے۔

دجلہ دونوں ریاستوں کے بیچ میں ہے اس کا دارالامارت شہر سوس ہے اسی وجہ سے اس
ریاست کو اہل یونان سوسینا کہتے ہیں۔ اب یہ علاقہ اہواز سے نامزد ہے اس میں چند شہر مشہور ہیں
رام ہرمز وعسکر مکرم وتستر وجندیسابور وسوس وسرق وغیرہ (دیکھو قاموس) بعد طوفان نوح کے
اول شہر پناہ اسی شہر میں بنایا گیا تھا اس میں قبر دانیال پیغمبر کی بتاتے ہیں۔ حضرت دانیال
یہاں بخت نصر کے وقت سے قید میں تھے جب یہ خواب دیکھا تھا عֵילָם
عیلام یہ دار ریاست فارس کا نام ہے جس کا ایک صوبہ شوشن یعنی سوس تھا عیلام سام ابن
نوح کے بیٹے کا نام تھا یہ ملک اُن کا مقبوضہ تھا (ترجمہ) جب میں تھا سوس بیرا میں جو ملک
عیلام میں ہے تو خواب دیکھتا ہوں اور تھا میں نہر اولائی پر) سوس تیسرا نام ہے دارالسلطنت کا عیلام
ملک کا نام ہے اولائی نام ہے دریا کا

וָאֶשָּׂא עֵינַי וָאֶרְאֶה וְהִנֵּה אַיִל אֶ
חָד עֹמֵד לִפְנֵי הָאֻבָל וְלוֹ
קְרָנַיִם וְהַקְּרָנַיִם גְּבֹהוֹת וְ
הָאַחַת גְּבֹהָה מִן־הַשֵּׁנִית וְהַגְּבֹהָ
ה עֹלָה בָּאַחֲרֹנָה׃

واشا عینای واریہ وہنہ ایل احاد عومید لفنی ہا اوبال ولو قرنایم وہقرنیم
گبوہوت وہاحت گبوہا من ہشنیت وہگبوہا عولا باحرونا (ترجمہ) میں نے جو
آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ دریا کے سامنے وہاں ایک بکرا ہی کھڑا ہے اُن کے دو بڑے سینگیں ہیں اُن میں سے
بڑی ہے بجانب پشت اول پر

רָאִיתִי אֶת־הָאַיִל מְ
נַגֵּחַ יָמָּה וְצָפוֹנָה וָנֶגְבָּה וְכָל־
חַיּוֹת לֹא־יַעַמְדוּ לְפָנָיו וְאֵין מַ
צִּיל מִיָּדוֹ וְעָשָׂה כִרְצֹנוֹ וְהִגְדִּיל׃

رائیتی ات ہا ایل منگیح یاما وصافونہ وانگبا وکل حیوت لو یعمدو لفانا وو ائین مصیل

مبا وروو عاسا کرصونو و ہغدل (ترجمہ) دیکھا میں نے بڑ کری کو سینگ مارتے پچھم اور اتر اور دکھن اور کوئی جانور اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا اور نہ کوئی اس کے ہاتھ سے بچا سکتا اور وہ اپنی مرضی پر چلا اور بہت بڑھا)

וַאֲנִי הָיִיתִי מֵבִין וְהִנֵּה
צְפִיר־הָעִזִּים בָּא מִן־הַמַּעֲרָב
עַל־פְּנֵי כָל־הָאָרֶץ וְאֵין נוֹגֵעַ בָּאָרֶץ וְ
הַצָּפִיר קֶרֶן חָזוּת בֵּין עֵינָיו׃

وانی ہاسی مبین وہنہ صفیر ہاعزیم با من ہمعراب عل پنی حل ہا ارص واین نوگیع بارص وہصافر قرن حازوث بین عینا و (ترجمہ) میں سوچ رہا تھا کہ وہاں ایک بکرا پچھم سے تمام روئے زمین پر آئے کوئی چھو نہیں سکتا تھا اور اس بکرے کے ایک عجیب سینگ بین العینین) וַיָּבֹא עַד־הָאַיִל

בַּעַל הַקְּרָנַיִם אֲשֶׁר רָאִיתִי עֹמֵד לִפְ
נֵי הָאֻבָל וַיָּרָץ אֵלָיו בַּחֲמַת כֹּ
חוֹ׃

ویابوعد ہاایل بعل ہقرانیم اشر راسی عومید لفنی ہا اوبال ویارص ایلا وبحمت کوہو (ترجمہ) اور آیا وہ سینگ والے بکرے کے پاس جسے میں نے دریا کے سامنے کھڑا دیکھا اور دوڑا اس کی طرف جوش وقت سے (یعنی بڑے زور سے)

וּרְאִיתִיו מַגִּיעַ אֵצֶל הָאַיִל
וַיִּתְמַרְמַר אֵלָיו וַיַּךְ אֶת־הָאַיִל וַיְשַׁ
בֵּר אֶת־שְׁתֵּי קְרָנָיו וְלֹא־הָיָה כֹ
חַ בָּאַיִל לַעֲמֹד לְפָנָיו וַיַּשְׁלִיכֵהוּ
אַרְצָה וַיִּרְמְסֵהוּ וְלֹא־הָיָה מַצִּיל לָאַיִל מִיָּדוֹ

وراَیتیو مگیع اَصل ہاایل ویتمرمر الاو ویَک اث ہاایل ویشبیر اث شتی قرنا و

ولو ہایا کوح بہاایل لعمود لفنا و ویشلیخیو ارصا ویرمسہو ولو ہایا مصیل لاایل

میادو : **لغات** וַיִּתְמַרְמַר ویتمرمر اس کا مادہ מָרַר

مارر ہی جس کے معنی ہیں بہنا ٹپکنا اسی سے מַר مر بمعنی قطرہ و بوند نکلا ہے اسی سے

عربی مر مدد نکلا اور مرمر جس کے معنی زور و شور سے مینہ برسنا۔ یہ بمنزلہ باب افتعال کے ہے

معنی اس کے حملہ آور ہونا جھپٹنا۔ اسی سے مرمر بمعنی غضب نکلا ہے (ترجمہ) پھر اس بکرے کو

میں نے دیکھا بزکوہی کے پاس جاتے پھر حملہ کیا اس نے بزکوہی پر اور مارا اُسے اور اس کے دونوں

سینگ توڑ دیئے اور بزکوہی میں اس کے مقابلہ کی صورت نہ رہی اور اس کو اس نے گرا دیا زمین پر

اور روند ڈالا۔ اس وقت بزکوہی کو اس کے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ וּצְפִיר

הָעִזִּים הִגְדִּיל עַד־מְאֹד וּכְעָצְמוֹ נִשְׁבְּ
רָה הַקֶּרֶן הַגְּדוֹלָה וַתַּעֲלֶנָה חָזוּת אַרְ
בַּע תַּחְתֶּיהָ לְאַרְבַּע רוּחוֹת הַשָּׁמָיִם

وصفیر ہاعزیم ہگدیل عد مئود وکعصمو نشبرا ہقرن ہگدولا وتعلنا حازوث

اربع تحتیا لاربع روحوث ہشامائم (ترجمہ) پھر اس بکرے نے بڑی ترقی کی اور جب

وہ بڑھ چکا تو اس کے بڑے سینگ ٹوٹ گئے اور اس کی جگہ چار نکلے چاروں جہت سما میں صعود کیں۔

(یعنی چار سینگ نکلے صعود کیں) וּמִן־הָאַחַת מֵהֶם יָצָא קֶרֶן
אַחַת מִצְּעִירָה וַתִּגְדַּל־יֶתֶר אֶל־הַנֶּגֶב וְאֶל
הַמִּזְרָח וְאֶל־הַצְּ
בִי׃

ومن ہا احت مہم یاصا قرن احت مصعیرا وتگدل یتر ال ہنگب وال ہمزراح

وال ہصبی۔ جس کا اصل معنی اس کے ہیں ہرن عربی ظبی لیکن مجازاً کبھی اطلاق اس کا

بیت المقدس پر ہوتا ہے הַצְּבִי صبی اصل معنی اس کے ہیں مرغوب لیکن اگر اس سے مراد عرب ہو تو بعید نہیں کہ یہ سلطنت بہت چھوٹی تھی اور نیز یہ مسکن حضرت ہاجرہ کا تھا جو حضرت ابراہیم کی بیبیوں میں چھوٹی تھیں (ترجمہ) پھر اُن میں سے ایک نکلا ایک سینگ چھوٹی سی اور وہ بہت بڑی دکھن اور پورب تا بیت المقدس) مقصود یہ ہے کہ اُن چار سینگوں میں سے جو چھوٹے سینگ تھے اُس سے ایک سینگ نکلی جو بہت بڑی وہ دکھن اور پورب تا بیت المقدس پہونچی یعنی ارض اسرائیل تک וַתִּגְדַּל עַד

צְבָא הַשָּׁמָיִם וַתַּפֵּל אַרְצָה מִן־

הַצָּבָא וּמִן־הַכּוֹכָבִים וַתִּרְמְסֵם׃ وتعدل عدصابا ہشامایم وتپل ارصاہ من ہصبا ومن بکوکابیم وترمسم

لغات

צָבָא صبا اس کے معنی کثیر الاستعمال متعارف لشکر کی ہیں چنانچہ צָבָא صبو مصدر ہے یعنی غزوہ و لشکر کشی اور کبھی جب قرینہ ہو تو اس کے معنی کواکب و روحانیات جن کی پرستش کی جائے بحیثیت جماعت צְבָא הַשָּׁמַיִם صبا شامایم اکثر اطلاق اس کا کواکب پر ہوتا ہے اور اس کے معنی ملائکہ ملاء اعلیٰ کے بھی ہیں (ترجمہ) پھر بڑے وہ سینگ ملائکہ ملاء اعلیٰ تک اور گرا دیا روحانیات اور کواکب کو جن کی پرستش ہوتی تھی زمین پر اور اُن کو روند ڈالا) مقصود یہ ہے کہ بہت پرستی خوب شایع کی וְעַד שַׂר־הַצָּבָא הִגְדִּיל וּמִמֶּנּוּ

הֵרִים הַתָּמִיד וְהֻשְׁלַךְ מְכוֹן מִקְדָּשׁוֹ׃

لغات

وعد سرہصابا ہگدیل وممنو ہورم ہتامید وہشلخ مکون مقداشو

הַתָּמִיד تامید اس کے اصل معنی ہیں دوام و دائما اور وظیفہ و فریضہ اور کبھی معنی قربانی جو روزانہ بیت المقدس میں ذبح ہوا کرتی تھی שַׂר־הַצָּבָה

مترجیما بامعنی سردار لشکر اور بمعنی علت موجودات یعنی ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ
(ترجمہ) پھر ذات واجب الوجود تک ترقی کی اور اُس سے ترک کی گئی قربانی مفروضہ اور اس کا
مکان مقدس بے عزت ہوا וּמִמֶּנּוּ הֵרִים הַתָּמִיד וְהֻשְׁלַךְ מְכוֹן מִקְדָּשׁוֹ
וְצָבָא תִּנָּתֵן עַל־הַתָּמִיד בְּפֶשַׁע וְתַשְׁלֵךְ אֱמֶת אַרְצָה
וְעָשְׂתָה וְהִצְלִיחָה وصابا تناتین عل ہتامید بپاشع وتشلیخ
امت آرصا وعاشتا وہصلیحا **لغات** צָבָא صابا اس کے معنی اوپر
ہم لکھ آئے ہیں کہ روحانیات جن کی پرستش کی جاوے اُسی کو بت کہتے ہیں صابا سے بیان
کرتے ہیں اور مجازاً اس سے وہ لوگ جو ہدایت کریں جن ہوں خواہ انس مراد ہوتے تھے۔
یہود میں بہت جھوٹے نبی تھے جو اپنے کو نبی کہتے تھے اور نیز نجات و نجوم کے ذریعہ سے
عجائبات دکھلا کے خلائق کو گرویدہ کرتے تھے اور وہ اُن کو نبی کہتے تھے اور اُن کی ہدایت
کواکب و روحانیات کی پرستش کی ہوتی تھی اور تاویلات بارد سے خلائق کے ذہن نشین
کرتے تھے کہ یہ ممنوع نہیں چنانچہ یہود اس ضلالت میں بعد وفات حضرت سلیمان کے برابر
مبتلا رہے۔ اس قسم کے جھوٹے انبیاء بنی اسرائیل میں بکثرت تھے بعض شہروں میں
اُن کے عدد پانسو تک پہونچے تھے اور وہ سچے نبیوں کو ایذا پہونچاتے تھے בְּ
פֶשַׁע پاشع اس کے معنی فسق و خلاف کے متعارف ہیں اس کے معنی کبھی کسر و شکست و ٹوٹ
و گر جانے کے بھی ہوتے ہیں וְהִצְלִיחָה ہصلیح مہذب کرنا و تکمیل کرنا۔
(ترجمہ) اور جھوٹے انبیاء ہمیشہ کو ٹوٹ جاویں گے اور نازل کریں گے وہ سچائی کو زمین پر صدق
خواہ ایمان اور تعمیل حکم کریں گے اور رستہ کریں گے וְצָבָא תִּנָּתֵן
تناتین بپاشع اس کے معنی ہیں حوالہ ہونگے شکست کو یعنی ٹوٹ جائیں گے וָאֶשְׁ
מְעָה אֶחָד־קָדוֹשׁ מְדַבֵּר וַיֹּאמֶר
אֶחָד קָדוֹשׁ לַפַּלְמוֹנִי הַמְדַבֵּר עַד

עַד־מָתַי הֶחָזוֹן הַתָּמִיד וְהַפֶּשַׁע שֹׁ
מֵם תֵּת וְקֹדֶשׁ וְצָבָא מִרְמָ
ס : واشمعا احاد قادوس مدبیر ولومرا احاد
قادوس لفلمونی همدبیر عدماتی هحازون هتامید وهفسع شومیم تیت وقادوس
وصابا مرماس (ترجمہ) پھر سنا میں نے ایک ملک کو بولتے تب کہا ایک مقدس شخص نے اس بولنے
والے سے کب تک یہ خواب دائمی ہوگا (یعنی ضلالت کا زوال اور ہیکل اور جھوٹے انبیا کی پامالی) مقصود یہ ہے کہ
بوقت رویا گزشتہ حضرت دانیال نے ایک ملک کی آواز سنی اور اس سے پوچھا کہ اس
خواب کی تعبیر بہ نسبت دوری ضلالت و پامالی ہیکل بیت المقدس و انبیاء کاذب کب ہوگی۔
فقط خواب کے ایک جزو کا زمانہ پوچھا کل خواب کی نسبت یہ استفسار نہ تھا۔ ایک مقدس
شخص سے مراد حضرت دانیال ہیں: וַיֹּאמֶר אֵלַי עַד עֶרֶב בֹּקֶר
אַלְפַּיִם וּשְׁלֹשׁ מֵאוֹת וְנִצְדַּק
קֹדֶשׁ : ویومرا ایلای عد عرب بوقر الفیم وشلوش
میوث ونصدق قودس (ترجمہ) تب کہا مجھ سے شام سے صبح تک دو ہزار تین سو گزریں گے
تب پاک ہوگا ملک) یہاں تک خواب ہے حضرت دانیال کا جو انھوں نے مشاہدہ کیا ۲ ۲
וַיְהִי בִּרְאֹתִי אֲנִי דָנִיֵּאל אֶת־הֶחָזוֹן
וָאֲבַקְשָׁה בִינָה וְהִנֵּה עֹמֵד לְנֶגְדִּי
כְּמַרְאֵה־גָבֶר : ویہی برئوتی انی دانی ایل اث ہحازون
وابقشا بینا وہنہ عومید لنگدی کمراہ گبر (ترجمہ) اس خواب کے دیکھنے کے وقت میں اپنا
تعبیر کی فکر میں تھا کرتا، میرے سامنے ایک جوان صورت کھڑا ہوگیا) גֶּבֶר گبر عبرانی میں
نوجوان کو کہتے ہیں اور אֵל ایل اسماء الحسنی سے ہے اسی سے גַּבְרִי
אֵל : گبری ایل نکلا ہے جس کا معرب جبرئیل ہوا گویا کہ یہ ملک بصورت نوجوان

اختیار کے پاس آیا تھا اس لئے اس کا نام جبرئیل ہوا یعنی مرد خدا וָאֶשְׁמַע
קוֹל־אָדָם בֵּין אוּלָי וַיִּקְרָא וַיֹּאמַר
גַּבְרִיאֵל הָבֵן לְהַלָּז אֶת־הַמַּרְאֶה׃
وا اشمع قول ادام بین اولای ویقرا ویومر گبریال ہابین لہلاز اث ہمرئہ
(ترجمہ) پھر سنا میں نے آواز آدمی کی اولای ندی میں کہ پکارا اور کہا اے جبرئیل سمجھا دے اس کو
یہ خواب یعنی جبرئیل کو حکم ہوا کہ دانیال سے خواب کی تعبیر کہدے) וַיָּבֹא אֵצֶל
עָמְדִי וּבְבֹאוֹ נִבְעַתִּי וָאֶפְּלָה עַל־פָּנָי
וַיֹּאמֶר אֵלַי הָבֵן בֶּן־אָדָם כִּי לְעֶת
קֵץ הֶחָזוֹן׃
ویاوا اصل عمدی وبیو نوبعتی واا افل ہا ناہی ولومرا لای ہابین بن آدام
کی لیعث قعص ہحازون (ترجمہ) تب آئے جبرئیل جہاں میں کھڑا تھا اس کے آتے ہی میں ڈر گیا
اور اوندھا گرا تب اس نے مجھ سے کہا سمجھ اے آدمی زاد کہ آخر زمانہ میں یہ خواب ہوگا)۔ آخر زمانہ وہ
کہلاتا ہے جب سے وحی منقطع ہو جائے ہمارے پیغمبر آخر زمانہ میں تھے کہ آپ کے بعد سلسلہ
نبوت و نزول وحی ختم ہو گیا وּבְדַבְּרוֹ עִמִּי נִרְדַּמְתִּי
עַל־פָּנַי אָרְצָה וַיִּגַּע־בִּי וַיַּעֲמִידֵנִי
עַל־עָמְדִי׃ وبد برو عمی نردمتی علی فانی آرصا ویگع بی ویعمیدی
علی عمدی (ترجمہ) جب اس نے مجھ سے خطاب کیا تو میں نے زمین پر سجدہ کیا تب اس نے مجھ پر
ہاتھ پھیر کر مجھے کھڑا کیا اپنے مقام پر) וַיֹּאמֶר הִנְנִי מוֹדִיעֲךָ
אֵת אֲשֶׁר־יִהְיֶה בְּאַחֲרִית הַזָּעַם
כִּי לְמוֹעֵד קֵץ׃ ولومر ہنینی مودیعخا اث اشر یہیہ باخریث ہزعم کی
لموعید قص (ترجمہ) اور کہا کہ اب میں تجھے بتاتا ہوں جو کچھ ہوگا انتہائے غضب میں جب انجام کا وقت ہوگا)

واضح ہو کہ بنی اسرائیل پر بوجہ نافرمانی اور کفران ہمیشہ غضب الٰہی ہوا کرتا تھا جس سے وہ قتل ہوتے تھے لوٹے مارے جاتے تھے قحط و جنگ میں مبتلا ہوتے تھے لیکن ہمارے پیغمبر کی بعثت کے بعد یہ سب سزائیں موقوف ہوئیں اب جو کچھ ہوگا وہ آخرت میں ہوگا۔ سزائے دنیاوی بند ہوئی کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اس لئے جبرئیل آپ کے زمانہ کو انتہائے غضب سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی وقت احیاء بنی اسرائیل کے موقوف ہوجانے کو بیان کرتے ہیں۔ گو یہود اب تک کیا کرتے ہیں لیکن اس کے موقوفی کی خبر دی گئی ہے پس مقصود آیت یہ ہے کہ اب میں تجھے خبر دیتا ہوں جب احیاء بنی اسرائیل موقوف ہوگی اور یہ عذاب دنیاوی جو بنی اسرائیل کو ہوا کرتا ہے جس کا منشا غضب الٰہی ہے بند ہوگا

הָאַיִל אֲשֶׁר־רָאִיתָ בַּעַל הַקְּרָנָיִם מַלְכֵי מָדַי וּפָרָס׃

ہا ایل اشر رائیتا بعل ہقرانیم ملکی مادای وفارس (ترجمہ) وہ بکری ذات القرنین جو تو نے دیکھی اس سے مقصود سلاطین میدیہ و فارس ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ پہلے بادشاہانِ فارس کا اقبال چمکے گا کہ اکثر بلاد ان کے قبضہ میں ہوں گے اور کوئی ان کا مقابلہ نہ کرسکے گا

וְהַצָּפִיר הַשָּׂעִיר מֶלֶךְ יָוָן וְהַקֶּרֶן הַגְּדוֹלָה אֲשֶׁר בֵּין־עֵינָיו הוּא הַמֶּלֶךְ הָרִאשׁוֹן׃

وہصافیر ہساعیر ملخ یاوان وہقرن ہگدولا اشر بین عیناو ہو ہملخ ہاریشون

(ترجمہ) اور بکرا بادشاہ یونان ہے اور اس کی بڑی سینگ سے مقصود ان کا پہلا بادشاہ ہے یعنی جس سے سلطنت فارس برباد ہوئی اور بہت سلاطین اس کے زیر نگیں ہوگئے)

וְהַנִּשְׁבֶּרֶת וַתַּעֲמֹדְנָה אַרְבַּע תַּחְתֶּיהָ אַרְבַּע מַלְכֻיוֹת מִגּוֹי יַעֲמֹדְנָה וְלֹא בְכֹחוֹ׃

وہنشبرت وتعمودنا اربع تحتیہا اربع ملخویوث مگوی یعمودنا ولو بکوحو (ترجمہ)
اور اُس شکستہ کی جگہ جو چار دوسرے قائم ہوئیں وہ چار بادشاہتیں ہیں اقوام مختلف کے جو قائم ہوں گی
نہ اس قوت کی : וּבְאַחֲרִית מַלְכוּתָם כְּהָתֵ
ם הַפֹּשְׁעִים יַעֲמֹד מֶלֶךְ עַז-פָּנִים
וּמֵבִין חִידוֹת : وباحرت ملخوتام کہاتم ہپشاعیم یعمود
ملخ عزپانیم ومبین حیدوث لغات הָתֵם ہاتم مادہ اس کا
תָּם تم ہے اس کے معنی مثل عربی تام کے پورے ہونے کے ہیں :
עַז-פָּנִים عزپانیم = رعب والا مہیب - اس کے معنی کبھی سنگدل و
بے حیا کے بھی آئے ہیں חִידוֹת حیدوث - اس کے معنی ہیں پہیلی اور بھید
(ترجمہ) اُن سلطنت کی انتہا میں ضلالت نہایت درجہ کو پہنچی قائم ہوگا ایک بادشاہ رعب والا واقف
اسرار) سیاق آیت سے ظاہر ہے کہ اس بادشاہ سے وہ چار سلطنت برباد ہوں گی :
וְעָצַם כֹּחוֹ וְלֹא בְכֹחוֹ וְנִפְלָאוֹת
יַשְׁחִית וְהִצְלִיחַ וְעָשָׂה וְהִשְׁחִי
ת עֲצוּמִים וְעַם-קְדֹשִׁים : כד :
وعاصم کوحو ولو بکوحو ونفلاوث یشحیت وہصلیح وعاسا وہشحیت عصومیم و
عم قدوشیم - کوان کے معنی ظلم کے بھی آئے ہیں (ترجمہ) اور بڑھے گی اس کی قوت
پر ظلم سے نہیں بلکہ معجزات سے تباہ کرے گا اور مہذب کرے گا اور تبلیغ احکام اور برباد کرے گا علماء کو
اور یہود کو) اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ بادشاہ صاحب معجزات ہوگا اور قتال اُس کا
ظلم نہ ہوگا - تباہ کرے گا نافرمان اور کفار کو اور وہ مہذب بھی کرے گا - یعنی نفوس کی
تکمیل بھی اس کا کام ہوگا اور تعمیل فرمان یعنی تبلیغ احکام الٰہی جو لازمہ رسالت ہے اور
آیت سے ظاہر ہے کہ اُس کے وقت میں یہود برباد ہوں گے یعنی قتل ہوں گے اور ان کی شریعت

منسوخ ہوگی کیونکہ خواب میں پامالی ہیکل اور موقوفی قربان فرضی کا ذکر ہے: [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]:
وعل سخلو ومصلح مریا سا و ودلما لو لعدل وشلو اسحب رسم وعل سرباتیم لعوذ
بائیس بادشا بیر لغات [illegible] مرانسا و وقرب [illegible]
[illegible]: شلو اکفر روت [illegible] بائیس بدون بلا [illegible]
مادا اس لفظ کی اصل معنی ہاتھ کے ہیں عربی ید لیکن مجازاً قوت کے معنی میں مستعمل ہے خصوصاً
قوت انسانی جو یہاں مقصود ہے (ترجمہ) اور اپنی دانش سے مفاسد کی اصلاح کرے گا اپنے ہاتھ اور
دل سے کامل کرے گا اور بوجہ کفر کے قتل کرے گا۔ اکثروں کو اور شاہنشاہ اُن کے مقابل ہوگا اور اُن کو
بقوت قدسیہ توڑ دے گا۔ بدون انسانی قوت کے جس کا حاصل قوت قدسیہ ہے [illegible]
یشا سر باب انفعال سے لازمی ہے لیکن کبھی مجرد کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ خلیل
کی کتاب میں موجود ہے یہاں ایسا ہی ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں تین صفت بیان ہوئی
ایک اصلاح ظاہر ہے کہ آپ نے تمامی قبائل عرب کو جو ہمیشہ باہم جدال و قتال کیا کرتے تھے مطابق
مضمون کل مومن اخوۃ ایک کر دیا۔ دو قبیلہ انصار اوس اور خزرج میں ہمیشہ نفاق و عداوت
رہتی تھی وہ سب ایک ہو گئے۔ اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ دوسری صفت تکمیل جو آپ کی امت میں ہر زمانہ
میں مشاہد ہے۔ تیسری صفت قتل کفار بقوت قدسیہ۔ آپ کے غزوات دیکھنے والوں پر یہ امر مخفی
نہیں تاہم غزوہ بدر کو یہاں باختصار لکھ دیتے ہیں۔ شرح اس غزوہ کی یہ ہے کہ حضور اقدس میں یہ
خبر پہنچی کہ ابوسفیان مع قافلہ تجارت شام سے معاودت کیا چاہتا تھا۔ آپ بنفس نفیس مع
جماعت مہاجرین و انصار کہ تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے بقصد اس قافلہ کے نکلے۔ ابوسفیان نے خبر پا کے

ضمضم غفاری کو اجیر کرکے مکہ روانہ کیا اور ابوجہل وغیرہ سرداران قریش کو کہلا بھیجا کہ اگر قافلہ کی خیر چاہیں تو مدد کے لئے آئیں اور قافلہ کو بچا لے جائیں۔ یہ خبر سن کے ابوجہل بہت طیش میں آیا اور لشکر مع سامان جنگ اس نے جمع کیا۔ سواران اسپ و شتر اور پیادہ سے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا اور جمیع قبائل قریش میں سے اعیان و اشراف حتی کہ عباس بن عبدالمطلب بنی ہاشم میں سے کہ ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے حسب قاعدہ حمیت برادری ساتھ ہوئے اگرچہ ابوسفیان نے قافلہ کو دوسری راہ سے نکال کر آدمی کو بھیج کر ابوجہل وغیرہ کو کہلا بھیجا تھا کہ اب حاجت مدد لانے کی نہیں، لیکن اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا کہ سرداران کفار کو قتل کرکے اور شوکت اسلام علی وجہ الکمال ظاہر کرے لہذا ابوجہل لعین نے لشکر لے جانے پر اصرار کیا اور کہا محمد نے نہایت شورش کی ہے اُن کی شورش کو بالکل دفع کرنا ضرور ہے ابوسفیان کو بہت اصرار کفر پر اِن دنوں رکھتا تھا با آنکہ خود ممانعت کہلا بھیجی تھی مگر میں قافلہ کو پہونچا کے خود چھپ گئے ابوجہل کے شریک ہوا۔ اللہ جل جلالہ نے آپ کو وحی بھیجی کہ خدائے تعالیٰ تم کو ظفر دے گا قافلہ پر یا لشکر پر۔ آپ کے اصحاب کا یہ جی چاہتا تھا کہ قافلہ سے مقابلہ ہو اس لئے کہ لشکر جماعت کثیر باسامان و سلاح تھا اور مسلمان بے سامان تھے اور قافلہ بھی جماعت قلیلہ بے سلاح تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ دکھانے اور اسلام کی نصرت عظیمہ کرنی منظور تھی۔ لہذا قافلہ نکل گیا لشکر سے مقابلہ کی ٹھہری۔ لشکر کفار مسلمانوں کے لشکر سے سہ چند تھا بلکہ زیادہ۔ مسلمان تین سو تیرہ (۳۱۳) تھے اور کفار ایک ہزار لیکن کفار کو مسلمان دونے ہی نظر پڑے اور مسلمانوں کا رعب کافروں کے دل میں سما گیا۔

حال قتل پہونچے لشکر کفار

آنحضرت صلعم نے صحابہ سے بطور مشورہ کے لڑائی کے باب میں تذکرہ کیا۔ پہلے حضرت ابوبکر نے پھر حضرت عمر نے باتیں مناسب عرض کیں آپ بہت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی حضرت مقداد نے کہا کہ ہم ایسا نہ کہیں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون یعنی جا کے تو اور تیرا رب

لڑتے ہم یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے لڑیں گے اور جہاں تک آپ ہمیں لے جائیں گے ساتھ جائیں گے چونکہ انصار نے بوقت بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ جو کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھ آئے گا اُس سے لڑیں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ آپ کے ساتھ نکل کے لڑیں گے۔ آپ نے ایسی تقریر کی جس سے انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس معاہدہ کے یہ خیال ہو کہ شاید ہم بیرون مدینہ کے آپ کے شریک نہ ہونگے۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ بیشک ہمارا معاہدہ مرافقت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینہ پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی برحق جانتے ہیں، اب ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہے آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم سمندر میں گھس جائیں اور کسی طرح دشمن سے لڑائی میں ہمیں عذر نہیں اور بوقت جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان نثاری سے راضی ہونگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقریر جان نثاری سن کے آپ بہت راضی ہوئے **حال** جس جگہ لشکر اسلام رات کو مقیم ہوا تھا زمین ریتیلی تھی اور پاؤں جمتے نہ تھے اور پانی نہ تھا پیاس غالب ہوئی اور وضو کی حاجت تھی۔ اس جہت سے لشکریان اسلام پریشان خاطر تھے آپ نے مینہ کے لئے دعا فرمائی۔ خوب مینہ برسا۔ زمین جم کے سخت ہوگئی۔ پاؤں ٹھیرنے لگے اور لوگ نہائے اور ظروف اپنے پانی سے بھر لئے۔ بوقت مقابلہ جب آپ نے لشکر کفار اور اُن کا کروفر ملاحظہ فرمایا تو یہ آیت پڑھی سیھزم الجمع ویولون الدبر یعنی قریب ہے کہ بھاگ جائیگی یہ جماعت اور پشت پھیرے گی چنانچہ مطابق پیشین گوئی آیت موصوفہ کے ہوا **حال** زمانہ سابق میں دستور تھا کہ قبل وقت جنگ میدان میں ایک ایک دو دو آدمی طرفین سے نکل کے لڑتے تھے یوں سب سے پہلے عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ولید پسر عتبہ کفار کی طرف سے میدان جنگ میں آئے اُن کے مقابلہ میں پہلے تین آدمی شجاعان انصار سے نکلے۔ کفار نے کہا کہ ہم کو اپنے اخوان قریش سے مبارزت منظور ہے۔ تب حضرت علی اور حضرت حمزہ اور عبیدہ بن حارث اُن کے مقابلہ میں گئے حضرت علی مقابل شیبہ کے ہوئے اور حضرت حمزہ مقابل عتبہ کے اور اُن دونوں صاحبوں نے

تو جاتے ہی اپنے مقابل کو مار دیا اور عبیدہ نے اپنے حریف کو کہ ولید تھا زخمی کیا اور آپ بھی زخمی ہوئے۔ حضرت علی نے اپنے حریف سے فارغ ہو کر ولید کو بھی قتل کیا اور تینوں صاحب مظفر و منصور لشکر اسلام میں پھر آئے۔ عتبہ و شیبہ کے سبقت کی وجہ یہ تھی کہ بوقت روانگی لشکر یہ دونوں ہمراہی سے جی چراتے تھے اور ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ لڑائی کے لیے جاویں اس وجہ سے کہ ایک بار عداس اُن کا غلام نصرانی جو جناب رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر جب آپ طائف سے پھرے تھے باغ میں مسلمان ہو گیا تھا انھیں اس لڑائی میں جانے سے مانع تھا اور کہتا تھا کہ ان سب لوگوں کو واسطے قتل کے خدا لئے جاتا ہے۔ اس لئے عتبہ و شیبہ اس لڑائی میں شامل ہونے سے کارہ تھے اور نفرت کی باتیں اس لڑائی و سفر سے کرتے تھے۔ ابوجہل نے تہمت نامردی کی لگائی تھی۔ **حال** مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے بروز بدر اپنے داہنے اور بائیں طرف دو نوجوانوں کو دیکھا میں دل میں ناخوش ہوا کہ نا تجربہ کاروں کا ساتھ ہے۔ اتنے میں ایک نے اُن میں سے مجھ سے پوچھا کہ اے چچا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا پہچانتا ہوں۔ تمھارا کیا مطلب ہے۔ اُس نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ پیغمبر صلعم کو بُرا کہتا ہے۔ اگر میں اُسے دیکھ پاؤں تو اُس سے جدا نہ ہوں جب تک کہ ہم دونوں میں سے ایک مر نہ لے۔ بعد اس کے دوسرے نے بھی اسی طرح پوچھا اور وہی بات بیان کی۔ وہ دونوں جوان انصاری تھے اُن کا نام معاذ تھا عفراء کے بیٹے۔ باپ اُن کے دو تھے یعنی معاذ بن عمرو و معاذ بن حارث۔ حضرت عبدالرحمن کو انھوں نے چچا تعظیماً کہا تھا حقیقت میں اُن کے بھتیجے نہ تھے۔ حضرت عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں اُن کی باتیں سن کر خوش ہوا۔ اتنے میں ابوجہل کو گھوڑا میدان میں کداتے دیکھا۔ میں نے اُن دونوں جوانوں سے کہا کہ یہ ہے جسے تم پوچھتے تھے یہ سنتے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے نکال کے باز کی طرح جھپٹے اور ابوجہل سے بھڑ گئے۔ یہاں تک کہ اُس کو گرا دیا۔ بعد فتح جب اُن دونوں نے دعویٰ قتل ابوجہل کیا، آپ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کے فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا اور سلب ابوجہل کا

معاونوں کو دلایا۔ حال اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار بعد ازاں پانچ ہزار قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بدر میں پہونچے تک لشکر کفار بہت ہو گیا تھا۔ اطراف و جوانب سے کفار مثل مور و ملخ شامل ہو گئے تھے ایک ہزار وہ تھے جو مکہ سے آئے تھے۔ حال عین گرمی ہنگامۂ جنگ میں آپ نے ایک مٹھی خاک اور کنکریاں کافروں کے چہرہ کی طرف پھینک ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنی برے ہوگئے یہ منہ۔ وہ خاک و کنکریاں کافروں کے چہرے پر پڑیں اُس کے وہاں پہونچتے ہی تیزے کفار کے کند ہو گئے اور تھوڑی سی دیر بعد وہ بھاگ گئے۔ ایسی تاثیر تھا یا جو پھینک مارنے مشت خاک اور کنکریوں میں ہوئی اُس کے حال میں اللہ جل جلالہ نے یہ یہ آیت نازل فرمائی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی نہیں پھینک مارا تم نے جس وقت پھینک مارا لیکن اللہ نے پھینک مارا یعنی ایسی تاثیر دی کہ ایک مشت خاک اور کنکریاں نے لشکر جرار کا منہ پھیر دیا طاقت بشری سے باہر ہے۔ لہذا تاثیر تمہاری قوت سے کہ بشری ہے نہیں ہوئی بلکہ قدرت و قوت ایزدی سے ہوئی یعنی قوت قدسیہ سے یہ معجزہ مشابہ ہے حضرت موسیٰ کے معجزہ کے ساتھ کہ انھوں نے ایک مٹھی خاک اُڑا دی تھی اُس سے تمام مصریوں کے بدن میں جوئیں پڑ گئی جس سے نہایت عاجز ہو کر حضرت موسیٰ سے التجا کی کہ اس بلا سے ہم کو بچائیے۔ اس جنگ میں ستر آدمی بڑے بڑے سردار مثل ابوجہل کے قتل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے اُن میں حضرت عباس عم رسول اللہ بھی تھے جس شخص نے اسیر کیا تھا بہت حقیر تھا۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے کیسے اسیر کیا اُس نے کہا کہ ایک شخص نے جسے میں نہیں پہچانتا اسیر کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ومرئیہا عجیبت وجبو فراشر بنا مراست ہوا وآنا سوم ہمارون کی لبا مسم رحیم (ترجمہ)
اور خواب شام وصبح جو بیان ہوا سچ ہے اور تو اس خواب کو چھپا رکھ جو بہت برسوں میں ہوگا) اولاً ترجمہ آیات
کو ایک جا بہ ترتیب لکھتے ہیں۔ بیلشضر بادشاہ کی سلطنت کی تیسری سال میں مجھ دانیال کو
بار ثانی خواب نظر آیا۔ جب میں تھا سوس میں جو ملک فارس میں ہے تو خواب دیکھتا ہوں اور
تھا میں نہر اولائی پہ۔ میں نے جو آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ دریا کے سامنے وہاں ایک بز کوہی
کھڑی ہے اُس کے دو بڑے سینگیں ہیں اُن میں سے جو بڑی ہے بجانب پشت مائل ہے۔
دیکھا میں نے بز کوہی کو سینگ مارتے پچھم دکھن اوتر اور کوئی جانور اُس کے سامنے نہیں ٹھہرتا
اور نہ کوئی اُس کے ہاتھ سے بچا سکتا اور اُس نے جو چاہا کیا اور بہت بڑھی۔ میں سمجھ رہا
تھا کہ وہاں ایک بکرا آیا پچھم سے تمام روئے زمین پہ اُسے کوئی چھو نہیں سکتا اور اُس بکرے کے
ایک مستحکم سینگ ہے بیچ میں العینین۔ اور آیا دو سینگ والی بز کوہی پاس جسے میں نے دریا کے سامنے
کھڑا دیکھا اور دوڑا اس کی طرف جوش قوت سے۔ پھر اُس بکرے کو میں نے دیکھا بز کوہی کے پاس
جاتے پھر حملہ کیا اُس نے بز کوہی پر اور مارا اُسے اور اُس کے دونوں سینگ توڑ دیئے پھر تو
بز کوہی میں اُس کے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اُس کو اس نے گرا دیا زمین پر اور روند ڈالا
اُس وقت بز کوہی کو اُس کے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ پھر اُس بکرے نے بڑی
ترقی کی اور جب وہ بڑھ چکا تو اُس کے بڑے سینگ ٹوٹ گئے اور اُس کی جگہ چار مستحکم
چار جہت سما میں صعود کیں۔ پھر اُن میں سے چھوٹے سینگ سے ایک چھوٹی سینگ نکلی
اور وہ بہت بڑھی دکھن اور پورب اور تا بیت المقدس پہونچی۔ پھر بڑھے وہ سینگ ملائکہ
ملاء اعلیٰ تک اور گرا دیا روحانیات اور کواکب کو جن کی پرستش ہوتی تھی زمین پر اور
اُن کو روند ڈالا۔ پھر ذات واجب الوجود تک پہونچے اور اس سے متروک ہوئی قربانی
مفروضہ اور اُس کا مکان مقدس بے قدر ہوا۔ اور چھوٹے انبیاء ہمیشہ کو لوٹ جائیں گے
اور نازل کیا اُس سینگ نے زمین پر صدق اور تعمیل حکم کیا اور غضب کیا۔ پھر سنا میں نے

ایک تک کو پہونچے تب کہا ایک مقدس شخص نے اس متکلم سے کب تک یہ خواب دائمی ہوگا یعنی زوال ضلالت اور پامالی ہیکل اور چھوٹے انبیاء کی بربادی - تب کہا مجھ سے شام صبح تک دو ہزار تین سو گزریں گے تب ہیکل ہوگا پاک - اس خواب دیکھنے کے وقت میں دانیال تعبیر کی فکر میں تھا کہ ناگاہ میرے سامنے ایک جوان صورت کھڑا ہو گیا - پھر سنا میں نے آواز آدمی کی اولائی ندی میں کہ پکارا کے اس نے کہا کہ اے جبرئیل سمجھا دے اس کو یہ خواب - تب آیا جبرئیل جہاں میں کھڑا تھا - اس کے آتے ہی میں ڈر گیا اور اوندھا گرا - تب اس نے مجھ سے کہا سمجھ لے آدمی زاد کہ اخیر زمانہ میں یہ خواب ہوگا - اور کہا کہ اب میں تجھے بتاتا ہوں جو کچھ ہوگا انتہائی غضب میں جب دور ختم ہوگا - اور وہ بڑا کہ ہیں اس کے دو سینگ جو تو نے دیکھی اس سے مقصود سلاطین فارس ہیں اور بکرا بادشاہ یونان اور اس کے بڑے سینگ سے مراد ان کا بادشاہ اول ہے اور اس شکست کی جگہ چار دوسری قائم ہو گئیں وہ چار بادشاہتیں ہیں اقوام مختلف کی جو قائم ہوں گی نہ اس قوت سے - ان سلطنتوں کی انتہا میں جب ضلالت غایت درجہ کو پہونچے گی قائم ہوگا ایک بادشاہ رعب والا واقف اسرار اور بڑھے گی اس کی قوت لیکن ظلم سے نہیں بلکہ معجزات سے تباہ کرے گا اور غضب کرے گا اور تبلیغ احکام اور برباد کر دے گا عظما رکو اور یہود کو اور اپنی دانش سے فساد کی اصلاح کرے گا - اپنے دل و ہاتھ سے کامل کر دے گا اور بوجہ کثرت کے اکثروں کو قتل کرے گا اور شہنشاہان کے مقابل ہوگا اور ان کو بقوت قدسیہ توڑ دے گا اور خواب شام و صبح کا جو بیان ہوا سچ ہے اور تو اس خواب کو چھپا جو بہت برسوں میں ہوگا - **تفسیر** اب اس خواب و تعبیر میں خوب غور کرنا چاہیے تواریخ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ اس خواب کے سلاطین فارس بڑی ترقی ہوئی تمام ملک فارس تا ہند و ترکستان و شام و ارمن و عرب و مصر و اکثر بلاد افریقہ و یوروپ ان کے قبضہ میں تھا اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تا زمانہ دارا یہی اقبال رہا جب سکندر یونانی کا وقت آیا تو اس نے دارا کو مار کر تمام بلاد پر قبضہ کر لیا اور کری ہے

مراد ہے سکندر ہی جو بادشاہ یونان تھا جب سکندر مر گیا تو فی الواقع چار سلطنت جداگانہ ہو گئیں ایک
سلطنت فارس جو ہند تک پھیلی تھی۔ دوسری سلطنت ترکستان جو چین تک گئی تھی تیسری سلطنت روم
جس میں شام اور مصر اور اکثر بلاد افریقہ و یورپ داخل تھے۔ چوتھی سلطنت عرب جو بہت
چھوٹی تھی جبرئیل کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک بادشاہ صاحب ہیبت و جلال
ایسا ہوگا جو ان سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دے گا۔ ایسا بادشاہ بعد سکندر کے کوئی نہیں ہوا
جس نے ان سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دیا ہو۔ سوا اسے ہمارے پیغمبر کے دور اسلام میں یہ
سب مملکتیں ٹوٹ کے ایک ہو گئیں خلیفہ اسلام ہوا کرتا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت
میں تا زمانہ اسلام یہ سب سلطنتیں قائم و مستقل تھیں چونکہ اصل خواب میں مذکور ہے کہ سب چھوٹے
سینگ سے ایک شاخ بصفت مذکورہ نکلے گی اور اس چھوٹے سینگ کو جبرئیل کہتے ہیں کہ مراد
اس سے بادشاہ ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا اور سب سلطنتوں کو توڑ کے ایک کرے گا اور
ان چار سینگوں کو چار سلطنت بتاتے ہیں۔ ان چار سلطنتوں میں سب سے چھوٹی بادشاہت
عرب کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ جو آخر میں ہوگا اور چاروں سلطنت کو ایک کریگا
اور رعب والا اور واقف اسرار ہوئے ہیں تو کچھ شبہ نہیں حضرت عیسیٰ بھی واقف اسرار تھے
لیکن نہ وہ ملک عرب کے تھے اور نہ ان سے سلطنتیں ٹوٹ کے ایک ہوئیں جو کچھ جبرئیل نے
بتایا ہے وہ سب صفات آپ میں تھیں معجزات تو آپکے اوپر مذکور ہیں جن سے آپ نے کفر دور
کیا اور سلاطین کو توڑا۔ آپکے وقت میں تورات منسوخ ہوئی جس سے موقوفی قربانی لازم
ہوئی جیسا کہ خبر دی گئی تھی آپ کے وقت میں جہاد قائم ہوا۔ جیسا کہ قتل کفار اس امر کو کہو
اور تہذیب تو ایسی ہوئی کہ تمام دنیا ذات بابرکات سے مہذب ہوگئی۔ عیسائیوں نے بھی
تہذیب آپ سے حاصل کی عیسائیوں کے قبل دور اسلام کے حالات کو بعد کے حالات سے
ملانے سے اس کے تصدیق ہو جائے گی۔ ہنود و گبر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ یہود پر بھی
اثر پڑا ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔ جھوٹے انبیا رخصت و نابود ہو گئے۔ اب کہیں جھوٹی نبوت

سکتا نہیں تھا۔ پس جملہ امور جو خواب و تعبیر میں ذکر ہوئے سب آنحضرت میں پائے جاتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ پر منطبق نہیں۔ اہل بصیرت جانچ لیں گے۔ واضح ہو کہ یہ معنی جو لکھے گئے ظاہری ہیں لیکن کچھ رموز بھی یہاں ہیں۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ خواب میں یہ دیکھا تھا کہ بکرے کے بڑے سینگ ٹوٹ گئے چار شاخیں اُس کی جگہ قائم ہوئیں جس کی تعبیر جبرئیل نے چار مملکت سے کی اُس کے بعد خواب میں دیکھا کہ ایک سینگ صغیرہ سے بصفات مذکورہ نکلی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ صغیرہ سے مقصود سب چھوٹی سلطنت ہے جو عرب کی بادشاہت تھی اُس سینگ کی تعبیر جبرئیل نے خلیفۂ آخر الزماں کہا۔ لیکن ممکن ہے کہ صغیرہ سے مراد ہاجرہ ہوں کہ وہ حضرت ابراہیم کی چھوٹی بی بی تھیں اور اُن سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ اُن کے پیٹ سے خلیفہ پیدا ہو گا جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو اگر یہ خلیفۂ آخر الزمان ہاجرہ کی نسل سے نہ ہو تو وعدۂ الٰہی جھوٹ ہو جائے کیونکہ حضرت اسمٰعیل سے وہ وعدہ پورا نہیں ہوا جیسا گزرا تو معنی یہ ہوں گے کہ ایک سینگ ہاجرہ سے بصفات مذکورہ نکلے گی جس کو جبرئیل خلیفۂ آخر الزمان بتاتے ہیں تو مقصود یہ ہے کہ وہ خلیفہ آخر الزمان ہاجرہ کی نسل سے ہو گا چنانچہ آنحضرت خلیفۂ آخر الزمان ہاجرہ کی نسل سے ہوئے۔ اب یہاں ضرور ہے تفسیر اُس مدت کی جو ۱۴ آیت گزشتہ میں مذکور ہے اُس میں تعداد دو ہزار تین سو لکھی ہے۔ لفظ سال ہے نہ ماہ لیکن متبادر یہی ہے کہ مراد سال ہو کیونکہ ایسی مدت مہینوں سے بیان نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ یہ مدت ہے خلیفۂ آخر الزمان کے وقت کی جب شریعت موسوی منسوخ ہو کے نئی شریعت جاری ہو گی اور بڑا تغیر اس عالم میں پیدا ہو گا پس شام سے مراد وفات حضرت موسیٰ ہے جب شریعت موسوی مکمل و پوری ہوئی اُس وقت حضرت موسیٰ نے اس دنیا کو چھوڑ دیا۔ چونکہ وہ زمانہ انتقال ایک جلیل القدر پیغمبر کا تھا اس لیے اُسے شام سے تعبیر کیا اور صبح سے مقصود وہ زمانہ ہے جب آنحضرت قابل و متحمل نزول وحی ہوئے اور نیز وفات حضرت موسیٰ بوقت شب تھا جب ہی اُن کا مدفن کسی کو معلوم نہ ہوا جیسا توراۃ میں مصرح ہے اور پیدائش ہمارے پیغمبر کی بوقت صبح صادق ہوئی تو مقصود یہ ہے کہ جب وفات حضرت موسیٰ کی

(۲۳۰۰) دو ہزار تین سو سال گزر جائیں گے تو وہ وقت خلیفہ آخر الزمان کا ہوگا مطلوب یہ تھا کہ اتنی ہی مدت کے لئے شریعت موسوی قائم کی گئی تھی جب وہ مدت گزر جائے گی تو شریعت ابدی کے قیام کا وقت پہونچ جائے گا۔ حساب اس کا یہ ہے کہ ۱۵۷۰ ہبوطی میں حضرت موسیٰ کی وفات ہوئی اور ۲۲۹۱ ہبوطی میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور ۲۸۳۳ ہبوطی میں پیدائش حضرت محمد پیغمبر آخر الزمان کی ہے پھر ۲۸۴۳ ہبوطی میں آپ جب بالغ ہوئے اُس وقت سن شریف ۱۰ سال کا تھا۔ آپ کا شق صدر بلا ثانیہ ہوا اس غرض سے کہ آپ کا دل بار وحی کا متحمل ہو جائے یہی زمانہ آغاز نبوت تھا۔ اشجار واحجار سے احیانًا السلام علیکم یا رسول اللہ مسموع ہوتا تھا رویائے صادقہ و خوارق جو علامات نبوت سے ہیں مشاہدہ ہوتے تھے دیکھو ۲۵ برس کی عمر میں آپ بی بی خدیجہ کا مال لے کر ملک شام میں تجارت کے لئے تشریف لے گئے تھے اس سفر میں بہت خوارق آپ سے ظاہر ہوئے کہ انہیں علامات سے نسطورا راہب نے آپ کو پہچانا اور کہا کہ فارقلیطا جس کی خبر حضرت مسیح نے دی ہے یہی ہیں اور میسرہ حضرت خدیجہ کے غلام نے اُن خوارق کو جو سفر میں بالعین دیکھے تھے۔ خدیجہ سے بیان کئے اور خود خدیجہ نے بھی بوقت معاودت بالاخانہ کے غرفہ سے معائنہ کیا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کئے تھے کہ یہی وجہ خواہش نکاح کی ہوئی۔ فقط۔ اسی زمانہ کو ملک نے اس رویا میں صبح سے تعبیر کی ہے اس حساب سے مدت کی رویا صحیح و درست ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب لا یخفیٰ علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو العلیم الخبیر۔ ہدایت چار مرتبہ آپ کا شق صدر بتاتے ہیں ایک مرتبہ ایام رضاعت میں دوسری مرتبہ جب آپ دس برس کے تھے۔ تیسری مرتبہ جب آپ شتر سوار تھے۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔ مرتبہ چہارم کی روایت تو صحیح مسلم و بخاری میں بھی ہے اور مراتب باقیہ کی روایات ابونعیم و ابن عساکر و بیہقی وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ لیکن نظر دقیق و فکر سلیم کے نزدیک شق صدر سے مقصود شرح صدر ہے یعنی آپ کا تکملہ مدرجًا ہوا یعنی چار مرتبہ فیضان قوت ملکی و قدسی کا آپ کی روح پاک پر ہوا۔ اولًا ایام رضاعت میں

جس سے آپ اُس سن کے اطفال میں ممتاز ہو گئے۔ دوسری مرتبہ جب سن شریف دہ سالہ تھا کہ آپ کو اُس سن کے لڑکوں میں امتیاز حاصل ہوا۔ تیسری مرتبہ جب آپ بالغ ہژدہ سالہ تھے اُس وقت آپ تمام جوانانِ روئے زمین سے ممیز اور متحمل بارِ وحی ہوئے کہ وحی کا آغاز ہوتا تھا اور چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں جب آپ انتہائے کمالِ انسانی کو پہونچے قرآن سے اسی قدر مستفاد ہوتا ہے۔ الم نشرح لک صدرک ۰ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ۰ ورفعنا لک ذکرک ۰ فان مع العسر یسرا ۰ ان مع العسر یسرا ۰ فاذا فرغت فانصب ۰ والی ربک فارغب ۰

(ترجمہ) ہاں ہم نے تیرا سینہ کھول دیا (یعنی قوت کلی تجھ پر تدریجاً فائض ہوئی جس سے تو انتہائے کمالِ انسانی کو پہونچا) اور تجھ سے تیرا بوجھ اتار دیا ہم نے جس نے تیری پیٹھ توڑ رکھی تھی (یعنی عیوب نفسانی اور رذائل انسانی سے جس کے اندیشہ میں تو پریشان رہا تجھے پاک کرکے معصوم بنایا ہم نے) اور تیرا ذکر بلند کیا ہم نے (یعنی تیرا ذکر ہم نے صحفِ انبیاء میں پہلے سے کر رکھا جس کی وسعت وعموم تھی۔ ابھی جس قدر ذکر آپ کا ہوا اُس قدر کیا اُن کا ہزارواں حصہ بھی کسی پیغمبر کا ذکر نہیں ہوا) اس کے بعد تسلی کے لئے فان مع العسر یسرا وان مع العسر یسرا (کہا گیا) پھر جب تو فارغ ہوا تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف جی لگا (یعنی جب تو خود ہر طرح سے کامل ہو چکا تو اب دوسروں کی تکمیل میں کوشش کر چنانچہ بعض قرأت میں رغب آیا ہے) یہاں ایک تقریر اور ہو سکتی ہے کہ شرح صدر سے مقصود یہ ہے کہ مراتب اربعہ نفوسِ انسانی سے درجہ دوم میں تجھے پہونچایا ہم نے جس سے تجھ پر علوم حقہ کا ورود بکثرت ہونے لگا لیکن باستعمال قوت فکریہ طبع نازک پر بمقتضائے بشریت گرانی تھی یہ بڑا بوجھ تھا تجھ پر۔ چنانچہ آپ اکثر خلوت گزیں رہتے اگر آپ کا شرح صدر نہ ہوتا تو خود بخود عزلت اختیار نہ فرماتے۔ غارِ حرا میں کوئی معلم جا کر ثابت نہیں ہوتا جو تفکر جس کا سبب وہی شرح صدر تھا۔ چنانچہ یہ خلوت وعزلت بعد بعثت وحی الٰہی سے بہت زیادہ ہو گئی اور وضعنا عنک وزرک سے مقصود یہ ہے کہ مرتبہ عقل بالملکہ کا تجھے دیا ہم نے کہ جملہ علوم تجھے بسہولت فائض

ہونے لگے اُس کے قبل جو وقت تھی رفع ہوئی ورفعنا لک ذکرک سے مقصود یہ ہے کہ عقل مطلق کا درجہ تجھے عطا کیا ہم نے یعنی جو علوم تیری آنکھوں کے سامنے ہو گئے۔ ایسی صورت میں نفس ناطقہ شبیہ ملک ہو جاتی ہے اور ذکر اُس کا ملائکہ میں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ آپ کو معراج میں حاصل ہوا۔ یہاں تک آپ کے کمالات کا بیان تھا۔ اُس کے بعد کہتا ہے کہ جب تو اپنے تکملہ سے فارغ ہوا تو محنت کر تکمیل امت میں وعظ نصیحت جہاد سے جب جیسا موقع ہو۔ فقط تو روایات شق صدر محمول ہوں گی اسی شرح صدر پر وہ سب بیانات شامل ہیں فافہم ؎

ما مضے فترۃ من الرسل الا بشرت قومها بك الانبيا

قریب زمانہ ولادت اکثر منجمین آپ کی پیدائش کی خبر دیتے تھے چونکہ آپ کے سبب سے اکثر سلطنتوں کا زوال تھا اور ادیان کی بھی بربادی معلوم ہوتی تھی اس لئے اکثر اہل ملل خصوصاً یہود و نصاریٰ جو اپنی شریعت کو ابدی سمجھتے تھے اور آیات مذکورہ کے معنی اور طور پر خیال کرتے تھے آپ سے عداوت رکھتے تھے اور آپ کی ہلاکت کی فکر میں رہتے تھے اُس وقت یہود و نصاریٰ میں نجوم کا رواج بہت تھا۔ علماء یہود و نصاریٰ جو آپ سے عداوت رکھتے تھے جن کا ذکر حوالہ میں ہے اسی قسم کے تھے اور جو صحف انبیاء کے ذریعہ سے آپ کی بعثت کے منتظر تھے ہرگز آپ سے عداوت نہیں رکھتے تھے۔ بحیرا راہب جو شہر بصرے میں رہتا تھا جس نے آنحضرت کو بارہ برس کے سن میں ابوطالب کے ساتھ جب وہ وہاں بطور تجارت گئے تھے دیکھ کے پہچانا اور ابوطالب سے کہا کہ اس کو یہود و نصاریٰ سے محفوظ رکھو وہ اس کے دشمن ہیں۔ مرد فہمیدہ و دیندار تھا۔ شعر

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلهم

حال ولادت

سنہ [illegible] ہبوطی مطابق سنہ ۱۳۲۰ بخت نصری موافق سنہ ۸۸۲ رومی مطابق سنہ ۵۷۱ عیسوی

جس سال میں قصہ اصحابِ فیل واقع ہوا تھا بارہویں ربیع الاوّل روز دوشنبہ کو بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس وقت تمام روحانیات جن کی پرستش ہوتی تھی اور وہ خوشنود و مسرور ہوتے تھے افسردہ و پژمردہ ہوئے جیساکہ دانیال علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ نشان اس کا یہ تھا کہ فارس کی آگ جو مدت ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی اور تمام اصنام مکہ اوندھے گر پڑے اور قصر نوشیرواں کے چودہ کنگرے گر گئے جس سے تمام ملک فارس میں ایک زلزلہ تھا اور تمام اکابر پریشان و لرزاں تھے چونکہ آپ ماحی اصنام پرستی تھے اور تھا قمر اس کا حامی۔ اس لئے تقادر ذوالجلال نے آپ کو دوشنبہ کے دن جو قمر کا ہے خصوصاً صبح صادق کو وہ گھنٹا بھی اسی کا شمار ہوتا ہے پیدا کر کے اپنی عظمت و جبروت ظاہر کیا اور قمر آپ کے اشارہ سے شق بھی ہوگیا تاکہ عظمت قمر کی جو لوگوں کے دلوں میں متمکن ہے دور ہو کیونکہ مکہ اور اس کے حوالی میں قمر پرستی بہت تھی اور چونکہ آپ کی پیدائش سے اجنہ و شیاطین بکمال اضطراب اطراف و جوانب مکہ معظمہ میں منتشر تھے اس لئے اس رات کو شہب بکثرت فضائے آسمانی سے قریب زمین کے چھوٹتے تھے رجوماً للشیاطین۔

ولد الحبیب ومثلہ لا یولد	ولد الحبیب وخدہ یتورد
قالت ملائکۃ السماء باسرھم	ولد الحبیب ومثلہ لا یولد
صلوا علیہ بکرۃ وعشیۃ	الف الصلوۃ مع السلام ویزید

نسب آپ کا یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک اتفاقی ہے اور قیدار تا آدم علیہ السلام درج تورات ہے اس میں کچھ شبہ نہیں البتہ قیدار و عدنان کے بیچ میں تین خواہ چار پشت ہیں۔ اس میں اختلاف ہے پشت نامہ مندرجہ تورات یہ ہے۔ قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن سرح بن ناحور بن سروغ بن رعو بن فلج بن عیبر بن شیلح

بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلح بن حنوح یعنی ادریس بن یرد بن مہلل
ائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام ابوالبشر۔ واضح ہو کہ سفر ہیاشار میں
جو یہود کی معتبر تاریخ ہے قیدار کے چار بیٹے لکھے ہیں علیون و قاسم و دعاو و علی ہو تو عدنان انہیں
چار میں کسی کی اولاد میں ہوں گے۔

ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ قصہ اصحاب فیل آنحضرت کی پیدائش سے چالیس دن یا پچپن دن
پہلے واقع ہوا۔ آپ ہی کی برکت سے اہل مکہ اس فتنہ سے محفوظ رہے۔ حضرت دانیال نے
جو خبر دی تھی کہ بتوں کو قتل و برباد کرے گا یہ اس کا ضمیمہ تھا کہ اصحاب فیل اولاً تباہ و برباد
ہوئے۔ قصہ اصحاب فیل یہ ہے کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ اصحمہ نجاشی کی طرف سے یمن کا عامل و
ناظم تھا۔ اس نے ایک گرجا بنایا اس غرض سے کہ وہاں حج ہوا کرے اور حج مکہ معظمہ موقوف
ہو جائے۔ مقصود اس سے انتفاع تھا جیسا اس زمانہ میں بھی اس گروہ سے ایسا مشاہدہ ہے
ٹیکس کا طریقہ اس قوم میں ہمیشہ تھا اب حصول زر کی فکر انواع اقسام سے کرتے ہیں جب وہ
گرجا تیار ہوا تو قبیلہ کنانہ سے ایک شخص وہاں گیا اور اس میں رات بھر رہا اور پاخانہ پھر کر بھاگ گیا
اس سے ابرہہ کو بہت غضب ہوا اور مکہ پر فوج لے گیا کہ مسجد کعبہ کو گرا دے۔ ابرہہ کے فیل کا
نام محمود تھا اور ایک ہتھنی بھی تھی جب یہ اتبوہ کثیر مکہ پہونچا تو وہاں کے لوگ مضطرب ہو گئے
عبدالمطلب آپ کے جد امجد مع چند ہمراہیوں کے جبل ثبیر پر چڑھ کے معائنہ لشکر کا کرنے لگے۔
اس وقت ایک نور ہلالی آپ کی آنکھوں کے سامنے ممتد ہوا اس سے آپ نے تباہی لشکر
ابرہہ کا تفاول کر کے لوگوں سے کہا کہ مطمئن رہو کہ یہ سب تباہ ہو گئے۔ لشکریان ابرہہ
اونٹ عبدالمطلب کے پکڑ لے گئے تھے۔ اس کے چھڑوانے کے لئے وہ ابرہہ پاس گئے
انھوں نے ان کی بڑی خاطر کی اور اپنے متصل بٹھلایا اور ان سے کہا کہ تمہاری سفارش سے
میں انہدام کعبہ سے باز آسکتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ اس گھر کا مالک آپ بچالے گا یعنی اللہ
آپ کا ایمان کیسا راسخ تھا کہ ایسے تنگ وقت میں کچھ اضطراب نہ ہوا۔ پھر ابرہہ نے اونٹ چھوڑ دیئے۔

اور آپ واپس آ گئے۔ اب حال لشکریان ابرہہ کا سنئے۔ اس قدر تو مشتہر ہے کہ کسی آفت سماوی سے وہ سب لشکر ہلاک ہو گیا اور خانہ کعبہ محفوظ رہا۔ مشہور یہ ہے کہ چڑیوں کا غول اُن پر آیا۔ ہر چڑیا تین کنکر لئے تھی۔ ایک منقار میں اور دو چنگلوں میں اُن کنکروں کو لشکریان ابرہہ پر گرا دیا کنکریاں جس پر پڑتی تھیں چھید ڈالتی تھیں۔ اس طرح سب لشکر برباد و تباہ ہو گیا۔ بیضاوی میں اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ لشکریان ابرہہ نے بعد پہنچنے مکہ کے خانہ کعبہ کے گرانے سے انکار کیا اور ہاتھی کو جو ریلا تو وہ کعبہ کی طرف نہیں جاتا تھا۔ جب یمن کی طرف یا اور کسی طرف ہانکتے تھے تو چلتا تھا۔ اسی عرصہ میں چڑیوں کا غول آیا۔ انتہی۔ یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ جب لشکریوں نے مسجد گرانے سے انکار کیا اور فیل نے بھی اُدھر رخ نہ کیا تو وہ بے قصور تھے اُن پر غضب نازل ہونا بلاوجہ تھا۔ طبع انصاف پسند اس کو قبول نہیں کرتی۔ یہ لوگ طیور و کنکریوں پر استدلال سورہ الم تر کیف سے لاتے ہیں جیسا کہ اس کی ظاہر عبارت سے سمجھا جاتا ہے ہر چند کہ چڑیوں کا آنا اور کنکر مار کے لشکر کو تباہ کرنا محالات سے نہیں ہے اگر ایسا ہوا ہو تو ہوا ہو لیکن قیاس صحیح یہ ہے کہ لشکر ابرہہ ایک میدان میں مقیم تھا دفعۃً ابر تیرہ و تار محیط ہو گیا اس طرح کہ اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ پھر اوپر سے اولے بکثرت گرے جس سے وہ تمام لشکر ہلاک ہو گیا۔ یہ قصہ قصہ حضرت لوط کے مشابہ ہے کہ جب خدائے ذوالجلال کو تباہی سدوم و عمورا قریات لوط کی منظور ہوئی تو اُس پر اولے و صاعقہ گرا کے اُسے برباد کر دیا عبارت تورات یہ ہے: ۱۹ : ۲۴

וַיהוָה הִמְטִיר עַל־סְדֹם וְעַל־עֲמֹרָה גָּפְרִית וָאֵשׁ
מֵאֵת יְהוָה מִן־הַשָּׁמָיִם:

ویہوا ھمطیر عل سدوم و عل عمورا گفریث واایش (ترجمہ) خدا نے برسایا سدوم اور عمورا پر گندھک اور آتش (چونکہ صاعقہ میں اجزائے کبریتی ہوتے ہیں اس لئے اُسے گندھک آگ سے تعبیر کیا۔ یہاں صاعقہ گرنے کا بیان ہے اولے کا بیان نہیں لیکن قرآن میں اولے کا بیان ہے سورہ ھود میں نازل ہے۔ وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود

(ترجمہ) بنایا ہم نے اُس پر پتھرا برنجہ سے (یعنی بدل جاتہ) پر تہ بہت غلیظ تھی اُس سے پتھر قریہ لوط پر برسایا۔ یہاں ذکر پتھر کا ہی) اب ہم کو لفظ سجیل میں بحث کرنا ضرور ہے جس کا ترجمہ ہم نے ابر سے کیا ہے۔ واضح ہو کہ لفظ سجیل کے معنی صراح میں سنگ گل لکھا ہے یعنی کنکر۔ بیضاوی میں بھی اُس کے معنی طین متحجر مرقوم ہے کہ وہی کنکر ہے اور قاموس میں اسی کو حجارۃ کالمدرۃ سے تعبیر کیا ہے جس کا حاصل وہی ہے۔ ماخذ ان سب کا قول ابن عباس ہے جو صحیح بخاری میں منقول ہے قال ابن عباس من سجیل ھی سنگ گل یہ قول مشتبہ ہے کیونکہ فارسی دانی حضرت ابن عباس کی ثابت نہیں اِس پر دلیل قوی یہ لاتے ہیں کہ ۲۷ پارہ کے اوّل میں یہ قصہ یوں مذکور ہے لنرسل علیھم حجارۃ من طین (ترجمہ) تاکہ چھوڑیں ہم اُن پر روڑے مٹی سے (یعنی کنکر) لیکن قباحت اس میں یہ ہے کہ ایسی صورت میں لازم ہے کہ سجیل کے معنی طین ہوں کیونکہ ایک مقام پر حجارۃ من سجیل کہا اور یہاں حجارۃ من طین حالانکہ سجیل کو طین متحجر بتاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ابر پاروں میں اجزائے ارضی بھی تھے اس وجہ سے یہاں حجارۃ من طین سے بیان کیا۔ وہ نہ حجارہ تو طین سے ہوتا ہی ہے اس قید کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ بریں ایسی صورت میں سجیل عربی لفظ نہو گی۔ ایسے الفاظ قرآن میں سوائے اسماء کے نادر الوجود ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ گو سجیل کے معنی کنکر ہوں لیکن یہاں مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ حجارہ کے معنی ہیں پتھر تو حجارہ من سجیل مہمل ہو جائے گا اور اگر من کو بیانیہ کہیں تو بھی رکاکت سے خالی نہیں۔ واضح ہو کہ سجیل کا مادہ سجل ہے جس کے معنی ہیں پانی بہانا بولتے ہیں سجل الماء فانسجل یعنی صبّ الماء فانصب اسی سے سجول نکلا ہے کہتے ہیں عین سجول چشمہ ریزاں۔ اسی سے اسجال نکلا ہے بمعنی پر کرنا کہتے ہیں اسجل الحوض اسی سے مشتق ہے سجل بمعنی دلو عظیم یعنی موٹ۔ اسی سے سجلاء نکلا ہے بمعنی دراز پستان۔ کہتے ہیں ناقۃ سجلاء۔ پس سجیل صیغہ مبالغہ ہے صفت سحاب یا بالخصوص سحاب کے لئے یہ لفظ مشتق ہوئے جیسے سجین دفتر کے لئے اسی واسطے خدا نے خود اس کی تفسیر کتاب مرقوم سے

گرنی تو سجیل سے مقصود ابر ہے اُس پر قرینہ امطرنا ہے اور منضود دوسرا قرینہ ہے کیونکہ کنکر منضود نہیں ہوتا بالغرض جس طرح خدا نے قوم لوط کو برباد کیا اُسی طرح بہ برکت نور محمدی لشکر ابرہہ کو پامال کیا اس فعل حکیم مطلق مدبر برحق نے سورۂ الم ترکیف میں بیان کیا ہے جس کی تفسیر اس مقام پر ضرور ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ (ترجمہ) کیا تو نہیں جانتا جو تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا اُن کی شورش کو نہیں مٹایا۔ قطار قطار چڑھے اُن پر پنچھی کے جھنڈوں نے اُن کو اولوں سے پتھراؤ کر کے پامال سا کر دیا۔ طیر جمع ہے طائر کی ابابیل جمع ہے جس کا واحد نہیں ہے سجیل کے معنی میں بحث ہو چکا ہے چڑیوں کی قطار سے مراد ملائکہ ہیں۔ واضح ہو کہ ارباب اشراق کے نزدیک ہر چیز کے ساتھ ایک ملک ہوتا ہے۔ اس لئے ابر کے ساتھ بھی ملک رہتا ہے پس جہاں خدا کا حکم ہوتا ہے وہاں مینہ برساتے ہیں اولا گراتے ہیں صاعقہ نازل کرتے ہیں رعد کڑکاتے ہیں یسبح الرعد کو لحاظ کر تسبیح بلا شعور نہیں ہو سکتی۔ یہاں ایک تقریر اور ہے کہ طیر یہاں چڑیا کے معنی میں نہیں ہے بیان اس کا یہ ہے کہ مصدر کبھی بمعنی اسم فاعل مقصود ہوتا ہے اور وہ مذکر و مونث اور واحد و جمع میں یکساں مستعمل ہوتا ہے۔ زمخشری نے اس کی تصریح کر دی ہے پس یہاں طیر مثل طیران مصدر ہے بمعنی اسم فاعل مطلوب اس سے جمع ہے تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ بھیجا اُن پر قطار قطار اڑنے والے۔ ایسی صورت میں اختیار ہے کہ اُسے ملائکہ ارادہ کریں یا سحاب۔ اب سجیل کے جو کچھ معنی ہوں حصول مطلب میں مخل نہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ لشکر ابرہہ اولوں سے پامال ہوا اور جب اولے زراعت پر گرتے ہیں تو وہ مثل عصف ماکول کے ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کے مشابہ جو غزوۂ خندق میں واقع ہوا کفار کو بھگانے کے لئے اللہ جل جلالہ نے سردی و ہوائے تند کو اُن پر مامور کیا جس سے خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں میخیں اکھڑ گئیں گھوڑوں نے چھوٹ کر دند مچایا بالآخر کفار نصرت سے خائب و خاسر پھر گئے اس کا بیان قرآن میں بھی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ

عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا (ترجمہ

اے مومنو یاد رکھو خدا کا احسان جب آئیں تم پر فوجیں تو بھیجا ہم نے اُن پر ہوا اور ایسے لشکر جو تم نے نہیں دیکھے
اس آیت میں ملائکہ اور ہوا کی تعیناتی مذکور ہے۔ دو مہینے آپ کے حمل سے گزرے تھے کہ عبداللہ
آپ کے والد کا مدینہ میں انتقال ہو گیا اس وقت عمر شریف اٹھارہ سال تھی دار النابغہ میں مدفون
ہوئے۔ حضرت داؤد نے ۱۹ زبور میں آپ کے ہشاشیم بیان کیا ہوا ہے ہم یہاں ذکر کرتے ہیں

הַשָּׁמַיִם מְסַפְּרִים כְּבוֹד־אֵל וּמַעֲ
שֵׂה יָדָיו מַגִּיד הָרָקִיעַ׃ יוֹם לְיוֹם יַ
בִּיעַ אֹמֶר וְלַיְלָה לְּלַיְלָה יְחַוֶּה־
דָּעַת׃ אֵין אֹמֶר וְאֵין דְּבָרִים בְּלִי נִ
שְׁמָע קוֹלָם׃ בְּכָל־הָאָרֶץ יָצָא קַ
וָּם וּבִקְצֵה תֵבֵל מִלֵּיהֶם לַשֶּׁמֶשׁ שָׂ
ם אֹהֶל בָּהֶם׃ וְהוּא כְּחָתָן יֹצֵא מֵ
חֻפָּתוֹ יָשִׂישׂ כְּגִבּוֹר לָרוּץ אֹרַח׃
מִקְצֵה הַשָּׁמַיִם מוֹצָאוֹ וּתְקוּפָתוֹ
עַל־קְצוֹתָם וְאֵין נִסְתָּר מֵחַמָּתוֹ׃
תּוֹרַת יְהוָה תְּמִימָה מְשִׁיבַת נָפֶ
שׁ עֵדוּת יְהוָה נֶאֱמָנָה מַחְכִּימַת
פֶּתִי׃ פִּקּוּדֵי יְהוָה יְשָׁרִים מְשַׂמְּ
חֵי־לֵב מִצְוַת יְהוָה בָּרָה — מְאִירַת עֵי
נָיִם׃ יִרְאַת יְהוָה טְהוֹרָה עוֹמֶ
דֶת לָעַד מִשְׁפְּטֵי־יְהוָה אֱמֶת צָ

צָדְקוּ יַחְדָּו׃ הַנֶּחֱמָדִים מִזָּהָב וּמִפַּז רָב וּמְתוּקִים מִדְּבַשׁ וְנֹפֶת צוּפִים׃

גַּם־עַבְדְּךָ נִזְהָר בָּהֶם בְּשָׁמְרָם עֵקֶב רָב׃

שְׁגִיאוֹת מִי־יָבִין מִנִּסְתָּרוֹת נַקֵּנִי׃

גַּם מִזֵּדִים חֲשֹׂךְ עַבְדֶּךָ אַל־יִמְשְׁלוּ־בִי אָז אֵיתָם וְנִקֵּיתִי׃

ہشّا ماہم مسریم کبود ایل ومعسہ یادا و مگید ہا ماقیع یوم لیوم یبیع اومر ولا یلا للایلا
یحوہ دعث ۞ ان اومر وان وبا نشم بلی نشمع قولام ۞ بکل ہا آرص یا صاقوم
ولقصہ سل طیبم لشمس سام ادبل ہا ہم ۞ وہو کی ثان یوصی مجبا نو یاسیس کگبور لا
روص اورح ۞ مقصہ سا ما سیم موصا نو ولقوفا تو عل قصوتام وان لسا مجبا نوۃ
توبث سوا تیما مشیبث ثانس عیدوث سوا نا بانا محکیمث متی ۞ پقودی سوا پشارم
مسمحی لیب مصوب سوا ما ماپرث عینا سیم برات بیرا طہور اعو میدث لاعد مشبطی سوا
امث صا و قو یحادو ۞ ہنجما دیم فرا ہاب و مپا رراب و متوقیم مدبش ونوپیت صوفیم ۞
گم عبد غا نز ہیرا ہم لشمرام عیقب راب ۞ شغیروث می ہایین منسا روث نقینی ۞

گم مزید یم حاشیہ جہد خال مشرقی آزایشام و نقشی لغات מְסַפְּרִים
מְסַפְּרִים مسپریم یہ صیغہ اسم فاعل ہے باب تفعیل سے جو مزید عربی تفعیل کے ہے بمعنی منشو
یعنی بیان کرنے والے ۔ مادہ اس کا סָפַר سفر قلب فسر اصل معنی اس کے ہیں
کندہ کرنا اور بجاتا لکھنا ۔ اس سے סוֹפֵר سوفیر کاتب کو کہتے ہیں خصوصاً کاتب
سلطانی جو صاحب دفتر سلطانی ہو ۔ دوسرے معنی ہیں شمار کرنا ۔ جب یہ اس باب میں جاتا ہے
تو اس کے معنی تفسیر و کہہ دینا بھی ہوتے ہیں ۔ اور یہ کثیر الاستعمال ہے ۔ اور کبھی بمعنی تسبیح آتا ہے
כָּבוֹד کبود عظمت و جلال اور بمعنی روح بھی مستعمل ہے אֵל ایل
معنی بمعنی کامل صفت מַגִּיד مگید صیغہ اسم فاعل باب تفعیل یعنی افعال
بمعنی اعلام و اخبار הָרָקִיעַ راقیع ۔ طبقات و بروج ۔ אֵל ایل بمعنی
قوی ۔ اطلاق عام اس کا خدائے ذوالجلال پر ہے ۔ ہمارے پیغمبر کے اسماء سے بھی ہے
جیسا کہ اشعیا کی کتاب سے نقل ہوا מַעֲשֵׂה יָדָיו معسہ یادو یعنی صنائع
یعنی دستکاری (ترجمہ) [آیت ۲] افلاک خدا کا بیان کرتے ہیں اور اس کے دستکاری کی
خبر دیتے ہیں بروج (یعنی آسمان و بروج سے جلال و صناعی قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ ظاہر ہوتی ہے ہم بنظر
جان اگر کواکب اور ان کے افلاک و تدبیرات اور ان کے تغیرات و حرکات پر نظر ڈالتے ہیں تو کمال قدرت
راجہ اور وجاہت کبریائی ظاہر ہوتی ہے ۔ اور جب ان کے نقوش میں فکر کرتے ہیں جو مخزن ہو جاتا
زمانی میں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفتر ہے ایسے سلطان کا جس کا تغلب ہے نہ رہتا ۔ وہاں تک پہنچنے سے
عجائب علوم غیبی آشنا ہوتے ہیں) پس حضرت داؤد حمد باری اس عنوان سے کرتے ہیں جس کا
سیاق دلالت کرتا ہے کہ کچھ آئندہ کی خبریں دیں گے ۔ اس آیت کی یہ معنی بھی ہیں کہ افلاک خدا کی
تسبیح کرتے ہیں یعنی وہ ایسی ہستی پاک لائق حمد ہے جس کی تسبیح آسمان و بروج باوجود عظمت
و شان کیا کرتے ہیں یسبح للہ ما فی السموات والارض چونکہ ایل اسماء الحسنیٰ سے ہے
اس لحاظ سے ترجمہ اور پرشوکت ہوا اور یہ لفظ پیغمبر کے ناموں سے بھی ہے تو یہ آیت کنایۃً

دلالت کرتی ہے کہ افلاک و بروج عظمت ایل یعنی خلیفۂ آخر الزمان کی بیان کرتے ہیں خواہ بذریعہ
اوضاع فلکی و قواعد ارباب تنجیم ہو خواہ بذریعہ نفوس منطبعہ جو وظیفہ انبیا و ارباب اشراق ہے قائم

لغات יוֹם یوم ۔ دن لام جو دوسرے یوم پر ہے حرف لعربی حتی و ہندی سے
کے ہے اور یوم لیوم کا محاورہ روزانہ کا بھی ہے יַבִּיעַ مبیع یہ صیغہ مضارع ہے باب
ہفعیل یعنی افعال سے مادہ اس کا נָבַע نبع ہے جس کے معنی ہیں فیضان جریان جوش
و بیان کرنا ' خبر دینا ۔ אֹמֶר اومر بکلام خصوصاً وحی و معنی شے לַיְלָה
لائلہ ۔ لیل ۔ رات יְחַוֶּה یحوہ مادہ اس کا חָוָה حواہ ہے مجرد اس کا
غیر مستعمل ہے باب سیعل یعنی تفعیل کثیر الاستعمال معنی اس کے بتانا سکھانا لفظ وحی اسکی
نکلا ہے דַּעַת دعت دعتشہ علم و دانش (ترجمہ آیت ۳) روزانہ خبر دیتا ہے اور
ہر شب سکھاتا ہے یعنی آسمان و بروج سے ہمیشہ علوم جدیدہ حاصل ہوتے ہیں اگر آدمی کا دل اس قابل ہو
اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ تغیرات یومیہ و لیلیہ سے قدرت اس قوی ذوالجلال کی ظاہر ہوتی ہے اور نیز یہ
آیت کنایۃً دلالت کرتی ہے کہ وہ خلیفہ روزانہ کلام الٰہی و اخلاق حسنہ کی تعلیم کرے گا اور ہر شب دانش و
علم سکھائے گا) **لغات** אֵין داہا یعنی نفی شی اور אֹמֶר
قول یعنی آواز و ذکر (ترجمہ آیت ۴) کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ذکر سنا جائے یعنی ہر چیز
خدا کا ذکر کرتی ہے ان من شئ الا یسبح بحمدہٖ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ جملہ اشیاء اس رسول کی
تصدیق کرتی ہیں) صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں بت خانے میں تھا
اور مشرکین نے بت کے لئے قربانی کی بت کے پیٹ سے آئی یا جلیح امر نجیح رجل
فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ یعنی اے بجے آدمی کام کی بات ہے جو مرد فصیح کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ
اس سے ظاہر ہے کہ جو روحانیت اس بت کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہی ملت وسیۃ واذلی ہے
صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ملک جبال نے آپ کو آواز دی اور سلام کیا
اور اپنی اطاعت ظاہر کی اور درختوں کی اطاعت تو خود قرآن سے ثابت ہے اِذْ صَرَفْنَا

الیك نعرا من الجن لغات קַו قاو = شریعت قوت نغمہ קְצֵה
قصہ - نہایت کنارہ תֵּבֵל تبل - کرۂ ارض (ترجمہ آیت ۵) تمام دنیا میں
پھیلا ہوا اُن کا نغمہ اور انتہائے کرۂ ارض تک اُن کا کلام آمیں بروج وسما میں سورج کا مقام معین الشمس
والقمر والنجوم مسخرات بامرہ) اس آیت کے معنی بھی مثل آیت گزشتہ کے ہیں کہ
اُس کی تصدیق رسالت تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور شمس باوجود عظمت جسمانی روحانی اپنا
مند بانشین اشیاء میں قائم کرے گا یعنی وہ بھی مطیع رسالت ہوگا۔ چنانچہ اطاعت اُس کی
معجزہ رد الشمس سے ظاہر ہے۔ یہاں تک حمد باری تعالیٰ ہے اور کنایۃً خبر ہے پیغمبر آخر الزماں کی۔
اب ۶ آیت سے خبر ہے (ترجمہ آیت ۶) اور وہ دولہا کی طرح نکلے گا اپنی خلوت سے مسرور ہوگا
مثل جوان کے قطع مسافت کو جو بھی جوان ہو اور نام ہی ہمارے پیغمبر کا جیسا کہ اشعیا کی کتاب سے
نقل ہوا اور کاف جو اُس کے اول میں ہے زائد ہے اس آیت میں واقعہ ہجرت کی خبر ہے۔
(ترجمہ آیت ۷) انتہائے آسمان سے اُس کا خروج ہے اور انتہائے سما پر اُس کا موقف ہوگا اور کوئی
چیز اُس کی شعاع سے مخفی نہ رہے گی) یہ قصہ معراج کی خبر ہے چونکہ فرضیت صلوٰۃ شب معراج سے ہے
کہ اُسی کو آغاز شریعت سمجھنا چاہیئے اس لئے اس کے بعد ذکر شریعت ہے (ترجمہ آیت ۸)
خدا کی شریعت کامل ہے تسکین دہ دل خدا کا قانون محکم ہے حکمت بخش امّی (ترجمہ آیت ۹) پیغمبر خدا
راستباز ہیں مسرت دہ قلوب احکام الٰہی پاک ہیں منور عیون پیغمبران سے مقصود عام ہے انبیاء ہوں
خواہ ملائکہ۔ لغات : יִרְאַת یرأت اصل معنی اس کے خشیت و ڈر ہیں اور
کبھی مقصود اُس سے مشیت ہوتی ہے (ترجمہ آیت ۱۰) خشیت ربانی پاک ہے جو ہمیشہ
قائم رہے گی قوانین الٰہی سچ ہیں) یہاں خشیت ربانی سے مقصود قرآن ہے قال اللہ تعالیٰ
لو انزلنا ھٰذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ
لغات נֶחֱמָדִים نحمادیم = مرغوب قیمتی זָהָב زاہاب = سونا
פָּז پاز = خالص سونا רָב راب = کثیر بہت - سردار سید

[illegible] زہر النّاس [illegible] عیقب یعنی عاقبت، انجام انتہا اور
اور یہ نام ہو ہمارے پیغمبر کا۔ عربی عاقب کیونکہ آپ آخر الزمان پیغمبر تھے (ترجمہ آیت ۱۱
سونے سے زیادہ قیمتی اور شہد یا شہد سے بڑھ کر شیریں) (ترجمہ آیت ۱۲) تیرا بندہ اُن سے مقتبس ہوا
جب وہ سید عاقب کی نگرانی میں تھے (یعنی ملائکہ اور اعلیٰ جیب عالم ارواح میں سید عاقب کے نگراں تھے
تیرا بندہ اُن سے فیضیاب ہوا (ترجمہ آیت ۱۳) غیبات کون سمجھتا ہے مخفی گناہوں سے مجھے پاک کر)
حضرت داؤد اپنے لئے دعا مانگتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۴ آیت میں کہتے ہیں: گم مزیدیم
حاسخ عبدخا ال یمشلو بی از ایتام و نقیتی مپشع راب۔ زیدیم معنی شیاطین۔ حاسخ معنی
محفوظ رہا۔ عبدخا معنی تیرا بندہ۔ ال یمشلو مسلط نہ ہوگا بی مجھ پر۔ آز معنی وقت
ایتام معنی یتیم، مادہ اس کا یتم ہے جیسے یمن سے ایمان نکلا ہے۔ نقیتی پاک ہو جاتا میں۔
پشع معنی گناہ۔ راب معنی بڑی (ترجمہ آیت ۱۴) گو شیاطین سے تیرا بندہ محفوظ رہا مسلط
نہ ہوگا مجھ پر بلفظ یتیم کہ پاک ہو جاتا میں بڑے گناہ سے) واضح ہو کہ حضرت داؤد سے اور دنیا کے معاملہ
میں بھی خطا سرزد ہوئی جس کی معافی کے لئے ۱۳ آیت میں دعا مانگی اب اس آیت میں فرماتے ہیں
کہ گو میں نے شیاطین سے بہت حفاظت کی تاہم مجھ سے مخفی گناہ کا ارتکاب ہو گیا اگر میں زمانۂ
اسلام کو پاتا تو بڑے گناہ سے پاک ہو جاتا کیونکہ حضرت داؤد کو معلوم تھا کہ اسلام سے پچھلے گناہ
دُھل جاتے ہیں اس لئے حسرت سے فرماتے ہیں کہ گر آتا یتیم تو مجھ پر مسلط ہوتا نہیں جو میں سخت
گناہ سے پاک ہو جاتا تو بھی مخفی گناہ سے پاک کر۔" حضرت داؤد نے اس آیت میں آپ کو بلفظ
یتیم بیان فرمایا ہے۔ ابواب کے ۴۲ باب میں بھی آپ کا ذکر بلفظ یتیم ہے اس کا ذکر مناسب ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

מנח : יטו אביונים מדרך יח
ד חבאו עניי ארץ : הן פראים
במדבר יצאו בפעלם משחרי
לטרף ערבה לו לחם לנערים :
בשדה בלילו יקצירו וכרם רש
ע ילקשו : ערום ילינו מבלי
לבוש ואין כסות בקרה : מזר
ם הרים ירטבו ומבלי מחסה חב
קו צור : יגזלו משד יתום
ועל עני יחבלו : ער
ום הלכו בלי לבוש ורע
בים נשאו עמר :
בין שורתם יצהירו יקבים דר
כו ויצמאו :
מעיר מתים ינאקו ונפש חללי
ם תשוע ואלוה לא ישים ת
פלה :
המה היו במרדי אור
לא הכירו דרכיו ולא ישב
ו בנתיבתיו :

مدبرنٹ مشدا ہی ولصو شیم و بور عاد لو جارو یا ما دہ * کبود لوت معو عبد گا ر بو دیر کو

نمو ہ شیوئیم بنیا عو محلوشو الما نا * بیلوا سو تیم نا بح محد جا شمی ارتص نو بیکن برا یکم

سید مار با صولعا علام مصری سطارف عرا ما لو محم لیعا ریم * لسا دہ طبلو لقصو ر ودکرم

راشع لیمشو * عا دوم بیلی نیوین دامن کسوت لقارا * مرزم ہا یم یر طایو مسیلی محسیہ

حقو وصور * لعر بو شو دیا لوم وکل جالی یجبو لو * عا دوم بحو ہلی لبو شب و رعیم

نا سلو عو مرہ یبن شو ر و شام لصمیر و یقا سم دار خو دیصا نو * معیر مسیم بینا لو ولغش جلا یم

لسو لح دالوہ لو با سم تعلا * ہنیا ہا یو مو ردی اور لو ہیرو دناجا ودکو باشو ۔۔ *

لغات [illegible] مدبر مدبر ۔ معلوم و معروف [illegible]

شدی اسمار الحسنیٰ سے ہی [illegible] لعصو مادہ اس کا [illegible] صفن ہے

بمعنی اخفار اور یہ باب انفعال سے ہی معنی اختفار یہاں صیغہ ماضی ہی [illegible]

جمع ہی [illegible] عث کی جو بمعنی وقت ہی [illegible] لو دلح ۔ والیت دانا

[illegible] یہودی عث ۔ منجم [illegible] کیول ۔ مدست جد

[illegible] بیمو اس کا مادہ [illegible] نسخ ہے اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے

باب افعال کثیر الاستعمال ہی معنی آس سے تجاوز کرنا [illegible] عدد بمعنی کو [illegible]

کا زلو ماں اس کا [illegible] کا زل ہی معنی جبر وتعدی [illegible] یلو مادہ اس کا

[illegible] نا طا ہی بمعنی پھیرنا ۔ یہاں باب افعال سے [illegible] ایمون ۔ سکین

راست باز [illegible] جو مادہ اس کا [illegible] ما یا ہی بمعنی اختفار

[illegible] مانی ۔ مسکین و راست باز [illegible] ۔ اس وقت [illegible]

[illegible] جمع ہی [illegible] پر کی بمعنی کو رخرار چونکہ یہ آولاد حضرت

اسمٰعیل کی شان ہیں ہی اس لئے پرانہم کنایتہً اولاد اسمٰعیل سے ہوسکتا ہی [illegible]

ساکنِ قریہ [illegible] مادہ [illegible] طرف ۔ شکار [illegible] منزل [illegible] سادہ [illegible]

בְּלִילוֹ بلیل = غلہ پیداوار : יִקְצִירוּ یقصرو مادہ اس کا קָצִיר
قصر یعنی حصاد ہے כֶּרֶם کرم = بستان : יְלַקֵּשׁוּ یلقشو مادہ اس کا
לָקַשׁ لقش ہے معنی چن لینا קָרָה قارہ = سردی זֶרֶם
زرم = مطر، مینہ، بیلن מַחְסֶה محسہ = امید : יִגְזְלוּ
یگزلو = جدا کریں گے שֹׁד شود کے معنی ہیں شدی اور جبر ظلم : יָתוֹם
یاتوم = یتیم רָעֵב راعیب = جوعان گرسنہ עֹמֶר عومر = بوجھ
نام وزن שׁוּרֹתָם شورہ = عربی سور، شہر پناہ : יַצְהִירוּ یصہیرو مادہ
اس کا צֹהַר صہر ہے جس کے معنی ہیں چمکنا، روشن ہونا۔ لیکن جب باب
افعال میں جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں تیل نکالنا، کولہو چلانا : יְקָבִים
یقب = کولہو עִיר מְתִים عیر متیم = قبور، گورستان : יִנְאָקוּ
ناقو مادہ اس کا נָאַק ناق ہے معنی چلانا، شور کرنا : חֲלָלִים
حالال = زخمی، کشتہ תִּפְלָה تفلا = کافر (ترجمہ) معلوم ہو کہ خدا سے
اوقات پوشیدہ نہیں اور تعیین اپنی اجل نہیں جانتے ✣ حدود تجاوز کریں گے گلہ جبر کریں گے اور چرا جائیں گے
یتیموں کا گدھا ہانک لے جائیں گے اور بیوہ کا بیل باندھ رکھیں گے ✣ درماندوں کو گمراہ کریں گے
ایک بارگی راہ بالکل گم ہو جائیں گے۔ اس وقت جنگلی گدھے وادی غیر ذی زرع میں خروج کریں گے
ان کی گزران پردہ سے ✣ کشت زار میں ان کا چارا دار کاٹ لیں گے اور باغ ✣ کا رچن لیں گے ✣ برہنہ
سوئیں گے بلا لباس اور سردی میں چادر نہ ہوگی ✣ جبل سیل سے سر سبز ہوں گے بلا فائدہ چٹان صاف کریں گے ✣
نکال دیں گے جبراً یتیم کو اور مسکین کا کپڑا باندھ لے جائیں گے ننگے نکال دیئے جائیں گے بلا لباس اور بھوکے بوجھ
اٹھائیں گے ✣ اپنے شہر پناہوں میں کولہو چلائیں گے ✣ قبور سے چلائیں گے زخمیوں کی جان پناہ مانگے گی
مگر خدا کافر کو چھٹنے نہ دے گا ✣ وہ تھے معلم نور میں اس کی راہ نہ پہچانا نہ اس کی گلی میں بیٹھے ✣

تفسیر: حضرت ایوب کو جو کچھ بذریعہ وحی کے معلوم ہوا آگے بیان کرتے ہیں اس

کی تمہید کرتے ہیں کہ یہ امر یقینی ہے کہ خدا سے حوادث زمانی مخفی نہیں۔ وحی مثل اقوال اربابِ نجوم نہیں ہوتی اُن کو اپنی موت حیات کا وقت نہیں معلوم ہوتا۔ اس پر مجھے ایک قصہ ہارون رشید کا یاد آیا کہ اُسے ایک یہودی نے بقاعدۂ تنجیم کہا کہ اتنے دن آپ کی زندگی ہے اس سے اس کو بڑی وحشت ہوئی کاروبارِ سلطنت چھوڑ دیا۔ وزیر کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے اُس یہودی کو بلا کے ہارون رشید کے سامنے اُس سے پوچھا کہ تو کب مرے گا اُس نے جوڑ جاڑ کے چند سال بتائے۔ وزیر نے فوراً سر اُڑا دیا اور بادشاہ سے کہا کہ اُس کو اپنے ایامِ زندگی تو معلوم نہ تھے دوسرے کے حق میں اُس کا کلام کب لائقِ تسلیم ہے۔ اُس وقت بادشاہ کا وہم دور ہوا: ؎

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست　　　چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

دوسری آیت سے پانچویں تک کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دنیا میں ضلالت و گمراہی چھا جائیگی اور ظلم و تعدی کا استیلا ہو گا اُس وقت گورِ خر یعنی بنی اسمٰعیل خروج کریں گے جو بوجہ جہالت کفر کے شان درندوں کی رکھیں گے قبل بعثت پیغمبر کے حال عربوں کا بہت خراب ہو گیا تھا جدال و قتال و بدکاری و دختر کشی، قمار بازی، صنم پرستی اُن کا شعار تھا۔ ۶ آیت میں قوم کے ظلم و سنگدلی کا بیان ہے اور ۷ میں اُن کا افلاس و جفاکشی مذکور ہے۔ ۸ میں بت پرستی کا ذکر ہے۔ ۹ میں ہمارے پیغمبر کی ہجرت کا ذکر ہے۔ ۱۰ میں بالعموم مہاجرینِ اسلام کی خبر دیتا ہے کہ سختی کفار اُن کے جلا وطنی کا سبب ہوگی۔ ۱۱ آیت سے بیان ہے جو کفار کو اہلِ اسلام سے نصیب ہو گا یعنی شراب بنائیں گے لیکن پینا میسر نہ ہو گا۔ قتل ہوں گے اور بیجرم پناہ مانگیں گے مگر خدا اُن کو بچنے نہ دے گا۔ علت اُن کی کفر ہے جیسا ۱۳ آیت میں مصرح ہے۔ نور سے مراد ہمارے پیغمبر ہیں اور قرآن۔ الغرض یہاں آپ کا ذکر بہ لفظ یتیم ہوا ہے فتدبر۔ چونکہ آپ کی یتیمی کا ذکر کتب قدیمہ میں تھا اور آپ کی سکونت کا ذکر بھی ہے جیسا ۹ آیت میں ثبت ہوا اور اُمّی ہونا علامات عامہ نبوت سے ہے تو جیسا کہ قدنے

بوجہ توقف وحی آنحضرت کو کہا ان محمداً ودعه ربه وقلاه (ترجمہ) محمد کو اس کے مالک نے رخصت کیا اور ناپسند (یعنی نبوت جاتی رہی) ایسا ہی کچھ حضرت ایوب پر طعن ہوا تھا جب وہ مصائب شیطانی میں مبتلا ہوگئے تھے۔ تو خدا نے آپ کی تسکین کے لئے فرمایا ما ودعک ربک وما قلیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ الم یجدک یتیما فآویٰ ووجدک ضالا فہدیٰ ووجدک عائلا فاغنیٰ (ترجمہ) نہ تیرے رب نے تجھے رخصت کیا اور نہ ناپسند تیرا انجام قبل سے اچھا ہوگا (یعنی ہمیشہ تیری حالت آئندہ حالت ماضیہ سے اچھی ہوگی۔ حضرت ایوب کی آخر کتاب میں ان کے حق میں توبیخ کر اُن کی نہایت ہدایت سے (اچھی ہوئی) عنقریب تیرا مالک تجھے دے گا جس سے تو راضی ہوگا۔ تجھے یتیم پاکر پناہ دی اور اُمّی پاکے ہدایت کی اور مسکین پاکے غنی کر دیا (یعنی جب یہ علامات ثلثہ نبوت محمدیہ پائی جاتی ہیں اور نبوت مسلوب ہوئی نہیں تو کفار کی بیہودہ اقوال کی طرف التفات مت کر جیسا ایوب نے کچھ خیال نہ کیا) اب ہم اُس مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں جسے چھوڑ آئے ہیں۔ جب آپ کا سن چھ سال کا ہوا تو آپ کی والدہ شریفہ مدینے سے پھرتے ہوئے موضع ابوا میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئیں پھر جب آپ آٹھ برس کے ہوئے حضرت عبدالمطلب نے وفات پائی اور آپ کے کفالت و نگرانی کی ذمہ داری ابوطالب آپ کے عم بزرگوار نے لی۔ جب پچیس برس کے ہوئے تو ابوطالب نے آپ کی شادی بی بی خدیجہ سے کردی جن سے چار لڑکیاں زینب ام کلثوم رقیہ و فاطمہ پیدا ہوئیں۔ آپ عہد شباب میں مہذب تھے تمام اُمور سے جو مخالف تہذیب ہیں منزہ و مصفیٰ تھے مجالس لہو و محافل لعو میں باوجود طلب تشریف نہ لے جاتے۔ آپ کی دیانت و امانت و صداقت و متانت کا سب کو اقرار تھا۔ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ آپ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اول زبور آپ ہی کی شان میں ہے۔ وھو ھذا۔

אַשְׁרֵי הָאִישׁ אֲשֶׁר לֹא הָלַךְ
בַּעֲצַת רְשָׁעִים וּבְדֶרֶךְ חַטָּאִים

ים לא עמד ובמושב לצים לא
ישב: כי אם בתורת יהוה חפ
צו ובתורתו יהגה יומם ולי
לה:
והיה כעץ שתול על-פלגי-מ
ים אשר פריו יתן בעתו ועלהו
לא-יבול וכל אשר-יעשה יצל
יח:
לא-כן הרשעים כי אם-כמץ אשר-
תדפנו רוח:
על-כן לא-יקמו רשעים במשפ
ט וחטאים בעדת צדיקים:
כי-יודע יהוה דרך צדיקים ודר
ך רשעים תאבד:

اشری ہا ایش اشر لو ہالخ بعصت رشاعیم و بدرخ خطائیم لو عامد و بموشب
لصیم لو یاشب ۔ کی ام بتورت یہوا حفصو و بتوراتو یہگہ یومام و لائلا وہایا کعیص
شاتول عل پلگی مایم اشر پریو یتن بعتو و عالیہو لو یبول و کل اشر یعسہ یصلیح ۔
لو کین ہارشاعیم کی ام کموص اشر تدفنو روح ۔ عل کین لو یاقومو رشاعیم بمشپاط و
حطائیم بعدت صدیقیم ۔ کی یودع یہوا درخ صدیقیم و درخ رشاعیم توبید ۔
(ترجمہ) مبارک ہے وہ جوان جو بدکاروں کی شوری میں نہ گیا اور خطاؤں کی راہ میں نہ ٹھیرا اور ہنسیوں کی
مجلس میں نہ بیٹھا ۔ تفصیل: جوان کے لفظ پر حرف عدد ذہنی داخل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

کسی جوان مخصوص و معہود کو کہہ رہے ہیں۔ خود داؤد تو اس سے مراد ہو نہیں سکتے کیونکہ اُن سے
خلاف سرزد ہوئی اس لئے عیسائی اُن کی نبوت نہیں مانتے وعلیٰ ہذا القیاس۔ حضرت سلیمان اور
اُن کے قبل کے انبیاء بعمر کبیر السن تھے۔ اُن پر اطلاق شیخ کبیر کا ہوتا ہے۔ ہاں عیسیٰ مراد ہو سکتے
ہیں مگر آیت ابجد کسی سے نہیں ملتی۔ "صرف خدا کی شریعت میں اس کی خوشی ہوگی اور اس کی
شریعت کو رات دن تلاوت کرے گا"۔ امم سابقہ میں قانون الٰہی و کلام ربانی کی تلاوت کا
دستور نہ تھا اور نہ وہ صلوٰۃ مقرر ہوئی بخلاف دورِ اسلام کے فاقرءوا ما تیسر من القرآن
سے قرأت مفروض ہے۔ اب کچھ یہود نے نماز ترتیب دی ہے اس میں کچھ تورات کچھ زبور شامل
کر دیا ہے منصوص نہیں ہے۔ لہٰذا مصداق آیت سوائے ہمارے پیغمبر کے دوسرا ہو نہیں سکتا۔ "وہ
ہوگا ایسا درخت جو منصوب ہو پانی کے کنارہ جو وقت پر پھلے گا اور اس کے اوراق پژمردہ
نہ ہوں گے اور جو کچھ کرے گا انجام دے گا۔ **تفسیر**: پانی سے مقصود ذات واجب الوجود
ہے جو منشاء ہر امر خیر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کو ذات باری و مبدء فیاض سے ہمیشہ وقتاً فوقتاً
علوم و حکم پہونچا کریں گے جس طرح درخت مذکور کو پانی سے نفع پہونچتا رہتا ہے اس کے اوراق
پژمردہ نہ ہوں گے یعنی اس کی شریعت منسوخ نہ ہوگی۔" بالعکس اشرار بھوسے کی طرح اڑ جائیں گے
تفسیر: اشرار سے مراد قریش و قبائل عرب ہیں جو مخالفت اسلام پر کمر ہمت باندھی تھی غزوات
کو دیکھو کہ کفار کیسا بھوسے کی طرح اڑ گئے۔ "کیونکہ اشرار شریعت پر قائم نہ ہوں گے اور خاطی
جماعت صدیقین میں" یعنی بوجہ کفر و عصیان کے اُن کی تباہی ہوگی۔ "کہ خدا صدیقین کے
طریق کا نگہبان ہے اور اشرار کا طریق مٹ جائے گا"۔ یہود اس کے معنی دوسرے
کہتے ہیں ہماری اُن کی لفظی نزاع ہوگی فافہم۔ **حال**: قریش نے خانہ کعبہ جو بسبب
صدمات سیل و باران وغیرہ کے بنا اس کی ضعیف ہو گئی تھی از سر نو بنایا۔ آپس میں اُن کے
نزاع اس امر کی ہوئی کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر کون رکھے بخیال حصول فخر و شرف
ہر شخص چاہتا تھا۔ قریب تھا کہ اُن میں قتال واقع ہو۔ بالآخر یہ امر قرار پایا کہ کل صبح کو سب سے

پہلے جو مسجد حرام میں آئے اُس کی حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ صبح کو سب سے پہلے آپ تشریف لائے قریش آپ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ امین ہیں ان کا حکم واجب التسلیم ہے۔ آپ نے بمقتضائے عقل سلیم فرمایا کہ حجر اسود کو ایک بڑی چادر میں رکھ کے یہاں سے اٹھائیں اُسی چادر کو ہر قبیلہ قریش کا ایک آدمی تھامے اس طرح اٹھا کے متصل دیوار کعبہ معظمہ جہاں پر کہ منظور ہو رکھیں۔ پس اس اٹھانے میں تو سب شریک ہو کے شاداب ہو گئے بعدہٗ سب آدمی مجھ کو وکیل کر دیں کہ میں اُسے اپنے موقع پر رکھ دوں چونکہ فعل وکیل بمنزلہ فعل موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح حجر اسود کی رکھنے کا شرف سب کو حاصل ہو جائے گا۔ قریش نے اس فیصلہ کو بدل و جان قبول و منظور کیا اور مطابق اُس کے عمل کیا۔ یہ فیصلہ حضرت سلیمان کے فیصلہ سے کم نہیں ہے جو اُنھوں نے اپنے باپ کے سامنے کیا تھا جب دو عورتیں ایک لڑکی پر جھگڑتی آئی تھیں ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جب اُترے آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر کھلا کھلی آپ دعوت اسلام کرنے لگے تو کفار جو خدمت اصنام نہایت دشمن ہو گئے اور مسلمانوں کو ایذا دینے لگے۔ حضرت بلال امیہ بن خلف کافر کے جو سرداران قریش سے تھا غلام تھے وہ اُن کو بسبب مسلمان ہو جانے کے نہایت تکلیف دیتا تھا۔ گرم ریت اور پتھروں میں باندھ کر بوقت نصف النہار ڈال دیتا کہ وہ شدت تکلیف سے بیہوش ہو جاتے لیکن جب ہوش ہوتا احد احد چلاتے۔ حال جب آیت انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی یعنی ڈرا اپنے کنبے کو۔ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کے ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا۔ لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر جرار آ رہا ہے اور تم کو قتل کیا چاہتا ہے تم یقین کرو گے" اُنھوں نے کہا بلاشک یقین جانیں گے کیونکہ تم سے سچ ہی سنا ہے" آپ نے فرمایا کہ "میں تمہیں عذاب آخرت سے جو بہت سخت ہے ڈراتا ہوں" یہ سُن کے ابولہب نے کہا "تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا" یعنی تیرا برا ہو اسی واسطے ہم کو جمع کیا۔ اور وہ سب متفرق ہو گئے۔ سورہ تبت یدا ابی لہب

تب ہی نازل ہوئی۔ الغرض جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا اور بتوں کی مذمت کرنے لگے
اور بت پرستوں کے لئے نارِ سعیر بیان ہوا پھر تو تمام قبائل عرب دشمن جان و مال ہو گئے۔ ابولہب
آپ کے حقیقی چچا نے عتبہ اور عتیبہ اپنے بیٹوں سے رقیہ اور ام کلثوم آپ کی صاحبزادیوں کو
جو ان کے نکاح میں تھیں طلاق دلوا دیا۔ سب متفق ہو کے آپ کے قتل کی فکر میں ہوئے۔ ابوطالب سے
کہا کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کر دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے لیکن ابوطالب نے کچھ نہ سنا۔ کفار نے
آپ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا۔ ابوطالب آپ کو لے کر مع سارے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے
ایک گھاٹی میں واسطے حفاظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے برادری قطع کی اور بہت
کوشش کی اس بات میں کہ کسی طرح کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے سلوک نہ کرے بلکہ
بنیوں اور سوداگروں کو منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں کے پاس کچھ چیز نہ لے جائیں اور کاغذ
عہد نامہ قطع تعلق کا ان لوگوں نے لکھ کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آنحضرتؐ مع
بنی ہاشم اور بنی مطلب کے اس گھاٹی میں نہایت تکلیف میں مبتلا رہے۔ آخر کار آنحضرت
صلعم کو بوحی الٰہی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے کاغذ عہد نامہ کو جو کعبہ میں لٹکایا تھا
بالکل کھا لیا سوائے نام اللہ کے جہاں کہیں اس میں تھا ایک حرف نہیں چھوٹا۔ آپ نے یہ
حال ابوطالب سے کہا۔ ابوطالب نے گھاٹی سے نکل کے یہ بات قریش سے بیان کی اور
کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالہ کر دیں گے اور
اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم سے اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے
اتار کر اس کاغذ کو دیکھا۔ فی الواقع کیڑے نے سوائے نام اللہ کے کچھ نہ چھوڑا تھا۔
الغرض قریش آپ کے ساتھ کمال عداوت رکھتے تھے و علیٰ ہذا القیاس۔ یہود و نصاریٰ
اور گبر و صابئین بھی مخاصمت میں کچھ کم نہ تھے اسی وقت کی حکایت حضرت داؤد نے دوسری
زبور میں کی ہے اسے ہم نقل کرتے ہیں۔ [illegible]
[illegible]

אֶרֶץ וְרוֹזְנִים נוֹסְדוּ־יָחַד עַל־
יְהוָה וְעַל־מְשִׁיחוֹ:
נְנַתְּקָה אֶת־מוֹסְרוֹתֵימוֹ וְנַשְׁלִיכָה
מִמֶּנּוּ עֲבֹתֵימוֹ:
יוֹשֵׁב בַּשָּׁמַיִם יִשְׂחָק אֲדֹנָי יִלְעַג־
לָמוֹ:
אָז יְדַבֵּר אֵלֵימוֹ בְאַפּוֹ וּבַחֲרוֹנוֹ
יְבַהֲלֵמוֹ: וַאֲנִי נָסַכְתִּי מַלְכִּי עַל־צִיּוֹן הַר־קָדְשִׁי

لاما راغشو گوئیم ولاممیم یہگو ریق یتیصبو ملکی ارص ورو زنیم نوسدو یاحد عل یہوا وعل مشیحو ۔ ننتقا ات موسرو تیمو ونشلیکا ممنو عبو تیمو ۔ یوشیب بشامیم یسحق ادونای یلعگ لامو ۔ از یدبر الیمو بافو و بحرونو یبہلیمو ۔ وانی ناسختی ملکی عل صیون ہر قدشی (ترجمہ) اقوام کیوں غل مچاتے ہیں اور قبائل کیوں بیہودہ بکتے ہیں ۔ سلاطین روئے زمین آمادہ جنگ ہونگے اور والیان باخود متفق ہونگے خدا اور اُس کے خلیفہ کی مخالفت پر ۔ کہ توڑ ڈالیں اُس کی زنجیروں کو اور پھینک دیں اپنے سے اُن کی رسیاں ۔ جالس سماء اُن پر ہنسے گا مالک اُن پر استہزا کرے گا ۔ تب کہے گا اُن سے غضب میں اور اپنے غضب سے اُن کو منتشر کردے گا ۔ کہ ہم نے بٹھلایا اپنے سلطان کو اپنے پاک پہاڑ صیون پر ۔ مقصود یہ ہے کہ اقوام کثیرہ اور سلاطین روئے زمین جو اس خلیفہ برحق کی مخالفت کر رہے ہیں اور بجائے محمد مذمم بکتے ہیں اور اسلام قبول نہیں کرتے یہ مرضی الٰہی کے برخلاف ہے مشیت ایزدی کو کوئی روک نہیں سکتا اُس کو خلافت و رسالت ہم نے دی ہے تخت داؤدی پر ہم نے بٹھلایا صیون بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے اُس پر بٹھلانے سے مقصود جانشین داؤد و سلیمان کرنا ہے جیسا حضرت اشعیا نے خبر دی ہے کہ وہ لڑکا وارث تخت داؤد ہوگا اور آپ شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے تھے جیسا اسریٰ بعبدہ لیلاً

سے ثابت ہوا اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ بعد حضرت سلیمان کے بنی اسرائیل میں پھر ویسی سلطنت نہ ہوئی اور مطابق اس خبر کے خدا نے جماعت قریش کو منتشر کر دیا بلکہ تمام سلاطین روئے زمین زیادہ تر اسلام کے سامنے پست ہوئے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (ترجمہ) چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو گل کر دیں مگر خدا ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا کافروں پر جبر ہوا کرے۔ اس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو رہنما اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے ہر ادیان پر غالب کرے مشرکین برا مانا کریں) رہنما سے مراد قرآن ہے ان القرآن یھدی اور ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین خدا نے فرمایا ہے یہ کلام پر غضب ہے جیسا اس زبور میں مذکور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر منطبق نہیں کیونکہ آن کی کوئی شریعت نہ تھی۔ انبیاء بنی اسرائیل کل حضرت موسیٰ کی شریعت بموجب احکام جاری کرتے تھے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ کا بیان مسطور ہے کہ میں توراۃ منسوخ کرنے کو نہیں آیا ہوں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی توراۃ منسوخ کرنے کو بھی آئے گا اس لئے انھوں نے فرما دیا کہ میں وہ نہیں ہوں۔ اس کے بجائے زبور میں یہ ۹ آیت ہیں:

[illegible]

כִּי־יִבְעַר כִּמְעַט אַפּוֹ
אַשְׁרֵי כָּל־חוֹסֵי בוֹ׃

اسپرال حوق یہوا آمر الای بنی اتا انی ہیوم یلدتیکا ۔ شال ممنی وا تناگوئیم نحلاتیکا واحزاتیکا اپسی آرص ۔ ترعیم بشبط برزل ککلی یوصیر تنپصیم ۔ وعتا ملاخیم ہسکیلو ہواسرو شوفطی ارص ۔ عبدو ات یہوا بیرا وگیلو برعادا ۔ نشقو بر پن یانف وتابدو درخ کی یبعر کمعط اپو اشری کل حوسی بو (ترجمہ) بموجب حکم الٰہی میں حق بات کہتا ہوں کہ تو میرا لڑکا ہے میں آج تجھکو جنا ہوں ۔ تفسیر : آیت گزشتہ میں بیان یہ تھا کہ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے وارث تخت داؤد کیا جب یہ حضرت داؤد کو یا الہام ربانی معلوم ہوا تو فرماتے ہیں کہ میں حسب ایماء خداوندی کہتا ہوں کہ تو میرا بیٹا ہے چونکہ اسی روز یہ الہام ہوا تھا تو فرماتے ہیں کہ اپنی ماں کے بطن سے تو جب وقت آئے گا تو پیدا ہوگا لیکن میں آج تجھے جنا ہوں (بنظر قائم مقامی) تو مانگ مجھ سے تو میں اقوام کو جو تیری میراث ہیں تیرے حوالہ کردوں ہر چند کہ تیرا حصہ انتہائے زمین تک ہو ۔ تو اُن کی نگہبانی کرنے والا آہنی عصا ۔ سے کمہار کے برتن کی طرح اُن کو توڑے گا یعنی جس طرح مٹی ظروف کے توڑنے میں کچھ دقت نہیں ہوتی اسی طرح اقوام مخالف کے برباد کرنے میں تجھے مطلق تردد نہ ہوگا ۔ اب سلاطین ہوش سنبھالو ، اطاعت کرو حکام روئے زمین ۔ خشوع کے ساتھ خدا کی عبادت کرو اور سجدہ کرو با وقت ۔ چومو لڑکے کو خواہ محبوب کو مبادا ناراض ہو جائے تو گمراہ ہو جاؤ گے کیونکہ عنقریب اُس کا غضب بھڑکے گا مبارک وہی ہیں جو اُسی پر بھروسا رکھیں گا ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کی شان میں ہے لیکن چونکہ اُن کو سلطنت نہ تھی لہٰذا اُن پر منطبق نہیں اور ۱۲ آیت میں جو لفظ بیٹے کا وارد ہے تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں انہیں کے حق میں یہ زبور ہے مگر چونکہ خدا کے بیٹا ہونا نہیں اس لئے معنی مرقومہ بالا صحیح قرار پائے سوائے آنحضرت کے کسی پر منطبق نہیں
בַּר بر کے معنی بیٹے کے بھی ہیں اور محبوب کے بھی ۔

خاتمہ

چونکہ قصص اکثر قلوب پر اثر کرتے ہیں اور بسا اوقات موجب بصیرت ہوتے ہیں خصوصاً تذکرہ انبیا علیہم السلام کہ قرآن شریف و توریت میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ حکیم مطلق نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقصص القصص لعلھم یتفکرون سے اسی کی ہدایت کی ہو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو نظم قرآن میں احسن القصص سے تعبیر کیا ہو۔ نحن نقص علیک احسن القصص اس لئے یہ رسالہ باختصار تمام رقم ہوا تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں عظمت و محبت اس عالی جناب کی متمکن ہو اور بروز جزا میری نجات کی سند ہو اب ہم یہاں کچھ حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لکھتے ہیں کہ بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے جب حضرت ابراہیم جنگ نمرود سے فارغ ہوئے تو وحی آئی کہ ڈر مت میں تمھارا نگہبان ہوں تمھارا اجر بہت زیادہ ہے۔ اُس وقت حضرت ابراہیم نے خواہش اپنی وارث کی ظاہر کی اور یہ استدعا اُن کی قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ جو تمھاری کمر سے پیدا ہوگا وہ تمھارا وارث ہوگا۔ اسی کی حکایت سورۃ الصافات میں ہے رب ھب لی من الصالحین فبشرناہ بغلام حلیم یہ واقعہ پیدائش باب ۱۵ میں گزرا اور باب ۱۶ کے اول سے حضرت اسمٰعیل کی پیدائش کا ذکر ہے۔ آخر باب میں مرقوم ہے کہ جب حضرت ابراہیم کا ۸۶ برس کا سن تھا اُس وقت حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے پھر ۱۷ باب میں ختنہ کا ذکر ہے جب حضرت ابراہیم ۹۹ برس کے تھے تو اپنا ختنہ کیا اور حضرت اسمٰعیل کا بھی ختنہ کیا جب ان کا سن تیرہ سال کا تھا اُس وقت خدا نے حضرت اسحٰق کی پیدائش کی بشارت دی ہے۔ یہاں سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جو کچھ خدا نے اب تک حضرت ابراہیم سے اُن کی اولاد کی نسبت کہا وہ حضرت اسمٰعیل سے متعلق ہوا اور بعد بشارت حضرت اسحٰق کے جو وعدہ ہے اُس میں سے کچھ خاص ہے حضرت اسحٰق کے ساتھ اور کچھ حضرت اسمٰعیل کے ساتھ جیسا سیاق کلام سے سمجھا جائے۔ دوم یہ کہ ختنہ حضرت اسمٰعیل کا ملک شام میں ہوا تھا کیونکہ اُس کے بعد

سدوم و عمورا و قریات لوط کی بربادی کا ذکر ہے جو ملک شام میں ہے اُس وقت حضرت اسمٰعیل وہیں تھے بلکہ ملائکہ جو حضرت ابراہیم پاس یہ خبر لے گئے تھے اولاً اُن کو انسان سمجھ کے حضرت ابراہیم نے اُن کی دعوت کی تھی تو حضرت اسمٰعیل ہی کو بچھڑو ذبح کرنے دیا تھا اُن ملائکہ نے بھی حضرت اسحٰق کی بشارت دی۔ پھر ۲۱ باب میں جہاں حضرت اسحٰق کی پیدائش و ختنہ کا ذکر ہے وہاں مرقوم ہے کہ جب اسحٰق پیدا ہوئے اُس وقت سن حضرت ابراہیم کا سو برس تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق سے قریب چودہ برس کے بڑے تھے پھر دونوں بھائیوں میں دربارۂ میراث کچھ مباحثہ ہوا اُس وقت حضرت سارہ نے اُن کو نکالنے کو کہا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب معاملات ملک شام میں جہاں حضرت اسحٰق تھے واقع ہوئے اور مباحثہ میراث تمیز سے ہوتا ہے تو اقل درجہ یہ ہے کہ اُس وقت عمر حضرت اسحٰق کی دس برس رہی ہوگی تو عمر حضرت اسمٰعیل کی چوبیس برس کی ہوگی توریت کے بیان سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنا ختنہ کیا اُس وقت ۹۹ برس کا سن اُن کا تھا اور صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ حدیث مروی ہے اختتن ابراهیم النبی وهو ابن ثمانین سنة بالقدوم (ترجمہ) ختنہ کیا ابراہیم پیغمبر جب وہ اسی برس کے تھے تیشے سے) یہ حدیث مرفوع ہے اور موطا میں حدیث موقوف انہیں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اُس وقت سن حضرت ابراہیم کا ایک سو بیس برس تھا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث صحیح مسلم کی توثیق کی اور حدیث موطا کو لکھا کہ یہ متاول ہے یا مردود میرے نزدیک یہ دونوں حدیثیں بمخالفت کلام الٰہی بحکم اذا تعارضا تساقطا لائق اعتبار نہیں پیغمبر خدا نے ایسا نہ فرمایا ہوگا اور یہ کیا معلوم ہے کہ آپ نے بوحی فرمایا یا کس طرح۔ قاضی عیاض نے کہا ہے عصمت انبیاء صرف تبلیغ احکام میں ضرور ہے اور یہی قول علامہ سیوطی کا بھی ہے تو جب انبیاء کی نسبت یہ مساحت ہے تو صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے امکان خطا میں کیا گفتگو ہے۔ بیانات گزشتہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو مکہ معظمہ پہونچایا وہ شیرخوار نہ تھے۔ اب ہم یہاں آیت قرآن کو نقل کرتے ہیں جو سورۃ الصافات میں نازل ہے۔ فلما بلغ معه السعی

قال یابنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تریٰ قال یاابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (ترجمہ) پھر جب پہونچا اُس کے ساتھ کام کرسکنے کو کہا اے بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو کیا کہتا ہے کہا اے باپ بجالا حکم کو کہ انشاء اللہ مجھے صابر پائے گا ؛ اس سے ظاہر ہے کہ بوقت قربانی حضرت اسمٰعیل صاحب تھے اب بحث یہ ہے کہ قربانی اُن کی کہاں ہوئی تھی مکہ میں یا بیت المقدس میں اگر یہ ماجرا بیت المقدس کا ہو تو ظاہر ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل مع ہاجرہ مکہ معظمہ گئے تو شیرخوار نہ تھے اور اگر یہ ماجرا مکہ معظمہ کا ہو جیسا مشہور ہے اور صحیح بھی معلوم ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اُس کبش کے سینگ تا ہنگامہ عبد اللہ ابن زبیر مکہ میں تھے اُس وقت سوختہ ہوگئے اور یہ کہتے کہ یہ خواب حضرت ابراہیم نے پہلے دیکھا تو متفکر ہوئے کہ تعبیر اس کی کیا ہے شاید یہ رویا تشبیہی ہو۔ دوسرے دن پھر دیکھا تو پہچانا کہ یہ امر ضروری ہے۔ تیسرے دن ارادہ نحر کیا۔ اس لئے ایام ثلثہ یوم الترویہ و یوم عرفہ و یوم النحر سے مشہور ہیں۔ یہ بھی قرینہ ہے کہ یہ ماجرا مکہ کا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت اسمٰعیل جب مکہ پہونچائے گئے شیرخوار نہ تھے۔ چنانچہ آیت گزشتہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ اُس کا یہ ہے پھر جب پہونچے ابراہیم مع اسمٰعیل مقام سعی میں یعنی بین المیلین الاخضرین جو درمیان صفا و مروہ کے واقع ہے جہاں حجاج سعی کرتے ہیں) تو کہا ابراہیم نے اے بیٹا میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو کیا کہتا ہے تو کہا بابا جو حکم ہے سو کیجئے میں انشاء اللہ ثابت قدم رہوں گا + سعی کی معنی میں اختلاف ہو گیا جو مفسرین نے تجویز کیا وہ ہمارے خیال سے موافق نہیں قطع نظر کا کہ معنی تاویل سے خالی نہیں۔ بیضاوی نے بھی اُس کا ذکر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کعبہ اس وقت قائم و موجود تھی۔ ارکان حج بجا ادا ہوتے تھے۔ غالباً یہ خواب حضرت ابراہیم نے اثنائے راہ میں دیکھا ہوگا۔ اب کتاب پیدائش کی ۲۲ باب کے ۲ آیت سے نقل کرتے ہیں کہ وہی باعث مغالطہ ہے۔ [illegible]

[illegible]

את הילד תחת אחד השיחם: ו
תלך ותשב לה מנגד הרחק כמ
טחוי קשת כי אמרה אל-אראה במ
ות הילד ותשב מנגד ותשא א
ת-קלה ותבך: וישמע אלהי
ם את-קול הנער ויקרא מלאך
אלהים אל-הגר מן-השמ
ים ויאמר לה מה-לך הגר אל-ת
יראי כי-שמע אלהים את-קו
ל הנער והחזיקי את-ידך ב
ו כי-לגוי גדול אשימנו:
ויפקח אלהים את-עיניה ות
רא באר מים ותלך
ותמלא את-החמת מים ות
שק את-הנער:

وتحلوحا الرمن تحیت وتشلیخ اث ہیلد تحت احد ہسیحم و تیلیخ وتیشب لاہ منعید ہرحیق
کمطحوقیشت کی آمرال اریہ بموت ہیلد وتیشب مسعدو تسا اب قولاہ وتیبک وتیشمع
الوہیم اث قول ہنعرو یقرا ملخ الوہیم ال ہاجار من ہسامایم ویومرلاہ مہ لخ ہاجار ال تیری
کی شامع الوہیم اث قول ہنعر کاشر ہوشام ، قومی سئی اث ہنعرو ہحزیقی اث
یادیخ بو کی لگوی گادول اسیمنو ، ویفقح الوہیم اث عینیہا وترا بئر مایم وتیلیخ

وتمل اشہ ہحیت ام وتشق اث ہنعر (ترجمہ) جب پانی مشکیزہ کا ختم ہوگیا تو چھوڑ دیا ہاجرہ نے لڑکے کو ایک بڑے درخت کے پاس ۔ اور چلی گئی اور بیٹھی اس کے سامنے قریب ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر اس خیال سے کہ لڑکے کو مرتا نہ دیکھے پھر چلا کے رونے لگی ۔ پھر خدا نے اس جوان کی دعا قبول کی اور پکارا خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ کو آسمان سے اور کہا اس سے کیا ہے ہاجرہ مت ڈر خدا نے اس جوان کی دعا قبول کی ۔ اٹھ اس جوان کو اٹھا اور اپنا ہاتھ اس کے ساتھ مضبوط کر کہ اسے ہم بڑی قوم کریں گے ۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھول دیں تو کنواں نظر پڑا پھر تو جا کے مشکیزہ بھر لیا اور جوان کو پلایا ۔) اس ترجمہ میں ہم نے تین لفظوں کا مشہور کے خلاف کیا ہے جو پہلا لفظ ותשלך تشلیخ اس کے مشہور معنی ہیں پھینک دیا جس سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت اسمعیل چھوٹے ہاجرہ کی گود میں تھے انھوں نے پھینک دیا ۔ چونکہ یہ واقع کے خلاف تھا اس لئے ہم نے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا کیا کیونکہ یہ معنی بھی آئے ہیں ۔ [illegible] یعنی خدا پر چھوڑ دیا ۔ دوسرا لفظ [illegible] قول ہے جس کے مشہور معنی ہیں اس کے آواز ہیں اور ہم نے اس کا ترجمہ دعا کیا ہے ۔ ایسا ہی ربی اشی نے بھی تفسیر کی ہے ۔ تیسرا لفظ הילד نعر ہے اس کا ترجمہ ہم نے جوان کیا ہے اور یہ اسی معنی کا کثیر الاستعمال ہے اور ترجمہ مشہور اس کا لڑکا ہے ۔ اس معنی میں بھی یہ لفظ آئے ہیں لیکن الفاظ مذکورہ کے ایسے ترجمے سے لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت اسمعیل شیر خوار تھے ۔ لیکن ہمارے ترجمے سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے اور اسی بنا پر قول ابن عباس کا ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے جس کو ہم نے شروع کتاب میں ذکر کیا ہے ۔ پس حقیقت الحال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجرہ و اسمعیل کو مقام صفا و مروہ تک پہنچا کے مکہ قربان کر کے شام کو لوٹ گئے اس کے بعد پانی جو مشکیزہ میں تھا ختم ہو گیا ۔ اس وقت گو مسجد کعبہ قائم تھی لیکن وہاں آبادی نہ تھی ۔ قبیلہ جرہم وغیرہ اطراف کے پہاڑوں میں رہتا تھا ایام حج میں لوگ جمع ہو جاتے تھے جو حال اب منا کا ہے یہی حال تھا اور جب لوگ اپنے مقام پر چلے جاتے تھے تو زمزم کو بند کر دیتے تھے ۔ اس لئے ہاجرہ کو پانی نہیں ملتا تھا پھر جب فرشتہ نے پانی تک پہنچا دیا تو تکلیف رفع ہوئی ۔ مسعودی نے اپنی

تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کا سن اُس وقت سولہ برس کا تھا قال اللہ تعالیٰ اِذْ قَالَ
اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۝ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۝ وَمَنْ
عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ
غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۝ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ
اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

(ترجمہ) یاد کر جبکہ ابراہیم نے اے میرے مالک اس شہر کو جائے امن کر اور بچا مجھ کو اور میرے لڑکوں کو
بت پرستی سے۔ اے مولا اُن بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میری اتباع کرے وہ میرا ہے
اور جو نافرمانی کرے تو تو ضرور رحیم ہے۔ اے میرے مالک میں نے بسائی اپنی اولاد بے کھیتی وادی میں تیرے
محترم گھر کے پاس تاکہ نماز پڑھا کریں تو لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف مائل کر اور اُن کو میوے کھلا کر وہ شکر کریں۔

واضح ہو کہ آیت نمبر ایک اولاد اسحٰق کے حق میں ہے ھذا البلد اُس پر قرینہ ہے کیونکہ جہاں
حضرت ابراہیم و اسحٰق کی سکونت تھی وہ مقام بیرحاصل تھا کہ مشعر ہیں اُس وقت آبادی تھی
اُس پر اطلاق بلد بے محل ہے۔ دوسری جگہ کہا ہے رب اجعل ھذا بلدًا آمنًا یہ مکہ کی تم
نا ہے کیونکہ وہ اُس وقت آباد نہ تھا۔ لہذا اُس کے آبادی کی بھی دعا کی ہے۔ ملک شام میں
چند مقام تھے جہاں خون ریزی حرام تھی۔ اُن میں سے بیت المقدس بھی ہے اور آیت نمبر ۲ میں
اُن روحانیات کی طرف اشارہ جن کی پرستش شائع تھی۔ اصنام سے وہی شیاطین مراد ہیں
آیت نمبر ۳ میں دعا ہے اولاد اسمٰعیل اور خود اسمٰعیل کے حق میں پس عند بیتک المحرم
صاف دلالت کرتا ہے کہ اُس وقت مسجد کعبہ تیار تھی جہاں حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل ٹھہرائے گئے اور
غرض یہی لیقیموا الصلوٰۃ سے مصرح ہے۔ بعض روایات حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم
ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ میں پہنچا کے معاودت کی تو جب ثنیہ کے پاس پہونچے تو آیت نمبر ۳
گزشتہ پڑھی بیضاوی میں لکھا ہے کہ اس کو بیت العتیق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ صدمۂ

طوفان سے محفوظ رہا۔ علاوہ بریں ہابیل قابیل کے قصہ سے جو توراۃ و قرآن میں یکساں مذکور ہے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم پر قربانی فرض تھی اور اُس وقت سے تا زمانہ موسیٰ علیہ السلام
ایک مذبح جو بمنزلہ مسجد ہوتا ہے بنائی تھی اور توراۃ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز بھی حضرت
آدم علیہ السلام پر بعد پیدائش انوش اُن کے پوتے کے فرض ہوئی۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ
کہ حضرت آدم نے کوئی مسجد ادائے فرائض کے لئے بنائی ہوگی پھر جب قرآن میں وارد ہے کہ
إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ
تو اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ مسجد حضرت آدم کے وقت میں بنی کیونکہ اگر یہ مسجد حضرت ابراہیم
کے وقت میں بنی ہو پہلے سے نہ رہی ہو تو لازم ہو کہ یہ اول بیت نہ رہے کیونکہ قبل پیدائش
حضرت ابراہیم کے بت خانہ آزر موجود تھا جو اُن کا معبد تھا اور بموجب اصول اصنام پرستان
معابد مثل مساجد سب کے لئے ہوتے ہیں وہ بھی عام وضع للناس ہوتے ہیں اس لئے کعبہ اول
معابد نہ رہے گا۔ توراۃ کے اول میں ایک بڑے منارہ کا ذکر ہے وہ مندر تھا شمس کا گو
اُس میں رصد بھی کرتے تھے وہ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے پہلے تھا۔ اب میں ایک حدیث
صحیح نقل کرتا ہوں۔ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے بروز
فتح کو فرمایا ان ھذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السموات والارض فھو
حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیمۃ۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم سے
پہلے حرم تھا۔ اس کا کچھ بحث امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں کیا ہے۔ علاوہ بریں
توراۃ میں لکھا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی سے اُترے تو انھوں نے ایک مذبح بنایا
معبد اس وقت مذبح کہلاتا تھا۔ کیونکہ عام عبادت اُس زمانہ میں قربانی تھی اور اب چونکہ
عام عبادت نماز ہے اس لئے معبد کو مسجد کہتے ہیں تو اگر بنا کعبہ اس سے پہلے نہ ہو تو وہ
اول بیت نہ رہے۔ علاوہ بریں حام بن نوح کو توراۃ میں لکھا ہے کہ وہ علیون کے معبود کے
امام تھے علیون عبرانی میں نام ہے حجاز کا عربی میں اُس کا نام عالیہ بھی ہے یہ ترجمہ علیون ہے۔

الغرض بہت علامات و دلائل سے ثابت ہے کہ یہ مسجد حضرت آدم کے وقت میں بنی اور جب وہاں مسجد بنی ہوگی تو کنواں بھی ضرور کھودا گیا۔ اس لئے زمزم بھی بہت قدیم ہے۔ علاوہ بریں عبداللہ ابن عباس سے حدیث مرفوع مروی ہے۔ نزل الحجر الاسود من الجنة اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ پتھر احجار جنت سے ہے تو غالباً سے حضرت آدم مسجد میں لگانے کے لئے لائے ہونگے۔ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ علماء نے بیان کیا کہ کعبہ پانچ مرتبہ بنایا گیا۔ پہلی ملائکہ نے بنایا یہ حضرت آدم کے وقت میں ہوا ہوگا۔ اور بناء ابراہیمی کو اس کے بعد لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اب یہاں ہم وہ حدیث مناسب مقام نقل کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں مروی ہے۔ قال ابن عباس اول ما اتخذ النساء المنطق من قبل ام اسمعیل اتخذت منطقا لتعفی اثرھا وتحوه علی سارة ثم جاء بھا ابراھیم وبابنها اسمعیل وھی ترضعه حتی وضعھما عند دوحة فوق زمزم فی اعلی المسجد ولیس بمکة یومئذ احد ولیس بها ماء فوضعھما ھنالك ووضع عندھما جرابا فیه تمر وسقاء فیه ماء ثم قفی ابراھیم منطلقا فتبعته ام اسمعیل فقالت له یا ابراھیم این تذھب وتترکنا بهذا الوادی لیس فیه انس ولا شیء فقالت له ذلك مرارا وجعل لا یلتفت الیها فقالت له الله الذی امرك بهذا قال نعم قالت اذا لا یضیعنا ثم رجعت فانطلق ابراھیم اذا كان عند الثنیة حیث لا یرونه استقبل بوجهه البیت ثم دعا بهولاء الكلمات ورفع یدیه فقال رب انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم حتی بلغ یشکرون وجعلت ام اسمعیل ترضع اسمعیل وتشرب من ذلك الماء حتی اذا القل عطشت وعطش ابنها وجعلت تنظر الیه یتلوی فانطلقت کراھیة ان تنظر الیه فوجدت الصفا اقرب جبل فی الارض یلیها فقامت علیه ثم استقبلت الوادی تنظر هل تری احدا فلم تر احدا فهبطت من الصفا

حتى اذا بلغت الوادی رفعت طرف درعها ثم سعت سعی الانسان المجهود حتى جاوزت الوادی ثم اتت المروة فقامت عليها ونظرت هل ترى احدا فلم ترى احدا ففعلت ذلك سبع مرات قال ابن عباس قال النبی صلعم فذلك سعی الناس بينهما فلما اشرفت على المروة سمعت صوتا فقالت له ثم تسمعت فسمعت ايضا فقالت قد اسمعت ان كان عندك غواث فاذا هی بالملك عند موضع زمزم فبحث بعقبه حتى ظهر الماء فجعلت تحوضه وتقول بيدها هكذا وجعلت تغرف من الماء فی سقائها وهو يفور بعد ما تغرف قال ابن عباس قال النبی صلعم يرحم الله ام اسمعيل لو تركت زمزم لكانت زمزم عينا معينا قال فشربت وارضعت ولدها فقال لها الملك لا تخافوا الضيعة فان ههنا بيت الله يبنی هذا الغلام وابوه وان الله لا يضيع اهله وكان البيت الحرام مرتفعا من الارض كالرابية۔ (الحديث) (ترجمہ) کہا ابن عباسؓ نے عورتوں نے پٹکا اوڑھنا ام اسمٰعیل سے سیکھا اُس نے پٹکا بنایا اپنے قدم کے نشان مٹانے کے لئے پھر حاجرہ کو پھر لائے اُسے ابراہیم مع اُس کے لڑکے اسمٰعیل کے اور وہ اُسے دودھ پلاتی تھی یہاں تک کہ اُتارا اُن کو ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم پر اوپر مسجد میں اور مکہ میں اُن دنوں کوئی نہ تھا اور نہ پانی تھا وہیں اُن دونوں کو آ اُتارا اور رکھ دیا اُن کے پاس ایک تھیلا جس میں خرما تھا اور ایک مشکیزہ پانی پھر لوٹے ابراہیم تو پیچھے لگی اُن کے ام اسماعیل اور کہا اے ابراہیم کہاں جاتا ہے اور چھوڑتا ہے اس میدان میں نہ جہاں آدمی ہے نہ کوئی چیز۔ یہ بات کئی مرتبہ کہی پر ابراہیم کچھ التفات نہ کرتے تھے تو اُس نے کہا کیا اللہ نے تجھے ایسا فرمایا ہے کہا ہاں۔ تو اُس نے کہا وہ ہم کو نہ ضائع کرے گا اور لوٹی۔ تب روانہ ہوئے ابراہیم یہاں تک کہ پہنچے ثنیہ کے پاس (ثنیہ اعلاے مکہ کا نام ہے جسے کداء کہتے ہیں وہاں مقبرہ اہل مکہ کا ہے اُسی کو حجون کہتے ہیں) جہاں سے اُسے وہ دیکھتے نہ تھے متوجہ ہوئے کعبہ کی طرف اور ہاتھ اُٹھا کے یہ دعا کی۔ اے میرے مالک میں نے بسایا اپنی بعض اولاد کو وادی غیر ذی زرع میں (وادی غیر ذی زرع ایسی زمین ہے

جس میں پیدا وار نہ ہو، تیرے پاک گھر کے پاس۔ بشکر و ان تک ام اسماعیل اسماعیل کو دودھ پلاتی تھی اور اس پانی سے پانی پیتی تھی جب پانی ختم ہو گیا تو پیاسی ہوئی اور اس کا لڑکا بھی پیاسا ہوا۔ آپ دیکھتی تھی کہ تلملاتا تھا تو وہاں سے چل دی کہ دیکھا اُسے دیکھنا جبر تھا تو کوہ صفا کو قریب پایا اس پر جا کھڑی ہوئی اور وادی کی طرف تکنے لگی کہ شاید کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ آیا تو صفا سے اتری پھر جب وادی میں پہونچی تو اس کو تک کے تیز چل جہاں تک کہ وادی سے بڑھ کر مروہ تک پہونچی تو اس پر کھڑی ہوئی اور تکنے لگی کہ کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ ایسا ہی سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ وہی سعی ہے جو لوگ صفا و مروہ میں کرتے ہیں۔ پھر جب چڑھ گئی مروہ پر تو ایک آواز سنی تو کہا رہو تو پھر خوب سنا تو پھر بھی سنا تو کہا کہ کچھ مدد کر تو یکایک فرشتہ موضع زمزم کے پاس تھا تو کھودا اس نے ایڑی سے یہاں تک پانی ظاہر ہوا تو ہاجرہ اسے گھیرنے لگی اور چلو چلو مشکیزہ میں بھرنے لگی اور پانی بڑھتا جاتا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ رحم کرے خدا ام اسمٰعیل پر اگر چھوڑ دیتی زمزم کو تو وہ جاری چشمہ ہو جاتا تو ہاجرہ نے پیا اور لڑکے کو دودھ پلایا۔ تب کہا فرشتہ نے تم لوگ ہلاکت کو مت ڈرو یہاں خدا کا گھر ہو جسے یہ لڑکا اور اس کا باپ بنائے گا اور خدا وہاں کے لوگوں کو ضائع نہ کرے گا اور تھا بیت حرام زمین سے اونچا ٹیلے کی طرح (خ)۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو لے گئے تو مسجد کی تھی لیکن اس وقت وہاں آبادی تھی نہ لوگ حج کر کے چلے گئے تھے اور حضرت اسمٰعیل شیر خوار نہ تھے کیونکہ غلام کا اطلاق شیر خوار پر ثابت نہیں ہوتا لیکن جو کچھ خلاف ہے وہ یہ ہے کہ دودھ پلانے کا لفظ اس میں ہے لیکن اگر رضاعت سے مراد مطلق پلانا ہو تو معنی درست ہو جائیں گے اگرچہ یہ تاویل بعید ہے یا لفظ رضاعت غلط راوی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حدیث دوم:

حدیث ابوذر سے مروی ہے فرمایا ابوذر نے قلت یا رسول ای مسجد وضع فی الارض اولاً قال المسجد الحرام قال قلت ثم ای قال المسجد الاقصی قلت یا رسول اللہ کم بینھما قال اربعون سنۃ (ترجمہ) ابوذر نے کہا میں نے کہا اے رسول اللہ کون مسجد پہلے دنیا میں قائم ہوئی کہا مسجد حرام (یعنی کعبہ) کہا ابوذر نے میں نے کہا پھر کون کہا مسجد اقصیٰ

(یعنی بیت المقدس) کہا میں نے اے رسول اللہ اُن میں کیا تفاوت ہے کہا چالیس برس (ابن ہشام نے کتاب المبتدا میں لکھا ہے جب آدمؑ نے مسجد کعبہ بنالی تو اُن کو حکم ہوا بیت المقدس جانے کا اور وہاں مسجد بنانے کا تو اُنھوں نے تعمیل حکم کیا۔ فافہم۔ یہاں ہم کو ایک بحث اور بھی کرنا ہے کہ قربانی حضرت اسمٰعیل کی ہوئی یا حضرت اسحٰق کی۔ یہودی کہتے ہیں کہ حضرت اسحٰق کی قربانی کا حکم ہوا تھا چنانچہ بموجب حکم الٰہی حضرت ابراہیم اُن کو کوہ موریا پر قربانی کے واسطے لے گئے پھر جب حکم آگیا تو بعوض اُن کے بکرے ہی کو قربان کیا۔ یہ قصہ تورات میں بتصریح مذکور ہے نام بھی اسحٰق مسطور ہے اور قرآن میں نہیں ہے لیکن سیاق کلام دلالت کرتا ہے کہ مراد اسمٰعیل ہیں۔ چنانچہ اکثر مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے لیکن بعض بعض کہتے ہیں کہ وہاں مراد اسحٰق ہیں میرے نزدیک یہ ماجرا دونوں صاحبوں کے ساتھ گزرا۔ پہلے یہ واقعہ حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ بذریعہ خواب کے پیش آیا پھر بعد اُس کے حکم صریح بنسبت اسحٰقؑ کے آیا۔ چونکہ تورات حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تو اُن کے مورث کا واقعہ اُس میں بیان ہوا اور قرآن میں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر نازل ہوا اُس میں واقعہ اسمٰعیل کا نزول ہوا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا انا ابن الذبیحین مراد اُس سے حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ آپ کے والد ماجد کی ذبیحی منصوص نہیں بعض روایات میں اسحٰق ذبیح اللہ بھی آیا ہے۔ اب ہم رجوع کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کے قصہ کی طرف جسے چھوڑ آئے ہیں۔ تورات باب پندرہ آیت پانچ میں لکھا ہے:

וַיּוֹצֵא אֹתוֹ הַחוּצָה וַיֹּאמֶר הַבֶּט־נָא
הַשָּׁמַיְמָה וּסְפֹר הַכּוֹכָבִים
אִם־תּוּכַל לִסְפֹּר אֹתָם וַיֹּאמֶר
לוֹ כֹּה יִהְיֶה זַרְעֶךָ׃

ویوصی اوتو ہحوصا ولومر ہبطنا ہشامیما وسفور ہکوکابیم ام توکل لسپور اوتام ولومر لو کوہی ارعیخا (ترجمہ) پھر نکالا اُسے باہر اور کہا آسمان پر نظر ڈال اور تارے گن

شمار کرو اگر ان کو گن سکو۔ پھر کہا کہ اسی قدر تمہاری اولاد ہوگی)۔ ربی اسحٰق نے اس کی تفسیر میں
لکھا ہے کہ ظاہر معنی تو اس کے یہ ہیں کہ ابراہیم کو ان کے گھر سے باہر نکالا اور علما کبار اس کے
معنی یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم کو باہر نکالا کہ اوضاع فلکی کو دیکھ کے استنباط اپنی اولاد کا کریں یعنی
ان کو اوضاع فلکی کا علم عطا ہوا اور تیسرے معنی اس کے یہ لکھے ہیں کہ ان کو خصائص جسمانی سے
منسلخ کیا تاکہ تجرد تام ہو اشیاء ان پر آشکار ہو جائیں اس طرف اشارہ ہے کلام مجید میں
كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پر حسکم ہوا :

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دلو مرایلا وتقالی عجلا مثلثت وعسر سلت و ال مثلاس و تورو عو رال ؛
ولعیح لوات کل ایلہ و تبیرا او تام ساوح وتبلن الش تیر و نعراث رحیمو و اث
ہیسبو ر لو یا نثار و میرد ہار حیط عل بینارم و شیب او تام ابرام و ہی سمس
لا بو ورثرو حاتا فلا عل ابرام و ہمۃ اسا حشو خاکدو لا لو حلت علا و ۔

(ترجمہ) ابراہیم سے خدا نے کہا کہ میرے لئے تین بچھیاں اور تین بکرے اور تین بزکوہی اور
یعنی اُس کا بچہ۔ تب لیا ابراہیم نے یہ سب اور اُن کو چیر ڈالا ٹکڑوں کو ملا دیا لیکن چڑیوں کو نہیں چیرا۔
پھر اُن پر پچھلے گرنے لگے جسے ابراہیم اُڑاتے تھے۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو ابراہیم پر بہت نیند غالب
ہوئی اور ایک ہولناک تاریکی چھا گئی۔ (تفسیر) اس کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ ملک شام
ہم نے تمہاری اولاد کو دیا۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ کون ایسا عمل ہے جس سے اس کی امید ہے
تب اُن کو قربانی کا حکم ہوا کہ تین بچھیاں تین بکری تین بزکوہی اور کبوتر چارے سے ذبح کرو
یہ سب جانور شمار میں دس تھے۔ اس سے اشارہ تھا کہ اقوام عشرہ جو ملک شام میں رہتے تھے
سب کو مع اُس ملک کے تمہاری اولاد کو میں دوں گا۔ انہیں جانوروں کی شان کی پرستش وہ
کرتے تھے اقوام مذکورہ یہ تھیں جن کی حکومت اُس ملک میں تھی۔ قینی، قنیزی، قدمونی
حتی، پرزی، رفائیم، اموری، کنعانی، گرگاشی، یبوسی۔ قینی اولاد قابیل
سے تھے۔ قابیل کا نام عبرانی میں قین ہے۔ چنانچہ پیدائش باب پندرہ کی آیت اٹھارہ سے اکیس تک
اس کا بیان ہے۔ ان آیات میں رموز بھی ہیں یہود اپنی تفاسیر میں لکھتے ہیں کچھ ہم کو بھی بیان کرنا
مناسب ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں زمانہ بخت نصر کا بیان ہے چیل ایک جانور بے حد موذی
ہوتا ہے۔ بخت نصر بت پرست ظالم تھا اُس کے زمانہ تک بیت المقدس قائم تھا قربانی وہاں ہوتی تھی
اُسی کے زمانہ میں اُس مسجد کے اسباب لوٹے و جلائے گئے اور بنی اسرائیل اسیر ہو گئے اُن کا تمام
ملک بت پرستوں کے قبضہ میں آگیا۔ ستر برس تک بنی اسرائیل اسیری میں رہے اور اڑایا ابراہیم کا
اُڑانے سے مقصود یہ ہے کہ پھر بیت المقدس آباد ہوگا اور قربانی جاری ہوگی چنانچہ حضرت عزرا
کے زمانہ میں واقع ہوا حضرت اشعیا نے ۶۰ باب کی ۹ آیت سے اس کی تفسیر کر دی کہ

יִבְלוּ לְנוּ זָא שְׁנוֹת עוֹלָם בְּיָמִים נְבִי
יְשָׁנִי וְנַי עוֹד מְכְּלָּה־ם יְשָׁבָּם

כמוני: מגיד מראשית אחרי
ת — ומקדם אשר לא-נעשו
אמר עצתי תקום וכל
חפצי אעשה: קרא ממזרח
עיט מארץ מרחק איש עצ
תי אף-דברתי אף-אביאנה
יצרתי אף-אעשנה: שמעו
אלי אבירי לב הרחוקים מ
צדקה: קרבתי צדקתי לא ת
רחק ותשועתי לא תאחר
ונתתי בציון תשועה לישרא
ל תפארתי:

زخرو ریشونوت مولام کی انوخی ایل وایین عود الوہیم وافس کاموتی مگید مریسیت احریث ومقدم اشرلونعسوا ومیر عصاتی تاقوم وکل حصی اعسہ قوری ممزراح عیط مارص مرحاق ایش عصاتی اف دبرتی اف ابیانہ یاصرتی اف اعسنا شمعوا ایلای ابیری لیب ہرحوقیم معصداقا قیربتی صدقاتی لو ترحاق وتشوعاتی لو تاحر وناتی بصیون تشوعا لیسرائیل تفارتی ۔ (ترجمہ) یاد کرو ابتدا کے امور کو کہ میں ہی قوی ہوں اور دوسرا معبود نہیں اور نہ کوئی مجھ سا ہے ۔ پہلے ہی انتہا کی خبر دیتا ہوں اور جو چیزیں ہنوز کی نہیں گئیں پہلے ہی کہہ دیتا ہوں میری تجویز قائم رہتی ہے ۔ اپنے جملہ ارادات کو کرتا ہوں ۔ بلاؤں گا پورب سے چیل ۔ فاصلہ جیسے اپنی تجویز کا شخص جو کہا میں نے اب لاؤں گا جو تجویز کی میں نے اب کروں گا اسے ۔ سنو سخت دلو سنگدلو صداقت سے دورو ہمارا صدق قریب ہوا ہے توقف نہ ہوگا ۔ ہماری نجات میں تاخیر نہ ہوگا

کو بیت المقدس کو پھر آزاد دیں گے ہم اور بنی اسرائیل کو زینت دیں گے ہم) جو گیارہویں آیت گزشتہ میں بالاجمال مذکور تھا وہ یہاں بالتفصیل مذکور ہے۔ حضرت اشعیا و ارمیا وغیرہ بخت نصر کے زمانہ سے عزرا کے زمانہ تک کی خبر دیتے ہیں فقط ہو۔ اب ہم ۱۲ آیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ظاہر آیت تو یہی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم پر نیند غالب ہوئی یعنی جب کچھ رات باقی تھی اور اس وقت ایک ہولناک ظلمت چھا گئی۔ شمس سے جو اس آیت میں ہے مراد ذات بابرکات سرور کائنات ہے۔ چنانچہ دانیال کی کتاب سے ہم نے نقل کیا ہے کہ فرشتے نے آپ کے زمانہ کو صبح سے بیان کیا ہے۔ مقصود آیت یہ ہے کہ بسبب غفلت اولاد ابراہیم جب تمام دنیا میں ضلالت پھیل جائے گی پیغمبر آخر الزماں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابراہیم پر غلبۂ نوم سے مراد اُن کے اولاد کی غفلت ہے اور ظلمت سے مقصود ضلالت ہے یعنی قبل بعثت خاتم الانبیاء، اولاد ابراہیم اسمٰعیل کی ذریات ہوں یا اسحٰق کی سب میں غفلت کا استیلا رہوگا جس سے تمام ملک میں گمراہی پھیل جائے گی کیونکہ نبوت و ہدایت خاندان ابراہیم میں تھی جو قریب آپ کے ہو جو خواب دانیال میں گزرا۔ اس باب کے ۱۷ آیت میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ وہ یہ ہے

וַיְהִי הַשֶּׁמֶשׁ בָּאָה וַעֲלָטָה הָיָה
וְהִנֵּה תַנּוּר עָשָׁן וְלַפִּיד אֵשׁ
אֲשֶׁר עָבַר בֵּין הַגְּזָרִים הָאֵלֶּה׃

وہی ہشمش بانا وعلاطا ہایا وہنہ تنور عاشان ولپید ایش اشر عابر بین ہگزاریم ہالی۔ (ترجمہ) جب سورج طلوع کرے گا بوقت ظلمت تو تنور دخان اور شعلہ آتش گزرے گا ان کشتوں میں) اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جانوران کشتہ سے مراد اقوام بت پرست ہیں مقصود آیت یہ ہے کہ بوقت ضلالت و کمال جہالت جب خلیفۃ الزمان پیدا ہوگا تو حکم جہاد کفار کے لئے جاری ہوگا۔ "تنور دخان و شعلہ آتش" سے مقصود شمشیر براں و سنان و سہام ہیں اور نیز مقصود نور ایمان ہے یہ سب کچھ آنحضرت کے وقت میں پورا ہوا۔ آمین

ملک میں بت پرستی کا نام نہ رہا سب مسلمان ہو گئے اور جو یہود و نصاریٰ بھی مسلمان نہ ہوئے وہ بہت ذلیل تھے۔ واضح ہو کہ ۳ [illegible] ۱۲ یا صفت مشبہ ہے ماضی نہیں ہے اور واو جو اول آیت میں ہے زائد ہے اور دوسرا واو حالیہ ہے اور تیسرا عمل جزا میں یہاں سورج سے مقصود کوکب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے طلوع کے وقت ظلمت نہیں ہوتی تو بالضرور اس سے کوئی ہادی و رہنما مراد ہے حضرت موسیٰ تو مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ زمانہ بخت نصر تک کا حال اس آیت تک ختم ہو گیا اور حضرت موسیٰ اس سے پہلے تھے اور نیز ۱۳ آیت سے ۱۰ تک خاص بنی اسرائیل کا ذکر ہے جس میں حضرت موسیٰ و ہارون بھی ہیں۔ زمانہ موسیٰ سے تا زمان سلیمان علیہ السلام شریعت موسوی خوب جاری تھی اس پر اطلاق ظلمت نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعد سلیمان علیہ السلام کے ظلمت و ضلالت شروع ہوئی تو گو ظلمت چھا گئی تھی لیکن انبیاء ہوتے جاتے تھے جو شریعت موسوی کے موجب ہدایت کرتے تھے۔ حضرت عزیرا کے وقت میں گو بیت المقدس آباد ہوا لیکن قلوب بنی اسرائیل ان عیوب سے پاک نہ ہوئے جو منشاء غضب الٰہی تھے یہاں تک کہ زمانہ حضرت مسیح کا آیا مگر وہ صاحب شریعت نہ تھے لہٰذا اس شمس سے مقصود آنحضرت ہیں کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے اس گروہ حق پژوہ کا انتظار تھا

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علی نبیک خیر الخلق کلہم

جس طرح شمس سے عالم اجسام منور ہوتا ہے اسی طرح ذات سراسر خیر و برکات سے نفوس انسانی نورانی ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے شمس سے جو اس آیت میں کنایہ ہوا مناسب ہے علاوہ بریں حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ بوقت ولادت آپ کے ایسی روشنی ہوئی کہ ملک شام کی پہاڑیاں مجھے نظر پڑیں چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں دعا ہوں ابراہیم کی اور بشارت عیسیٰ کی اور جو دیکھا میری ماں نے اور دیکھنے سے مقصود وہ روشنی ہے جو حضرت آمنہ نے بوقت ولادت دیکھی تھی۔ اب ہم یہاں حضرت دنیال کی چند آیات ۱۲ باب کی نقل کرتے ہیں جو مناسب مقام ہیں۔

זַבְתִּי אֶת-בֵּיתִי נָטַשְׁתִּי אֶת-נַ
חֲלָתִי נָתַתִּי אֶת-יְדִדוּת נַפְשִׁי בְּכַף
אֹיְבֶיהָ: הָיְתָה-לִּי נַחֲלָתִי כְּאַרְיֵה
בַיַּעַר נָתְנָה עָלַי בְּקוֹלָהּ עַל-כֵּן שְׂ
נֵאתִיהָ: הַעַיִט צָבוּעַ נַחֲלָתִי לִי
הַעַיִט סָבִיב עָלֶיהָ לְכוּ אִסְפוּ כָּ
ל-חַיַּת הַשָּׂדֶה הֵתָיוּ לְאָכְלָה: רֹעִ
ים רַבִּים שִׁחֲתוּ כַרְמִי בֹּסְסוּ אֶת
-חֶלְקָתִי נָתְנוּ אֶת-חֶלְקַת חֶמְ
דָּתִי לְמִדְבַּר שְׁמָמָה: שָׂמָהּ לִשְׁמָמָה
אָבְלָה עָלַי שְׁמֵמָה נָשַׁמָּה כָּל-הָאָ
רֶץ כִּי אֵין אִישׁ שָׂם עַל-לֵב:
עַל-כָּל-שְׁפָיִם בַּמִּדְבָּר בָּאוּ שֹׁ
דְדִים כִּי חֶרֶב לַיהוָה אֹכְלָה מִ
קְצֵה-אֶרֶץ וְעַד-קְצֵה הָאָרֶץ
אֵין שָׁלוֹם לְכָל-בָּשָׂר: זָרְעוּ חִ
טִּים וְקֹצִים קָצָרוּ נֶחְלוּ לֹא יוֹ

עָלוּ וּבֹשׁוּ מִתְּבוּאֹתֵיכֶם
מֵחֲרוֹן אַף־יְהוָה׃ כֹּה אָמַר יְה
וָה עַל־כָּל־שְׁכֵנַי הָרָעִים הַ
נֹּגְעִים בַּנַּחֲלָה אֲשֶׁר־הִנְחַלְתִּי אֶת־עַ
מִּי אֶת־יִשְׂרָאֵל הִנְנִי נֹתְשָׁם מֵ
עַל אַדְמָתָם וְאֶת־בֵּית יְה
וּדָה אֶתּוֹשׁ מִתּוֹכָם׃
וְהָיָה אַחֲרֵי נָתְשִׁי אוֹתָם אָ
שׁוּב וְרִחַמְתִּים וַהֲשִׁבֹתִ
ים אִישׁ לְנַחֲלָתוֹ וְאִישׁ לְאַרְ
צוֹ׃ וְהָיָה אִם־לָמֹד יִלְמְדוּ
אֶת־דַּרְכֵי עַמִּי לְהִשָּׁבֵעַ בִּשְׁ
מִי חַי־יְהוָה כַּאֲשֶׁר לִמְּדוּ אֶ
ת־עַמִּי לְהִשָּׁבֵעַ בַּבַּעַל וְנִבְנוּ
בְּתוֹךְ עַמִּי׃ וְאִם לֹא יִשְׁמָעוּ
וְנָתַשְׁתִּי אֶת־הַגּוֹי הַהוּא נָתוֹשׁ
וְאַבֵּד נְאֻם יְהוָה׃

عازبتی اث بیتی ناطشتی اث نحلاتی ناتی اث یدودث نفشی بحف اویبیہا ۔ ہایثا لی نحلاتی کاریہ بیعر ناثا عالای بقولاہ عل کین سنیثیہا ۔ ہعیط صابوع نحلاتی لی ہعیط سابیب عالیہا لحو اسفو کل حیث ہسادہ ہیثایو لاخلاہ ۔ روعیم ربیم شحیثو کرمی بوسو اث حلقاثی ناثنو اث حلقث حمداثی لمدبر شمامہ ۔ ساماہ لشماما ابلاہ عالای شمیماہ ناشماہ کل ہاآرص کی این ایش سام عل لیب عل کل شفائیم بمدبار باؤ شودودیم کی حیرب لیہواہ اوخلاہ مقصہ ارص وعد قصہ ہاارص این شالوم لکل باسار ۔ زارعو حطیم وقوصیم قاصارو نحلو لو یوعیلو وبوشو متبواثیحم محرون اف یہواہ ۔ کوہ امر یہواہ عل کل شخینی ہارعیم ہنوغعیم بنحلاہ اشر ہنحلتی اث عمی اث یسرائیل ہینی نوتشام میعل ادماثام واث بیث یہوداہ اتوش متوحام ۔ وہایاہ احری نوتشی اوثام اشوب ورحمتیم وہشیبوثیم ایش لنحلاثو وایش لارصو ۔ وہایاہ ام لامود یلمدو اث درکی عمی لہشابیع بشمی حی یہواہ کاشر لمدو اث عمی لہشابیع بباعل ونبنو بثوح عمی ۔ وام لو یشماعو ونتشتی اث ہگوی ہہوا ناثوش وابید نام یہواہ ۔

(ترجمہ) چھوڑ دیا ہم نے اپنا گھر اپنی میراث پریشان کر دیا ہم نے اپنی عزیز جان کو دشمن کے قبضہ میں دے دیا ہم نے ۔ تفسیر اپنے گھر سے مقصود بیت المقدس ہے اور میراث اور عزیز جان سے بنی اسرائیل یہ پیشین گوئی بھی فتنہ بخت نصر کی ہے جس میں بیت المقدس خراب ہوا ۔ بنی اسرائیل کچھ گھر چھوڑ کے بھاگ گئے تھے کچھ اسیر ہو کے بابل گئے ۔ ہماری میراث ہمارے لیے جنگلی شیر ہوئے ۔ ہمارے اوپر تڑاپی اس لیے آن سے ہم کو تنفر ہوا ۔ تفسیر یوجہ نافرمانی کے بنی اسرائیل ہماری نظر میں خوار ہوئے یہ مقدمین قوم چونکہ خدا پرست تھی اس لیے خدا آن کو اپنی میراث کہتا ہے یہ نہایت فضیلت کا کلمہ ہے ۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ

(ترجمہ) ہماری میراث سیج منزس پر چیلیں ہر طرف جیسا ہو جیسے جنگلی جانور کھانے کے لئے) تفسیر جانور سے مقصود بخت نصر ہے اور جانور اُس کی سپاہ۔ یہ وہی چیلیں ہیں جو حضرت ابراہیم قربان پر سے اُڑاتے تھے۔ (بادشاہان کثیر نے ہمارے بستان کو برباد کیا ہمارے کھیت کو روند ڈالا ہماری مطبوع مزرع کو ویران بیابان کر دیا) تفسیر چرواہوں سے سلاطین بنی اسرائیل اور کاہنان اور جھوٹے انبیاء جو قوم کو گمراہ کیے تھے مقصود ہیں۔ مضمون گذشتہ کی تصریح و تفصیل ہے (اُس کو ویران کر دیا ویرانہ ہمارے پاس ماتم کرتے ہیں یہ تمام خطہ برباد ہو جائے گا کیونکہ کسی نے اپنا دل نہ سنبھالا) تفسیر یہاں تک فتنہ بخت نصر سے متعلق ہے (میدان کے سب سرکے پہاڑوں پر ہلاک کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ خدا کی شمشیر اس زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک مستولی ہو گی کسی کے لئے خیریت نہ ہو گی) تفسیر شفی عبرانی میں ایسے پہاڑ کو کہتے ہیں جو روئیدگی سے خالی ہو جیسے جبال عرب یہ خبر ہے زمانہ اسلام کی یعنی بعد زمانہ بخت نصر عربستان کے پہاڑوں پر سواران اسلام مستعد ہوں گے اُس وقت کا پتا دیتا ہے کہ جب خدا کی تلوار اہل ارض کو صاف کرے گی۔ خدا کی تلوار سے مقصود جہاد ہے کیونکہ یہ جنگ محض خدا کے واسطے ہوتی ہے اور نیز خالد ابن ولید کا لقب تھا سیف اللہ جن کے ہاتھ سے ملک شام اور اکثر بلاد فتح ہوئے تھے اور اصل سیف اللہ آنحضرت تھے جیسا کہ کعب بن زہیر کے قصیدہ میں ہے

شعر

ان الرسول لسیف یستضاء بہ — مہند من سیوف اللہ مسلول

(گیہوں بوئیں گے اور کانٹے کاٹیں گے کانٹا درد کریں گے لیکن نفع نہ ہو گا اور شرمندہ ہوں گے اپنے حاصل یعنی پیداوار سے خدا کے غضب سے) یہ بنی اسرائیل کا حال ہے زمانہ اسلام میں۔ آیات گذشتہ سے بخت نصر کے زمانہ سے تا عہد اسلام کا حال مذکور ہو چکا اس کے بعد جو کچھ مسطور ہے اسی کی تاکید ہے (خدا نے یوں فرمایا اُن برے ملکان کی نسبت جنہوں نے قبضہ کر لیا بنی اسرائیل کی میراث پر اب ہم اُن کو پریشان کریں گے اُن کی سرزمین سے خصوصاً خاندان یہودا کو اُن کے درمیان سے پریشان کر دیں گے) اس خبر کا وقوع

بخت نصر کے وقت میں ہوا (پھر اُن کی پریشانی کے بعد پھیریں گے ہم اور اُن پہ دم کریں گے اور پھیر لو اُن کی میراث پہ لوٹائیں گے) یہ حضرت عزرا کے وقت میں پیدا ہوا کہ بیت المقدس آباد ہوا اور بنی اسرائیل جو جابجا منتشر ہو گئے تھے پھر وہاں جا بسے (پھر اگر ہماری قوم کا چال چلن سیکھیں گے یعنی صرف خدا پر بھروسا کرنا نہ جیسا کہ بت پرستی سیکھ لی ہو تو وہ ہماری قوم کے درمیان آباد ہوں گے ۰ اور اگر ایمان نہ لائیں گے تو اس قوم کو خوب پریشان کر دیں گے ہم اور مٹا دیں گے یہ خدا کا حکم ہے تفسیر ۱۶ د ۱۷ آیت میں وعدہ الٰہی ہے اُن سے کہ اگر وہ ہماری قوم کا چال چلن سیکھیں گے تو ہماری قوم میں آباد ہوں گے اور نہیں تو پھر ذلیل و خوار ہوں گے۔ ہماری قوم سے جو ان آیات میں مذکور ہے مسلمان مراد ہیں خدا کی قوم وہی ہے جو صرف خدا کی پرستش کرے توحید اُس کا ایمان ہو جیسا کہ پہلے یہود کا تھا۔ جادو سحر کے پیچھے نہ پھرے۔ نصاریٰ ہر چند کہ اپنے کو موحد کہتے ہیں لیکن عقیدۂ تثلیث اُس کے منافی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں حرام و حلال کا کچھ امتیاز نہیں ہے باوجودیکہ حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں تورات نہیں منسوخ کرتا عمل اُن کا اُس کے خلاف ہے اس وجہ سے وہ قوم خدا نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کے حق میں تمام قرآن میں جا بجا مصرح ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خدا کی قوم ہیں انہیں کے چال چلن سیکھنے کا حکم ہے مگر افسوس ہے کہ یہود اس پر خیال نہیں کرتے۔ فقط

شعر

كيف ترقى رقيك الانبياء
يا سماء ما طاولتها سماء

اللهم صل على سيدنا محمد وآله الأطهار وأصحابه الأخيار

فقط

۱۳/۱۰ اگست [illegible]